عجیب و غریب حکایات اور حیرت انگیز معلومات پر مشتمل کتاب نوادر القلیوبی کا اردو ترجمہ

نورانی حکایات

مترجم

علامہ مولانا محمد عبد الاحد قادری

مصنف

شیخ احمد بن احمد بن سلامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۰۶۹ھ

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

عجیب و غریب حکایات اور حیرت انگیز معلومات پر مشتمل کتاب نوادر القلیوبی کا اردو ترجمہ

نورانی حکایات

مصنف

شیخ احمد بن احمد بن سلامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۱۰۶۹ م

مترجم

علامہ مولانا محمد عبد الاحد قادری

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نام کتاب	ـــــــ	نوادر القلیوبی (نورانی حکایات)
مصنف	ـــــــ	شیخ احمد بن احمد بن سلامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۶۹ھ)
مترجم	ـــــــ	مولانا عبدالاحد قادری
باردوم	ـــــــ	1432ھ / 2011ء
کمپوزنگ	ـــــــ	محمد اشفاق منیر قادری
صفحات	ـــــــ	400
زیرنگرانی	ـــــــ	چوہدری محمد خلیل قادری
تحریک	ـــــــ	چوہدری محمد ممتاز احمد قادری
ناشر	ـــــــ	چوہدری عبدالمجید قادری
تعداد	ـــــــ	1100
قیمت	ـــــــ	250روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

حسن ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

مختصر تعارف مصنف

نام: شیخ احمد بن احمد بن سلامہ۔ کنیت ابوالعباس، لقب شہاب الدین ہے۔ اہل قلیوب سے تعلق رکھتے تھے اس لیے قلیوبی کہلاتے ہیں۔
شیخ بہترین فقیہ اور ادیب تھے اور اپنے ہمعصر علماء میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی متعدد تصنیف ہیں ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:
"تحفۃ الراغب" (یہ کتاب اہل بیت کے ذکر میں ہے۔) رسالہ مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس، اوراق لطیفہ، جامع صغیر سیوطی پر تعلیق، کتاب "البدیۃ من الضلالہ" وغیرہ۔

زیر نظر کتاب **"نوادر القلیوبی"** عربی کی مشہور تصنیف ہے۔ اس کتاب کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ شیخ کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس کتاب میں عجیب وغریب حکایات، لطائف وظرائف اور نہایت ہی دلچسپ واقعات اور حیرت انگیز معلومات اور روح پرور حکایات

ہیں جن کو پڑھ کر مسلمان کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہو جاتی ہے اور مسلمان اعمال صالحہ کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال: ۱۰۶۹ ہجری مطابق ۱۶۵۹ء میں ہوا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

یاد رہے اس کتاب میں کچھ ایسی حکایات شامل تھیں جو کہ ضروری نہ تھیں، اس لیے مترجم نے انہیں حذف کر کے مشہور اسلاف کی کتب مثلاً ''روض الریاحین، حکایات الصالحین، تذکرۃ الاولیاء اور جامع المعجزات'' سے نئی حکایات شامل کر دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو متلاشیان حق کیلئے شان منزل اور مترجم کیلئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد عبدالاحد قادری
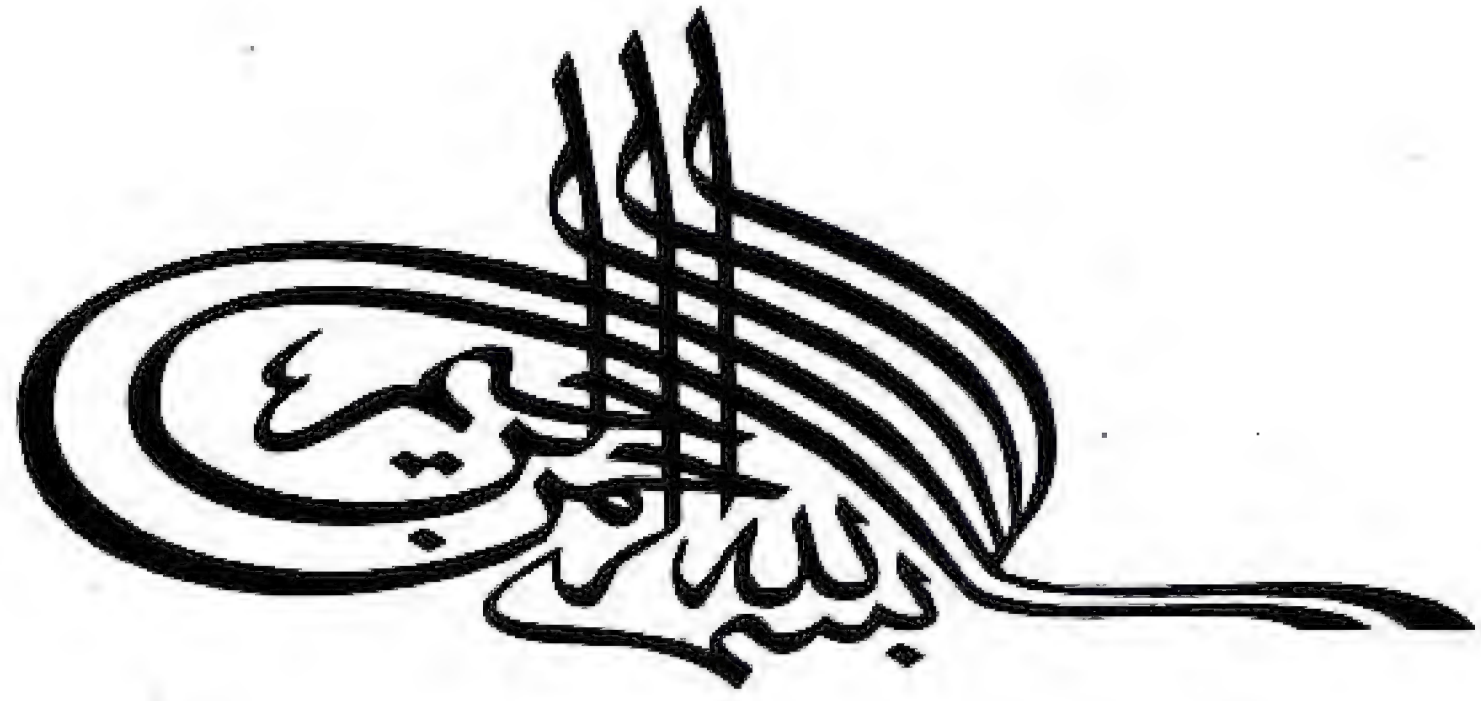
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃ و السَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ صَاحِبِہٖ اَجْمَعِیْن

اللہ کے عاشق کی عبادت اور وصال

ایک شخص نے ایک غلام خریدا، غلام نے مالک سے کہا: اے میرے آقا! میری آپ سے تین شرطیں ہیں: (۱) جب نماز کا وقت آجائے تو آپ مجھے نہیں روکیں گے، (۲) آپ مجھ سے دن کو خدمت لیں گے اور رات کو مجھے اپنی خدمت میں مشغول نہ رکھیں، (۳) اور میرے لیے ایک کمرہ مقرر کر دیجئے تاکہ میرے علاوہ اس میں کوئی دوسرا شخص داخل نہ ہو سکے۔ آقا نے یہ سب شرطیں منظور کر لیں۔ اس غلام نے مکان کا چکر لگایا اور ایک ویران کمرے کو پسند کیا۔ آقا نے کہا کہ تم نے یہ ویران کمرہ کیوں پسند کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے میرے سردار! کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ویران مقام اللہ تعالیٰ کے ذکر سے آباد ہو جاتا ہے چنانچہ وہ غلام رات کو اس کمرہ میں رہنے لگا۔ اتفاقاً اس کے آقا نے ایک رات شراب اور ناچ رنگ وغیرہ کی ایک مجلس قائم کی، جب آدھی رات ہوئی اور اس کے احباب منتشر ہو گئے تو مالک اٹھا اور گھر کا چکر لگایا، جب غلام کے حجرے کی چھت پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں نور کی ایک قندیل ہے جو اوپر سے نیچے کو لٹکی ہوئی ہے اور وہ غلام سجدے میں اپنے پروردگار سے مناجات اور دعا کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

الٰھی اوجبت علی خرمة مولای نهارً اولو لاہ مَا اشتغلت الا بخدمتک لیلی و نهاری فاعذرنی ربی

ترجمہ: اے میرے معبود تو نے دن میں مالک کی خدمت میرے ذمہ واجب کر دی ہے اگر میرے ذمہ یہ خدمت نہ ہوتی تو رات دن میں صرف تیری ہی خدمت میں مشغول رہتا۔ اے میرے رب تو مجھے معذور رکھ۔

مالک صبح تک اس منظر کا نظارہ کرتا رہا، اس کے بعد قندیل آسمان پر چلی گئی اور چھت بند ہوگئی۔ مالک نے اپنی بیوی سے یہ واقعہ بیان کیا۔ جب دوسری رات آئی تو مالک اور اس کی بیوی حجرے کی چھت پر پہنچے تو دیکھا کہ قندیل لٹکی ہوئی ہے اور غلام مناجات میں مشغول ہے۔ اگلے دن میاں بیوی نے غلام کو بلایا اور اس سے کہا کہ تو اللہ کیلئے آزاد ہے تاکہ تو اس ذات پاک کی عبادت کیلئے فارغ ہو جائے جس سے تو معذرت کرتا ہے اور ان دونوں نے غلام کو اس کی ان کرامتوں سے خبردار کیا جو انہوں نے گزشتہ رات دیکھی تھیں۔ غلام نے یہ سن کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا:

الٰھی کنت اسئلک ان لا تکشف ستری و ان لا تظھر حالی فاذا کشفتہٗ فاقبضنی الیک فخر میتا

ترجمہ: اے میرے معبود! میں نے تجھ سے دعا کی تھی کہ میرا راز اور پردہ نہ کھولنا اور میرا حال ظاہر نہ کرنا اب جبکہ تو نے اس کو فاش کر دیا ہے تو میری روح قبض کر کے اپنے پاس بلا لے۔

چنانچہ وہ مردہ ہوکر گر پڑا اور خالق حقیقی سے جا ملا۔ واقعی صالح عاشق اور طالب مولیٰ لوگوں کے حالات ایسے ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کی عبادت یا مخلوق کی

ایک عبادت گزار شخص نے نماز شروع کی جب وہ اس آیت ایاک نعبد (تجھی کو ہم پوجتے ہیں) پر پہنچا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ واقعی میں اللہ کی عبادت کر رہا ہے، تو آواز آئی کہ تو جھوٹا ہے تو تو صرف مخلوق کی عبادت کر رہا ہے۔ یہ سن کر اس نے توبہ کی اور لوگوں سے بالکل علیحدہ ہوگیا، اس کے بعد نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا جب

ایاک نعبد پر پہنچا تو پھر دل میں خیال آیا کہ اللہ کی عبادت کر رہا ہوں تو آواز آئی کہ تو جھوٹا ہے تو تو اپنی بیوی کی عبادت کرتا ہے۔ اس نے بیوی کو طلاق دے دی پھر نماز شروع کی جب ایاک نعبد تک پہنچا تو دل میں پھر خیال آیا کہ میں اللہ کی عبادت کر رہا ہوں تو آواز آئی کہ تو جھوٹا ہے تو تو اپنے مال کی عبادت کر رہا ہے۔ اس نے سب مال صدقہ کر دیا، اس کے بعد پھر نماز شروع کی جب ایاک نعبد تک پہنچا تو آواز آئی کہ تو جھوٹا ہے تو تو اپنے کپڑوں کی عبادت کر رہا ہے چنانچہ اس نے اپنے کپڑے بھی خیرات کر دیئے، (صرف بقدر ضرورت کپڑے رکھ لیے) پھر اس نے نماز شروع کی۔ جب ایاک نعبد پر پہنچا تو آواز آئی کہ اگر تو سچا ہے تو تو واقعی میری عبادت کر رہا ہے۔ **واللہ اعلم بالصواب**

نرالی عبادت

عصام بن یوسف بہرے حاتم کی مجلس میں آئے اور ان پر اعتراض کرنا چاہا چنانچہ عصام نے حاتم سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن (حاتم کی کنیت ہے) آپ نماز کیسے ادا کرتے ہیں۔ حاتم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں کھڑا ہوتا ہوں اور پہلے ظاہری وضو کرتا ہوں پھر باطنی وضو کرتا ہوں۔ عصام نے کہا کہ ان دونوں وضوؤں کی صورت کیا ہے؟ حاتم نے فرمایا: ظاہری وضو کی صورت یہ ہے کہ اعضائے وضو پانی سے دھوتا ہوں۔ باطنی وضو یہ ہے کہ اعضا کو سات چیزوں سے دھوتا ہوں: توبہ، ندامت، ترک دنیا، مخلوق کی تعریف، ریا، کینہ اور حسد کو دل سے دور کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں مسجد جاتا ہوں اور اعضا کو بچھاتا ہوں اور کعبہ کو دیکھتا ہوں۔ یعنی کعبہ میرے پیش نظر ہوتا ہے اور امید وبیم کی حالت میں کھڑا ہوتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھتا ہے اور میرے دائیں طرف جنت اور بائیں طرف دوزخ ہوتی ہے۔ ملک الموت میرے پیچھے ہوتے ہیں اور میں خیال کرتا ہوں کہ گویا میرے قدم

پل صراط پر ہیں اور پھر یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ نماز میری آخری نماز ہے پھر نیت کرتا ہوں اور خشوع وخضوع کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور قرآن کے معانی میں تفکر اور غور کر کے پڑھتا ہوں اور عجز وانکسار کے ساتھ رکوع اور گریہ وزاری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ اللہ کی رحمت کی امید پر تشہد پڑھتا ہوں اور اخلاص کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں۔

عصام بن یوسف نے پوچھا کہ اس طرح کی عبادت کب سے کر رہے ہو؟ تو حضرت حاتم نے کہا کہ تیس (۳۰) سال سے میں اسی طرح نماز ادا کر رہا ہوں۔ یہ سن کر عصام زار وقطار روئے اور کہا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ آپ کے علاوہ دوسرا اس پر قادر نہیں ہو سکتا۔

شیطان کی فریب کاری سے بادشاہ واصل جہنم

ایک نوجوان بادشاہ بنا اور شاہی تخت پر بیٹھا اور بہت بڑی سلطنت کا مالک بن گیا مگر اس نے سلطنت میں کوئی لذت نہ پائی، اس نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کہ کیا لوگوں کی اس بارے میں میرے جیسی حالت ہوتی ہے؟ مصاحبین نے عرض کیا: نہیں اور لوگ راہ راست پر قائم اور ثابت تھے۔

بادشاہ نے ان سے کہا کہ کون سی ایسی چیز ہے جو سلطنت کو میرے لیے قائم اور ثابت کر سکتی ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کیلئے علماء اس کو قائم اور ثابت کریں گے چنانچہ بادشاہ نے اپنے شہر کے علماء اور نیک لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا کہ آپ لوگ میرے ساتھ رہیں اور مجھ سے جو بات اطاعت الٰہی کی دیکھو اس کا مجھے حکم دو اور جو بات گناہ کی دیکھو اس سے مجھے منع کرو۔ تو علماء وصلحاء نے ایسا ہی کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی سلطنت چار سو برس تک قائم رہی۔

اس کے بعد ابلیس لعین بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ابلیس ہوں لیکن تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو؟ بادشاہ نے کہا کہ میں اولاد آدم میں سے ایک شخص ہوں۔ ابلیس نے کہا کہ اگر تم اولاد آدم میں سے ہوتے تو اوروں کی طرح کب کے مر چکے ہوتے تم تو معبود ہو اور عبادت کے لائق ہو۔

اس لیے لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دو۔ ابلیس کے فریب سے بادشاہ کے دل میں یہ بات اثر کر گئی چنانچہ وہ منبر پر چڑھا اور کہا کہ اے لوگو! میں تم سے ایک بات پوشیدہ رکھتا تھا مگر اب اس کے اظہار کا وقت آ گیا ہے تم جانتے ہو کہ میں چار سو برس سے تمہارا بادشاہ ہوں اگر میں اولاد آدم سے ہوتا تو جس طرح عام انسان مرتے ہیں میں بھی ضرور مر گیا ہوتا۔ میں تو تمہارا خدا ہوں۔ اس لیے تم لوگ میری عبادت کرو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اس کو خبر دار کرو کہ جب تک وہ راہ راست پر قائم تھا میں نے اس کا ملک قائم اور ثابت رکھا جب وہ میری نافرمانی کی طرف مائل ہو گیا تو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اس پر بخت نصر جیسے ظالم بادشاہ کو مسلط کروں گا چنانچہ بخت نصر نے اس پر حملہ کیا اس کو قتل کر دیا اور اس کے خزانوں سے ستر (۷۰) کشتیاں سونے کی بھر لی گئیں۔

ہارون رشید اور سیاہ فام لونڈی

خلیفہ ہارون رشید کی ایک لونڈی تھی جو نہایت ہی کالی کلوٹی اور بدصورت تھی۔ ایک دن خلیفہ نے لونڈیوں کے درمیان اشرفیاں لٹائیں، سب لونڈیاں اشرفیاں چننے لگیں مگر وہ بدصورت لونڈی کھڑی رہی اور خلیفہ کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ کسی نے پوچھا کہ تو اشرفیاں کیوں نہیں لوٹتی؟ اس نے کہا کہ ان لونڈیوں کا مقصد اشرفیاں ہیں اور میرا مطلوب اشرفیوں کا مالک ہے۔ خلیفہ نے اس کی اس بات کو بہت پسند کیا اور اپنے مقربوں میں داخل کر لیا اور بہت سا مال عطا کیا۔ دوسرے بادشاہوں کو یہ خبر پہنچی کہ ہارون رشید ایک سیاہ فام لونڈی پر عاشق ہو گیا ہے۔ خلفیہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے تمام بادشاہوں کے پاس آدمی بھیج کر ان کو اپنے پاس جمع کیا۔ اس کے بعد سب لونڈیوں کو حاضری کا حکم دیا اور ہر لونڈی کو یاقوت کا ایک ایک پیالہ دے کر حکم دیا کہ اسے زمین پر پھینک دو، تو تمام لونڈیاں پیالے پھینکنے سے باز رہیں مگر اس سیاہ فام لونڈی نے پیالے کو زمین پر پھینک دیا جس سے وہ چور چور ہو گیا، اس کے

بعد خلیفہ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس لونڈی کو دیکھو کہ اس کا چہرہ تو بہت بدنما ہے مگر اس کا کام نہایت ہی عمدہ اور پسندیدہ ہے پھر خلیفہ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ تو نے پیالہ کیوں توڑا؟ اس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھے اس کے توڑنے کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے توڑنے میں خلیفہ کے خزانہ میں کمی ہوگی اور اس کے نہ توڑنے میں خلیفہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوگی اس لیے خزانہ میں نقصان ہونا بہتر ہے مگر خلیفہ کے حکم کی حرمت اور توقیر ضروری ہے۔ دوسرا میں نے دیکھا کہ پیالہ کے توڑنے میں لوگ مجھے مجنونہ کہیں گے اور نہ توڑنے میں نافرمان کہیں گے اور مجھے مجنونہ کہلایا جانا زیادہ محبوب ہے تو سب بادشاہوں نے اس لونڈی کے فعل کو پسند کیا اور خلیفہ کو اس کی محبت میں معذور رکھا۔

امام جعفر صادق کا حسن اخلاق

ایک شخص مسجد میں سویا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک تھیلی تھی جب وہ بیدار ہوا تو اس نے اپنی تھیلی نہ پائی اور اس نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ شخص امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے الجھ گیا تو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے تو مجھ سے الجھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ میری تھیلی چوری ہوگئی ہے اور آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص یہاں نہیں تھا۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تیری تھیلی میں کتنا مال تھا؟ اس نے کہا کہ اس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور ایک ہزار اشرفیاں لا کر اس کو دے دیں۔ پھر جب وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ تیری تھیلی ہمارے پاس ہے، ہم نے تجھ سے مذاق کیا تھا۔ وہ شخص اشرفیاں لے کر واپس آیا اور جس نے اس کو اشرفیاں دی تھیں، اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ صاحب، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں چنانچہ وہ آپ (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور وہ اشرفیاں واپس کرنا چاہیں لیکن

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول نہ کیا اور فرمایا کہ جب ہم کوئی چیز اپنی ملک سے خارج کر دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے۔

شوہر کی اطاعت کا فائدہ اور نافرمانی کا انجام

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان سخت بیماری میں مبتلا ہوا، اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس بیماری سے شفاء دے دی تو میں سات (۷) دن کیلئے دنیا سے نکل جاؤں گی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس مرض سے شفا عطا فرمائی لیکن اس عورت نے اپنی نذر پوری نہ کی۔ ایک رات وہ سو رہی تھی کہ کوئی بزرگ خواب میں اس کو نظر آئے اور اس سے کہا کہ تو اپنی نذر پوری کر، تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے سخت بلا نہ پہنچے جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اس سے قصہ بیان کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ قبرستان میں اس کے لیے ایک قبر کھودے اور اس میں اس کو دفن کر دے۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا جب وہ عورت قبر میں اتری تو اس نے کہا کہ اے میرے معبود اور میرے مالک! بے شک میں نے اپنی کوشش اور طاقت صرف کر کے اپنی نذر پوری کی۔ اب تو اس قبر میں مجھے آفتوں سے محفوظ رکھنا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے نے قبر مٹی سے بھر دی اور واپس آ گیا۔ اس عورت نے اپنے سر کی طرف سے ایک نور درخشاں روشن اور ایک سوراخ دیکھا۔ اس نے سوراخ میں نظر کی تو اسے ایک باغ نظر آیا جس میں دو عورتیں موجود تھیں۔ ان دونوں نے اس مدفون عورت کو آواز دی کہ اے بی بی! ہماری طرف آ جاؤ چنانچہ وہ سوراخ کشادہ ہو گیا اور وہ عورت نکل کر ان دونوں عورتوں کے پاس پہنچ گئی، وہاں پہنچ کر کیا دیکھتی ہے کہ باغ میں ایک پاکیزہ حوض ہے وہ دونوں اس پر بیٹھی ہیں یہ عورت ان کے پاس آئی اور ان کو سلام کیا لیکن ان دونوں عورتوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس عورت نے ان سے پوچھا کہ میرے سلام کا جواب دینے سے تمہیں کس چیز نے روکا ہے حالانکہ تم دونوں کلام کرنے پر قادر ہو، ان دونوں عورتوں نے جواب دیا کہ سلام اطاعت اور

بندگی ہے اور ہمیں اطاعت کی ممانعت ہے، اسی دوران وہ عورت کیا دیکھتی ہے کہ ان دو عورتوں میں سے ایک کے سر پر ایک چڑیا ہے جو اپنے بازوؤں سے اس پر پنکھا جھل رہی ہے اور دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ ہے اور وہ اپنی چونچ اس کے سر پر مار رہا ہے۔ اس مدفونہ عورت نے پہلی عورت سے پوچھا کس عمل کی بدولت تم کو یہ بزرگی حاصل ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ دنیا میں میرا ایک شوہر تھا اور میں اس کی فرمانبردار تھی میں نے دنیا سے اس حال میں کوچ کیا کہ میرا شوہر مجھ سے خوش تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے بزرگی سے نوازا ہے پھر اس نے دوسری عورت سے پوچھا کہ تم کیوں اس عذاب میں گرفتار ہو؟ اس نے کہا کہ میں نیک بخت عورت تھی مگر دنیا میں میں اپنے شوہر کی نافرمان تھی اور میں نے دنیا سے ایسے حال میں انتقال کیا کہ وہ مجھ سے سخت ناراض تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری نیک بختی کی وجہ سے میری قبر کو باغ بنایا اور میرے شوہر کی ناراضگی کی وجہ سے مجھے یہ عذاب دیا۔ میں تم سے درخواست کرتی ہوں کہ جب تم دنیا کی طرف واپس جانا تو میرے لیے میرے شوہر سے سفارش کرنا۔ ممکن ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے جب اس مدفونہ عورت پر سات دن گزر گئے تو ان دونوں عورتوں نے اس سے کہا کہ اٹھو اور اپنی قبر میں واپس چلی جاؤ۔ اس لیے کہ تمہارا لڑکا تمہیں لینے آیا ہے۔

چنانچہ جب وہ اپنی قبر کے اندر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا لڑکا قبر کھود رہا ہے، اس کے بعد لڑکے نے اپنی والدہ کو قبر سے باہر نکالا اور اس کو اپنے گھر لے گیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ فلاں عورت نے اپنی نذر پوری کی۔

لوگ اس کی ملاقات کیلئے آئے اور اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے اپنے شوہر سے سفارش کی درخواست کی تھی چنانچہ اس عورت نے اس سے اس کی بیوی کا واقعہ بیان کیا اور سفارش کی تو اس نے اپنی بیوی کی نافرمانی کو معاف کر دیا۔

ایک رات اس عورت نے اس کی بیوی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی ہے کہ بے شک میں تیری وجہ سے عذاب سے نجات پا گئی اور اللہ تعالیٰ تجھ کو بہتر جزا عطا فرمائے اور تیرے گناہ معاف فرمائے۔

غلام کی دعا کی برکت سے باران رحمت کا نزول

حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا وہاں بہت بڑا قحط پڑا ہوا تھا۔ لوگ میدان عرفات میں نماز استسقاء پڑھنے کیلئے جاتے تھے لیکن قحط کی سختی بڑھتی جاتی تھی۔ ایک ہفتہ اسی حال میں گزر گیا۔

اگلے ہفتہ میں لوگ جمعہ کی نماز کے بعد پھر میدان عرفات میں گئے وہاں میں نے ایک سیاہ فام کمزور بدن شخص کو دیکھا کہ اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے دعا مانگی پھر سجدہ کیا اور کہا کہ مولی کریم! تیری عزت کی قسم ہے میں اپنا سر سجدہ سے اس وقت تک نہیں اٹھاؤں گا جب تک کہ تو اپنے بندوں کو باران رحمت سے سیراب نہ کرے گا۔ اس کے بعد میں نے ابر کا ایک ٹکڑا دیکھا کہ وہ ظاہر ہوا۔ پھر اس میں اور ٹکڑے مل گئے پھر تو آسمان اس طرح برسا کہ گویا مشکوں کے دہانے کھل گئے، اس کے بعد اس سیاہ فام بندے نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر میں اس کے پیچھے چل پڑا۔ چلتے چلتے وہ ایک ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں ایک بردہ فروش رہتا تھا۔ یہ دیکھ کر میں واپس آیا۔ صبح کو میں درہم اور اشرفیاں لے کر اس بردہ فروش کے گھر کی طرف آیا اور میں نے اس سے کہا کہ مجھے ایک غلام خریدنے کی ضرورت ہے چنانچہ سوداگر نے تقریباً تیس غلام میرے سامنے پیش کیے۔ میں نے اس سے کہا کہ ان غلاموں کے علاوہ کوئی اور غلام بھی باقی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں ایک منحوس غلام اور باقی ہے جو کسی سے بات بھی نہیں کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ اسے بھی دکھاؤ تو اس نے اسی غلام کو نکالا جس کو میں نے دیکھا تھا۔ اس کے بعد میں نے پوچھا کہ تم نے اس کو کتنے میں خریدا ہے۔ اس نے کہا کہ بیس اشرفیوں میں خریدا ہے لیکن تمہیں دس اشرفیوں میں دے دوں گا۔

حضرت عبداللہ بن المبارک کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں بلکہ میں ستائیس اشرفیاں تم کو زیادہ دوں گا۔ اس کے بعد میں نے اس غلام کا ہاتھ پکڑا اور واپس آیا۔

غلام نے مجھ سے کہا کہ اے میرے آقا! مجھے آپ نے کیوں خریدا ہے۔ میں تو آپ کی خدمت کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا کہ میں نے تم کو اس لیے خریدا ہے کہ تم میرے مالک بنو اور میں تمہارا خادم بنوں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آپ اس طرح کیوں کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ کل میں نے تم کو دیکھا کہ تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ نے تمہاری دعا قبول فرمائی۔ اس لیے میں نے تمہاری کرامت عنداللہ پہچانی۔

اس نے کہا کیا واقعی آپ نے ایسا ہی دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کہ کیا آپ مجھے آزاد کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا تو محض رضائے الٰہی کیلئے آزاد ہے۔ اس کے بعد غیبی ہاتف کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے ابن المبارک! تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرما دی ہے۔ اس کے بعد غلام نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ اس چھوٹے آقا کی آزادی پر تو اللہ کا شکر ہے مگر مولائے اکبر کے آزاد کرنے پر کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے دوبارہ وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ

الٰھی انت تعلم انی عبدتک ثلا ثین سنة و ان العھد بینی و بینک ان لا تکشف ستری محینذ کشفۂ فا قبضنی الیک

ترجمہ: الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ میں نے تیس (۳۰) برس تیری عبادت کی۔ میرے اور تیرے درمیان عہد تھا کہ تو میرا پردہ فاش نہ کرے گا مگر اس وقت تو نے اس راز کو فاش کر دیا۔ لہٰذا اب میری روح قبض کر کے مجھے اپنے پاس بلا لے۔

اسکے بعد وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب میں نے غور سے دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں: میں نے اس کو معمولی سا کفن دیا۔ نماز پڑھی اور دفن کر دیا۔ جب میں سویا تو ایک خوبصورت بزرگ کو عمدہ لباس میں دیکھا کہ ایک اور بزرگ سن رسیدہ ویسی ہی صورت اور لباس میں ان کے ساتھ ہیں اور ان ونوں صاحبوں میں سے ہر ایک دوسرے کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھے ہوئے ہے تو ان ن سے ایک صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ ہوں اور یہ میرے

باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور فرمایا اے ابن مبارک تو اللہ سے شرم نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولی فوت ہو گیا اور تم نے اس کو اچھا کفن نہ دیا۔ صبح ہوئی تو میں نے اس غلام کی نعش کو قبر سے نکالا اور نہایت نفیس اور اعلیٰ کفن اس کو پہنایا، اس پر پھر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

گناہوں سے توبہ کرنے والا افضل ہے

ابوالقاسم حکیم سے پوچھا گیا کہ ایک گنہگار ہے جس نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور ایک کافر ہے جو ایمان کی طرف رجوع کرتا ہے۔ (یعنی ایمان لے آیا ہے۔) ان دونوں میں کون افضل ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ جو گنہگار اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ افضل ہے۔ اس لیے کہ کافر حالت کفر میں اجنبی تھا اور عاصی اپنے عصیان کی حالت میں بھی اپنے رب کو پہچاننے والا تھا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کافر جب اسلام لایا تو اجنبیوں کے درجہ سے نکل کر عارف کے درجہ میں داخل ہوا اور عاصی عارف کے درجہ سے احباب کے درجہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **واللہ یحب التوابین**

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ڈوبی کشتی دریا سے نکل آئی

ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ ہم تاجروں کے ساتھ کشتی میں تھے کہ تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں۔ سمندر میں لہریں اٹھیں اور کشتی ڈگمگانے لگی، اس لیے ہم لوگ بہت ہی ڈرے مگر کشتی کے گوشہ میں ایک شخص تھا، اس کے جسم پر اونٹوں کے بال کی چادر تھی جب لہریں اٹھنے لگیں اور کشتی تھپیڑے کھانے لگی۔ یہاں تک کہ اس میں پانی بھرنے لگا اور وہ بھاری ہو گئی تو ہم جانوں اور مالوں سے ناامید ہو گئے! اس کے بعد وہ شخص کشتی سے باہر نکلا اور پانی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔

ہم نے اس سے کہا کہ اے اللہ کے ولی! ہماری مدد کرو اور ہمیں بچاؤ۔ اس نے ہماری طرف کچھ توجہ نہ کی پھر ہم نے اس سے کہا کہ آپ کو اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو اپنی عبادت کی توفیق عطا فرمائی ہے ہماری مدد کرو اور کشتی کو بچاؤ تو وہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارا۔کیا حال ہے کیونکہ ہم کو جو جو مصیبت پہنچی تھی وہ ان سب سے بے خبر تھے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کشتی کی طرف نہیں دیکھتے، لہروں اور آندھی سے جو مصیبت ہم پر پہنچی ہے اس کو ملاحظہ نہیں کرتے۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا کہ تم سب اللہ کا تقرب حاصل کرو۔ ہم نے کہا کس چیز سے تقرب خداوندی حاصل کریں؟ انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے چھوڑنے سے ہم نے ان سے کہا کہ بے شک ہم نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ کشتی سے باہر نکلو پھر ہم یکے بعد دیگرے کشتی سے باہر نکلنے لگے اور پانی پر چلنے لگے حتی کہ ہم ان کے گرد جمع ہوگئے ہم سب پانی پر کھڑے تھے اور ہم لوگ دو سو یا اس سے زیادہ آدمی تھے۔ اس کے بعد کشتی ڈوب گئی اور جو کچھ اس میں مال و اسباب تھا وہ بھی ڈوب گیا پھر انہوں نے ہم سے کہا کہ دنیا کے خوف سے تو بے شک تم لوگ بچ گئے ہو اس لیے اب تم لوگ جاؤ۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر ایک سوال کرتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں اویس قرنیؓ ہوں۔ ہم نے ان سے کہا کہ اس کشتی میں فقیراء مدینہ کا مال تھا جن کو مصر سے ایک شخص نے ان کیلئے بھیجا تھا پھر حضرت اویس قرنی نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارا مال تم کو واپس کر دے تو تم لوگ ان کو فقراء مدینہ پر تقسیم کرو گے۔ ہم نے وعدہ کیا کہ ہاں اس کے بعد انہوں نے پانی کی سطح پر دو رکعت نماز پڑھی پھر آہستہ سے دعا کی تو وہ کشتی ان تمام مال کو لے کر پانی کی سطح پر ظاہر ہوگئی۔ پھر ہم لوگ کشتی پر سوار ہوئے اور اویس قرنیؓ کہیں گم ہوگئے اور ہم مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے مالوں کو اپنے اور اہل مدینہ کے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر باقی نہ رہا۔

بند کنوئیں میں قدرت کا کرشمہ

طارق صادق کا نام صادق اس واقعہ سے رکھا گیا جو اس کو پیش آیا کہ جب وہ بیکار اور کنوئیں میں گر پڑے تو اس کنوئیں پر چند حاجیوں کا گزر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس کنوئیں کا منہ بند کر دیں تا کہ اس میں کوئی نہ گرے۔ طارق کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر تو سچا ہے تو چپ رہ چنانچہ وہ خاموش رہے۔ حاجیوں نے اس کو بند کر دیا اور وہاں سے چلے گئے۔ وہ کنواں بہت ہی تاریک ہوگیا۔ اس کے بعد انہوں نے کیا دیکھا کہ پاس ہی دو چراغ موجود ہیں تو وہ ان کی روشنی میں ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ ناگاہ طارق نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدہا ان کی طرف آ رہا ہے۔ دل میں کہا کہ اس وقت سچا، جھوٹا، ظاہر اور ممتاز ہوگا۔ جب وہ میرے پاس پہنچا تو مجھے گمان ہوا کہ یہ مجھے کھا لے گا یہاں تک کہ وہ کنوئیں کے سرہانہ کی طرف چڑھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی دم ان کی گردن میں ڈال کر پاؤں کے نیچے کی اور ڈول کی طرح اٹھایا اور کنوئیں کے منہ پر جو کچھ تھا ان سب کو دور کر کے انہیں زمین کی طرف کھینچ لیا پھر اپنی دم گردن سے نکال لی۔ تو انہوں نے ایک ہاتف سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ یہ تیرے رب کی مہربانی ہے کہ اس نے تیرے دشمن کے ذریعہ سے تجھ کو نجات دی۔ اس لیے ان کا نام صادق رکھا گیا۔

بسم اللہ کی برکت

ایک عورت کا شوہر منافق تھا اور اس عورت کی یہ حالت تھی کہ ہر چیز پر خواہ وہ قول ہو یا فعل ہو بسم اللہ کہتی تھی۔ اس کے شوہر کو اس کی یہ حرکت ناگوار تھی۔ اس نے سوچا کہ کبھی اسے شرمندہ کروں گا چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو ایک تھیلی دی اور اس سے کہا کہ اس کو محفوظ رکھنا۔ اس عورت نے اس کو ایک جگہ رکھ کر چھپا دیا۔ شوہر نے عورت کو غافل پا کر وہ تھیلی اور جو کچھ اس میں تھا لے لیا اور اس کو کنوئیں میں پھینک دیا جو اس کے گھر میں تھا۔ اس کے بعد اس سے وہ تھیلی طلب کی جب وہ عورت اس تھیلی کی جگہ آئی اور بسم

اللہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فوراً نیچے جاؤ اور اس تھیلی کو اسی جگہ پر رکھ دو۔ اس عورت نے اپنا ہاتھ اس جگہ رکھا تا کہ اس کو لے سکے چنانچہ جس طرح اس نے اشرفی کی تھیلی کو رکھا تھا اسی طرح اس کو اٹھایا اور شوہر کے حوالے کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس کا شوہر بہت متعجب ہوا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اس کی طرف رجوع کیا۔

سچا مسلمان

روم کے ایک جنگجو بہادر نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا اور روم کے کتے یعنی (شاہ روم) کے سامنے بیان کیا کہ مسلمانوں میں ایک شخص نہایت قوی اور مہیب ہے یعنی لوگ اس کی صورت دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔
شاہ روم نے اس کو دیکھنے کیلئے طلب کیا اس کے سامنے ایک لمبی زنجیر لٹکتی رہتی تھی جس کی وجہ سے کوئی شخص اس کے پاس ڈر کے مارے جا نہیں سکتا تھا۔ جب اس مسلمان نے اس کو دیکھا تو شاہ روم کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کرتا ہوں کہ کافر کے پاس اس ہیبت ناک صورت میں جاؤں۔ شاہ روم نے اس زنجیر کو اٹھانے کا حکم دیا تا کہ وہ اس کے پاس آئے جب یہ مسلمان اس کے پاس داخل ہوا تو خوب گفتگو کی۔ اس کے بعد شاہ روم نے اس مسلمان سے کہا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ۔ میں اپنی انگوٹھی تمہارے ہاتھ میں پہنا دوں گا اور ولایت روم تمہیں دے دوں گا۔ اس کے جواب میں مسلمان نے شاہ روم سے کہا کہ دنیا کا کتنا حصہ تیرے قبضہ میں ہے۔ شاہ روم نے کہا کہ تہائی یا چوتھائی۔ اس مسلمان نے کہا کہ اگر پوری دنیا تیرے قبضہ میں ہوتی اور وہ سونے اور جواہرات سے پر ہوتی اور اس کو تو مجھے ایک دن کی اذان نہ کہنے کے عوض دے دیتا تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا۔
شاہ روم نے ان سے کہا کہ اذان کیا چیز ہے؟ مسلمان نے کہا کہ وہ

اشهد ان لآ اله الا الله ، اشهد ان محمد رسول الله

ہے۔ شاہ روم نے کہا کہ بے شک اس مسلمان کے دل میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت

راسخ ہوگئی ہے، اس لیے اس کا یوں اپنے دین سے پھرنا ممکن نہیں ہے پھر اس نے حکم دیا کہ ایک دیگ آگ پر رکھی جائے اور اس میں پانی بھر دیا جائے جب وہ شدت سے جوش مارنے لگے تو اس شخص کو اس میں ڈال دیا جائے چنانچہ شاہی ملازموں نے ایسا ہی کیا جب اس کو دیگ میں ڈالا گیا تو اس نے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھا اور ایک طرف سے داخل ہوا اور دوسری طرف سے اللہ تعالیٰ کے فضل بحفاظت سے نکل آیا۔ لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو بہت متعجب ہوئے۔ اس کے بعد پھر شاہ روم نے حکم دیا کہ اس مسلمان کو اندھیری کوٹھری میں قید کر دیا جائے اور اس کا کھانا پینا بند کر دیا جائے اور چالیس دن تک سوائے سور اور شراب کے اس کی کوٹھری میں کوئی اور چیز نہ بھیجی جائے چنانچہ شاہی نوکروں نے اسی طرح کیا تو جب چالیس دن پورے ہو گئے تو لوگوں نے دروازہ کھولا اور دیکھا کہ انہوں نے جو کچھ اس کے سامنے ڈالا تھا وہ سب موجود ہے۔ اس نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس میں سے کیوں نہیں کھایا حالانکہ دین محمدی (ﷺ) میں ضرورت کے وقت اس کا کھانا جائز ہے۔ مسلمان نے جواب دیا کہ اگر میں اس میں سے کھاتا تو تم لوگ خوش ہوتے اور مجھے تمہیں غصہ دلانا منظور تھا پھر بادشاہ نے اس سے کہا کہ اگر تم مجھے سجدہ کر لو تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ مسلمان نے کہا کہ دین محمدی (ﷺ) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ اس کے بعد شاہ روم نے کہا کہ میرا ہاتھ چومو، تا کہ میں تم کو اور جو قیدی تمہارے ساتھ ہیں سب کو چھوڑ دوں۔ مسلمان نے کہا کہ ہاتھ کا بوسہ دینا صرف باپ اور سلطان عادل اور استاد کیلئے جائز ہے۔ دوسرے کیلئے جائز نہیں۔ شاہ روم نے کہا کہ اچھا میری پیشانی کو بوسہ دو، اس شخص نے بادشاہ سے کہا کہ ہاں یہ ایک شرط سے کر سکتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ جس طرح تم چاہو کرو۔ تو مسلمان نے اپنی آستین اس کی پیشانی پر رکھی اور اس کو بوسہ دیا اور نیت یہ کی کہ میں اپنی آستین کو بوسہ دے رہا ہوں۔ اس کے بعد شاہ روم نے ان کو اور ان کے ساتھی قیدیوں کو بہت سامال و زر دے کر رہا کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ اگر یہ شخص ہمارے شہر میں ہمارے دین پر ہوتا تو

ہم اس کی پرستش کرتے۔ یا اس کی پرستش کا اعتقاد رکھتے تو جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ مال کے ساتھ اکیلے ہی مخصوص نہ ہو بلکہ اس میں مدینہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو بھی شریک کرلو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

شب برأت کی فضیلت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیروسیاحت میں تھے کہ انہوں نے ایک بلند پہاڑ کی طرف دیکھا اور اس کی طرف گئے تو اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک ایسا سخت پتھر دیکھا جو دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ آپ اس کے گرد پھرنے لگے اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرنے لگے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! تم اس خوبصورتی پر تعجب کر رہے ہو جو کچھ تم دیکھ رہے ہو، میں اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات تمہارے لیے ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ہاں اے میرے رب! تو وہ پتھر شق ہوا اور اس سے ایک ایسا بزرگ ظاہر ہوا جس کے بدن پر بالوں کا کرتہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں سبز چھڑی تھی اور اس کی آنکھوں کے سامنے انگور تھے اور وہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تعجب کیا اور کہا اے شیخ یہ کیا شے ہے۔ شیخ نے کہا یہ میرا رزق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم اس پتھر میں کب سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ چار سو برس سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے معبود! اے میرے آقا کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ تو نے کوئی مخلوق اس سے افضل پیدا کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں اگر کسی شخص نے شعبان کا مہینہ پایا اور وہ پندرھویں شعبان المعظم کی رات کو عبادت کرے گا تو اس کی یہ عبادت میرے نزدیک اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

یا لیتنی کنت من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کاش میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں سے ہوتا۔

انبیاء کرام کے زمانہ میں سچے اور جھوٹے کی پہچان کے طریقے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں فیصلہ کرنا آگ کیلئے تھا تو جو شخص حق پر ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کو نہ جلاتی تھی اور جو شخص ناحق پر ہوتا وہ اپنا ہاتھ آگ میں داخل کرتا تو آگ اس کو جلا دیتی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لاٹھی سے فیصلہ ہوتا تھا وہ صاحب حق کیلئے ٹھہری رہتی تھی اور جھوٹے مدعی کو مارتی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں فیصلہ کیلئے ہوا تھی تو ہوا سچے کیلئے ٹھہری رہتی تھی اور جھوٹے کو زمین سے اوپر اٹھا لیتی تھی اور اس کو زمین پر دے مارتی تھی۔

حضرت ذوالقرنین علیہ السلام کے زمانہ میں فیصلہ کرنا پانی کیلئے تھا جب سچا اس پر بیٹھا تھا تو وہ جم جاتا تھا اور جب جھوٹا بیٹھتا تو وہ پگھل جاتا تھا۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کے عہد میں فیصلہ لٹکی ہوئی زنجیر کے ساتھ تھا۔ سچے کا ہاتھ اس پر پہنچتا تھا جھوٹے کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا لیکن اس کائنات آخری رسول حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عہد مبارک میں فیصلہ فریقین کیلئے اقرار یا گواہ قائم کرنے کے ساتھ ہے۔ (یعنی مدعا دعوے کا اقرار کرے یا مدعی دعوے پر گواہ لائے۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہارے ساتھ دشواری نہیں چاہتا ہے۔

امام ترمذیؒ سے روایت ہے کہ بے شک یسر جنت کا ایک نام ہے اس لیے کہ اس میں تمام آسانیاں ہیں اور عسر دوزخ کا ایک نام ہے۔ اس لیے کہ اس میں تمام عسر (دشواری) ہے اور اس کے علاوہ ان کی تفسیر میں اور اقوال بھی ہیں۔

رمضان اور شوال کے روزوں کی برکت

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں تین سال مقیم رہا۔ اہل مکہ میں سے ایک شخص تھا جو ہر روز دوپہر کے وقت مسجد حرام میں آتا اور طواف کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا پھر مجھ کو سلام کرتا اس کے بعد گھر واپس چلا جاتا تھا چنانچہ اس سے مجھے محبت اور الفت ہوگئی اور میں اس کے پاس آنے جانے لگا، وہ بیمار ہوگیا تو اس نے مجھے بلایا اور مجھ سے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو آپ بذات خود مجھے غسل دینا اور میری نماز جنازہ پڑھنا اور مجھے دفن کر دینا اور اس رات مجھے میری قبر میں تنہا نہ چھوڑنا اور منکر ونکیر کے سوال کے وقت مجھے توحید کی تلقین کرنا تو میں نے اس سے وعدہ کرلیا چنانچہ جب وہ مر گیا تو جو کچھ اس نے مجھے حکم دیا تھا وہ سب میں نے کیا اور اس کی قبر کے پاس سویا۔ میں کچھ خواب اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا کہ میں نے غیب سے آواز سنی اے سفیانؒ! نہ تو تیری تلقین کی اس کو حاجت ہے اور نہ تیری موانست کی اس کو ضرورت ہے۔ اس لیے کہ ہم نے خود اس سے انس کیا اور اس کو تلقین کی۔ میں نے کہا کہ اس تلقین کی کیا وجہ ہے؟ آواز آئی اس کی وجہ اس کے ماہ رمضان کے روزے اور ان کے بعد شوال کے چھ روزے۔ یعنی رمضان اور شش عید کے روزوں کی برکت سے اس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوا تو کسی کو نہ دیکھا۔ پھر میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور سو گیا تو پھر پہلے کی طرح خواب دیکھا اور ایسا تین مرتبہ ہوا۔ اس کے بعد میں جان گیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ شیطان کی طرف سے نہیں ہے، اس کے بعد میں اس کی قبر سے واپس آیا۔

اور کہا:

اللّٰھم وفقنی لصیام ذاک بمنک وکرمک

اے اللہ! اپنے احسان وکرم سے مجھے بھی ان روزوں کی توفیق عطا فرما۔ آمین

رحمت خداوندی

ایک عابد نے اپنی عبادت گاہ میں سو برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ ایک دن شیطان نے اس کو وسوسہ میں ڈالا چنانچہ وہ عابد عبادت خانہ سے نیچے اترا اور اپنے عزیز و اقارب اور احباب کی ملاقات کیلئے شہر میں آیا۔ اس کے ساتھ ایک دوست کی ملاقات ہوئی اور وہ اس کو اپنے گھر لے گیا اور اس کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ وہ جس کام کے درپے ہے وہ اس کی مدد کرے چنانچہ عابد نے سات مہینے اس کے کام میں اس کی مدد کی۔ اس کے بعد وہ ایک رات سویا جب صبح کا وقت ہوا تو اس نے ایک پریشان کن چیخ ماری۔ یہ سن کر صاحب خانہ گھبرا کر پریشان ہو کر اٹھا اور پوچھا کہ کیا پریشانی ہے؟ عابد نے کہا کہ میرے لیے چراغ جلاؤ چنانچہ اس نے چراغ جلایا۔ عابد نے اپنے دوست سے کہا کہ میں سو رہا تھا کہ ایک ایسی شخصیت کو دیکھا جس کا چہرہ خوبصورت تھا اور کپڑے پاکیزہ تھے۔ اس شخصیت نے مجھ سے فرمایا کہ میں رسول اللہ (ﷺ) ہوں تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) میں کونسا عیب دیکھا ہے اور اس کی عبادت ترک کر دیا ہے۔ تم اپنے عبادت خانہ کی طرف اپنے مرنے سے پہلے واپس چلے جاؤ چنانچہ وہ عابد رات کے وقت نکلا اور جنگلوں میں پھرنے لگا اور بارش کا پانی پیتا۔ درختوں کے پتے کھاتا اور کہتا تھا:

الٰهی بدنی مکروب و قلبی معیوب و لسانی مقربالذنوب فاغفرلی یاغفار الذنوب و یا علام الغیوب

ترجمہ: الٰہی میرا بدن اندوہگیں، میرا دل معیوب اور میری زبان گناہوں کا اقرار کرنے والی ہے۔ پس اے گناہوں کے معاف کرنے والے اور اے پوشیدہ باتوں کے جاننے والے میری مغفرت فرما۔

جب وہ اپنے عبادت خانہ کے قریب ہوا اور اس کے اندر جانے کا ارادہ کیا اور اپنا ایک پاؤں داخل کیا تو ایک چیز لکھی ہوئی دیکھی جب اس نے غور کیا تو یہ چار سطریں

لکھی ہوئی تھیں:

(۱)توکلت علینا فکفیناک

تو نے ہم پر توکل کیا ہم نے تیری کفایت کی۔

(۲)واٰثرت علینا فقر کناک

تو نے ہم پر دوسرے کو ترجیح دی ہم لے تجھ کو چھوڑ دیا۔

(۳)واقبلت علینا فقبلناک

تو ہماری طرف متوجہ ہوا ہم نے تجھ کو قبول کیا۔

(۴)وفارقت الذنوب فغفرنا هالک ورحمنا

تو نے گناہوں کو چھوڑ دیا، ہم نے ان کو معاف کیا اور تجھ پر رحم کیا اور جو چیز ہمارے پاس ہے تو نے اس کی طمع کی تو ہم نے تجھے کو عطا کیا۔

خوف خدا سے موت

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس وعظ میں ایک دن فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہیبت اور خوف سے بچو چنانچہ ایک نوجوان نے سنا تو بہت زور سے نعرہ مار کر مر گیا۔ اس کے اقارب نے بادشاہ کو شکایت کی اور شیخ شبلیؒ پر دعویٰ کیا کہ انہوں نے ہمارے لڑکے کو مار ڈالا ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے حضرت شیخ شبلیؒ سے کہا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ امیر المومنین ایک روح تھی جو مشتاق ہوئی اس نے زاری کی اور وہ بلائی گئی۔ اس نے قبول کیا۔ میرا اس میں کیا قصور ہے؟ امیر المومنین روئے، اس کے بعد اس کے اقارب سے فرمایا کہ ان کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

آسمان سے خوان کا نزول

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ دریا میں شکار کھیل رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کی ایک بیٹی تھی چنانچہ انہوں نے دریا میں جال ڈالا۔ ایک مچھلی پھنسی، اس بچی

نے جال سے اس کو پکڑنا چاہا، اس کے بعد اس نے دیکھا کہ وہ مچھلی اپنے دونوں لب ہلا رہی ہے تو لڑکی نے اس کو دریا میں پھینک دیا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹی سے فرمایا کہ تو نے ہماری محنت کو ضائع کر دیا۔ بیٹی نے ان سے عرض کیا کہ میں اس مخلوق خداوندی کے کھانے پر راضی نہیں ہوں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹی سے کہا کہ اب ہم کیا کریں؟ اس نے کہا کہ آیئے ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کریں گے وہ ہم کو ایسا رزق دے گا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا ہے چنانچہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے شکار چھوڑ دیا اور باپ بیٹی شام تک اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے ٹھہرے رہے لیکن ان کے پاس کوئی چیز نہ آئی جب عشاء کا وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے خوان نازل فرمایا اور اس خوان پر مختلف قسم کے کھانے تھے اور تقریباً بارہ برس تک ہر رات کو خوان اترتا رہا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے گمان کیا کہ نزول خوان کا سبب ان کی نماز، روزہ، عبادت اور ان کی اطاعت ہے چنانچہ وہ لڑکی مرگئی، اس کے بعد خوان کا اترنا بند ہوگیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ نزول خوان لڑکی ہی کی وجہ سے تھا اور ان کی وجہ سے نہ تھا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا یتیم کے ساتھ حسن سلوک

سرکار دو عالم ﷺ نماز عید کیلئے باہر نکلے، کچھ لڑکے کھیل رہے تھے، ان میں ایک لڑکا گوشہ میں بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور اس کے بدن پر پرانے کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اے لڑکے تم کیوں رو رہے ہو؟ اور لڑکوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیلتے یہ سن کر اس لڑکے نے آپ سے کہا مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ رسول اللہ ﷺ ہیں کہ اے مرد مجھے چھوڑ دے اس لیے کہ میرا باپ ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا اور شہید ہوگیا۔ میری ماں نے دوسرا شوہر کر لیا تو ان دونوں میں میرا مال کھالیا اور میری ماں کے شوہر نے مجھے میرے گھر سے نکال دیا اور اب میرے پاس نہ تو کھانا ہے، نہ پینا، نہ کپڑا ہے اور نہ گھر کہ جس میں میں رہوں۔ جب میں نے باپ والے

لڑکوں کو دیکھا کہ یہ کھیل رہے ہیں اور ان کے جسم پر کپڑے ہیں تو میرا غم اور میری مصیبت تازہ ہوگئی، میں اسی وجہ سے رو رہا ہوں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور اس سے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں تیرا باپ بنوں اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تیری ماں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا تیری بہن اور علی رضی اللہ عنہ تیرا چچا اور حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ تیرے بھائی ہوں۔ لڑکے نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیوں نہ راضی ہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے گھر لے گئے اچھے کپڑے پہنائے اور اس کا بناؤ سنگار کیا اور اس کو کھانا کھلایا اور خوش کیا۔ اس کے بعد وہ لڑکا خوش خوش دوڑتا ہوا لڑکوں کے پاس آیا جب لڑکوں نے اس کو دیکھا تو اس سے کہا ابھی تو تم رو رہے تھے۔ اب تم اتنے خوش کیوں ہو؟ لڑکے نے کہا کہ میں بھوکا تھا آسودہ ہوگیا۔ ننگا تھا اب کپڑے پہن لیے۔ یتیم تھا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ اور عائشہ رضی اللہ عنہا میری ماں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا میری بہن اور علی رضی اللہ عنہ میرے چچا اور حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ میرے بھائی ہیں تو لڑکوں نے کہا کاش ہمارے سب کے باپ اس لڑائی میں مارے گئے ہوتے وہ لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمیشہ رہا یہاں تک کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو وہ لڑکا گھر سے نکلا اور اپنے سر پر مٹی ڈالتا اور کہتا تھا کہ اب میں یتیم ہوگیا، اب میں غریب اور مسافر ہوگیا، اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے سایہ میں لے لیا۔

بت پرست بادشاہ کی تختہ دار پر رب سے فریاد

حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ظالم بادشاہ تھا تو لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس ظالم کے ظلم کی شکایت کی اور ان سے عرض کیا: یانبی اللہ! آپ اس ظالم سے انصاف دلائیں۔ اس لیے کہ اس نے قتل کیا چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو سولی پر لٹکانے کا حکم دیا۔ وہ رات کو پہاڑ پر سولی لٹا دیا گیا۔ لوگ اس سے جدا ہوکر اپنے گھروں میں چلے گئے اور وہ ظالم سولی کی لکڑی پر تنہا رہ گیا، اس کے بعد اس نے

اپنے معبودان باطل سے فریاد کی لیکن انہوں نے اس کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ اس نے سورج اور چاند سے فریاد کی اور کہا کہ میں نے تم دونوں کو اس لیے پوجتا تھا تا کہ جب مجھ پر کوئی مصیبت آ جائے تو تم میری مدد کرو۔ ان دونوں نے بھی اس کی کچھ مدد نہ کی۔ اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اس کو اس کے ناموں سے یاد کیا۔ اس سے فریاد کی اور کہا:

یا رب عصیتک و عبدت غیرک قلم انتفع بہ واتیتک انت الحق لتغیثنی فاغثنی برحمتک

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے تیری نافرمانی کی، تیرے غیر کو پوجا لیکن اس سے نفع نہ پایا۔ اب تیرے پاس آیا ہوں تو حق ہے تا کہ تو میری مدد کر، اپنی رحمت سے میری مدد فرما۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هذا عبدا لهته طویلا فلم ینتفع بهم و فزع الی و دعانی فاستجبت له فانی اجیب دعوة المضطر اذا دعانی فاهبط یا جبرئیل الی عبدی هذا فضعه علی الارض فی سلامة و عافیة

ترجمہ: اس نے اپنے معبودان باطل کو عرصہ دراز تک پوجا لیکن ان سے نفع نہ پایا اب مجھ سے پناہ مانگی، فریاد کی اور مجھ سے دعا کی۔ میں نے اس کی دعا قبول کی۔ بے شک میں مضطر اور پریشان کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اے جبرئیل علیہ السلام میرے اس بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو زمین پر سلامتی اور عافیت سے اتار دو۔

چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اس کو لکڑی سے نیچے ڈالنے کیلئے ہم کو حکم دیجئے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کو حکم دیا جب وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو اس کو زندہ صحیح و سلامت زمین پر پایا۔ اس کے بعد لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام اس کی طرف گئے اس کو سلامت دیکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام

نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا:

یا رب اخبرنی بما ازی من العجائب

ترجمہ: اے میرے رب! ان عجائبات سے جو میں دیکھ رہا ہوں مجھے آگاہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی:

یا داود ان هذا العبد تفرع الی فاستجبت له وانی لو لم استحب له کما لم تستجب له ا لهته فای فرق بینی و بینها و کذلک افعل یمن اناب الی یا داؤد اعرض علیه الایمان فانه یومن ویحسن ایمانه وانا اقول الحق واهدی السبیل

ترجمہ: اے داوَد! اس بندہ نے مجھ سے عاجزی کی۔ اس لیے میں نے اس کو قبول کیا اگر میں اس کی دعا اور عاجزی کو نہ قبول کرتا جیسا کہ اس کے معبودان باطل نے کیا تھا تو مجھ اور ان میں کیا فرق ہوتا اور جو شخص میری طرف رجوع کرتا ہے میں اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔ اے داوَد علیہ السلام! اس کے سامنے ایمان پیش کرو، یہ ایمان لائے گا اور اس کا ایمان راسخ ہوگا۔ میں ہی توفیق دینے والا ہوں اور راہ راست پر لانے والا ہوں۔

ایک عورت کا توکل

ایک عابد زاہد شخص نے روایت ہے کہ میں حج کرنے کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلا۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ بے توشہ اور سواری کے پیدل چل رہی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی حمد وثناء کر رہی ہے چنانچہ میں اس سے قریب ہوا اور کہا کہ اے اللہ کی بندی! تو کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف جا رہی ہوں۔ میں نے کہا کہ تیرے ساتھ زاد سفر اور سواری نہیں ہے؟ اس نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص دعوت کا انتظام کرے اور لوگوں کو بلائے تو کیا اس کے مہمانوں کیلئے یہ بات ہے کہ ہر شخص اپنا کھانا لے کر دعوت میں آئے۔ میں نے کہ نہیں، تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ضیافت اس سے زیادہ حق رکھتی ہے چنانچہ وہ

ہمارے ساتھ آئی یہاں تک کہ ہم پتھریلی زمین میں اترے اور وہ کہتی تھی کہ میرے رب کا مکان کہاں ہے؟ اس سے کہا گیا کہ ابھی تو اس کو دیکھے گی حتی کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہوئی، اس سے کہا گیا کہ تیرے رب کا یہی گھر ہے اس کے بعد وہ آئی اور اس نے اپنا سر آستانہ کعبہ پر رکھا اور یہ کہنے لگی کہ یہی میرے رب کا گھر ہے اور اس کلمہ کو بار بار کہتی تھی یہاں تک کہ اس کی آواز پست ہوگئی، اس کے بعد ہم نے اس کی طرف دیکھا تو وہ مردہ ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔

میرے بندے میں حاضر ہوں

ایک شخص نے تیس (۳۰) سال تک اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا۔ فرشتوں نے عرض کیا اے پروردگار! تیرے فلاں بندہ نے اتنی مدت سے تیرا ذکر نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ میری نعمت میں ڈوبا ہوا ہے اگر اس کو میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ مجھے ضرور یاد کرے گا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کی حرکت کرنے والی رگوں میں سے ایک رگ کو چلنے سے روک دے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ شخص کھڑا ہو کر یارب یارب کہنے لگا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ میں حاضر ہوں، میں موجود ہوں، اے میرے بندے اتنی مدت تک تو کہاں تھا؟

خالق کے ذریعہ سفارش

ہارون رشید کے ملازمین کی ایک جماعت نے ہارون رشید کو اطلاع دی کہ انہوں نے ڈاکوؤں میں سے دس شخصوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ خلیفہ ہارون رشید نے ان کو حکم دیا کہ وہ لوگ ڈاکوؤں کو ان کے پاس بھیج دیں چنانچہ ایک جماعت ان کو لے کر خلیفہ کی خدمت میں آ رہی تھی۔ اتفاقاً ان میں سے ایک ڈاکو راستہ سے بھاگ گیا، ان سپاہیوں کو سخت رنج ہوا اور انہوں نے کہا کہ اگر

ہم نو آدمیوں کو لے کر خلیفہ کے پاس جائیں گے تو وہ کہے گا کہ تم لوگوں نے ایک ڈاکو سے مال لے لیا ہے اور اس کو چھوڑ دیا ہے وہ ہمیں سزا دے گا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کی جگہ ایک شخص راستہ سے پکڑ لیں۔ وہ سب یہی گفتگو کر رہے تھے کہ اتفاقاً حجاج میں سے ایک شخص گزرا۔ انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کو ان نو (۹) ڈاکوؤں کے ساتھ قید کر دیا چنانچہ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچے تو خلیفہ نے ان کو قید خانہ میں بھجوا دیا تو کارکنان جیل نے ان کو ایک مدت تک قید رکھا، اس کے بعد داروغہ نے ان قیدیوں سے کہا کہ کیا تم لوگوں کے ملنے والوں میں سے کوئی ایسا ہے جو خلیفہ کے پاس تمہاری سفارش کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر انہوں نے اپنے احباب کے پاس ایک شخص بھیجا، چنانچہ انہوں نے ہر قیدی کی طرف سے دس ہزار درہم خلیفہ کو دیئے۔ خلیفہ نے ان قیدیوں کو آزاد کر دیا تو وہ سب چلے گئے صرف وہ حاجی باقی رہ گیا، اس کے بعد داروغہ جیل نے اس سے کہا کہ تیرا کوئی سفارشی ہے؟ اس نے کہا نہیں لیکن اگر میں کوئی خط لکھوں تو تو اس کو خلیفہ تک پہنچا دے گا۔ داروغہ جیل نے کہا ہاں۔ حاجی قیدی نے کہا کہ مجھے قلم اور کاغذ دے، اس نے کاغذ اور قلم دے دیا۔ اس نے لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من العبد الذلیل الیٰ رب الجلیل فان المخلو قین لھم شفعاء منھم فی الجرم و الجنایة و قد شفعو الھم عند الحلیفة فاطلقھم وانا بقیت فی آسجن منفرد اوانت یا رب شاھدی و سفیعی و انا عبد لم اذنب

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بندہ ذلیل کی طرف رب جلیل کی جانب، مخلوق بندوں کے جرم اور گناہ میں تیرے بندے سفارشی ہیں اور انہوں نے خلیفہ کے پاس ان کی سفارش کی اور خلیفہ نے ان کو چھوڑ دیا میں جیل میں تنہا باقی رہ گیا ہوں۔ اے میرے رب تو میرا گواہ اور میرا سفارشی ہے اور میں وہ بندہ ہوں جس نے گناہ نہیں کیا ہے۔

داروغہ جیل نے اس سے کہا کہ میں اس خط کو خلیفہ تک پہنچانے پر قادر نہیں ہوں۔ تم غور کر کے بتاؤ کہ میں اس خط کو کس مقام میں رکھ دوں؟ قیدی نے اس سے کہا کہ

(اچھا) اس کو جیل کی چھت پر رکھ دو جب اس نے اس کو رکھا تو وہ خط ہوا میں آسمان کی طرف اس تیزی سے اڑا جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر۔ ہارون رشید نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ آسمان سے فرشتے اترے اور اس کو پکڑا اور ہوا میں اونچا کیا اور فرشتوں نے خلیفہ سے کہا کہ اے ہارون مخلوق خدا نے نو قیدیوں کے بارے میں تیرے پاس سفارش کی اور تو نے ان کو قید سے رہا کر دیا۔ اب خالق رب العزت ایک قیدی کے بارے میں تیرے پاس سفارش کرتا ہے تو اس کو فوراً رہا کر دے ورنہ تو ابھی ہلاک ہو جائے گا۔ خلیفہ ڈر کر خواب سے بیدار ہوا اور داروغہ جیل کو بلایا اور اس سے کہا کہ تیرے پاس قید خانہ میں کون ہے؟ اس نے خلیفہ سے قصہ بیان کیا۔ خلیفہ نے اس سے فرمایا کہ اس کو فوراً میرے پاس حاضر کرو چنانچہ جب داروغہ جیل نے اس کو خلیفہ کے سامنے حاضر کیا تو خلیفہ نے اس قیدی کے سامنے کچھ حلوہ پیش کیا اور خود اس کے منہ میں لقمے دینے لگا حتی کہ وہ آسودہ ہو گیا اور حکم دیا کہ اس قیدی کو حمام لے جاؤ خلیفہ نے اس کیلئے چمکدار اور عمدہ خلعت کا حکم دیا اور اس کو ستر سواریاں اور ستر غلام اور لونڈیاں عطا کیں اور منادی کو حکم دیا کہ وہ کہے کہ جو شخص مخلوقات کے ذریعہ سے سفارش چاہتا ہے وہ دس ہزار درہم دیتا ہے اور رہائی پاتا ہے اور جو شخص خالق رب العزت کے ذریعہ سے سفارش طلب کرتا ہے اس کیلئے ہارون رشید کی طرف سے یہ ہدیہ ہے۔

حسن نیت کا ثمرہ

چوروں کی ایک جماعت ابتدائے رات میں قافلہ پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے باہر نکلی جب رات کی تاریکی چھا گئی تو وہ سب مسافر خانہ میں آئے اور دروازہ کھٹکھٹا کر مسافر خانہ کے لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ غازیوں کی جماعت سے ہیں اور اس وقت تمہارے مسافر خانہ میں رات بسر کرنا چاہتے ہیں چنانچہ ان لوگوں نے ان کیلئے دروازہ کھول دیا۔ وہ سب مسافر خانہ میں داخل ہوئے اور مسافر خانے کا مالک ان کی خدمت کیلئے کھڑا ہوا۔ وہ اس خدمت سے تقرب خداوندی کا ارادہ رکھتا تھا اور ان سے برکت

حاصل کرنا چاہتا تھا۔اس کے پاس ایک اپاہج لڑکا تھا جو کھڑے ہونے پر قادر نہ تھا تو مسافر خانے کے مالک نے ان چوروں کا جھوٹا کھانا اور ان کا بچا ہوا پانی لیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے لڑکے کے تمام اعضا اس پانی سے مل دو۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان غازیوں کی برکت سے اس کو شفا دے چنانچہ میاں بیوی نے ایسا ہی کیا جب صبح ہوئی تو اس لڑکے کو دیکھا تو وہ سیدھا چل رہا ہے، ان چوروں نے مال لوٹا اور شام کے وقت مسافر خانہ کے مالک سے کہا کہ کیا یہ وہی لڑکا ہے جس کو ہم نے کل اپاہج دیکھا تھا اس نے کہا کہ ہاں میں نے تم لوگوں کا جھوٹا اور تمہارا بچا ہوا پانی لیا اور اس کے جسم پر مل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکت سے اس کو شفا عطا کی۔ (یہ سن کر) وہ سب رونے لگے اور اس سے کہا کہ اے اللہ کے بندے! تم کو معلوم ہے کہ ہم غازی نہیں ہیں بلکہ ہم تو چور ہیں ڈاکہ مارنے کیلئے نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے لڑکے کو تیری حسن نیت سے صحت عطا فرمائی۔ اب ہم نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی چنانچہ سب کے سب غازی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے بن گئے اور مرتے دم تک اسی پر قائم رہے۔

ضحاک کے کندھوں پر سانپ

ابلیس ضحاک پسر علوان (بادشاہ فارس) کے پاس انسان کی صورت میں آیا اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ! میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ نفیس کھانے پکانے میں پوری مہارت رکھتا ہوں۔ مجھے اپنے کھانے پکانے پر مقرر کر دو چنانچہ ضحاک نے اپنے کھانے پکانے پر اس کو مقرر کر دیا، اس سے پہلے لوگ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ ابلیس نے سب سے پہلے جو کھانا تیار کیا وہ مرغی کے انڈے تھے چنانچہ ضحاک نے اس کو کھایا اور بہت پسند کیا۔ اس کے بعد ابلیس نے ضحاک سے کہا کہ میں تیرے لیے اس سے کھانا تیار کروں گا جس سے یہ انڈے نکلتے ہیں جب دوسرا دن ہوا تو ابلیس نے اس کیلئے مرغ ذبح کیا اور اس کو پکا کر کھلایا۔ ضحاک نے اس کو بھی پسند کیا۔ پھر تیسرے دن اس نے بکری اور بھیڑ ذبح کی پھر چوتھے دن اونٹ اور گائے ذبح کی۔ اس سے اس کی مراد یہ

تھی کہ آدمیوں کے قتل تک نوبت پہنچے چنانچہ اس حالت پر ایک مدت گزر گئی اور بادشاہ گوشت کے کھانے کا عادی ہو گیا۔ اس کے بعد ابلیس لعین نے بادشاہ سے کہا کہ بے شک تو نے میری عزت کی اور میری تعظیم کی لہٰذا مجھے اجازت دے کہ میں تیرے دونوں شانوں کو بوسہ دوں چنانچہ ضحاک نے اس کو اجازت دی وہ اس کے قریب ہوا اور اس کے دونوں کندھوں کو بوسہ دیا جس کے اثر سے اس کے دونوں کندھوں میں ابھرے ہوئے دو منہ دو سانپوں کی شکل کے نکل آئے اور ان دونوں کے منہ اور آنکھیں تھیں جب ضحاک نے یہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ ابلیس ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ تو نے مجھے مار ڈالا پھر اس سے کہا کہ اے ملعون ان سانپوں کی خوراک کیا ہے؟ ابلیس نے کہا کہ انسانوں کے دماغ، اس کے بعد شیطان چلا گیا اور ضحاک نے اس کو نہ دیکھا پھر تو ضحاک ہر روز اپنے وزیر کو حکم دینے لگا کہ چار شخص موٹے تازے خوبصورت ذبح کیے جائیں اور ان کے دماغ لائے جائیں ان سے ان سانپوں کو خوراک دی جائے چنانچہ اسی حالت پر وہ تین سو برس زندہ رہا۔ اس کے بعد وزیر مر گیا اور دوسرا وزیر مقرر ہوا وہ بھی چار آدمیوں کو حاضر کرتا لیکن ان میں سے صرف دو کو ذبح کرتا تھا اور ان کے دماغ لیتا تھا اور ان دونوں میں دو مینڈھوں کے دماغ ملاتا تھا ان سے ان سانپوں کو خوراک دیتا تھا اور دوسرے دو آدمیوں کو یہ حکم دیتا تھا کہ وہ پہاڑ کی طرف چلے جائیں اور وہیں اقامت کریں، اسی طریقہ پر سات سو برس تک انتظام قائم رہا حتی کہ جو لوگ پہاڑ میں سکونت رکھتے تھے ان کی تعداد بڑھ گئی اور ان کے اولادیں ہوئیں۔ مرد و عورتیں جمع ہوگئیں اور انہوں نے بھیڑ، بکریاں اور گائیں وغیرہ جمع کیں۔ یہی لوگ کرد قوم ہیں۔

بسم اللہ کی برکت سے جنت میں داخل

ایک یہودی شخص ایک یہودن عورت پر عاشق تھا وہ اس کے عشق میں پاگل ہو گیا اور اس کو کھانا پینا اچھا نہ لگتا تھا چنانچہ وہ عطاء اکبرؒ کے پاس آیا اور انہوں نے اس کا حال دریافت کیا۔ اس کے بعد عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھ دی اور

اس سے فرمایا کہ اس کو نگل جاؤ۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اس سے سکون عطا کرے یا اس عورت کو تیرے مقدر میں کر دے جب اس نے اس کو نگلا تو کہا اے شیخ! بے شک میں نے ایمان کی حلاوت پائی اور میرے دل میں نور ظاہر ہوا اور میں اب اس عورت کو بھول گیا ہوں، آپ میرے سامنے اسلام پیش کریں چنانچہ حضرت عطاءؒ نے اس پر اسلام پیش کیا اور بسم اللہ کی برکت سے وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد اس عورت نے اس کے اسلام کی خبر سنی اور وہ بھی حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور کہا کہ اے مسلمانوں کے امام! میں ہی وہ عورت ہوں جس کا اس یہودی نے آپ سے ذکر کیا تھا جو مسلمان ہوا ہے اور میں نے گزشتہ شب خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اپنا مقام جنت میں دیکھنا چاہتی ہے تو حضرت عطاءؒ کے پاس جا، اس لیے وہ تجھ کو وہ مقام دے گا۔ اب میں آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ مجھ سے فرمائیے کہ جنت کہاں ہے؟

حضرت عطاءؒ نے اس سے کہا کہ اگر تو جنت دیکھنا چاہتی ہے تو پہلے تجھ پر لازم ہے کہ اس کا دروازہ کھول، اس کے بعد اس میں داخل ہو جا۔ اس عورت نے کہا کہ میں اس کا دروازہ کیسے کھول سکتی ہوں؟

حضرت عطاءؒ نے فرمایا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو چنانچہ اس نے پڑھا پھر اس عورت نے کہا کہ اے شیخ! میں اپنے دل میں نور پاتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی خدائی اور عالم آخرت دیکھ رہی ہوں۔ آپ مجھ پر اسلام پیش کریں چنانچہ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ بسم اللہ کی برکت سے مسلمان ہوگئی پھر وہ اپنے گھر گئی اور رات کو سوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوئی اور محلات اور رقبے دیکھے اور اس میں ایک قبہ دیکھا جس پر لکھا ہوا ہے کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس عورت نے اس کو پڑھا اور ایک منادی کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ اے پڑھنے والی بی بی! ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے تجھ کو وہ تمام چیزیں دیں جن کو تو نے پڑھا اور دیکھا

ہے۔ اس کے بعد وہ عورت بیدار ہوئی اور کہا:

الٰھی کنت دخلت الجنة فاخر جتنی منها اللهم اخرجنی من هم الدنیا بقدر تلسام

ترجمہ: الٰہی میں جنت میں داخل ہو چکی تھی تو نے مجھے اس سے باہر نکال دیا۔ اے اللہ تو اپنی قدرت سے مجھے دنیا کے غم سے نکال دے۔

جب وہ اپنی دعا سے فارغ ہوئی تو اس کا گھر اس پر گر پڑا اور وہ مر کر شہید ہو گئی۔

اللہ کا فضل بہت بڑا ہے

ایک صالح شخص سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا، میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص سجدہ میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے میرے آقا! تو نے اپنے محروم بندہ کے حق میں کیا کیا اور جب میں اس کے پاس سے گزرتا تھا تو سنتا تھا کہ وہ یہی الفاظ کہتا تھا جب میں طواف اور سجدہ سے فارغ ہوا تو میں نے اس سے اس جملہ کے بارے پوچھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ ہم بلاد روم میں تھے اور رومیوں کے قلعوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے تو ہمارے فوج کے افسر نے ایک بڑی جماعت جمع کی اور رومیوں کے شہروں کی طرف نکلا۔ فوج کے افسر نے ہم سے دس سواروں کو چنا۔ ان میں میں بھی تھا اور ہم کو بطور طلیعہ مقدمہ الجیش کے بھیجا چنانچہ جب ہم میدان میں آئے تو ہم نے تقریباً ساٹھ (٦٠) کافروں کو دیکھا اس کے بعد ہم نے دوسرے میدان کی طرف دیکھا تو وہاں بھی تقریباً چھ سو لوگ نظر آئے، ہم نے اپنے امیر لشکر کو اطلاع دی اس نے کفار روم کی طرف مسلمانوں کا ایک لشکر بھیجا چنانچہ مسلمانوں نے ان سب کافروں کو گرفتار کر لیا، اس کے بعد ہم سے ہمارے افسر نے کہا کہ تم لوگ بابرکت ہو، اس لیے حسب عادت رات میں بطور طلیعہ کے نکلو چنانچہ ہم لوگ نکلے اور اتفاقاً ایک ہزار سواروں میں گھر گئے۔ انہوں نے ہم سب کو قید کر لیا اور وہ ہمیں بادشاہ کے پاس لے گئے، اس نے ہم کو قید کرنے کا حکم دیا پھر اس کو یہ خبر

پہنچی کہ مسلمانوں نے ان کے قیدیوں کو مار ڈالا ہے ان میں بادشاہ کا چچازاد بھائی بھی تھا۔ اس خبر سے وہ بہت غمگین ہوا اور ہمارے قتل کا حکم دے دیا۔ ان لوگوں نے ہماری آنکھوں پر پٹی باندھ دی، اس کے بعد ایک شخص جو بادشاہ کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ بے شک ان کی آنکھوں میں پٹی باندھنے میں ان پر تخفیف ہے۔ اس لیے ان کی آنکھوں سے پٹی کھول دو تاکہ وہ ایک دوسرے کے عذاب کو دیکھ سکیں، یہ ان پر زیادہ سخت اور ان کیلئے زیادہ رنج دہ ہوگا تو انہوں نے ہماری آنکھوں سے پٹیاں کھول دیں میں نے اپنے پاس کھڑے ہونے والے کی طرف دیکھا اور وہ شخص ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھا، وہ سونے سے مرصع اور آراستہ تھا۔ یہ شخص پہلا مسلمان تھا اس کے بعد وہ مرتد ہوکر کافروں میں مل گیا تھا میں اس سے کلام کرنے پر قادر نہ ہوا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی، میں نے دس عورتوں کو دیکھا کہ ہر ایک کے ساتھ ایک ایک رومال اور طباق ہے اور ان عورتوں کے اوپر آسمان میں دس دروازے کھلے ہیں۔ اس کے بعد جلاد نے یکے بعد دیگرے ہمارے ساتھیوں کو قتل کرنا شروع کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ جب وہ ہم میں سے ایک کو قتل کرتا تو ان عورتوں میں اس کی عورت اس طرف اترتی اس کی روح کو لیتی اس کو رومال میں لپیٹتی طباق پر رکھتی تھی اور ایک دروازے سے اوپر لے جاتی تھی۔ میں ان سب میں آخری تھا جب حکم مجھ تک پہنچا تو آسمانی عورت میری طرف بڑھی تاکہ میری روح کے ساتھ وہ بھی وہی معاملہ کرے جو اس کی سہیلیوں نے کیا ہے جب جلاد نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو اسی شخص نے جو بادشاہ کے قریب کھڑا تھا کہا کہ اے بادشاہ جب آپ ان سب کو قتل کر دیں گے تو مسلمانوں کو ان کے قتل کی اطلاع کون پہنچائے گا اس لیے اس کو چھوڑ دیجئے تاکہ یہ مسلمانوں کو خبر دے چنانچہ اس نے مجھے چھوڑ دیا، وہ عورت مجھے محروم کہتے ہوئے چلی گئی، اس لیے یہاں گریہ وزاری کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اے میرے رب! تو نے محروم کے بارے میں کیا کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم ناامید مت ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل بہت بڑا ہے۔

شیطان کا فریب

ایک شخص کا انگور اور دیگر پھلوں کا باغ تھا۔ اس کو خبر دی گئی کہ تیرا باغ اچانک اولے پڑنے کی وجہ سے برباد ہوگیا ہے چنانچہ شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اس کی بندگی بجا لاتا ہے اور اس نے تیرے انگور کے درختوں اور تیرے دوسرے درختوں کو برباد کر دیا اس شخص کو بہت ہی غصہ آیا اور باہر نکلا اور کنجی کو آسمان کی طرف پھینک دیا اور کہا تو نے میرے پھلوں کو تباہ کر دیا، اپنی کنجی لے، وہ کنجی ہوا میں تھوڑی دیر تک اڑی اس کے بعد اس کی جانب لوٹی اور سیاہ سانپ بن کر اس کی گردن میں لٹک گئی اور چالیس دن تک اسی طرح اس کی گردن میں لٹکی رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا، جب لوگوں نے اس کے غسل کا ارادہ کیا تو وہ اس کی گردن سے الگ ہوگئی جب اس کو دفن کر دیا تو وہ اس کی طرف لوٹ آئی۔

بیت المقدس کی کنجی اور سختی دور کرنے کا وظیفہ

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بیت المقدس کی کنجی حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس تھی۔ آپ اس پر کسی کو امین نہیں بناتے تھے چنانچہ ایک رات آپ کھڑے ہوئے تاکہ اس کو کنجی سے بیت المقدس کا دروازہ کھولیں مگر وہ دروازہ نہ کھلا۔ آپ نے جنوں سے مدد لی مگر وہ نہ کھول سکے۔ اس کے بعد انہوں نے انسانوں سے مدد لی وہ بھی نہ کھول سکے چنانچہ آپ رنجیدہ اور غمگین ہوکر بیٹھ گئے اور آپ نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیت المقدس سے روک دیا ہے اور آپ اسی حالت میں تھے کہ اچانک ایک بزرگ شخص آپ کی طرف آئے اور وہ اپنے بڑھاپے کی وجہ سے لاٹھی پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ وہ بزرگ حضرت سلیمان کے والد حضرت داؤد علیہ السلام کے مصاحبوں میں سے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! میں آپ کو غمگین دیکھ رہا ہوں۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام نے کہا کہ بے شک اس دروازہ کے کھلنے میں

دشواری آ رہی ہے۔ اس بزرگ نے آپ سے کہا کیا میں آپ کو وہ کلمات نہ بتلاؤں جن کو آپ کے والد سختی کے وقت کہتے تھے؟ تو اللہ تعالیٰ ان سے سختی کو دور کر دیتا تھا۔
حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ ہاں ضرور بتلایئے، چنانچہ اس بزرگ نے کہا کہ

اللّٰھم بنورک اھتدیت و بفضلک استغنیب و بک اصبحت و امسیت ذنوبی بین یدیک استغفرک و اتوب الیک یا حنان یا منان

ترجمہ: اے اللہ! میں نے تیرے نور سے ہدایت پائی اور تیرے فضل سے مستغنی ہوا اور تیری مدد سے میں نے صبح و شام کی۔ میرے گناہ تیرے سامنے ہیں اور میں تیری طرف توبہ اور رجوع کرتا ہوں۔ اے بڑے مہربان اور اے احسان کرنے والے۔
جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلمات پڑھے تو آپ کیلئے دروازہ کھل گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عجیب وغریب کرسی

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فیصلہ کیلئے جلوس کا ارادہ کیا تو جنات کو حکم دیا کہ وہ ان کیلئے ایک نادر اور عمدہ کرسی بنائیں اور وہ اس طرح ہو اکہ اگر اس کو جھوٹا مدعی یا جھوٹا گواہ دیکھے تو اس کے شانوں کا گوشت تھرانے لگے چنانچہ جنات نے ہاتھی کے دانت کی کرسی بنائی اور اس کو جواہرات، یاقوت اور موتی اور زبرجد سے مزین کیا اور جواہرات سے انگور کے درخت بنا کر اس کو گھیر دیا، سونے کے چار درخت کھجور کے اور ان درختوں کی شاخیں چاندی کی بنائیں۔ کھجور کے دو درختوں کی چوٹی پر سونے کے دو طاؤس اور دوسرے دو درختوں کی چوٹی پر سونے کے دو گدھ تھے اور اس کرسی اور تخت کے دونوں گوشوں پر سونے کے دو شیر تھے اور ان دونوں کے سروں پر سبز زمرد کے ستون تھے۔ جنات نے اس تخت کو ایک سخت پتھر پر رکھا اور اس پتھر کے نیچے سونے کا ایک اژدہا بنایا تاکہ وہ اس تخت کو گھمائے جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس کے نیچے درجے پر چڑھتے تھے تو وہ کرسی ان تمام چیزوں کے ساتھ چکی کی گردش کی طرح گھوم جاتی تھی اور گدھ اور مور اپنے بازو اور شیر اپنے ہاتھ پھیلائے اپنی دموں کو زمین پر

مارتے تھے۔ اسی طرح ہر درجہ میں کرتے تھے جب حضرت سلیمان علیہ السلام اوپر کے درجے پر پہنچ جاتے تھے تو دونوں گدھ ان کے سر پر تاج رکھتے تھے اور ان پر مشک وعنبر کی خوشبو چھڑکتے تھے جب وہ تخت پر بیٹھ جاتے تھے تو سونے کا کبوتر ان کو زبور دیتا تھا وہ لوگوں کو پڑھ کر سناتے تھے اور آپ کے دائیں طرف سونے کی کرسیوں پر علمائے بنی اسرائیل بیٹھتے تھے اور دائیں طرف چاندی کی کرسیوں پر جنوں کے معززین بیٹھتے تھے۔ اس کے بعد وہ اسی طرح فیصلہ کیلئے بیٹھتے تھے جب ادائے شہادت کیلئے گواہان آتے تھے تو وہ کرسی معہ ان چیزوں کے چکی کی طرح گردش کرتی تھی اور شیر و طاؤس وہی کرتے تھے جو پہلے کرتے تھے تو گواہ ڈر جاتے تھے اور سوائے حق اور سچ کے جھوٹی گواہی نہ دیتے تھے چنانچہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہوگیا تو اس کرسی کو بادشاہ بخت نصر نے اپنے قبضہ میں لے لیا جب اس نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو ان دوشیروں میں سے ایک نے اپنے داہنے ہاتھ سے اس کی پنڈلی پر مارا، اس لیے وہ اس کے چڑھنے پر قادر نہ ہوا اور اس ضرب سے وہ ہمیشہ درد میں مبتلا رہتا تھا، یہاں تک کہ وہ مر گیا اور وہ کرسی شہر انطاکیہ (دارالسلطنت روم و شام) میں باقی رہی، حتی کہ اہل انطاکیہ سے کراس بن سداس نے جنگ کی، خلیفہ نے بخت نصر کو شکست دی، اس کے بعد کرسی بیت المقدس کی طرف واپس لائے پھر بادشاہوں میں سے کوئی شخص بھی اس کے چڑھنے پر قادر نہ ہوا پھر اس کو صخرہ بیت المقدس کے نیچے رکھا گیا، اس کے بعد اس کرسی کے بارے میں کچھ اور نشان معلوم نہ ہوا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ وہ کہاں گئی؟ واللہ اعلم

والدین کی خدمت کا صلہ

حضرت سلیمان علیہ السلام آسمان اور زمین کے درمیان ہوا پر جا رہے تھے چنانچہ ایک دن گہرے دریا کے اوپر سے گزرے تو آپ نے ہوا کی وجہ سے دریا میں ہولناک موجیں اٹھتے ہوئے دیکھ کر اسے حکم دیا وہ ٹھہر گئی پھر آپ نے جنوں کو حکم دیا کہ وہ پانی میں غوطہ لگائیں تاکہ وہ نیچے کا حال معلوم کریں۔ اس کے بعد جنوں نے یکے بعد

دیگرے غوطہ لگایا تو اس دریا میں نہایت چمکدار موتی کا ایک قبہ دیکھا لیکن اس میں دروازہ نہ تھا جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو نکالنے کا حکم دیا جنوں نے اس کو نکالا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے متعجب ہوئے، اس کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ وہ قبہ شق ہوا اور اس کا دروازہ کھلا اور کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک نوجوان سجدہ کی حالت میں موجود ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ کیا تم فرشتوں سے ہو یا جنوں سے۔ اس نوجوان نے کہا کہ نہیں بلکہ میں انسانوں سے ہوں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم نے کس طرح سے یہ بزرگی حاصل کی ہے۔ اس نے کہا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وجہ سے مجھے یہ رتبہ حاصل ہوا ہے۔ اس لیے کہ میری بوڑھی ماں تھی اور میں ان کو اپنی پیٹھ پر لادے رہتا تھا اور انؑ کی دعا یہ تھی:

اللّٰھم ارزقه اسعادة واجعل مكانهٔ بعد وفاقى لا فى الارض ولا فى اسماء

ترجمہ: اے اللہ! اس کو تو سعادت عطا فرما اور میرے مرنے کے بعد اس کو ایسے مقام میں جگہ عطا فرما کہ نہ تو وہ زمین میں ہو اور نہ آسمان میں ہو۔

چنانچہ جب وہ مرگئی تو میں دریا کے کنارے گھوم رہا تھا تو میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا اور جب میں اس کے قریب ہوا تو وہ میرے لیے پھٹ گیا چنانچہ میں اس کے اندر چلا گیا، اس کے بعد قدرت الٰہی سے مجھ پر وہ بند ہوگیا اب مجھے نہیں معلوم کہ میں زمین میں ہوں، یا ہوا میں ہوں، یا آسمان میں۔ اللہ تعالیٰ اس میں مجھے رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے پاس تیری روزی اس میں کس طرح آتی ہے؟ اس نے کہا کہ جب میں بھوکا ہوتا ہوں تو درخت اگتا ہے اور اس درخت پر پھل ہوتے ہیں اور اس سے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے تو میں اس سے کھاتا ہوں چنانچہ جب میں آسودہ اور

سیراب ہو جاتا ہوں تو وہ غائب ہو جاتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تم رات اور دن کو کیسے پہچانتے ہو؟ اس نے کہا کہ جب صبح طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا ہے اور جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو یہ قبہ تاریک ہو جاتا ہے۔ تو میں اس ذریعہ سے دن اور رات کو پہچان لیتا ہوں پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ وہ قبہ بند ہو کر شتر مرغ کے انڈے کی طرح ہو گیا اور اپنے مقام کی طرف دریا کے قعر میں لوٹ گیا۔

واللہ علیٰ کل شیءٍ قدیر ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

خدمت کیلئے پرندے

حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے چڑیوں کی جنس سے ستر ہزار قسم کے پرندے جمع کیے گئے اور ان میں ہر جنس کے پرندے کا رنگ علیحدہ علیحدہ تھا تو وہ سب بادل کی طرح آپ کے سر مبارک پر سایہ کیا کرتے تھے، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے زندگی کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا کہ وہ کہاں انڈا دیتی ہیں اور کہاں بچہ دیتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں سے بعض تو ہوا میں انڈا دیتی ہیں اور بعض اپنے بازو پر انڈا دیتی ہیں اور وہیں بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور کوئی اپنے انڈے چونچ میں روکے رہتی ہے یہاں تک کہ بچہ ہو جاتا ہے اور ہم میں سے بعض کی یہ حالت ہے کہ نہ تو وہ جفتی کرتے ہیں اور نہ انڈا دیتے ہیں اور ہماری نسل ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان وشوکت

سدیؒ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرش ریشم اور سونے کا بنا ہوا تھا اور وہ فرش حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر اور ان کے چارپائے ان کے گھوڑوں، اونٹوں، تمام انسانوں، جنوں، وحشی جانور اور پرندوں کو اٹھا لیتا تھا اور اس میں ان سب کیلئے گنجائش تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر دس لاکھ تھا اور ان کے لواحقین بھی

تابعدار تھے اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان بادل کے قریب سیر کرتے تھے جس مقام کا آپ ارادہ کرتے تھے آپ کو ہوا وہیں لے جاتی تھی اور آپ کے ارادے کے مطابق تیز رفتاری یا آہستہ ہوا کام کرتی تھی۔ ہوا کی یہ حالت تھی کہ چلتے وقت نہ تو کسی درخت کو نقصان پہنچاتی تھی اور نہ زراعت وغیرہ کو خراب کرتی تھی جب کوئی کلام کرتا تھا تو اس کے کلام کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیتی تھی اور آپ کی ایک سونے کی کرسی تھی جو یاقوت اور موتیوں سے جڑی ہوئی تھی اور اس کے گرد تین ہزار کرسیاں تھیں۔

اور بعض کا قول ہے کہ علماء وزراء اور بڑے بڑے بنی اسرائیل کے رسم و رواج کے مطابق چھ لاکھ کرسیاں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر سو فرسخ (ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے) زمین کو گھیر لیتا تھا۔ پچیس فرسخ انسانوں کیلئے اور پچیس فرسنگ جنوں کیلئے اور پچیس فرسخ وحشی جانوروں کیلئے اور پچیس فرسخ پرندوں کیلئے مقرر ہوتے تھے، آپ کیلئے جنات سمندروں سے موتی اور جواہرات نکالتے تھے اور آپ کے باورچی خانہ میں ہر روز ایک لاکھ بکریاں اور چالیس ہزار گائیں ذبح ہوتی تھیں، اس کے باوجود اپنے ہاتھ سے محنت اور کسب کے ذریعہ سے کھاتے تھے۔

چنانچہ منقول ہے کہ آپ جو کی روٹی کھاتے تھے چنانچہ آپ نے اس شان و شوکت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی عطا کی تھی تو اس شان وشوکت نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا اور اس وجہ سے آپ کے نفس میں خود بینی سما گئی جب آپ کی یہ حالت ہوئی تو بساط کج ہو گیا تو آپ کے لشکر سے بارہ ہزار شخص ہلاک ہو گئے، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرش کو کوڑے سے مارا جو آپ کے ہاتھ میں تھا اور اس سے فرمایا کہ اے فرش سیدھا ہو۔ فرش نے اپنے قول سے ان کو جواب دیا کہ آپ سیدھے رہیں، اے سلیمان علیہ السلام۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ فرش اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے۔ آپ سجدہ میں گر گئے اور جو خیال آپ کے دل میں آیا تھا، اس سے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ واللہ اعلم

عیب کا دیکھنا بھی عیب ہے

شاہ بہرام گور ایک دن شکار کیلئے نکلا، ایک جنگلی گدھا اس کے سامنے ظاہر ہوا۔ اس نے اس کا پیچھا کیا حتی کہ بہرام گور اپنے لشکر سے جدا ہوگیا، اس کے بعد شکار پر کامیاب ہوا، اس کو پکڑا اور اس کو ذبح کرنا چاہا۔ اتنے میں ایک چرواہے کو دیکھا کہ وہ جنگل سے آرہا ہے۔ بہرام نے اس سے کہا کہ اے چرواہے میرا یہ گھوڑا پکڑو تا کہ میں اس گدھے کو ذبح کروں چنانچہ اس نے اس کو پکڑا پھر بہرام گور گدھے کو ذبح کرنے میں مشغول ہوگیا لیکن اس پر نظر رکھی یہاں تک کہ بہرام گور پر ظاہر ہوا کہ چرواہا اس موتی کو کاٹ رہا ہے جو اس کے گھوڑے کی باگڈور میں تھا یہ دیکھ کر بادشاہ نے اس سے اعراض کیا یہاں تک کہ چرواہے نے موتی کو لے لیا اور فرمایا کہ عیب کا دیکھنا بھی عیب ہے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے لشکر سے جا ملا۔ شاہ بہرام سے وزیر نے کہا کہ اے بادشاہ! آپ کے گھوڑے کی باگڈور کا موتی کہاں ہے؟ یہ سن کر بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا اس کو جس نے لیا ہے وہ واپس نہیں کرے گا اور جس نے اس کو لیتے دیکھا ہے وہ اس کی چغلی نہ کھائے گا اس لیے تم میں سے جو شخص دیکھے کہ وہ موتی جس کسی کے پاس بھی ہو تو اس سے کوئی مزاحمت نہ کرے۔

گھر میں خزانہ

بادشاہ کسریٰ (لقب نوشیرواں وشاہان فارس) تمام بادشاہوں سے زیادہ منصف تھا۔ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک گھر خریدا اور اس خریدار نے اس میں خزانہ پایا۔ وہ بیچنے والے کے پاس آیا اور اس کو اس خزانہ کے بارے میں اطلاع دی۔ بائع نے اس سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ گھر فروخت کیا ہے میں نہیں جانتا تھا کہ اس میں خزانہ ہے اور اگر اس میں خزانہ تھا تو وہ تیرا ہے اور مشتری نے کہا کہ تمہارا اس کو لینا ضروری ہے اس لیے کہ وہ خزانہ اس گھر میں داخل نہیں ہے جس کو میں نے خریدا ہے چنانچہ ان دونوں کے درمیان جھگڑا طویل ہوگیا تو وہ دونوں

بادشاہ کسریٰ کے پاس فیصلہ کیلئے گئے جب وہ دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوئے اور اس سے خزانہ کا حال بیان کیا تو اس نے تھوڑی دیر تک سر نیچا کر کے غور کیا پھر ان دونوں سے فرمایا کہ کیا تم دونوں کے کوئی اولاد ہے۔ بائع نے کہا کہ میرا ایک جوان لڑکا ہے اور مشتری نے کہا کہ میری ایک جوان لڑکی ہے اس کے بعد کسریٰ نے ان دونوں سے کہا کہ میں تم کو یہ حکم دیتا ہوں کہ تم دونوں اپنے لڑکے اور لڑکی کا باہم بیاہ کر دو تا کہ تم دونوں میں رشتہ قریبی ہو جائے اور اس خزانہ کو لڑکے اور لڑکی کی مصلحتوں میں خرچ کرو چنانچہ ان دونوں نے شاہی حکم کی فرمانبرداری کی وجہ سے ایسا ہی کیا۔

شہروں کی آبادی رعیت میں انصاف سے ہے

نوشیرواں نے اپنے ملک میں ایک شہر کا ایک شخص کو حاکم مقرر کیا چنانچہ حاکم نے ہر سال جو خراج مقرر تھا اس سے کچھ زیادہ ان کے پاس بھیجا جب یہ خبر نوشیرواں کو پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ زیادہ روپیہ جن لوگوں سے لیا گیا ہے ان کو واپس کیا جائے اور اس حاکم کیلئے سولی کا حکم دیا پھر فرمایا کہ جو بادشاہ اپنی رعیت سے تھوڑی چیز بھی ظلم سے لے گا وہ کبھی فلاح نہ پائے گا اور اس کی زمین سے برکت اٹھ جائے گی اور یہ اس پر وبال ہوگا پھر فرمایا کہ بقائے ملک بادشاہ سے ہے اور بقائے بادشاہ لشکر سے ہے اور بقائے لشکر مال سے ہے اور بقائے مال شہروں کی آبادی سے ہے اور شہروں کی آبادی رعیت میں انصاف سے ہے۔

بہادری افضل ہے یا انصاف

وقال بعض الحکماء لماسل ایما افضل للملک الشجاعة اوالعدل فقال اذا عدل الملک لا یحتاج الی الشجاعة واللہ المعین

ترجمہ: بعض حکماء سے جب یہ پوچھا گیا کہ بادشاہ کیلئے بہادری افضل ہے یا انصاف؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جب بادشاہ نے انصاف کیا تو وہ بہادری کا محتاج نہ ہوگا۔ اللہ مددگار ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک ہرنی

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام ایک جنگل سے گزرے تو وہاں ایک شکاری سے ملاقات ہوئی۔ اس شکاری نے جال لگایا ہوا تھا تو اس میں ایک ہرنی پھنس گئی تھی جب ہرنی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو گویائی عطا فرمائی۔ ہرنی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے روح اللہ! میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اور میں اس حال میں تین دن سے پھنس گئی ہوں۔ آپ میرے لیے شکاری سے اجازت لیں تاکہ میں بچوں کو دودھ پلا آؤں اور پھر واپس آ جاؤں گی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شکاری کو کہا کہ اس ہرنی کو چھوڑ دے یہ بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجائے گی۔ شکاری نے کہا ہرنی واپس نہ آئے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی کو شکاری کی بات کی اطلاع دی۔ اس کے بعد ہرنی نے کہا: اے روح اللہ! اگر میں واپس نہ آؤں تو میں ان لوگوں میں سے بھی زیادہ بدتر ہوں جنہوں نے جمعہ کے دن پانی پایا اور غسل نہ کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہرنی سے وعدہ لیا، وہ گئی اور فوراً دودھ پلا کر واپس آ گئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستہ میں ایک سرخ سونے کی اینٹ ملی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اس اینٹ کو ہرنی کے بدلہ میں شکاری کو دیں اور ہرنی کو آزاد کروائیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ اینٹ لے کر شکاری کے پاس گئے لیکن آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی شکاری اس کو ذبح کر چکا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو بددعا دی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے اس کام سے برکت ختم کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

صدقہ مردوں تک پہنچتا ہے

سمرقند میں ایک شخص تھا وہ بیمار ہو گیا، اس نے نذر مانی اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفا دے تو میں جمعہ کے دن اپنے تمام مال کو اپنے ماں باپ کیلئے صدقہ کر دوں گا چنانچہ وہ مدت دراز تک زندہ رہا اور ایسا ہی کرتا رہا، اتفاقاً ایک جمعہ کو وہ تمام دن پھرتا رہا لیکن اس کو کوئی

ایسی چیز نہ ملی کہ صدقہ کرے اس نے کسی عالم سے فتوی پوچھا۔ عالم نے کہا کہ گھر سے نکلو اور تربوز کا چھلکا تلاش کرو پھر اس کو پانی سے دھوؤ اور جس راستہ سے گاؤں والے آتے جاتے ہیں تو وہ چھلکے ان کے گدھوں کے سامنے ڈال دو اور اس کا ثواب اپنے ماں باپ کو بخش دو تو تم نذر سے بری الذمہ ہو جاؤ گے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد اس نے شنبہ کی رات کو اپنے والدین کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے معانقہ کیا اور کہا کہ اے ہمارے بیٹے نیکی کے جتنے طریقہ تھے تم نے ہمارے ساتھ ان سب کو برتا یہاں تک کہ تم نے ہم کو تربوز بھی کھلایا۔ ہم اس کی خواہش رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو۔

ہر جمعرات روحیں اپنی منزل میں جمع ہوتی ہیں

امیر خراسان نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا تو اس سے کہا کہ اے میرے امیر باپ! اس نے کہا کہ مجھے امیر نہ کہو اس لیے کہ امارت تو جاتی رہی، اب تو میں فقیر ہوں اور کہا اے میرے پیارے بیٹے! جب تم گوشت کھاؤ تو اس میں سے ہم کو بھی کھلایا کرو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ گوشت کو بلیوں اور کتوں کے سامنے ڈال دیا کرو اور اس کا ثواب ہمیں بخش دیا کرو کیونکہ میں اس کی خواہش رکھتا ہوں اور اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہر جمعرات کو روحیں اپنی منزل میں جمع ہوتی ہیں اور زندہ لوگوں کی دعا اور ان کے صدقوں کی امید رکھتی ہیں۔

مٹی آٹا میں تبدیل

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دو آتش پرست تھے۔ ایک دن چھوٹے بھائی نے اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اے بھائی تم نے آگ کو تہتر برس پوجا ہے اور میں نے اس کو پینتیس (۳۵) برس پوجا ہے۔ آؤ ہم دیکھیں کہ آیا یہ ہم کو بھی اسی طرح جلاتی ہے جس طرح ہمارے علاوہ دوسروں کو جلاتی ہے اگر اس نے ہم کو نہ جلایا تو ہم اس کی پوجا کریں گے ورنہ نہیں۔

چنانچہ انہوں نے آگ جلائی اس کے بعد چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی سے کہا کہ اب تم اپنا ہاتھ مجھ سے پہلے آگ پر رکھو گے یا تم سے پہلے میں رکھوں۔ بڑے بھائی نے کہا کہ تم ہی رکھو چنانچہ چھوٹے بھائی نے پہلے اپنا ہاتھ رکھا تو اس کی انگلی جل گئی، اس نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور کہا کہ آہ میں نے تجھے اتنے برس پوجا اور تو نے میرا ہاتھ جلا دیا پھر اس نے کہا کہ اے بھائی! آؤ ہم ایسی ذات کی عبادت کریں اگر ہم اس کی نافرمانی کریں اور پانچ سو برس تک اس کو چھوڑ دیں تو وہ ایک گھڑی کی عبادت کے عوض اور ایک مرتبہ استغفار پڑھنے پر ہماری مغفرت فرمادے چنانچہ اس کے بھائی نے اس کی استدعا کو منظور کیا اور سوچنے لگے کہ کسی ایسے شخص کے پاس جائیں جو ہمیں صراط مستقیم کے احکام بتائے چنانچہ دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جائیں تو انہوں نے اس کا قصد کیا اس کے بعد ان دونوں نے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کو بصرہ کے دیہات میں دیکھا کہ آپ عام لوگوں کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو وعظ و نصیحت کر رہے ہیں جب دونوں کی نظر آپ پر پڑی تو بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ میں مسلمان نہ ہوں کیونکہ میری زیادہ عمر آگ کی پرستش میں گزر گئی ہے۔ جب میں مسلمان ہوں گا تو میرے گھر والے مجھے ملامت کریں گے اور مجھے ان کے ملامت کرنے سے آگ زیادہ محبوب ہے۔ یہ سن کر چھوٹے بھائی نے اس سے کہا کہ تم ایسا نہ کرو اس لیے کہ لوگوں کا ملامت کرنا ایک وقت ختم ہو جائے گا اور آتش دوزخ کبھی ختم نہ ہو گی لیکن بڑے بھائی نے اس دانائی کی بات کو نہ سنا۔ تو چھوٹے بھائی نے اس سے کہا کہ اے بدنصیب بھائی تو اپنے مال اور ارادہ کا مختار ہے جو چاہے کر۔ اس کے بعد بڑا بھائی لوٹ گیا اور چھوٹا اپنے لڑکوں اور بیوی کے ساتھ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور سب آپ کے پاس بیٹھے، حتی کہ وہ مجلس وعظ سے فارغ ہو گئے تو یہ شخص آپ کے پاس کھڑا ہوا اور آپ سے سارا قصہ بیان کر کے درخواست کی کہ اس پر اور اس کی اولاد اور اس کی بیوی پر اسلام پیش کریں چنانچہ حضرت مالک بن دینار رحمۃ

اللہ علیہ نے انہیں اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد اس جوان نومسلم نے چاہا کہ اپنے اہل و عیال کو لے کر واپس جائے۔ حضرت مالکؒ نے اس سے فرمایا کہ اس وقت تک ٹھہر کہ میں تیرے لیے اپنے شاگردوں سے کچھ جمع کر لوں، اس کے جواب میں اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں چاہتا پھر واپس آیا اور ایک ویران مقام پر پہنچا جہاں اس نے ایک آباد گھر دیکھا اور وہاں ٹھہرا جس وقت صبح ہوئی تو اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ بازار جاؤ اور کوئی کام تلاش کرو تا کہ گزر اوقات ہو چنانچہ وہ بازار گیا لیکن کسی نے اس کو مزدوری پر نہ رکھا تو اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام کیوں نہ کیا جائے چنانچہ وہ دوسرے روز ویران مقام میں داخل ہوا اور اس میں مغرب تک نماز پڑھتا رہا پھر وہ خالی ہاتھ اپنے گھر آ گیا۔ اس کی بیوی نے پوچھا کیا تم ہمارے لیے کچھ لائے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے آج بادشاہ کا کام کیا ہے لیکن اس نے آج مجھے کچھ نہیں دیا اور کہا ہے کہ کل دوں گا چنانچہ وہ سب بھوکے سو گئے جب صبح ہوئی تو وہ پھر بازار گیا اس دن بھی کوئی کام نہ ملا، اس نے وہ دن بھی عبادت میں گزار کر شام کو واپس آ کر بیوی سے کہا کہ بادشاہ نے مجھ سے جمعہ کے دن تک کا وعدہ کیا ہے پھر جب جمعہ کا دن ہوا تو وہ بازار گیا لیکن کوئی کام نہ ملا مجبوراً وہ عبادت میں مصروف ہوا جب دن ڈھلا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کیا:

یا رب لقد اکرمقنی بالا سلام و تو جتنی بتاج الھدی فبحرمۃ ھذا الدین وبحرمۃ ھذا الیوم المبارک ارفع نفقۃ العیال عن قلبی وانا استحی من عیالی و اخاف من تغیر حالھم لحداثۃ عھدھم بالاسلام

ترجمہ: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے اسلام سے بزرگی بخشی اور مجھے ہدایت کا تاج پہنایا تو اس دین کی عزت اور اس مبارک دن کی حرمت سے بال بچوں کے نفقہ کا غم میرے دل سے دور فرما کیونکہ مجھے اپنے اہل و عیال سے شرم آتی ہے اور

ان کی حالت بدلنے سے خوف کھاتا ہوں اس لیے کہ ان کے اسلام کا زمانہ جدید ہے۔
جب نماز جمعہ کا وقت آیا تو وہ جامع مسجد گیا۔ ادھر اس وقت اس کے بچوں پر بھوک کا غلبہ تھا ایک شخص اس کے گھر پر آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ یہ سن کر اس کی بیوی نکلی تو وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان ہے جس کے ہاتھ پر سونے کا طباق ہے اور وہ سونے کے رومال سے ڈھکا ہوا ہے۔ اس نوجوان نے عورت سے کہا کہ اس کو لو اور اپنے شوہر سے کہہ دینا کہ یہ تمہاری دو دن کے کام کی مزدوری ہے اگر تم زیادہ کام کرو گے تو زیادہ مزدوری دیں گے چنانچہ اس نے وہ طباق لے لیا اور دیکھا کہ اس میں ایک ہزار اشرفیاں ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک اشرفی لے کر صراف کے پاس گئی یہ صراف نصرانی تھا۔ جب اس نے اس اشرفی کو تولا تو ایک مثقال (ساڑھے چار ماشہ) یا دو مثقال سے زیادہ ہوئی۔ اس کے بعد جب اس نے اس کے نقش کی طرف نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ آخرت کے ہدیوں میں سے ہے۔ یہ دیکھ کر صراف نے عورت سے کہا کہ یہ اشرفی تجھے کہاں سے ملی اور تم نے اس کو کس جگہ سے لیا ہے۔ عورت نے اس سے سارا قصہ بیان کیا۔ تو صراف نے اس سے کہا کہ مجھ پر اسلام پیش کرو۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد صراف نے اس کو ایک ہزار درہم دیئے اور کہا کہ اس کو خرچ کرو اور جب یہ ختم ہو جائیں تو مجھے اطلاع دو۔ اس عورت نے اس سے درہم لیے اور کھانا تیار کیا جب اس کا شوہر مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوا اور خالی ہاتھ اپنے گھر کی واپس کا ارادہ کیا تو اس نے رومال بچھایا اور دو رکعت نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی اور رومال کو مٹی سے بھر لیا اور اپنے دل میں کہا کہ جب مجھ سے بیوی پوچھے گی تو اس سے کہوں گا کہ یہ آٹا ہے اور یہی میرے کام کی مزدوری ہے پھر جب وہ اپنے گھر پہنچا تو اسے فرش سے آراستہ پایا اور کھانے کی خوشبو سونگھی۔ اس وقت اس نے رومال دروازہ کے پاس رکھ دیا تا کہ اس کی بیوی کو اس کی خبر نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے بیوی سے اس بارے میں پوچھا اور جو کچھ گھر میں دیکھا تھا اس کی بھی کیفیت دریافت کی تو بیوی نے پورا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد اس نے سجدہ شکر ادا کیا پھر بیوی نے اس سے اس رومال

کے بارے میں پوچھا کہ رومال میں کیا لائے ہو؟ اس نے کہا کہ اس بارے میں مجھ سے نہ پوچھ۔ اس کے بعد وہ رومال کی طرف گیا اور چاہا کہ جو مٹی اس میں ہے اس کو پھینک دے جب اس کو کھولا تو دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے آٹا بن گئی ہے۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر سجدہ شکر ادا کیا اور برابر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض کی اور وہ فوت ہوگیا۔

جنت کے سردار

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے گھر میں پانچ شخص تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فاطمہ و حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ اور حارث رضی اللہ عنہ۔ ایک مرتبہ تین دن تک کھانے کو کچھ نہ ملا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک چادر تھی۔ اس چادر کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تا کہ اس کو فروخت کریں چنانچہ آپ نے اس کو چھ درہم میں فروخت کیا اور ان داموں کو فقراء پر صدقہ کر دیا اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان کے ساتھ جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی تھی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے ابوالحسن اس اونٹنی کو مجھ سے خرید لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنے میں اس کو فروخت کرو گے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ سو (۱۰۰) درہم میں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سو (۱۰۰) درہم میں وہ اونٹنی خرید لی اور اس کی مہار پکڑی اور چلے تو حضرت میکائیل علیہ السلام ایک بدو کی صورت میں آپ کے سامنے آئے اور کہا کہ یا ابا حسن! کیا آپ اس اونٹنی کو فروخت کرو گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں! حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے اس کو کتنے میں خریدا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ سو (۱۰۰) درہم میں۔ میکائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں اس کو ساٹھ (۶۰) درہم نفع پر خریدتا ہوں چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسی قیمت پر بیچ ڈالا اور میکائیل علیہ السلام نے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) درہم حوالہ کیے اور اونٹنی لے لی اور وہاں سے چلے گئے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے بائع یعنی حضرت جبرائیل

علیہ السلام ملے اور آپ سے کہا کہ یاابوالحسن! آپ نے اونٹنی بیچ دی ہے۔ آپ نے کہا ہاں! حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے میرا حق دو چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک سو درہم (۱۰۰) ان کے حوالے کر دیا اور ان کے پاس ساٹھ درہم (۶۰) بچ گئے۔ اس کے بعد آپ نے درہموں کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آگے رکھ دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ آپ کو یہ کہاں سے ملے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے چھ (۶) درہموں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کی تو اس نے مجھ کو ساٹھ (۶۰) درہم عطا فرمائے۔ ہر ایک درہم کے عوض دس (۱۰) درہم عنایت کیے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ کو واقعہ کے بارے میں اطلاع دی۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ، بائع جبرئیل تھے اور مشتری میکائیل تھے اور وہ اونٹنی قیامت کے دن فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سواری تھی۔

اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ نے تم کو تین چیزیں ایسی عطا کی ہیں کہ تمہارے علاوہ کسی اور کو نہیں ملیں: (۱) تمہاری بیوی جو کہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے، (۲) تمہارے بیٹے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں، (۳) تمہارے خسر تمام رسولوں کے سردار ہیں، اس لیے تم ان نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو جو اس نے تم کو عطا کی ہیں۔

مرحوم والدین کیلئے دعائیں اور صدقات

ابوقلابہ رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں ایک ایسا مقبرہ دیکھا جس کی قبریں شق ہوگئی تھیں اور ان کے مردے باہر نکل آئے تھے اور ہر ایک کے سامنے نور کا ایک ایک طباق تھا اور انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سامنے نور کا طباق نہیں ہے۔ ابو قلابہؒ نے اس سے پوچھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے کہ میں تیرے سامنے نور نہیں دیکھ رہا۔ اس نے کہا کہ ان لوگوں کی اولاد اور احباب ہیں اور صدقہ

دیتے ہیں اور یہ نور انھیں صدقات اور دعاؤں کی وجہ سے ہے اور میرا بھی ایک لڑکا ہے لیکن وہ نیک نہیں ہے اور وہ نہ تو میرے لیے دعا کرتا ہے اور نہ صدقہ دیتا ہے اس وجہ سے میرے لیے نور نہیں ہے اور میں اپنے ہمسایوں سے شرمندہ ہوتا ہوں تو جب ابو قلابہؒ خواب سے بیدار ہوئے تو انہوں نے اس مردہ شخص کے لڑکے کو بلایا اور جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس سے بیان کیا۔ اس کے بعد اس لڑکے نے ان سے کہا کہ آپ گواہ رہیں۔ بے شک میں نے توبہ کی اور جس راستے پر میں پہلے تھا اب اس راستہ کی طرف نہیں جاؤں گا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اپنے باپ کے لیے دعا اور اس کے لیے صدقہ کرتا رہا پھر ایک مدت کے بعد ابو قلابہؒ نے اس مقبرہ کو اسکی پہلی حالت پر دیکھا اور اس شخص کے سامنے نور دیکھا جو آفتاب سے زیادہ روشن تھا۔ اور دوسروں کے نور سے زیادہ کامل تھا تو اس شخص نے کہا کہ اے ابو قلابہؒ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ آپ کے کہنے پر میرے بیٹے نے آگ سے مجھے نجات دلائی اور خود بھی نجات پائی اور میں اپنے ہمسایوں میں شرمندگی سے چھوٹ گیا۔ اور تمام تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہے۔

والد کی خدمت کی برکت

اوس یمانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار لڑکے تھے جب وہ بیمار ہوا تو ان لڑکوں میں سے ایک لڑکے نے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ یا تو تم باپ کی تیمارداری کرو اور تمھارے لیے ان کی میراث میں سے کچھ نہ ہوگا اور یا میں ان کی تیمارداری کرتا ہوں اور ان کی میراث میں سے کچھ نہ لوں گا۔ ان لڑکوں نے کہا کہ اچھا تم ہی باپ کی تیمارداری کرو۔ چنانچہ اس نے اسی شرط پر تیمارداری کی۔ ایک دن خواب میں اس سے کہا گیا کہ تم فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو (۱۰۰) اشرفیاں لے لو لیکن اس میں برکت نہیں ہے اس نے صبح اٹھ کر اپنی بیوی سے خواب کا تذکرہ کیا اس کی بیوی نے کہا کہ اس کو لے لو لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر دوسری رات اس سے کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس اشرفیاں لے لو مگر اس میں بھی برکت نہیں ہے۔

اس نے اپنی بیوی سے مشورہ لیا۔ اس کی بیوی نے اشرفیوں کے لینے پر اس کو ترغیب دی لیکن اس نے پھر بھی انکار کیا۔ تیسری رات پھر اس سے کہا گیا کہ فلاں مکان میں جاؤ اور وہاں سے ایک اشرفی لے لو اور اس میں برکت ہے چنانچہ وہ وہاں گیا اور اس اشرفی کو لے لیا جب اس کو لے کر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص دو مچھلیاں بیچ رہا ہے۔ اس نے اس سے کہا کہ تم ان دونوں مچھلیوں کو کتنے میں فروخت کرو گے؟ اس نے کہا کہ ایک اشرفی میں۔ چنانچہ اس نے مچھلیوں کو ایک اشرفی کے بدلے میں خرید لیا اور اپنے گھر لے گیا جب ان کا پیٹ چاک کیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہر ایک کے پیٹ میں ایک بے بہا اور نادر موتی ہے چنانچہ وہ ان میں سے ایک کو بادشاہ کے پاس لے گیا۔ بادشاہ نے اس کو اس موتی کے بدلہ میں بہت سے روپے دیئے اور کہا کہ یہ موتی اپنے جوڑے کے بغیر ٹھیک نہ ہوگا اس لیے دوسرا موتی بھی مجھے دے دو اور میں تم کو اس کے بدلے اس قدر روپے دوں گا اس کے بعد وہ گیا اور دوسرا موتی بھی حاضر کر دیا۔ بادشاہ نے جو کچھ قیمت دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو دے دی تو اس کو اپنے باپ کی خدمت کی برکت سے یہ دولت ملی۔

والدہ کے احترام کی برکت

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن زبور کی تلاوت کی تو آپ کا دل زبور پڑھتے وقت نرم ہوا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی کہ

اے داؤد! فلاں پہاڑ پر جاؤ اور وہاں ایک کاشتکار کو دیکھو کہ وہ سات سو برس سے میری عبادت کر رہا ہے اور پھر بھی اپنی ایک خطا پر نادم ہے جو اس سے ہو چکی ہے حالانکہ وہ میرے نزدیک گناہ نہیں ہے اور وہ خطا یہ ہے کہ وہ ایک دن اپنے گھر کی چھت پر گزرا اور اس کی ماں چھت کے نیچے تھی تو اس کے چلنے کی وجہ سے کچھ مٹی اس کی ماں پر گری اور وہ شخص تم سے زیادہ عبادت گزار ہے اس لیے تم اس کے پاس جاؤ اور میری طرف سے مغفرت کی بشارت دو۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑ کی طرف گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص بہت ہی لاغر ہے اور عبادت کی مشقت کی وجہ سے اس کی ہڈیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو سلام کیا۔ اس نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی داؤدؑ ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ آپ داؤد علیہ السلام ہیں تو آپ کے سلام کا جواب نہ دیتا کیونکہ مجھ سے لغزش واقع ہوئی ہے اور میں پہاڑ پر چڑھنے کیلئے فارغ ہو گیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے استغفار طلب نہ کی قسم بخدا! میں چھت پر سے گزرا اور میری ماں اس کے نیچے تھی اور چھت پر چلنے سے چھت کی مٹی سے تھوڑی سی مٹی ان کے اوپر گری۔ اس وجہ سے میں گھر سے نکلا اور مجھے سات سو برس ہو گئے مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے ناخوش ہے یا خوش ہے اور باوجود اس کے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں کیونکہ میرا گمان ہے کہ وہ مجھ سے ناخوش ہے تاکہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میری ماں مجھ سے خوش ہو جائے اور میں اس حالت میں سات سو برس سے ہوں اور خدا کے عذاب کے خوف سے خورد و نوش پر راغب نہیں ہوں تو آپ میرے پاس سے جائیے اس لیے کہ آپ نے مجھے عبادت الٰہی سے باز رکھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے فرمایا: بے شک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تجھے بشارت دوں کہ اس نے تیرا قصور معاف کیا اور وہ تجھ سے راضی ہے اور تیری ماں دنیا سے کوچ کر گئی حالانکہ وہ تجھ سے راضی تھی اور وہ اس چھت کے نیچے نہ تھی جس پر تو چلا تھا اور نہ اس پر مٹی گری جب اس شخص نے یہ بات سنی تو کہا کہ خدا کی قسم! اس کے بعد میں زندگی کو محبوب نہیں رکھتا ہوں تو اس نے سجدہ کیا اور کہا کہ:

یا رب اقبضنی الیک ضمات من ساعة

ترجمہ: اے میرے رب! میری روح قبض کر کے اپنے پاس بلا لے۔

چنانچہ وہ اسی وقت فوت ہو گیا۔

والدہ کی بددعا کا وبال

عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے سفر کیا اور ایک میدان میں اتری اور وہاں پر اس جماعت کے لوگوں نے متواتر گدھے کی آواز سنی جس سے وہ بیدار ہوگئے اور تحقیق کیلئے چلے تا کہ اس کو دیکھیں تو انہیں ایک ایسا گھر نظر آیا جس میں ایک بڑھیا موجود تھی تو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم نے گدھے کی آواز سنی ہے جس نے ہم کو بیدار کر دیا ہے لیکن ہمیں گدھا نظر نہیں آ رہا۔ اس بڑھیا نے کہا کہ میرا ایک لڑکا تھا، اس کی یہ حالت تھی کہ مجھ سے کہتا تھا کہ یا حمارہ (گدھیا) آ اور یا گدھیا جا اور یہ اس کی عادت تھی۔ میں نے اس کے حق میں بددعا کی کہ یا اللہ! اس کو گدھا بنا دے چنانچہ اب ہر رات صبح تک گدھے کی طرح آواز نکالتا ہے۔ اس کے بعد ان مسافروں نے اس سے کہا کہ ہم کو اس کے پاس لے جاؤ تا کہ ہم اس کو دیکھیں تو یہ لوگ اس کے پاس گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں؟ کہ وہ قبر میں ہے اور اس کی گردن گدھے کی گردن کی طرح ہے۔

جنت کے موتی

بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار شخص تھا اور اس پر رزق کی تنگی کے دن شروع ہوگئے۔ ایک دن وہ ایک جنگل کی طرف گیا اور وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا۔ وہ دعا کرتا تھا کہ اسے کچھ عطا کیا جائے ایک دن اس نے ندائے غیب سنی کہ اے عابد اپنا ہاتھ پھیلا اور لے لو چنانچہ اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس پر دو موتی ستاروں کی طرح چمکتے ہوئے رکھے گئے وہ ان کو لے کر گھر واپس آیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ ہم محتاجی سے امن میں ہوگئے۔ اس کے بعد اس عابد نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ہے اور اس میں ایک محل ہے تو اس سے کہا گیا کہ یہ تیرا محل ہے اس کے بعد

اس نے آمنے سامنے دو تخت دیکھے کہ ان میں سے ایک سرخ سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا ہے اور دونوں کی چھت موتی کی ہے اور اس سے کہا گیا کہ ان دونوں میں سے ایک تیرے بیٹھنے کی جگہ ہے اور دوسری تیری بیوی کی نشست گاہ ہے۔ اس کے بعد اس نے ان کی چھت کی طرف نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس میں دو موتیوں کی جگہ خالی ہے تو اس نے پوچھا کہ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ جواب ملا کہ یہ جگہ پہلے خالی نہیں تھی لیکن تو نے دنیا ہی میں ان دو موتیوں کیلئے جلدی کی۔ یہ انہیں موتیوں کی جگہ ہے اس کے بعد وہ روتا ہوا نیند سے بیدار ہوا اور اپنی بیوی کو خواب کے بارے میں بتایا تو بیوی نے اس سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ وہ موتیوں کو ان کی جگہ واپس کر دے چنانچہ وہ پھر اسی جنگل میں گیا اور وہ دونوں موتی اپنی ہتھیلی پر رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ وہ ان کو ان کی جگہ واپس کر دے۔ آخر کار ایک دن وہ موتی اس کی ہتھیلی سے غائب ہو گئے اور آواز آئی کہ ہم نے ان موتیوں کو ان کی جگہ واپس کر دیا تو اس شخص نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور شکر ادا کیا۔

یزید کی موت

ایک دن یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے مصاحبوں سے کہا کہ ممکن نہیں ہے کہ کسی انسان پر ایک پورا دن بغیر رنج وغم کے گزرے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنے لیے ایک دن ایسا بناؤں کہ اس میں کوئی غم نہ ہو چنانچہ اس نے ایک شاہانہ مجلس لہو ولعب کی تیاری کی اور خوشبودار پھولوں سے گلدستے تیار کرائے۔ یزید کی ایک لونڈی تھی جو اسے سب سے زیادہ محبوب تھی جس کا نام حنانہ تھا اور وہ چہرے کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھی اور آواز کے لحاظ سے بھی سب سے زیادہ اچھی تھی۔ یزید نے اس لونڈی کو اپنے پیچھے پردہ کی اوٹ میں رکھا اور مصاحبوں کو اپنے سامنے رکھا کبھی اس لونڈی کی طرف دیکھنے لگتا اور اس سے کھیلتا اور کبھی اپنے مصاحبین کی طرف دیکھتا تھا تاکہ ان کی آواز سنے اور اسی طرح عصر کے وقت تک کرتا رہا، اس کے بعد لوگوں نے یزید کو ایک

انار پیش کیا جب وہ اپنے ہاتھوں پر انار کا دانہ نکال کر رکھنے لگا تاکہ لونڈی اس میں سے کچھ کھائے چنانچہ لونڈی نے ان دانوں کو لے کر کھایا۔ اتفاق سے ایک دانہ اس کے حلق میں اٹک گیا اور وہ اسی وقت مرگئی تو یزید اس کی وجہ سے رنج وغم میں مبتلا ہوگیا اور وہ اسی غم میں چار دن زندہ رہا پھر اپنے گناہوں پر ہی مر گیا۔ واللہ اعلم

طاعت کی لذت حلال کھانے میں ہے

حضرت بایزید بسطامیؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے سالہا سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لیکن عبادت میں مزہ اور لذت نہ پائی۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اپنی والدہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ اے مادر مہربان! میں عبادت الٰہی اور اس کی بندگی میں لذت نہیں پاتا لہٰذا آپ غور کریں کہ آپ اس زمانہ میں اکل حرام تو نہیں کھایا تھا جب میں آپ کے بطن میں تھا یا میرے دودھ پینے کا زمانہ تھا۔ آپ کی والدہ دیر تک سوچتی رہیں اور آخر فرمایا کہ اے میرے پیارے بیٹے! جب تم میرے شکم میں تھے تو میں چھت پر چڑھی تو میں نے ایک مرتبان دیکھا اور اس میں پنیر تھا میں نے اس کی خواہش کی اور اس میں سے بالکل تھوڑا سا مالک کی بغیر اجازت کھالیا تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ عبادت میں لذت نہ ہونے صرف یہی وجہ ہے لہٰذا آپ اس کے مالک کے پاس جائیں اور اسے معاف کرائیں چنانچہ آپ کی والدہ اس کے پاس گئیں اور اس کو تمام ماجرا سنایا۔ مالک نے کہا کہ آپ اس سے حلت میں ہیں۔ یعنی میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بیٹے کو اس کی اطلاع دی تو اسی وقت سے حضرت بایزید بسطامیؒ کو عبادت میں لذت محسوس ہوئی۔

عیب دار چیز فروخت کرنے پر صدمہ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ایک بصرہ کے رہنے والے شخص کے درمیان تجارت میں شرکت تھی چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ریشمی کپڑوں میں سے ستر

کپڑے اپنے شریک تجارت کے پاس بھیجے اور لکھا کہ ایک کپڑے میں عیب ہے اور وہ فلاں کپڑا ہے اس لیے کہ جب تم اس کو فروخت کرو تو اس کا عیب بھی بتا دینا چنانچہ وہ عیب دار کپڑا تیس ہزار درہم میں فروخت کیا اور اس کی قیمت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا۔ امام صاحب نے اس سے کہا کہ آیا تم نے اس کا عیب بیان کیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تو بیان کرنا بھول گیا تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ تیس ہزار درہم صدقہ کر دیئے۔

قبر سے عذاب ختم

ایک قاضی فوت ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو اس کی ماں نے اس کو مدرسہ میں بھیجا۔ معلم نے اس کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے باپ سے عذاب اٹھا لیا اور فرمایا کہ اے جبرئیل علیہ السلام! ہماری رحمت یہ گوارا نہیں کرتی کہ جس کا لڑکا ہمارا ذکر کرے اس کا باپ ہمارے عذاب میں رہے تم اس کے پاس جاؤ اور اسے لڑکے کی مبارکباد دو چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام گئے اور اس کو لڑکے کی مبارکباد دی۔

ایک یہودی کا مسلمان ہونا

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں داخل ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہاں ایک ایسا یہودی رہتا ہے جو علماء پر غالب ہے کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اس سے بات کروں چنانچہ جب یہودی حاضر ہوا تو اس نے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کونسی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔ اور کونسی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس موجود نہیں ہے۔ اور کونسی ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نہیں ہے۔ اور کونسی ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ بندوں سے پوچھے گا۔ اور کونسی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ باندھتا ہے۔ اور کونسی ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ کھولتا ہے۔ حضرت

حاتم اصمؒ نے یہودی سے پوچھا اگر میں تیرے سوالوں کا جواب دے دوں تو تو اسلام کا اقرار کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ اس کے بعد حضرت حاتم اصمؒ نے کہا کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا وہ اس کا شریک یا اس کا لڑکا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لیے شریک یا لڑکا نہیں جانتا ہے اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے پاس نہیں ہے وہ ظلم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا اور جو چیز اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نہیں ہے وہ فقر اور محتاجی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور سب لوگ فقیر ہیں اور جس چیز کا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سوال کرے گا وہ قرض ہے۔ اس لیے کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً۔

ترجمہ: کہ کون ایسا شخص ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دیتا ہے۔

اور وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ گرہ لگاتا ہے وہ کفار کیلئے زنار ہے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ کھولتا ہے وہ بھی زنار ہی ہے۔ یعنی زنار کو اپنے پیارے بندوں سے کھولتا ہے تو یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

یوم حساب کا خوف

حضرت بایزید بسطامیؒ ایک دن اس حال میں باہر نکلے کہ ان پر گریہ وزاری کا اثر تھا کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ مؤقف (کھڑے ہونے کی جگہ حساب کی طرف اپنے مخاصم اور مخالف کے ساتھ آئے گا) اور کہے گا: اے میرے رب! میں قصاب تھا تو یہ شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے گوشت کا بھاؤ طے کیا اور اپنی انگلی میرے گوشت پر رکھی جس کی وجہ سے انگلی کا نشان گوشت پر ظاہر ہو گیا اور اس نے گوشت نہ خریدا اور میں آج اسی قدر کا محتاج ہوں تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ مدعا کی نیکیوں میں سے مدعی کے حق میں بقدر اس کو دیا جائے اور اس شخص (مدعی) کی ترازو ایک ذرہ کے

بقدر ہلکی تھی تو یہ اس کی ترازو میں رکھا جائے گا چنانچہ اس کے ترازو کا پلڑا غالب ہو جائے گا اور اس کو جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا اور اس کے مخاصم اور مدعا علیہ کی ترازو اسی قدر کم ہو جائے گی اور اس کو دوزخ میں جانے کا حکم دیا جائے گا تو مجھے معلوم نہیں کہ اس دن میرا کیا حال ہوگا؟

حلال کھانے سے اعمال قبول ہوتے ہیں

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ مکہ معظّمہ میں رہتے تھے چنانچہ آپ نے ایک شخص سے خرمے خریدے۔ آپ نے دیکھا کہ دو خرمے پاؤں کے درمیان زمین پر گرے ہوئے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ یہ دونوں خرمے بھی انہیں خرموں میں سے ہیں جو میں نے خریدے ہیں اس خیال سے آپ نے ان کو اٹھا لیا اور کھا گئے جب وہاں سے لوٹ کر بیت المقدس آئے اور صخرا (ایک پتھر ہے جو بیت المقدس میں ہوا پر معلق ہے) کے گنبد میں داخل ہوئے تو اس گنبد میں ایک رسم تھی کہ جو شخص اس میں رہتا تھا وہ عصر کے بعد باہر نکل جاتا تھا تاکہ رات کو فرشتوں کے لیے خالی رہے چنانچہ جو لوگ اس میں تھے وہ سب نکل گئے اور ابراہیم بن ادہم چھپ گئے۔ لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا۔ اس کے بعد فرشتے داخل ہوئے تو فرشتوں نے کہا کہ یہاں کوئی انسان ہے ان میں سے ایک فرشتے نے کہا کہ ابراہیم بن ادہمؒ عابد خراسان ہے، دوسرے نے اس کو جواب دیا کہ ہاں ۔ اس کے بعد دوسرے نے کہا کہ یہ ابراہیمؒ وہی ہے جس کا ہر روز عمل آسمان پر چڑھتا ہے اور وہ قبول ہوتا ہے پھر دوسرے نے کہا کہ ہاں ۔ لیکن ایک سال سے اس کی اطاعت آسمان پر جانے سے روک دی گئی ہے اور اس مدت میں اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ دو خرمے ہیں جن کو اس نے کھا لیا تھا۔ اس کے بعد فرشتے عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی خادم واپس آیا اور اس نے گنبد کا دروازہ کھولا۔ اس کے بعد ابراہیم بن ادہمؒ نکلے اور مکہ معظّمہ گئے اور اس دکان کے دروازہ پر آئے تو آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ خرمے بیچ رہا ہے۔ حضرت

ابراہیم بن ادہمؒ نے اس سے کہا کہ گزشتہ سال یہاں ایک بوڑھا شخص خرمے بیچتا تھا۔ اس نوجوان نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا جس نے دنیا کو خیرباد کہا۔ اس کے بعد ابراہیمؒ نے سارا قصہ بیان کیا تو اس جوان نے آپ سے کہا کہ دو خرموں سے جس قدر میرا حصہ تھا میں نے معاف کیا اور میری ایک بہن اور ایک ماں ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا کہ وہ دونوں کہاں ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ گھر میں ہیں۔ ابراہیمؒ اس کے گھر پر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا چنانچہ ایک بڑھیا لاٹھی ٹیکتی ہوئی باہر نکلی اور حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کو سلام کیا اور اس نے آپ کے سلام کا جواب دیا۔ بڑھیا نے آپ سے پوچھا کہ آپ کس ضرورت سے آئے ہو؟

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کو سارا قصہ سنایا تو بڑھیا نے کہا کہ میرا جو حصہ ہے میں نے معاف کیا پھر حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے اس کی لڑکی سے کہا: اس نے بھی معاف کر دیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم بن ادہمؒ بیت المقدس کی طرف گئے اور پھر اس گنبد میں آئے جب فرشتے داخل ہوئے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ یہ ابراہیمؒ بن ادہم ہے اس کے اعمال ایک سال سے موقوف ہو گئے تھے اور اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تھی لیکن جب سے اس نے اپنی اس غلطی کو معاف کرا لیا جو دو (۲) خرموں کے کھا لینے سے ہوئی تھی تو اس کے اعمال قبول ہونے لگے ہیں اور اس کی دعا قبول کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے درجے کی طرف پھیر دیا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم بن ادہمؒ خوشی سے روئے اور ان کی یہ حالت ہوگئی کہ ہر سات دن کے بعد رزق حلال سے افطار کرنے لگے۔

جنت اللہ کے محبوب بندوں کیلئے ہے

حضرت ذوالنون مصریؒ ایک دن مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو ستون کے نیچے برہنہ پڑا ہوا تھا اور غمگین دل سے اللہ کو یاد کر رہا تھا۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس کے قریب گیا اور اس کو سلام کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں مسافر ہوں۔ میں نے اس

سے کہا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا کہ میں جس شخص کا مطلوب ہوں اسی سے بھاگا ہوا ہوں۔ یعنی شیطان اور جنت دوزخ سے بھاگا ہوں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ تم کیا کہتے ہو؟ تو وہ رو پڑا اور اس کے رونے کی وجہ سے میں بھی رو پڑا چنانچہ وہ بہت رویا یہاں تک کہ اسی وقت فوت ہوگیا۔ میں نے اس پر ایک چادر ڈال دی اور اس کے جسم کو چھپا دیا اور اس کیلئے کفن کی تلاش میں نکلا، اس کے بعد جب میں واپس آیا تو اس کو وہاں نہ پایا۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ اے لوگو! تعجب کرو۔ سبحان اللہ کہ کون شخص مجھ سے پہلے اس کی طرف آیا تو مجھے نیند آ گئی تو میں نے ایک غیب سے آواز دینے والے کی ندا سنی کہ وہ کہتا ہے اے ذوالنون یہ وہ شخص ہے جس کو شیطان دنیا میں تلاش کرتا رہا لیکن اس نے اس کو نہ دیکھا اور اس کو مالک داروغہ دوزخ بھی ڈھونڈھتا رہا لیکن اس نے بھی اس کو نہ دیکھا اور اس کو رضوان، مالک جنت میں بھی تلاش کرتا رہا لیکن اس نے بھی اس کو نہ دیکھا تو میں نے منادی غیب سے کہا کہ اس کے بعد اب وہ کہاں ہے؟ تو اس نے کہا کہ

فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر

ترجمہ: وہ اس وقت بادشاہ قادر کے پاس دوستی کی نشست گاہ میں ہے۔

اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ عبادت کے لحاظ سے تین قسم کے ہیں: (۱) رہبانی، (۲) حیوانی، (۳) ربانی۔

رہبانی تو وہ ہے جو خوف اور ڈر سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

اور حیوانی وہ ہے جو اللہ کی رحمت اور اس کے عفو کی امید پر عبادت کرتا ہے۔

اور ربانی وہ ہے جو اللہ کیلئے اللہ کی عبادت کرتا ہے اور سوائے دنیا و آخرت و جنت و دوزخ و نفس اور روح کے کسی کو بھی نہیں پہچانتا، تو رہبانی کو قیامت کے دن جب قبر سے اٹھایا جائے گا تو کہا جائے گا کہ تم نے آتش دوزخ سے نجات پائی اور حیوانی کو کہا جائے گا کہ تو جنت میں داخل ہوجا اور ربانی کو کہا جائے گا کہ تم میرے مطلوب ہو۔ تم میری مراد ہو مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! میں نے جنت کو صرف تمہارے لیے ہی پیدا کیا ہے۔

انسان کا اصلی ٹھکانہ

ایک بادشاہ کافر تھا اور اس کا وزیر مسلمان تھا۔ وزیر بادشاہ کی نصیحت کا منتظر رہتا تھا۔ ایک رات بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ چلو ہم تم سوار ہو کر لوگوں کے حالات معلوم کریں چنانچہ دونوں سوار ہوئے اور ایک راستہ سے گزرے، تو ایک ایسا محل دیکھا جو پہاڑ کی مثل تھا اور اس میں آگ روشن تھی۔ یہ دونوں اس کی طرف گئے اور دیکھا کہ وہ ایسا مکان ہے کہ اس سے سرود اور تارہائے ساز کی آوازیں آ رہی ہیں۔ انہوں نے اس میں ایک ایسے شخص کو بھی دیکھا جس کے کپڑے نہایت ہی بوسیدہ ہیں اور وہ گوبر گوہ کے تودہ اور ڈھیر پر تکیہ لگائے ہوئے گھوڑے پر بیٹھا ہے اور اس کے سامنے مٹی کا ایک بدھنا ہے اور ایک رسی یا کملی ہے اور اس کی بیوی اس کے سامنے موجود ہے اور اس کا سلام کرنا بادشاہوں کے سلام کی طرح تھا یہ شخص اپنی بیوی کو اس طرح سلام کرتا تھا جس طرح عورتوں کی سردار کو سلام کیا جاتا ہے تو بادشاہ نے کہا کہ شاید دونوں ہر رات کو ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس وقت وزیر نے موقع کو غنیمت جانا اور بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ میں ڈرتا ہوں کہ ان دونوں کی طرح آپ بھی دھوکے میں رہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ کیسے۔ وزیر نے کہا کہ آپ کا ملک اس کی آنکھ میں جو عالم بالا کو جانتا ہے اس گھوڑے کی مثل ہے جو آپ کی نظر میں ہے اور اسی طرح آپ کا تکیہ اور آپ کے محلات اور آپ کا جسم اور آپ کا لباس اس شخص کے نزدیک جو پاکیزگی اور تازگی کو پہچانتا ہے ان دونوں کی مثل ہے جو آپ کی نظر میں ہیں تو بادشاہ نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ جن کی یہ صفت ہے۔ وزیر نے کہا کہ وہ اہل مدینہ ہیں کہ اس میں خوشی ہے اور غم نہیں ہے اور نور ہے اندھیری نہیں اور امن و اطمینان ہے خوف نہیں ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ کیا چیز تم کو مانع ہوئی کہ تم نے آج سے پہلے مجھے اس کی خبر نہ کی۔ وزیر نے اس سے کہا کہ آپ کی ہیبت اور خوف نے مجھے اس سے باز رکھا تو بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اگر یہ حق اور ٹھیک ہے تو ہمارے لیے مناسب ہے کہ ہم اپنی رات اور اپنا دن اسی میں صرف کریں۔

وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ کیا آپ حکم دیتے ہیں کہ میں آپ کیلئے اس کو تلاش کروں۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں چنانچہ چند دنوں کے بعد وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ! میں نے آپ کا مقصد ان شعروں میں پایا جو آپ کے آباو اجداد کے قبروں پر لکھے ہوئے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ اشعار کیا ہیں؟ تو وزیر نے عرض کیا:

اتعمی عن الدنیا وانت بصیر — و تجهل مافیها وانت خبیر

و تصبح تنبیها کانک خالد — و ترفع فی الدنیا بناءً مفاخراً

وانت غداً عما بنیت تسیر — و مثواک بیت فی القبور صغیر

و دونک فاصنع کلما انت صانع — فان بیوت المیتین قبور

ترجمہ: کیا تو دنیا سے اندھا ہو گیا ہے حالانکہ تو انکھیارا ہے اور کیا جو کچھ دنیا میں ہے، اس کو تو نہیں جانتا ہے حالانکہ تو باخبر ہے اور تو دنیا کو آباد کرنے لگا گویا تو ہمیشہ رہے گا حالانکہ جو کچھ تو نے بنایا ہے کل اس کو چھوڑ کر چلتا بنے گا اور تو فخر و ناز کے ساتھ دنیا میں بلند عمارت تیار کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ قبروں میں تیرے ٹھکانے کی جگہ چھوٹا سا گھر ہے اور اس کو لے اور یاد کر۔ پس ہر وہ چیز جو تو کرنے والا ہو کر بے شک مردوں کے گھر قبریں ہیں۔

جب بادشاہ نے سنا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور یہ اس کی نجات کا سبب بنا۔

توکل کی برکت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کیلئے گھر سے جا رہا تھا راستہ میں ایک کوے کو دیکھا کہ اس کی چونچ میں روٹی ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کوا اڑتا جا رہا ہے اور اس کی چونچ میں روٹی ہے۔ واقعی اس کی شان عجیب ہے۔ میں اس کے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک غار میں اترا، میں بھی غار کی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اپنی پیٹھ کے بل پڑا

ہوا ہے اور وہ کوا اس کے منہ میں یکے بعد دیگرے روٹی کا لقمہ ڈال رہا ہے۔ اس کے بعد کوا اڑ گیا اور واپس نہیں آیا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ میں حاجیوں کے گروہ سے ہوں۔ چوروں نے میرا سب مال چھین لیا ہے اور مجھے باندھ کر اس مقام پر ڈال دیا ہے۔ میں نے پانچ دن بھوک پر صبر کیا پھر میں نے کہا کہ اے وہ ذات پاک جس نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ

یعنی کون شخص ہے جو پریشان حال کو جواب دیتا ہے جبکہ وہ اس کو پکارتا ہے اور کون ہے جو رنج کو دور کرتا ہے۔ میں پریشان حال ہوں مجھ پر رحم کر۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ کوا بھیجا اور یہ مجھے ہر روز کھلانے پلانے لگا۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے اس کا بند کھول دیا اور ہم وہاں سے چلے۔ راستہ میں ہمیں شدت کی پیاس لگی۔ ہمارے پاس پانی نہ تھا، ہم نے میدان میں نظر دوڑائی تو ایک کنواں دیکھا اور اس پر بہت سے ہرن دیکھے چنانچہ ہم نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ ہم نے کنواں پایا۔ ہم اس کے قریب گئے اس کے بعد ہرن وہاں سے بھاگ گئے جب ہم کنوئیں کے پاس پہنچے تو پانی کنوئیں کی گہرائی میں چلا گیا۔ میں نے اس سے پانی کھینچا اور پیا اس کے بعد میں نے کہا کہ اے پروردگار! یہ ہرن نہ تو رکوع کرتے ہیں اور نہ ہی سجدہ کرتے ہیں اس کے باوجود تو نے انہیں زمین کی سطح پر پانی پلاتا ہے اور ہم سو گز کی دوری سے پانی کھینچنے کے محتاج ہوئے تو ہاتف غیبی نے کہا کہ اے مالک بن دینارؒ بے شک ان ہرنوں نے ہم پر توکل کیا اس لیے ہم نے ان کو پانی پلایا اور تم نے رسی اور ڈول پر بھروسہ کیا۔

آسمان سے رزق کا اترنا

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میری ایک بھانجی ان لوگوں میں سے تھی جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی وہ اولیاء اللہ سے

تھی چنانچہ وہ ایک مرتبہ مہینہ بھر تک غائب رہی اور کہیں نہ ملی اور مجھے اس کی جگہ بھی معلوم نہ تھی۔ میں نے ایک رات نماز پڑھی، دن کو روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری کی اس کے بعد میں نے خواب میں ایک ہاتف غیب کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے تم جس کو تلاش کرتے ہو وہ فلاں جنگل میں ہے۔ میں نے کہا سبحان اللہ وہ اس جنگل میں کیسے پہنچ گئی؟ اس کے بعد میں نے اس دن کیلئے پانی اور زادراہ اپنے ساتھ لیا (اور وہاں پہنچا) لیکن میں نے اس کو نہ پایا تو میں بہت ناامید ہوا۔ پانی وزادراہ مجھ پر بھاری ہو گیا۔ میں نے دوسرے دن واپسی کا ارادہ کیا چنانچہ میں سونے کی حالت میں تھا کہ اچانک کسی شخص نے پاؤں سے مجھے مار کر جگایا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی میرے پاس کھڑی ہے وہ ہنس کر کہنے لگی کہ اے کمزور دل یہ تمہاری پیٹھ پر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ میرا زادراہ ہے تم ایک ماہ سے گم ہو، اب میں تمہاری تلاش میں نکلا ہوں۔ میری بھانجی نے کہا کہ اے ماموں! قسم بخدا میں اپنی محراب میں تھی کہ میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ زمین کا معبود اور آسمان کا خدا خشکی کا معبود اور دریا کا خدا، ویرانے کا خدا اور آبادی کا خدا ایک ہے۔ میں نے کہا کہ ایک ماہ ویرانہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گی اور ایک مہینہ آبادی میں تاکہ میں اس کی بخشش اور قدرت کے آثار دیکھوں۔ چنانچہ مجھے اس جنگل میں آئے ہوئے چالیس (۴۰) دن ہوئے، میں نے یہاں اپنے معبود کو عین الیقین سے دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مخلوقات سے بے پرواہ کر دیا ہے، اس کے بعد تھوڑی دیر تک وہ روئی پھر چپ ہو گئی۔ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں سخت بھوکا تھا۔ اس لیے میں نے چاہا کہ اس سے کھانے کا سوال کروں۔ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے ماموں! شاید آپ بھوکے ہیں۔ میں نے کہا ہاں اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور کہا کہ اے مولیٰ کریم میرے ماموں بھوکے ہیں اور تیرے نزدیک جو میرا حال ہے اس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت ذوالنونؒ فرماتے ہیں کہ واللہ اس نے دعا ختم بھی نہیں کی تھی کہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے برف ایسی سفید ترنجبین کے مثل ہے آئی تو اس نے کہا کہ سلویٰ

من کے بعد آئے گا پھر میں نے لوا پرند کو دیکھا کہ وہ بکثرت ہم پر گر رہے تھے۔

حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ قسم بخدا! اس نے مجھ سے مفارقت نہ کی حتیٰ کہ میں مردوں سے ہو گیا۔ یعنی میں نے مقام ولایت حاصل کر لیا۔

عالم سے محبت پر بخشش

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ سے حساب لے گا جب اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب ہوں گی تو اس کو دوزخ جانے کا حکم دیا جائے چنانچہ جب فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ میرے بندہ کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ دنیا میں کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا تھا تو میں اس عالم کی سفارش سے اس کو بخش دوں چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے وہ کہے گا کہ نہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے مولیٰ کریم تو اپنے بندہ کے حال سے خوف واقف ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ آیا وہ کسی عالم کو دوست رکھتا تھا وہ کہے گا کہ نہیں پھر ارحم الرحمین فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ کیا وہ دسترخوان پر کسی عالم کے ساتھ بیٹھا تھا۔ وہ کہے گا کہ نہیں۔ اس کے بعد اللہ جل شانہٗ فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا اس کا نام کسی عالم کے نام یا اس کا نسب کسی عالم کے نسب کے موافق تھا۔ وہ کہے گا کہ نہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا یہ کسی ایسے شخص سے محبت رکھتا تھا جو کسی عالم کو محبوب رکھتا تھا تو وہ کہے گا کہ ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کر دو۔ اس لیے کہ میں نے اس کو اسی وجہ سے بخش دیا۔

لاحول ولا قوۃ کی برکت سے شیطان دور

خلیفہ مامون رشید نے ایک نصرانی و پانچ سو درہم کے مطالبہ میں قید کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایک سوار کو بھیجا۔ سوار نے راستہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر پر

گھاس کا ایک بوجھ ہے اور اس کا بوجھ ایک طرف کو جھکا ہوا ہے چنانچہ سوار نے اس کا بوجھ سیدھا کر دیا۔ اس کے بعد وہ بوجھ دوسری طرف جھک گیا اس پر سوار نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا۔ اس نصرانی نے اس کلمہ کا احترام کیا۔ یہ دیکھ کر سوار نے اس سے کہا کہ جب تم نے اس کلمہ کا احترام کیا اور اس کو بزرگ خیال کیا تو پھر اللہ تعالیٰ پر ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اس نصرانی نے جواب دیا کہ میں نے اس کلمہ کو آسمان کے فرشتوں سے سیکھا ہے اس جواب سے سوار کو تعجب ہوا جب وہ خلیفہ کی خدمت میں آیا تو جو کچھ اس نے نصرانی سے سنا تھا۔ اس نے خلیفہ کو اطلاع دی چنانچہ خلیفہ نے اس کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو نے اس کلمہ کو فرشتوں سے کیسے سیکھا ہے؟ نصرانی نے کہا کہ میرا ایک چچا بہت ہی مال دار تھا اور اس کی ایک لڑکی تھی جو نہایت ہی خوبصورت تھی چنانچہ میں نے اس لڑکی سے اپنے نکاح کا پیغام دیا لیکن میرے چچا نے میرا نکاح نہ کیا اور ایک دوسرے شخص سے اس کا نکاح کر دیا جب شب زفاف ہوئی تو اس کا شوہر فوت ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے پھر اس سے نکاح کی درخواست کی لیکن اس مرتبہ بھی میری درخواست نامنظور ہوئی اور میرے چچا نے ایک دوسرے شخص سے اس کا نکاح کر دیا چنانچہ وہ بھی فوت ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے چوتھی مرتبہ نکاح کا پیغام دیا تو اس نے مجھ سے اس کا نکاح کر دیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میرے علاوہ دوسروں نے اس لڑکی سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا چنانچہ جب میں نے اس لڑکی سے خلوت کی تو شیطان میرے سامنے اس صورت سے آیا کہ گویا پہاڑ کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اور اس نے کہا کہ کیا تجھے اس کے پہلے شوہروں کا وہ حال معلوم نہیں ہے جو میں نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ اس کے بعد شیطان نے مجھ سے کہا کہ اگر تو اس پر راضی ہو کہ یہ عورت رات کو میرے لیے ہو اور دن میں تیرے لیے تو بہتر ہے ورنہ میں تجھے بھی مار ڈالوں گا۔ میں نے کہا ہاں مجھے یہ منظور ہے اور میں اس پر راضی ہوں چنانچہ اسی حالت پر ایک مدت گزر گئی۔ اس کے بعد شیطان نے ایک رات مجھ سے کہا کہ آج رات میں آسمان پر جاؤں گا تاکہ ملاء اعلیٰ کی باتیں چوری سے سنوں۔ آج رات آسمان

پر جانے کی میری باری ہے تو کیا تم میرے ساتھ آسمان پر چڑھنے کے لیے راضی ہو اور میرے ہمراہ چلتے ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ ہاں میں تیار ہوں چنانچہ وہ شیطان ایک بڑے اونٹ کی شکل بن گیا اور مجھ سے کہا کہ میری پیٹھ پر سوار ہو جاؤ اور مضبوطی سے بیٹھو۔ اس کے بعد میں اس پر سوار ہوا اور وہ ہوا میں اڑا تو میں نے فرشتوں سے سنا کہ وہ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** کہتے ہیں چنانچہ جب شیطان نے یہ کلام سنا تو وہ تو مردہ سا ہو کر زمین پر گر پڑا اور میں بھی اس کے قریب ہی گرا جب تھوڑی دیر کے بعد اس کو افاقہ ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تم اپنی آنکھ بند کرو چنانچہ میں نے آنکھ بند کی پھر جب میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے مکان کے دروازہ پر ہوں۔ اس کے بعد جب میں نے اپنی بیوی سے خلوت کی تو میں نے اس سے کہا کہ اس گھر میں جتنے سوراخ ہوں ان سب کو بند کرو چنانچہ اس نے سب کو بند کر دیا۔ شیطان رات کو آیا اور گھر میں داخل ہوا تو میں نے دروازہ بند کر دیا اور اپنا منہ دروازے پر رکھ کر **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** پڑھا۔ اس کے بعد میں نے مکان میں ایک سخت آواز سنی پھر میں نے دوسری اور تیسری مرتبہ لاحول پڑھا میری بیوی نے مجھے پکار کر کہا کہ اندر آؤ چنانچہ میں اندر گیا تو اس نے کہا کہ جب تم نے پہلی مرتبہ لاحول پڑھا تو شیطان یہاں سے بھاگنے کا رستہ تلاش کرنے لگا لیکن اس نے راستہ نہ پایا۔ اس کے بعد جب تم نے اس کلمہ کو دوبارہ کہا تو آسمان سے آگ اتری اور اس کو گھیر لیا اور جب تم نے کلمہ کو تیسری مرتبہ پڑھا تو اس آگ نے اس کو جلا کر راکھ کر دیا اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اس ملعون سے ہم کو نجات عطا فرمائی ہے جب خلیفہ مامون نے نصرانی سے یہ قصہ سنا تو اس کو آزاد کر دیا اور جن پانچ سو درہموں کے بارے میں اس کو قید کیا تھا وہ بھی معاف کر دیئے۔

دیدار خداوندی کا شوق

حارثہ بن ابی ادفیٰ کا ایک نصرانی پڑوسی تھا۔ وہ مرض الموت میں بیمار ہوا تو حارثہؓ اس کی عیادت کیلئے گئے اور اس سے کہا کہ تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہارے

لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس لیے کہ جنت بے مثل چیز ہے، اس کی نظیر نہیں اور اس میں بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہیں جن کی صفت ایسی اور ایسی ہے اور اس میں محل ہیں جن کا وصف ایسا اور ایسا ہے اس کے جواب میں نصرانی نے کہا کہ میں اس سے بھی افضل اور بہتر چاہتا ہوں تو حضرت حارثہ نے فرمایا کہ اسلام لاؤ کہ میں تمہارے لیے جنت میں دیدار خداوندی کا ضامن ہوں۔ اس نصرانی نے کہا کہ اب اسلام لاؤں گا کیونکہ دیدار الٰہی سے کوئی چیز افضل نہیں ہے۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور فوت ہو گیا۔ اس کے بعد حارثہؓ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں ایک سواری پر ہے۔ حارثہ نے اس سے کہا کہ تو فلاں شخص ہے اس نے کہا ہاں۔ حارثہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا۔ اس نے کہا کہ جب میری روح نکلی اس کو عرش کی طرف لے گئے تو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تو میرے دیدار اور ملاقات کے شوق میں مجھ پر ایمان لایا ہے اس لیے تیرے لیے میری رضامندی اور بقا اور دیدار ہے تو حضرت حارثہؓ نے فرمایا کہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس کی مدد سے میں نے تجھ پر احسان کیا۔

گناہوں کا احساس

ایک شخص نے اپنے نفس سے حساب لیا جب اس نے اپنی عمر کا حساب کیا تو وہ ساٹھ برس کا ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ساٹھ برس کے دنوں کا حساب کیا تو وہ اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے تو اس نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہائے میری خرابی جبکہ میرے لیے ہر دن ایک گناہ ہوا تو گناہوں کی کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کیسے ملوں گا؟ یہ کہہ کر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب اس کو افاقہ ہوا تو اس نے کہا کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے ہر روز دس ہزار گناہ ہوں۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جب لوگوں نے اسے ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔

فرعون اور شیطان سے زیادہ برا شخص

شیطان لعین ایک دن فرعون کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تو مجھ کو جانتا ہے؟ فرعون نے کہا ہاں۔ شیطان ملعون نے فرعون سے کہا کہ تو ایک خصلت سے مجھ پر فوقیت رکھتا ہے۔ فرعون نے کہا وہ کونسی بات ہے؟ شیطان نے کہا وہ بات یہ ہے کہ تو نے خدائی دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ پر جرأت کی باوجود یہ کہ میں تجھ سے عمر میں بڑا ہوں اور علم میں زیادہ ہوں اور قوت میں بھی تجھ سے بڑھ کر ہوں تاہم میں نے اس کی جرأت نہ کی اور خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔ فرعون نے اس سے کہا کہ تو نے سچ کہا لیکن میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر شیطان ملعون نے کہا کہ ٹھہرا بھی توبہ نہ کر اس لیے کہ اہل مصر نے تیری خدائی کو مان لیا ہے جب تو توبہ کرے گا تو وہ لوگ تجھ سے روگرداں ہو کر پیٹھ پھیر لیں گے اور تیرے دشمن کی طرف متوجہ ہو کر تیرا ملک چھین لیں گے تو ذلیل ہو جائے گا۔ فرعون نے کہا تو نے سچ کہا لیکن کیا روئے زمین پر مجھ سے زیادہ برا کسی کو جانتا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ ہاں! جس شخص سے معذرت اور عذر خواہی کی جائے اور وہ اس کو قبول نہ کرے تو وہ مجھ سے اور تجھ سے بھی زیادہ برا ہے اس کے بعد شیطان فرعون کے پاس سے چلا گیا۔

مجھے جلا کر میری راکھ اڑا دینا

ہشام عبدالملک (یہ دونوں ہی امیہ کے خلفاء میں سے ہیں) دمشق میں منبر پر چڑھا اور کہا کہ اے شامیو! بے شک اللہ تعالیٰ نے میری خلافت کی برکت سے تمہیں طاعون سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اللہ تعالیٰ ہم پر زیادہ مہربان ہے وہ ہم پر تجھ کو اور طاعون کو جمع نہ کرے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہے ایک شخص تھا اس کی اولاد اور مال سب کچھ تھا جب اس کے مرنے کا وقت آیا اور قریب مرگ ہوا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ اے میرے لڑکو! میں تمہارا کیسا باپ تھا۔ لڑکوں نے کہا کہ آپ اچھے باپ تھے اس نے کہا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا دینا پھر میری راکھ

کو تیز ہوا میں اڑا دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد اللہ جل شانہ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے فرمایا کہ اے میرے بندے تو نے ایسا کیوں کیا؟

اس نے عرض کیا: کہ اے میرے مولیٰ! میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا اور اس لیے کہ تو اپنے بندہ پر دنیا و آخرت میں دو عذاب نہیں جمع کرے گا۔

حضرت خضر علیہ السلام کی حکایت

حضرت خضر علیہ السلام دریا کے کنارے بیٹھے تھے کہ ایک سائل آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ اللہ کیلئے میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے کچھ دے دو۔

حضرت خضر علیہ السلام پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب ہوش آیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ میں تو صرف اپنی ذات اور جان کا مالک ہوں اور تم نے اللہ کیلئے مجھ سے سوال کیا ہے۔ میں نے اپنی ذات تم کو بخش دی تم مجھے فروخت کرو اور اس کی قیمت سے فائدہ اٹھاؤ چنانچہ سائل آپ کو بازار لے گیا اور ایک شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ اس خریدار کا نام ساحم بن ارقم تھا۔ اس کے بعد وہ آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ خریدار کا ایک باغ تھا جو اس کے گھر کی پشت پر واقع تھا۔ ساحم نے حضرت خضر علیہ السلام کو ایک کدال دی اور آپ کو حکم دیا کہ پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈال دیں۔ وہ پہاڑ ایک فرسنگ لمبا اور ایک فرسنگ چوڑا تھا۔ (ایک فرسنگ تین میل کا ہوتا ہے۔) اس کے بعد ساحم اپنی ضرورت کی وجہ سے وہاں سے باہر چلا گیا تو حضرت خضر علیہ السلام پہاڑ سے مٹی لا کر باغ میں ڈالنے لگے چنانچہ جب ساحم واپس آیا تو اپنے گھر والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے غلام کو کھانا کھلایا ہے۔ گھر والوں نے کہا کہ غلام کہاں ہے؟ ہمیں تو اس کا علم نہیں ہے پھر ساحم نے کھانا اٹھایا اور غلام یعنی حضرت خضر علیہ السلام کے پاس آیا تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ پورے پہاڑ کے کاٹنے سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ساحم کو تعجب ہوا اور قریب تھا کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے۔ ساحم نے آپ سے پوچھا کہ مجھے یہ تو بتلاؤ کہ تم کون ہو؟ یہ سن کر حضرت خضر علیہ السلام پھر تھوڑی دیر کیلئے بے ہوش

ہو گئے پھر جب افاقہ ہوا تو اس سے کہا کہ میں خضرؑ ہوں۔ سامی بے ہوش ہو گیا جب افاقہ ہوا تو اس نے اپنے پروردگار سے توبہ کی اور آپ کو آزاد کر دیا اور کہا: کہ اے رب! مجھ سے اس کا مواخذہ نہ کرنا۔ اس لیے کہ میں ان کو نہیں جانتا تھا اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا کہ اے رب! میں تیرے حق میں غلام ہوا اور تیرے حق سے آزاد ہوا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دریا پر کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے رب! حضرت خضر علیہ السلام کو غلامی سے رہائی دے اور ان کی توبہ قبول فرما۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں شادون علیہ السلام ہوں پھر شادون علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں حضرت خضر علیہ السلام ہوں۔ اس کے بعد حضرت شادون علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اے خضر علیہ السلام! تم نے دنیا طلب کی کیونکہ تم نے اپنی ذات کیلئے رہنے کا مکان بنایا۔ دریا کے کنارے پر خضر علیہ السلام کا ایک عبادت خانہ تھا تو فوراً وہ میدان میں نکل آئے اور اسی میں اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ اس کے بعد آپ نے اسی مقام میں ایک درخت لگایا اور اس کے سایہ میں عبادت کرنے لگے۔ پس آواز آئی کہ اے خضر علیہ السلام جس وقت تم نے درخت کے سایہ میں سجدہ کیا تو تم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ دنیا کی محبت میں میری رضامندی نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے شادون علیہ السلام (غالباً یہ فرشتہ کا نام ہے۔) اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے چنانچہ شادون علیہ السلام نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سے حضرت خضر علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ واللہ اعلم

خوف خدا سے رونے والی آنکھ

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جائے گا اور اس کا حساب کیا جائے گا۔ اس کی برائیاں زیادہ ہوں گی چنانچہ اس کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی آنکھ کا ایک بال عرض کرے گا کہ

اے میرے پروردگار! بے شک تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خوف الٰہی سے روئے گا تو اللہ تعالیٰ آتش دوزخ کو اس کی آنکھ پر حرام کر دے گا لہٰذا اس کی آنکھ سے مجھے نکال لے پھر اس کو دوزخ میں بھیج (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے مجھ سے بخشش طلب کیوں نہ کی؟ وہ بال عرض کرے گا کہ اے میرے رب! میں نے صرف خوف کی وجہ سے بخشش طلب نہ کی۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ میں نے تیری وجہ سے اس شخص کو بخش دیا اور تو اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جا۔

آخرت کا کام بہتر ہے

حضرت حامد لفاف رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی نماز کیلئے جانا چاہا حالانکہ ان کا گدھا گم ہوگیا تھا۔ ان کا آٹا چکی میں تھا اور ان کی زمین کی آبپاشی کی باری تھی۔ آپ نے اپنے دل میں غور کیا اور کہا کہ اگر جمعہ کی نماز کے لیے جاتا ہوں تو میرے یہ سب کام ختم ہوتے ہیں پھر آپ نے کہا کہ آخرت کا کام دنیا سے بہتر ہے چنانچہ وہ جمعہ کیلئے گئے جب وہ واپس آئے تو اپنی زمین کو سیراب پایا اور اپنا گدھا طویلہ میں پایا اور اپنی بیوی کو روٹی پکاتے ہوئے پایا چنانچہ آپ نے اپنی بیوی سے پوچھا بیوی نے آپ سے کہا کہ گدھے کے طویلہ میں آنے کی یہ صورت ہوئی کہ میں نے دروازہ کی کھٹکھٹاہٹ سنی تو میں باہر نکلی کیا دیکھتی ہوں کہ گدھا دوڑتا ہوا آ رہا ہے اور شیر اس کے پیچھے ہے جب میں نے دروازہ کھول دیا تو گدھا گھر میں داخل ہوگیا اور ہمارے پڑوسی نے اپنی زمین کو سیراب کرنا چاہا۔ اتفاق سے وہ سو گیا اور پانی جاری ہوگیا، اس نے ہماری زمین کو سیراب کر دیا اور آٹا یوں ہاتھ آیا کہ ہمارے پڑوسی کا آٹا چکی میں تھا۔ وہ گیا تا کہ اس کو لائے لیکن اس نے غلطی کی اور ہمارا آٹا اٹھا لایا جب وہ اپنے گھر آیا تو اس نے اس کو پہچانا اور اس کو ہمارے حوالہ کر دیا، اس کے بعد حضرت حامدؒ لفاف نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا کہ اے میرے مولیٰ کریم! میں نے تیری ایک ضرورت پوری کی اور تو نے میری تین حاجتوں کو پورا کیا۔

یاحیُّ یاقیوم کی برکتیں

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی آسمان اور زمین کے درمیان بلند ہوئی۔ لہروں نے کشتی کو تھپیڑے دیئے۔ پانی گہرا تھا پانی کی گرمی سے روغن قیر (تارکول) پگھل گیا اور قریب تھا کہ کشتی پانی میں ڈوب جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے ایک نام حضرت نوح علیہ السلام کو سکھلایا۔آپ نے اس نام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے روغن قیر جم گیا اور وہ نام اھیا اشر اھینا ہے اور اس کے معنی یاحی یاقیوم ہیں، یہ تورات میں ہے۔اس کی برکت سے ڈوبتا ہوا ڈوبنے سے سلامت رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ نام سکھائے تھے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا تو ان پر آگ سلامتی والی بن گئی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے صاحبزادہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حرم کی طرف لے گئے تھے اور ان کو وہاں تنہا بسایا تھا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ اسماء بتائے تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ جب کوئی مشکل آجائے تو اس نام کے ساتھ دعا کرنا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس نام کے ذریعہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے چشمہ زم زم جاری کر دیا اور یہ نام اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے منہ میں اور ملاحوں کے مونہوں میں قیامت کے دن تک باقی رہے گا۔

شہید نے زندہ ہوکر نصرانی کو قتل کیا

خلیفہ ہارون رشید نے محمد بطال (بہادر) سے اس عجیب وغریب واقعہ کے بارے میں پوچھا جو بلاد روم میں ان کو پیش آیا تھا۔ محمد بطال نے کہا کہ میں روم میں ایک چراگاہ میں جا رہا تھا۔ ٹوپی میرے سر پر تھی اور انجیل میری گردن میں تھی اور سر نیچے کیے ہوئے تھا۔ میں نے اپنے پیچھے گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سنی اور میں اس طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک سوار ہتھیار بند ہے اور نیزہ اس کے ہاتھ میں ہے جب وہ میرے

قریب ہوا اور مجھ سے سلام کیا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا ہے جس کو بطال کہتے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ بطال تو میں ہی ہوں تو وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور مجھ سے معانقہ کیا اور میرے پاؤں چومے، میں نے اس سے کہا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری خدمت کروں۔ میں نے اس کو دعا دی چنانچہ ہم اسی حالت میں تھے کہ ہماری طرف چار سوار آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ آیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں ان کی طرف نکلوں۔ میں نے اس سے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ تھوڑی دیر تک وہ باہم ایک دوسرے کو دفع کرتے رہے۔ اس کے بعد ان سواروں نے میرے ساتھی کو مار ڈالا پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے کہا اگر تم لوگ مجھ سے لڑنا چاہتے ہوں تو اتنی مہلت دو کہ میں اپنے ساتھی کے ہتھیاروں سے مسلح ہو جاؤں اور اس کے گھوڑے پر سوار ہو جاؤں۔ ان سواروں نے کہا کہ تجھ کو اتنی مہلت ہے۔ اس کے بعد میں نے ہتھیار پہنے اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر میں نے کہا کہ تم چار ہو اور میں اکیلا ہوں۔ انصاف یہ ہے کہ میرے لیے تم میں سے ایک شخص کو نکلنا چاہیے چنانچہ ان میں سے ایک شخص نکلا۔ یا امیر المومنین میں نے اس کو مار ڈالا۔ اس کے بعد دوسرا نکلا۔ میں نے اس کو بھی قتل کیا۔ پھر تیسرا آیا اس کو بھی مار ڈالا۔ اس کے بعد چوتھا نکلا تو ہم نیزوں سے ایک دوسرے کو ہٹاتے رہے یہاں تک کہ میرا نیزہ اور اس کا نیزہ ٹوٹ گیا پھر ہم اپنے گھوڑوں سے اترے اور ہم دونوں نے اپنی اپنی ڈھال اور تلوار لی چنانچہ ہم ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور ہماری ڈھالیں ٹوٹ گئیں اور ہم دونوں کی تلواروں کے قبضے الگ ہو گئے اور وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں پھر ہم نے آپس میں کشتی کی یہاں تک کہ ہم نے شام کر دی اور آفتاب ڈوب گیا اور نہ وہ مجھ پر قادر ہوا اور نہ میں اس پر قادر ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ اے شخص میرے دین میں جو نماز فرض ہے وہ آج مجھ سے فوت ہو گئی۔ اس نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ وہ نصاریٰ کا پیشوا اور پادری تھا۔ میں نے کہا کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنی فوت شدہ نماز

قضا کریں اور رات کو آرام کریں جب صبح ہوگی تو لڑیں گے۔ اس نے کہا کہ تیرے لیے اس کا اختیار ہے۔ اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اپنی نماز قضا کی۔ اس نے بھی جو کرنا تھا کیا جب سونے کا وقت ہوا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تم گروہ عرب سے ہو تم میں بے وفائی ہے میرے کانوں میں دو جھانجھ (ایک قسم کا زیور ہے جو حرکت کرنے سے بجتا ہے) ہیں، ان میں سے ایک جھانجھ کو اپنے کان میں لٹکا لیتا ہوں اور اپنا سر اس پر رکھ لیتا ہوں اگر تم حرکت کرو گے تو تمہارا جھانجھ بجے گا اور میں جاگ جاؤں گا۔ میں اس پر راضی ہوگیا چنانچہ ہم اسی حالت میں سوئے اور رات گزار دی جب صبح ہوئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور اپنی فرض نماز ادا کی اور اس کے بعد ہم کشتی لڑے اور میں نے اس کو بچھاڑا اور اس کے سینہ پر بیٹھنا چاہا کہ اس کو ذبح کروں اس نے کہا کہ اس مرتبہ مجھے معاف کردو۔ میں نے چھوڑ دیا پھر ہم دوسری مرتبہ کشتی لڑے۔ میرا پاؤں پھسل گیا اور اس نے مجھے پچھاڑ دیا وہ میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ میں نے تم کو معاف کیا تھا۔ کیا تم مجھے معاف نہ کرو گے؟ اس نے مجھے چھوڑ دیا اس کے بعد ہم تیسری مرتبہ لڑے اور چونکہ میرا دل ٹوٹ چکا تھا۔ اس لیے اس نے مجھے اس مرتبہ پھر نیچے پچھار دیا تو میں نے اس سے کہا اس مرتبہ مجھ پر احسان کرو۔ اس نے کہا کہ تیرے لیے یہ بھی منظور ہے پھر ہم نے چوتھی بار کشتی کی لیکن اس نے اس مرتبہ بھی مجھے گرا دیا اور کہا کہ میں نے اب پہچانا کہ تو بطال ہے میں تجھ کو ضرور ذبح کروں گا اور زمین روم کو تجھ سے نجات دلاؤں گا۔ میں نے کہا کہ اگر میرے رب نے چاہا تو تو ہرگز مجھے قتل نہیں کرسکتا۔ اس نے کہا کہ اپنے رب سے کہو کہ وہ مجھے روکے اور اس نے خنجر اٹھایا تاکہ مجھے ذبح کرے۔ اے امیر المومنین! میرا مقتول ساتھی کھڑا ہوگیا اور تلوار اٹھا کر اس کا سر اڑا دیا اور یہ آیہ کریمہ پڑھی:

ولا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو تم مردہ نہ خیال کرو۔

خدا کی خوشنودی اور محرم کے روزوں کی برکت

ابو یوسف یعقوب بن یوسف سے روایت ہے کہ میرا ایک دوست اور ساتھی نہایت ہی پرہیزگار اور متقی شخص تھا۔ لیکن اس کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنی ذات سے لوگوں پر یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ بدکاری اور بدچلنی کا مرتکب ہے۔ وہ بدکاروں کا لباس پہنتا تھا۔ اس کی پیشانی رندوں اور بے باکوں کی پیشانی کی طرح تھی۔ وہ خانہ کعبہ کا طواف دس برس سے میرے ساتھ کرتا تھا۔ ایک دن روزہ رکھتا تھا اور ایک دن افطار کرتا تھا۔ میں ہمیشہ روزے رکھتا تھا تو وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا کہ تم کو اس روزہ پر اجر نہ ملے گا کیونکہ تمہارا نفس اس کا عادی ہوگیا ہے۔ وہ پورے عشرہ محرم کا روزہ رکھتا تھا۔ وہ پہلے جنگل میں رہتا تھا پھر وہ میرے ساتھ شہر طرطوس میں داخل ہوا۔ ہم ایک مدت تک وہاں ٹھہرتے رہے، اس کے بعد وہ فوت ہوگیا۔ مرتے وقت میں اس کے ساتھ ایسے ویرانہ میں تھا کہ وہاں کوئی نہ تھا تو میں ویرانے سے نکلا تاکہ اس کے لیے کفن اور خوشبو حاصل کروں۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کے مرنے کی باتیں کر رہے ہیں اور اس کے جنازہ اور اس پر نماز پڑھنے کیلئے آرہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے ایک شخص فوت ہوگیا ہے جو پرہیزگار اور عبادت گزار تھا چنانچہ میں نے اس کیلئے کفن اور خوشبو خریدی جب میں واپس آیا تو لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے اس ویرانہ تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے کہا: ''**سبحان اللہ**'' لوگوں کو اس کے مرنے کی کس نے خبر دی کہ لوگ اس کے جنازہ پر نماز پڑھنے کیلئے کثیر تعداد میں آئے ہیں اور وہ لوگ اس پر رو رہے تھے اور میں بہت مشکل سے اس ویرانہ میں داخل ہوا تو میں نے اس کے پاس ایسا کفن پایا کہ اس طرح کا کفن دیکھنے میں نہیں آیا تھا اور اس پر سبز خط سے لکھا ہوا تھا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اپنے نفس کی رضامندی پر ترجیح دی اور اس نے ہمارے دیدار کو محبوب رکھا۔ اس لیے ہم نے اس کی ملاقات کو دوست رکھا۔ اس کے بعد ہم نے اس پر نماز پڑھی اور مسلمانوں کے مقبرہ

میں اس کو دفن کر دیا پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ایک سبز گھوڑے پر سوار ہے۔ اس کے بدن پر سبز لباس ہے اس کے ہاتھ میں جھنڈا ہے اس کے پیچھے ایک نوجوان خوبصورت ہے۔ اس سے نہایت ہی پاکیزہ خوشبو آ رہی ہے۔ اس نوجوان کے پیچھے دو بوڑھے ہیں پھر ان کے پیچھے ایک بوڑھا اور ایک نوجوان ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ نوجوان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور میں ان حضرات کے سامنے ان کا علمبردار ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ حضرات کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ کسی سے ملاقات کیلئے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے رفیق سے کہا کہ تم کو یہ بزرگیاں کس وجہ سے حاصل ہوئیں ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو اپنی رضامندی پر ترجیح دی اور عشرہ محرم کے روزے رکھے۔ انہی کی برکت سے مجھے یہ بزرگیاں ملیں۔ میں اپنے خواب سے بیدار ہوا اور جب تک میں زندہ رہا عشرہ محرم کے روزے نہ رکھتا رہا۔

بسم اللہ کی برکت سے زہر بے اثر

حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی ایک ایسی لونڈی تھی جو ان سے بغض اور عداوت رکھتی تھی اور آپ کو زہر پلاتی تھی لیکن ظاہر کا ان پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا جب اس طرح عرصہ گزر گیا تو اس لونڈی نے حضرت ابو مسلمؒ سے کہا کہ میں نے آپ کو زمانہ دراز تک زہر پلایا مگر وہ آپ پر اثر نہیں کرتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ تو حضرت ابو مسلمؒ نے اس سے کہا تو یہ کیوں کرتی ہے؟ اس نے کہا کہ تم بہت بوڑھے ہو گئے ہو۔

حضرت ابو مسلمؒ نے اس سے کہا کہ زہر کے اثر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں کھانے اور پینے کے وقت ''**بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**'' پڑھ لیتا ہوں اس لیے اس کی برکت سے محفوظ رہتا ہوں پھر آپ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا۔

کوہ قاف کے فرشتوں کی امت محمدیہ کیلئے مغفرت کی دعا کرنا

حضرت مقاتلؒ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کوہ قاف کے پیچھے ایک زمین ہے جو چاندی کی طرح روشن، نرم اور چکنی ہے اور اس کی وسعت دنیا سے سات گنا زیادہ ہے اور فرشتوں سے اس طرح بھری ہوئی ہے کہ اگر سوئی گرائی جائے تو وہ ان کے اوپر گرے گی اور ان فرشتوں میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک جھنڈا ہے اور اس پر ''**لآ الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' لکھا ہوا ہے اور وہ فرشتے ماہ رجب میں ہر رات کوہ قاف کے گرد جمع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری کر کے سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کیلئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! امت محمدیہ ﷺ پر رحم فرما اور حضرت محمد ﷺ کی امت کو عذاب نہ دے۔ وہ روتے ہیں اور عاجزی وانکساری کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ کی امت کی مغفرت فرما تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے شک میں نے ان کو بخش دیا۔

اللہ نگہبان

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ایک چور گھس گیا آپ سو رہی تھیں چنانچہ چور نے آپ کے گھر کا اسباب جمع کر کے دروازہ سے نکلنے کا قصد کیا مگر اس پر دروازہ پوشیدہ ہوگیا۔ اس کے بعد وہ بیٹھ گیا اور دروازہ کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ تو اس نے سنا کہ کوئی اس سے کہتا ہے کہ کپڑے رکھ اور دروازہ سے باہر جا چنانچہ اس نے کپڑے رکھ دیئے۔ دروازہ ظاہر ہوا پھر اس نے کپڑے لے لیے تو دوبارہ دروازہ چھپ گیا۔ اس کے بعد اس نے کپڑے رکھ دیئے پھر دروازہ ظاہر ہوگیا پھر اس نے وہ کپڑے لے لیے پھر دروازہ پوشیدہ ہوگیا۔ اسی طرح اس نے تین مرتبہ یا اس سے زیادہ اس طرح کیا۔ اس کے بعد منادی غیب نے اس کو آواز دی کہ اگر رابعہ بصریہ

سو گئی ہے تو اس کا حبیب تو نہیں سوتا نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ اسے نیند آتی ہے۔ چور نے کپڑے رکھ دیئے اور دروازے سے باہر چلا گیا۔

کٹا ہوا ہاتھ جڑ گیا

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں نے ایک حبشی غلام کو پیش کیا جس نے چوری کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں آپ نے اس کلمہ کو اس سے تین مرتبہ پوچھا اور وہ کہتا رہا کہ میں نے چوری کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹ لیا گیا پھر اس نے وہ کٹا ہوا ہاتھ لیا اور باہر نکل گیا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس کو ملے اور اس سے فرمایا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ دین کے بازو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد، حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے شوہر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کاٹا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے ایک ہاتھ کے بدلے دردناک عذاب سے نجات دلائی۔ اس کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع کی تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس حبشی غلام کو بلایا اور وہ حاضر خدمت ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ پر رکھا اور رومال سے اس کو چھپایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ اللہ کے حکم سے وہ کٹا ہوا ہاتھ درست ہو گیا۔

میزبان اور مہمان

قیصر بادشاہ روم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا کیا میزبان کو یہ زیبا ہے کہ مہمان کو اپنے گھر سے نکال دے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہم السلام کو جنت سے نکال دینے کے بارہ میں قیصر نے یہ لکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

میزبان نے ان کو نکالا نہیں بلکہ اس نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں اپنا لباس رکھو پھر قضائے حاجت کیلئے جاؤ، جس طرح کہ مہمان اپنے کپڑے اتارتا ہے اور بیت الخلاء میں جاتا ہے تاکہ اپنی ضرورت پوری کرے پھر دسترخوان کی طرف واپس آتا ہے۔
(اسلئے حضرت آدم اور حوا علیہم السلام یوم قیامت دوبارہ جنت میں جائیں گے۔)

بادشاہ حقیقی کی مزدوری

بنی اسرائیل کے زمانہ میں دو بھائی تھے۔ ایک مومن اور دوسرا کافر تھا۔ اور وہ دونوں بھائی دریا میں شکار کرتے تھے چنانچہ کافر بت کو سجدہ کرتا تھا اور جب وہ جال دریا میں پھینکتا تھا تو مچھلیوں سے بھر جاتا تھا حتی کہ اس کا نکالنا اس پر دشوار ہوتا تھا اور جب مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اپنا جال دریا میں ڈالتا تھا تو اس میں صرف ایک مچھلی پھنستی تھی۔ وہ اللہ کی تعریف اور اس کا شکر ادا کرتا تھا اور قضاء الٰہی اور تقدیر خداوندی پر صابر تھا۔ ایک دن اس کی بیوی اپنے مکان کی چھت پر چڑھی اور اپنے شوہر کے کافر بھائی کی بیوی کو دیکھا کہ وہ زیوروں اور لباسوں سے آراستہ ہے۔ اس کے دل میں زیور و لباس پہننے کی خواہش پیدا ہوئی تو شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا اور بہکایا چنانچہ کافر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تو اپنے شوہر سے کہہ کہ وہ میرے شوہر کے معبود کی پوجا کرے یہاں تک کہ تیرے پاس بھی میرے برابر مال ہو جائے۔ وہ عورت غمگین ہو کر چھت سے نیچے اتری، اس کے بعد جب اس کا مومن شوہر گھر آیا تو اس کو ایسی حالت میں پایا کہ اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ اس نے عورت سے کہا تو نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ یا تو تم مجھے طلاق دے دو یا اپنے بھائی کے معبود کی پوجا کرو۔ اس کے جواب میں شوہر نے اس سے کہا کہ اے اللہ کی بندی کیا تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی۔ کیا تو ایمان کے بعد کفر کرتی ہے۔ عورت نے خاوند سے کہا کہ مجھ سے زیادہ باتیں نہ کرو میں ننگی نہ رہوں گی حالانکہ میرے علاوہ عورتیں یعنی تیرے بھائی کی بیوی زیور اور لباس سے آراستہ ہے

جب بندہ مومن نے اس کی بات میں اصرار دیکھا تو اس سے کہا کہ تو بے قرار نہ ہو۔ انشاء اللہ میں کل کاریگروں کے مقام میں جاؤں گا اور ہر روز دو درہم کماؤں گا۔ وہ تجھے دوں گا تا کہ تو ان سے اپنی حالت درست کر لے چنانچہ وہ عورت اس پر راضی ہوگئی، اس کا رنج وغم سکون میں تبدیل ہوگیا۔ اس کے بعد وہ مرد مومن صبح سویرے ہی کاریگروں کے مقام پر آیا اور ان کے درمیان میں بیٹھ گیا لیکن اس کو کسی نے کام کیلئے نہ کہا جب وہ کام نہ ملنے کی وجہ سے مایوس ہوا تو دریا کے کنارے گیا اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کی پھر اپنے گھر واپس آیا۔ یہاں اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم کہاں تھے؟ اس نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کے پاس تھا اور اس نے مجھ سے تیس دن کے کام کی مزدوری پر رکھ لیا ہے۔ عورت نے اس سے کہا کہ بادشاہ تم کو کیا دے گا؟ اس نے کہا کہ بادشاہ کریم ہے اور اس کے خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے وہی دے گا جو میں چاہتا ہوں۔ یہ بات سچ نکلی اور اس کی یہ حالت ہوئی کہ ہر دن اپنے مقام میں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا یہاں تک کہ تیسویں رات آئی۔ اس کی عورت نے اس سے کہا کہ اگر تم کل مزدوری نہ لاؤ گے تو تمہیں ہر صورت میں مجھے طلاق دینا ہوگی چنانچہ وہ مرد مومن اس بات سے ڈرتا ہوا گھر سے نکلا تو اس نے ایک یہودی کو دیکھا اور اس سے کہا کہ کیا تم مجھے مزدوری پر رکھو گے؟ یہودی نے کہا ہاں! لیکن یہودی نے مرد مومن سے یہ شرط طے کی کہ وہ اس کے پاس کچھ نہ کھائے چنانچہ اس نے اس دن روزہ رکھا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ انتیس اشرفیاں ایک نور کے طباق میں رکھو اور اس مومن کی بیوی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ میں بادشاہ کا قاصد ہوں اور اس نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے اور وہ تجھ سے کہتا ہے کہ تیرا شوہر ہمارے کام میں تھا اور ہم نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے ہم کو چھوڑ دیا اور یہودی کے پاس چلا گیا اور یہ کمی اس وجہ سے ہے اور اگر وہ ہمارا کام زیادہ کرتا تو ہم اس کو زیادہ دیتے۔ اس کے بعد اس عورت نے ان اشرفیوں میں سے ایک اشرفی لی اور اس کو بازار لے گئی۔ لوگوں نے اس ایک اشرفی کی قیمت ایک ہزار درہم دی کیونکہ

اس پر ''**لا الٰہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہ**'' لکھا ہوا تھا۔ شام کو جب وہ مرد مسلمان اپنے گھر آیا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا: تم کہاں تھے؟ اس نے کہا کہ میں نے ایک یہودی شخص کے پاس مزدوری کی ہے۔ عورت نے کہا کہ اے مسکین! تم بادشاہ کی خدمت ترک کر کے دوسرے کی خدمت کیوں کرتے ہو؟ اس کے بعد عورت نے واقعہ گزشتہ کی اس کو اطلاع دی وہ مرد مومن رویا حتی کہ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے بادشاہ دو جہاں اللہ عزوجل کی خدمت اور بندگی کا حق اپنے اوپر لازم نہ کیا پھر اس نے عورت کو چھوڑ دیا اور پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی یہاں تک وہ فوت ہوگیا۔

یوم عاشورہ کی برکت

ایک فقیر یوم عاشور کے دن قاضی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ قاضی کو عزت دے۔ میں ایک فقیر عیال دار شخص ہوں اور تیرے پاس اس دن کو سفارشی لے کر آیا ہوں کہ تو مجھے روٹی، گوشت اور دو درہم دے تاکہ میں آج کے دن اپنے بچوں کو پیٹ بھر کر کھلاؤں اور تجھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا کرے گا چنانچہ قاضی نے ظہر تک کا اس سے وعدہ کیا جب ظہر کا وقت آیا اور وہ فقیر اس کے پاس آیا تو اس نے عصر تک کا وعدہ کیا پھر جب عصر کا وقت ہوا تو وہ بے چارہ قاضی کے پاس پھر آیا اس کے بچوں کی گھر میں یہ حالت تھی کہ بھوک سے ان کے کلیجے پگھل گئے تھے تو قاضی نے اس سے مغرب کا وعدہ کیا چنانچہ وہ مغرب کے وقت اس کے پاس پھر گیا۔ اس کے بعد قاضی نے اس سے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز ایسی نہیں جو میں تجھ کو دوں۔ وہ فقیر شکستہ دل ہوتا ہوا اپنے گھر واپس آیا اور پریشان تھا کہ بچوں کو کیا جواب دوں گا۔ وہ اسی حالت غم و خوف میں روتا ہوا ایک نصرانی کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ نصرانی نے اس کو روتا ہوا دیکھا تو اس سے کہا کہ اے شخص! تو کیوں رو رہا ہے؟ اس نے اس کو جواب دیا کہ میرا حال نہ پوچھو۔ اس پر نصرانی نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا

ہوں کہ مجھے اپنے حال سے آگاہ کر چنانچہ فقیر نے قاضی کا حال اس سے بیان کیا۔ اس کے بعد نصرانی نے اس سے کہا کہ تیرے نزدیک یہ دن کیا اور کیسا ہے؟ تو فقیر نے اس سے کہا کہ یوم عاشور کا دن ہے اور اس کے ساتھ فقیر نے اس دن کی کچھ برکتیں بیان کیں۔ (یہ سن کر) نصرانی کو رحم آیا۔ اس نے فقیر کو بہت زیادہ روٹی اور گوشت دیا اور اس نے فقیر کو دو درہموں سے اوپر بیس درہم اور دیئے اور اس سے کہا کہ اس کو لو اور اس دن کی بزرگی کی وجہ سے جو اللہ نے اس کو بزرگی دی ہے اور اپنے بچوں کیلئے ہر مہینے مجھ سے اسی طرح لے جایا کرو چنانچہ وہ فقیر اپنے بچوں کیلئے ان چیزوں کو خوشی خوشی گھر لے گیا جب اس کے بچوں نے اس کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے پھر انہوں نے بلند آواز سے دعا کی کہ

اے ہمارے معبود! جس نے ہم کو خوش کیا ہے تو اس کو جلد سے جلد اپنی خوشی ظاہر کر کے خوش کر۔ جب رات ہوئی اور قاضی سو گیا تو اس نے منادیِ غیب کی آواز سنی کہ اس سے کہہ رہا ہے کہ اپنا سر اٹھا چنانچہ اس نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اتنے خوبصورت دو محل ہیں جس کی ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ قاضی نے کہا کہ اے میرے اللہ! یہ دونوں محل کس کیلئے ہیں؟ اس کو جواب دیا گیا کہ بے شک یہ دونوں محل تیرے لیے تھے بشرطیکہ تو نے فقیر کی حاجت پوری کی ہوتی جب تو نے اس کو ناکام واپس کر دیا تو اب یہ فلاں نصرانی کے ہو گئے۔ اس کے بعد قاضی ڈرتا ہوا اور ہائے ہائے کہتا ہوا خواب سے بیدار ہوا اور اس نصرانی کے پاس گیا۔ اس سے کہا کہ تو نے شب گزشتہ کونسی نیکی ہے۔ نصرانی نے کہا کہ تو کیوں یہ سوال کر رہا ہے؟ چنانچہ قاضی نے جو خواب میں دیکھا تھا اس سے بیان کیا پھر نصرانی سے کہا کہ جو نیکی تم نے کل کی رات فقیر کے ساتھ کی ہے، اس کو میرے ہاتھ ہزار درہم پر بیچ دو۔ نصرانی نے اس سے کہا کہ میں زمین بھر سونے کے عوض بھی اس کو نہ بیچوں گا۔

اے قاضی! میں تم کو اس پر گواہ بناتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی اور زیادتی کے ساتھ اس کا خاتمہ کیا اور اس کو کلمہ شہادت پر موت عطا فرمائی۔

شیر کے ساتھ رات بسر کی

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ کے ارادہ سے گھر سے نکلا مجھے شدت کی سردی محسوس ہوئی چنانچہ میں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا شیر غار کے اندر آیا جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھ سے کہا کہ میری بلا اجازت تجھ کو میرے گھر میں کس نے داخل کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں مسافر ہوں اور سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور میں اس رات تیرے پاس مہمان ہوں چنانچہ وہ شیر مجھ سے دور ہو گیا اور میرے پہلو میں سویا اور میں نے صبح تک قرآن مجید کی تلاوت میں رات کاٹی جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو شیر نے مجھ سے کہا کہ اے ابراہیم! تم تعجب نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ میں شیر کے پاس سویا تھا اور اس سے سلامت رہا۔ اللہ کی قسم ہے کہ میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا اگر تم میرے مہمان نہ ہوتے تو میں تم کو ضرور کھا جاتا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وہاں سے چل پڑا چنانچہ جب میں اپنا حج ادا کر کے اپنی عبادت گاہ کی طرف واپس گیا تو میرا نفس بیس برس سے مجھ سے انار کھانے کی خواہش کر رہا تھا اور میں اس سے ٹال مٹول کرتا تھا۔ ایک رات میرے دل نے مجھ سے کہا کہ بخدا اگر میری خواہش پوری نہ کرو گے تو میں عبادت میں سستی کروں گا۔ اس کے بعد میں نے کہا کہ جب میں آبادی میں داخل ہوں گا تو تیری خواہش پوری کروں گا چنانچہ میں میدان کی طرف گیا۔ میں نے ایک درخت دیکھا اور اس کی طرف گیا وہ انار کا درخت تھا اور اس پر بکثرت انار تھے۔ میں نے اس سے ایک انار لیا لیکن اس کو ترش پایا اور اسی طرح دوسرا اور تیسرا اور چوتھا لیا اور میرا نفس کہتا تھا کہ میں نے تو میٹھے انار کی خواہش کی ہے۔ اس کے بعد میں آبادی کی طرف چلا گیا چنانچہ میں نے ایک باغ میں ایک شخص کو دیکھا اور اس سے انار کا سوال کیا۔ اس نے مجھ کو انار دیا مگر میں نے اس کو بھی ترش ہی پایا جب اس کو بتایا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے ابراہیم بن ادہمؒ! تمہارا نفس جو کچھ چاہتا ہے تم اس کی

تابعداری کرتے ہو۔ قسم بخدا! مجھے اس باغ میں چالیس برس رہتے ہوئے گئے ہیں لیکن میں اب تک میٹھے اور کھٹے کی تمیز نہیں کر سکا۔ (یعنی میں نہیں پہچانتا کہ میٹھا کون سا ہے اور کھٹا کون سا ہے؟) مجھے بہت تعجب ہوا اور میں چل پڑا پھر میں ایک ایسے نوجوان کے پاس جا پہنچا جو مصائب میں مبتلا تھا۔ بھیڑن اس کے جسم میں ڈنک مارتی تھیں اور کیڑے اس کے ہاتھ اور پاؤں سے جھڑتے تھے اور وہ شخص کہتا تھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے اس سے عافیت دی جس میں اس کی بہت سی مخلوق مبتلا ہے۔ میں نے حیران ہو کر اس سے پوچھا کہ اے شخص! اس سے بڑی بلا اور کیا ہو گی۔ (یہ سن کر) اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے ابراہیم بن ادہم بدنوں میں بھڑوں کا ڈنک مارنا انار کی خواہش سے بہتر ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ تو ایسا بندہ ہے جس کا امتحان کیا گیا ہے۔ (یعنی تو جو کچھ چاہتا ہے خدا اس کے خلاف کرتا ہے۔) اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے شیریں کو ترش سے بدل دیا ہے۔ (یہ سن کر) میں بے ہوش ہو کر گر پڑا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اس نوجوان سے کہا کہ اے شخص جب تیرا یہ مقام اور یہ رتبہ ہے تو تو اللہ تعالیٰ سے کیوں نہیں سوال کرتا کہ وہ تجھے ان تکلیفوں سے نجات عطا فرمائے۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ اے ابراہیم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں تصرف کرتا ہے جو چاہتا ہے وہ حکم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ان کے ساتھ کرتا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ کس قدر بندے ہیں جو اس کی آزمائش پر صابر اور اس کے حکم سے راضی ہیں۔ قسم بخدا! اے ابراہیم! اگر اللہ تعالیٰ میرے جسم کے ہر ہر عضو کو کاٹ ڈالے تو بھی میں اس سے زیادہ محبت کروں گا۔ اس کے بعد میں اس کے حال سے متعجب ہو کر چلا آیا۔

اللہ بندوں کا رزاق ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے سیر و سیاحت کے دوران جو کام تعجب خیز کیا تھا، اس کے بارے میں مجھ سے بعض سرداروں نے پوچھا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی سیر و سیاحت میں دریا کے کنارے کئی ماہ تک بلکہ جس قدر اللہ نے چاہا

مقیم رہا اور میں کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتا تھا اور ان کو دریا میں ڈال دیتا تھا۔ وہ ٹوکریاں دریا کی نہر خلیج (شاخ دریا) کی طرف چلی جاتی تھیں۔ ایک دن میں نے غور کیا کہ یہ ٹوکریاں کہاں جاتی ہیں؟ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ دریا کے کنارے پر چلتا رہا تو میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت نہر پر بیٹھی رو رہی ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ اور تیرے رونے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میری پانچ لڑکیاں ہیں اور ان کا باپ فوت ہو گیا ہے اور ہم فاقہ سے ہیں اور میں نہیں جانتی تھی کہ میں کیا کروں۔ میں اس نہر کی طرف نکلی چنانچہ میں نے ٹوکریاں پائیں اور ان کو لے کر فروخت کیا اور لڑکیوں کیلئے سامان کھانے کا خریدا جب وہ ختم ہو گیا تو پھر میں نہر کی طرف نکلی اور ٹوکریاں پائیں اور ان کو لیا اور فروخت کیا اور اس سے کھانا خریدا اور اب میری یہ حالت ہو گئی ہے کہ میں اور میری لڑکیاں اسی سے اپنی خوراک اور بسر اوقات کرتی رہیں۔ لیکن آج جو میں یہاں آئی تو ٹوکریاں نہ ملی اور میری لڑکیاں میری واپسی کی منتظر ہوں گی جب میں نے یہ سنا تو میں رویا اور کہا کہ اے میرے رب! اگر میں جانتا کہ اس کے پانچ اہل وعیال ہیں تو کام میں ضرور زیادتی کرتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم غمگین نہ ہو میں ہی ٹوکریاں بنانے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اس کے ساتھ اس کے گھر آیا اور ان کے لیے مدت تک ٹوکریاں بنائیں پھر اللہ تعالیٰ کی صفت میں غور کرتا ہوا جنگل کی طرف واپس آیا اور ایک درخت کے نیچے سویا ہوا تھا۔ میرے پاس شیطان آیا اور مجھ سے کہا کہ یہاں سے اٹھوں۔ میں نے اس سے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے میرے پاس سے الگ ہو جا، تاکہ میں آرام کر لوں۔ شیطان نے مجھ سے کہا کہ اے خواص ؒ جس کے پیچھے بھوکے بچے ہوں وہ کیسے سو سکتا ہے چنانچہ میں نے جانا کہ یہ ناصح اور خیر خواہ ہے تو میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی اور میں فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد شیطان نے مجھ سے کہا کہ اے ابراہیم ؒ میرے ساتھ حلال اور حرام ہیں۔ حلال تو اس پہاڑ کا انار ہے جو مباح ہے اور حرام وہ مچھلیاں ہیں جن کو میں نے شکاریوں سے لیا ہے جن میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے خیانت کی تھی تو تم حلال کو

لو اور حرام کو چھوڑ دو۔ اس کے بعد میں نے انار لیا اور اس بڑھیا کی طرف واپس آ کر اس کو وہ انار دیا۔ چنانچہ اس نے اپنی لڑکیوں کے ساتھ اس کو کھایا۔ اس کی عمدگی اور شیرینی پر متعجب ہوئیں۔ اس کے بعد میں صبح و شام ان کی خبر گیری کرنے لگا۔ ایک دن میں مسجد میں ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک میں نے ایک بری آواز سنی اور میں مسجد سے اس گلی کے سرے پر گیا جہاں سے وہ بری آواز آ رہی تھی اور تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس آنے کا ارادہ کیا۔ مگر میرے نفس نے مجھے پھیرا اور میں گلی میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک کتا مجھ پر بھونکنے لگا اور میرے منہ کے سامنے کھڑا ہے۔ اس کے بعد میں مسجد کی طرف واپس آیا۔ تھوڑی دیر غور کیا پھر میں اسی جگہ لوٹ آیا جب میں نے کتے کی طرف نظر کی تو اس نے اپنی دم ہلائی۔ میں اس کے گھر کے دروازہ کے قریب ہوا، تو میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو دیکھا کہ وہ گھر سے نکلا اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ اس کتے کے بھونکنے سے تعجب نہ کرو۔ اس لیے کہ جو شخص سمجھتا ہے اس کے لیے یہ تادیب ہے۔ اور کہا کہ میں ایک بدکار شخص ہوں اور میں فلاں فلاں گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہوں اور جو میری تقدیر میں لکھا جا چکا ہے۔ میں اس کو کر چکا ہوں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں جس حالت پر پہلے تھا اب اس کی طرف نہیں جاؤں گا چنانچہ اس نوجوان نے توبہ کی اور اس توبہ قبول ہوئی پھر تو اس کی یہ حالت ہوگئی کہ وہ بغیر اللہ کے اور کسی چیز سے محبت نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہیں تھکتا تھا اور نہ اس کی بندگی میں کمی کرتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ہو گیا اور محبوبان الٰہی میں اس کا شمار ہوا اور اس کے بعد وہ فوت ہو گیا۔

اللہ کی توفیق سے انسان گناہوں سے بچتا ہے

بنی اسرائیل میں ایک ایسا عبادت گزار شخص تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے ایک ویران عبادت گاہ میں تنہا رہتا تھا اور علاقہ کا رئیس اس کے پاس ہر روز صبح و شام آتا تھا اور اس کی عبادت پر بہت سے لوگ اس کی تعریف کرتے تھے۔ اس کے بعد

لوگوں نے اس پر ایک ایسی حسین عورت کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی کہ اس زمانہ میں کوئی عورت اس سے زیادہ خوبصورت نہ تھی اور یہ یوں ہوا کہ وہ عابد کے پاس آئی اور اپنی بلند آواز سے پکارا کہ اے وہ شخص جو انسانوں اور جنوں سے بہت زیادہ جزا دینے والے کی عبادت کے لیے علیحدہ رہتا ہے میں تجھ سے اللہ وحدہٗ لاشریک اور بڑے احسان کرنے والے کا واسطہ دے کر درخواست کرتی ہوں اور حضرت موسیٰ بن عمران اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو کہ آخری زمانہ میں مبعوث ہوں گے ان کے وسیلہ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھے اندھیری رات میں شیطان سے بچا اس لیے کہ رات بہت اندھیری ہے اور گاؤں دور ہے اور جو رات کو حادثات پیش آتے ہیں ان سے ڈرتی ہوں چنانچہ عابد نے اس کے لیے دروازہ کھول دیا۔ جب عورت عبادت خانے میں داخل ہوئی تو اس نے اپنا کپڑا عابد کے سامنے پھیلا دیا اور ننگی ہو کر کھڑی ہو گئی اور اپنا جسم اس پر ظاہر کر دیا (یہ دیکھ کر) عابد نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور نفس کو اس سے محفوظ رکھا اور اس سے کہا کہ کیا تجھے اس ذات پاک سے شرم نہیں آتی جو تجھے دیکھ رہی ہے اور تیرا بھید اور راز جانتا ہے۔ اس بے حیا عورت نے اس سے کہا کہ مجھ سے بات نہ بڑھاؤ تم کو میرے حسن و جمال سے ضرور فائدہ اٹھانا پڑے گا۔ عابد نے اس سے کہا کہ تیری عقل پر افسوس ہے اور کہا کہ تو اس آگ سے نہیں ڈرتی جو جسموں کو جلا دیتی ہے۔ کیا تو میری عبادت کو برباد کرے گی؟ کیا تجھ کو اس آگ سے جو بجھتی نہیں اور اس عذاب سے جو فنا نہیں ہوتا، خوف نہیں ہے؟ اس کے بعد عورت نے عابد سے اپنی خواہش پھر طلب کی اور اپنے مطلب کا اعادہ کیا۔ چنانچہ عابد نے اس سے کہا کہ میں تجھ پر جھوٹی آگ پیش کرتا ہوں۔ اس نے چراغ کو تیل سے بھرا اور بتی کو اس میں مخلوط کیا۔ عورت اس کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے اپنا انگوٹھا اس پر رکھا چنانچہ آگ اس کو کھا گئی۔ پھر وہ آگ انگشت تک پہنچی اور زائل نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ اس کی ہتھیلی کو بھی کھا گئی اور عابد کہتا تھا کہ یہ دنیا کی آگ ہے، آخرت کی آگ کا کیا حال ہوگا۔ یہ دیکھ کر عورت نے سخت چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑی۔ چنانچہ عابد اس کے حال سے متعجب ہوا۔ اس نے عورت کے

کپڑے سے اس کو چھپا دیا اور خود نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد شیطان نے شہر میں پکارا کہ فلاں عابد نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے اور اپنے عبادت خانہ میں اس کو مار ڈالا ہے۔ امیر شہر نے یہ سنا اور صبح بھی نہ ہونے پائی تھی کہ وہ عابد کے پاس پہنچ گیا۔ اس کو آواز دی۔ عابد نے اس کو جواب دیا پھر امیر شہر نے کہا کہ فلاں عورت کہاں ہے؟ عابد نے کہا کہ خبردار ہو کہ وہ میرے پاس ہے۔ امیر شہر نے اس سے کہا کہ اس عورت سے کہو کہ ہمارے پاس نیچے اترے۔ عابد نے اس سے کہا کہ وہ تو مردہ ہے۔ (یہ سن کر) امیر نے گمان کیا کہ جو کچھ اس نے سنا تھا وہ سچ ہے۔ اس نے کہا کہ اے زاہد جس عبادت پر تو قائم تھا اس کو تو نے توڑ ڈالا اور برباد کیا اور تو نے اللہ تعالیٰ کا خوف نہ کیا اور تو نے اس عورت کو قتل کرنے کی کیسے جرأت کی اور اس کام اور اس کے انجام سے تو نہ ڈرا۔ عابد اس کے سوال سے پریشان ہو گیا اور اس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ اس کا کیا جواب دے۔ اس کے بعد امیر نے اس کے عبادت خانہ کو گرا دینے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اس کی گردن میں زنجیر ڈال دی جائے اور عذاب کے مقام تک گھسیٹا جائے۔ وہ عورت لکڑیوں کے تختہ پر اس کے ساتھ تھی۔ امیر نے عابد کو آرہ سے چیرنے کا حکم دیا کیونکہ اس زمانہ میں زانیوں کی سزا کا یہی طریقہ اور عادت تھی۔ اس نے یہ بھی حکم دیا کہ عابد کے بارے میں نہ تو کوئی سفارش کرے اور نہ اس کو منع کرے اور نہ اس کی کوئی حمایت کرے چنانچہ جب اس کے سر پر آرا رکھا گیا تو اس نے حاسدوں کے انتقام اور ان کے کینہ کی وجہ سے ایک آہ کھینچی اور اپنے دل اور زبان سے ندا دی کہ اے بھیدوں کے جاننے والے اتنا ہی اس کی زبان سے نکلا تھا کہ ناگاہ اس نے یہ آواز سنی کہ اپنی دعا کم کرو کیونکہ آسمان کے فرشتے تم پر رو رہے ہیں اور میں تمام حالات دیکھ رہا ہوں اگر تم نے دوسری مرتبہ آہ کی تو سب آسمان اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی روح کو اس کے جسم میں واپس لوٹا دیا اور وہ زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔ لوگ اس کی طرف دیکھنے لگے چنانچہ اس عورت نے آواز دی کہ واللہ یہ عابد مظلوم ہے۔ اس نے مجھ سے زنا نہیں کیا ہے۔ میں اب تک اپنے رب

کی مہربانی سے باکرہ اور دوشیزہ ہوں پھر اس عورت نے لوگوں سے وہ قصہ بیان کیا جو عابد نے اپنے ہاتھ کے ساتھ کیا تھا چنانچہ لوگوں نے اس کا ہاتھ نکالا تو اس کو ویسا ہی دیکھا جیسا کہ عورت نے ذکر کیا تھا۔ امیر اپنے فعل پر نادم ہوا اور کہا کہ یہ بہت بڑا مکر ہے پھر عابد نے ایک سخت چیخ ماری اور فوت ہو گیا اور وہ عورت بھی دوبارہ فوت ہو گئی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس عابد اور عورت کو مرنے کے بعد دفن کر دیا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے انسان گناہوں سے اور شیطان کے مکروفریب سے بچ سکتا ہے اور عبادت کی بھی وہی توفیق دیتا ہے جو کہ ہمیشہ قائم و دائم ہے۔

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا اجر

ایک فقیر، اس کی بیوی اور اس کی اولاد تین دن تک بھوکے رہے اور انہوں نے کچھ نہ کھایا۔ اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اے شخص کیا تم ان بچوں کو نہیں دیکھتے ہو کہ ان کے چہرے زرد ہو گئے ہیں اور ان کے کلیجے پگھل گئے ہیں، ان کو ہماری طرح صبر اور قوت نہیں ہے۔ شوہر نے کہا کہ قسم بخدا میں نے کئی بار چکر لگایا کہ کوئی مزدوری مل جائے تاکہ میں بچوں کی خوراک حاصل کروں لیکن مجھے کوئی کام نہ ملا اور نہ کوئی شخص ملا جو مجھے کام پر لگائے۔ بے شک ان بچوں کی وجہ سے میرے جگر میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بیوی نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ میرا سونے کا ہار لو اور جتنی قیمت ہو اس کو فروخت کرو اور اس کے پیسوں سے بچوں کیلئے کھانے کی چیز خرید لاؤ چنانچہ اس نے وہ لیا اور دو درہم قیمت پر اسے فروخت کیا پھر بازار کی طرف گیا تاکہ غلہ خریدے۔ اس نے راستہ میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کیلئے مجھ پر احسان کرو۔ کیا کوئی ہے جو اللہ بے نیاز کو قرضہ دے۔ میرے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے۔ (یہ سن کر) اس مرد فقیر نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کیلئے ان دونوں درہموں کو لے لو۔ اس کے بعد بغیر کھانا اور غلہ لیے بیوی کے پاس واپس جانے سے

ڈرنے لگا کہ بیوی مجھے برا بھلا کہے گی۔ اس کے بعد وہ اپنے اس کام میں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا تھا فکر کرتا ہوا نماز کیلئے مسجد کی طرف چلا گیا چنانچہ جب رات آ گئی تو وہ اپنی بیوی بچوں کے پاس آیا۔ اس کے وعدہ کا وقت گزر چکا تھا اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے میرے سونے کے ہار کا کیا کیا؟ اور تم نے ہمارے بچوں کو بھوک کی حالت میں چھوڑ دیا۔ شوہر نے اس کو واقعہ کی اطلاع کی جو اس کو پیش آئے تھے۔ یعنی اپنے کام اور مسائل اور اس کے سوال کو قبول کرنے کی کیفیت سے اس کو خبر دی۔ (یہ سن کر) عورت نے اس سے کہا کہ اگر تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کیا ہے تو وہ بے نیاز صاحب نعمت اور وفادار ہے۔ کیا ہی اچھا کام ہے جو تم نے بادشاہ حقیقی کے ساتھ کیا ہے پھر اس نے شوہر سے کہا کہ یہ پورا بقچہ لو، اس کو فروخت کرو اور ہمارے لیے اس سے غلہ خرید لاؤ چنانچہ اس نے لے کر چکر لگایا لیکن کسی نے نہ خریدا۔ وہ بہت پریشان ہوا اور اس نے وہ بقچہ لے کر اپنی بیوی کے پاس واپس آنا چاہا۔ تو راستہ میں ایک شکاری کو دیکھا کہ اس کے پاس ایک بڑی مچھلی ہے اور وہ لوگوں کو اس مچھلی کی خریداری کیلئے بلا رہا ہے۔ اس فقیر نے شکاری سے کہا کہ اے بھائی! تم اس بقچہ کو لو جو مجھ پر ارزاں اور بے قیمت ہو رہا ہے اور مجھے یہ مچھلی دو جو تم پر ارزاں ہو رہی ہے چنانچہ جو کچھ اس نے کہا شکاری نے اس کو قبول کر لیا۔ فوراً اس کو مچھلی دے دی۔ وہ شخص مچھلی اپنی بیوی کے پاس لایا چنانچہ جب اس نے مچھلی کو دیکھا تو خوش ہوگئی اور مچھلی کا پیٹ چاک کرنے کیلئے جلدی کی جب اس نے پیٹ چاک کیا تو اس میں پتھر کی شکل کی ایک چیز دیکھی جس کو وہ پہچانتی نہ تھی اس کے بعد اس پتھر کو اس کے شوہر نے لیا اور تاجروں کے پاس لے گیا جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہا کہ یہ پتھروں کی قسم سے نہیں بلکہ یہ ایسا در یکتا ہے کہ جس کی قیمت نہیں ہے۔ یعنی یہ موتی بے بہا ہے۔ تاجروں نے اس کی قیمت میں مبالغہ اور زیادتی کی چنانچہ اس کی قیمت ۱۴ ہزار درہم تک پہنچی۔ اس نے اس کو بہت زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا اور درہموں کو لے کر گھر میں آیا۔ وہ سب اس سے خوش ہوئے اور رنج وغم جاتا رہا۔ اسی

حال میں تھے کہ دروازہ پر ایک سائل آیا۔ وہ کہتا تھا کہ اے اللہ کے بندو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمایا ہے اس میں سے مجھے بھی دو۔ یہ سن کر وہ فقیر فوراً اس کی طرف گیا اور اس سے کہا کہ ہم سب کیلئے آدھا مال ہے اور تیرے لیے تنہا پورا آدھا ہے اگر اس تقسیم پر راضی ہو تو ٹھیک ہے ورنہ ہم آپ کو زیادہ دیتے ہیں۔ اس کے بعد اس سائل نے کہا کہ میں راضی ہوں اور وہ چلا گیا تا کہ کوئی چیز لائے اور اس پر لا دے پھر وہ واپس نہیں آیا اور یہ شخص اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ شخص سو گیا تو اس نے سائل کو خواب میں دیکھا اور اس سے اس بارے میں پوچھا کہ تم مال کو لینے کیلئے نہیں آئے۔ سائل نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! میں سائل نہیں ہوں۔ میں تو وہ فرشتہ ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا تھا تا کہ وہ اس دولت میں جو تم کو اس نے عطا کی ہے تیرے صبر کو معلوم کرے اور میں تم کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بے شک تجھ سے دو درہموں کو قبول فرمایا اور ان دو درہموں کے بدلے تم کو یہ چودہ ہزار درہم ادا کیے اور دنیا کی نعمت کے علاوہ تمہارے لیے آخرت میں ایسی نعمت تیار کی ہے نہ کہ تیری آنکھوں نے اس کو دیکھا ہے اور نہ کانوں نے اس کا تذکرہ سنا اور نہ کسی شخص کے دل پر اس کا خیال گزرا ہے۔ اس لیے کہ تم نے خلوص نیت سے اس کی بزرگ ذات کی خوشنودی کے لیے معاملہ کیا اور اللہ تعالیٰ اس کو محروم نہیں کرتا جو اُس کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا ہے جو اس کے انبیاء مرسلین پر نازل ہوئی ہیں کہ اگر وہ تین چیزوں کو تین چیزوں پر مسلط نہ کرتا تو دنیا کے کام باانتظار رہتے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) مصیبت زدہ کے دل پر صبر مقرر فرمایا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو مبتلائے مصیبت بے صبری سے مرجاتا۔

(۲) بدبو مردہ پر مسلط کی گئی ہے اور اگر یہ نہ ہوتی تو ہرگز کوئی مردہ دفن نہ کیا جاتا،

(۳) اور گھن (کیڑے) گیہوں پر مسلط کیے گئے ہیں اور اگر یہ نہ ہوتا تو بادشاہ

سونے چاندی کی طرح اس کو بھی جمع کرتے تو میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میں بادشاہ صاحب کرم اور صاحب بزرگ ہوں۔

بینائی کا جانا اور روشن ہونا

ایک صالح بزرگ ایک عورت سے ملے، ان کی نظر اس پر پڑ گئی اس وجہ سے انہیں بہت افسوس ہوا اور فرمایا کہ اے اللہ! بے شک تو نے بینائی تو اپنی طرف سے ایک نعمت عطا کی ہے لیکن ڈر ہے کہ یہی بینائی مجھ پر عذاب نہ بن جائے۔ (اس لیے) اس کو تو مجھ سے لے لے چنانچہ اسی وقت ان کی آنکھوں کی روشنی ختم ہوگئی۔ اس کے بعد وہ مسجد جاتے تھے تو ان کا ایک چھوٹا بھتیجا ان کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتا تھا جب وہ لڑکا ان کو مسجد تک پہنچا دیتا تھا اور لڑکا وہاں سے چلا جاتا تھا اور لڑکوں کے ساتھ کھیلنے لگتا تھا اور ان کو چھوڑ دیتا تھا جب ان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو لڑکے کو پکارتے تھے اور وہ ناخوشی سے ان کی ضرورت کو پوری کرتا تھا۔ پھر کھیل میں لگ جاتا تھا چنانچہ وہ ایک دن مسجد میں اسی حالت میں تھے کہ تو انہوں نے ایک ایسی چیز محسوس کی جو ان کے گرد پھر رہی تھی۔ وہ اس سے ڈر گئے اور لڑکے کو بلایا لیکن اس نے ان کو جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا:

ترجمہ: اے میرے معبود! میرے سردار میرے آقا! بے شک تو نے مجھے ایسی بینائی عطا فرمائی تھی کہ میں اس سے تیری اس نعمت کو دیکھتا تھا جو مجھ پر تھی لیکن میں ڈرا کہ یہ نعمت بینائی مجھ پر عذاب نہ بن جائے۔ میں نے تجھ سے سوال کیا کہ تو اس کو لے لے تو نے اس کو لے لیا اور اب میں بینائی کا محتاج ہوں اس لیے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں میری بینائی واپس کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کی دعا قبول کی اور اس کی آنکھیں فوراً روشن ہوگئیں اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔

واللہ علی کل شئ قدیر ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ظالم کا برا انجام

بنی اسرائیل میں ایک شخص لاولد تھا اس کا لڑکا نہیں ہوتا تھا اور جب گھر سے نکلتا تھا اور کسی لڑکے کو دیکھتا تھا تو اس کو فریب اور دھوکہ دے کر اپنے گھر لے آتا اور اسے مار ڈالتا اور اپنے تہہ خانہ میں جو اس کے مکان میں تھا ڈال دیتا تھا۔ اس کی بیوی اس کو اس کام سے منع کرتی تھی لیکن یہ اس کا کہنا نہ مانتا اور باز نہ آتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر اللہ مجھ سے کسی چیز کا مواخذہ کرتا تو اس دن کرتا جس دن میں نے فلاں اور فلاں کام کیے تھے۔ اس کی بیوی اس سے کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو چھوڑنے والا نہیں ہے اور بے شک ابھی تیرا پیمانہ حیات لبریز نہیں ہوا ہے اگر تیرا پیمانہ بھر گیا تو وہ تجھے ضرور پکڑے گا چنانچہ ایک دن وہ اسرائیلی گھر سے نکلا۔ دو لڑکوں کو دیکھا وہ دونوں بھائی تھے اور ان کے بدن پر زیور اور لباس تھے۔ اس نے لڑکوں کو دھوکہ دیا اور ان کو اپنے گھر لے جا کر مار ڈالا اور ان کو تہہ خانہ میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ان لڑکوں کا باپ ان کی تلاش میں نکلا تو وہ لڑکے نہ ملے پھر وہ بنی اسرائیل کے نبی کی خدمت میں گیا اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا تو اس اللہ کے پیغمبر نے اس سے فرمایا کہ کیا ان لڑکوں کا کوئی کھلونا ہے جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ ان کا ایک چھوٹا سا کتے کا پلا ہے جس سے وہ کھیلا کرتے تھے۔ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ شخص کتے کا پلہ لایا۔ نبی علیہ السلام نے پلے کی دونوں آنکھوں کے درمیان اپنی مہر لگائی اور اس کو چھوڑ کر اس سے فرمایا کہ تم اس کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ بنی اسرائیل کے گھروں میں سے جس گھر میں یہ داخل ہوئے اسی گھر میں تیرے بچے ہیں چنانچہ وہ پلا متوجہ ہوا اور گھروں کے اندر گھسنے لگا یہاں تک کہ وہ ایک گھر میں داخل ہوا اس کے پیچھے لوگ بھی اندر گئے۔ وہ پلا گھر میں ایک مقام پر پہنچا اور اپنی دم ہلانے لگا اور اپنے پاؤں سے زمین کھودنے لگا۔ لوگوں نے اس مقام کو کھودا اور ان دونوں لڑکوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ دونوں بھائی قتل کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد لوگوں نے اس نبی کو اس معاملہ

کی اطلاع دی اور مجرم شخص کو ان کے پاس لائے انہوں نے اس کو سولی دینے کا حکم دیا چنانچہ جب اس کو سولی دی گئی تو اس کی بیوی اس کے پاس آئی اور کہا کہ کیا میں تجھ کو اس کام سے نہ ڈراتی تھی؟ اور تجھ سے نہ کہتی تھی کہ بے شک اللہ تجھ کو نہ چھوڑے گا اور تیرا پیمانہ حیات لبریز ہو چکا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ میرا ایک اونٹ تھا جس پر میں سوار ہوتا تھا وہ عاجز اور بیمار ہو گیا تھا۔ میں اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا اور آپ نے اس کیلئے دعا فرمائی اور مجھ سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ، میں اس پر سوار ہوا تو اس میں طاقت پیدا ہوگئی اور لوگوں سے آگے ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا اونٹ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی برکت سے وہ تندرست ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کرو گے میں شرمندہ ہوا کیونکہ میرے پاس اس کے علاوہ پانی کھینچنے کیلئے دوسرا اونٹ نہ تھا۔ میں نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس کے بعد آپ اس کی قیمت میں زیادتی کرتے رہے اور مجھ سے فرماتے رہے کہ اللہ تیری مغفرت کرے یہاں تک کہ آپ سونے کے ایک اوقیہ (اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے۔) تک سودا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارا اس سواری پر حق ہے۔ یہاں تک کہ تم مدینہ منورہ پہنچ جاؤ جب ہم مدینہ پہنچے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو قیمت سے بھی زیادہ دے دو اور اونٹ بھی واپس کر دو۔

سہیلیؒ کہتے ہیں کہ آپ کے اونٹ خریدنے اور اس کی قیمت میں زیادتی کرنے اور اس کو واپس کرنے میں یہ حکمت تھی کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی اشارہ ہے۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسم

یعنی اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی

طرف اشارہ ہے کہ

للّذین احسنوا الحسنیٰ و زیادۃ

یعنی جن لوگوں نے احسان کیا، ان کیلئے نیکی اور زیادتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے۔

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا

یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں ان کو مردہ نہ گمان کرو۔

ایک عورت کا زندہ ہونا اور مرنا

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی بیوی اپنے زمانہ کی عورتوں میں بہت ہی خوبصورت اور حسین و جمیل تھی۔ اس کا شوہر اس سے بڑی محبت کرتا تھا، قضاء الٰہی سے وہ عورت مرگئی اس کے بعد عرصہ دراز تک اس کا شوہر اس کی قبر پر جاتا رہا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا اور اس شخص کو دیکھا کہ زار و قطار رو رہا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے اپنا قصہ بیان کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس قبر کے مردہ کو بلایا چنانچہ اس قبر سے ایک حبشی غلام نکلا اور اس کی یہ حالت تھی کہ اس کی ناف کے نتھنوں اور آنکھوں اور بدن کے دوسرے سوارخوں سے آگ نکل رہی تھی۔ اس حبشی غلام نے کہا کہ لآ الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ پھر اس اسرائیلی نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ! میں نے غلطی کی میری بیوی کی یہ قبر نہیں ہے۔ بلکہ اس کی قبر یہ ہے اور اس نے دوسری قبر کی طرف اشارہ کیا اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حبشی غلام سے فرمایا کہ تم اپنی قبر میں اور جس حالت میں پہلے تھے واپس چلے جاؤ۔ وہ مردہ ہوکر گر پڑا اور اس کو مٹی سے چھپا دیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسری قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے قبر والے اللہ کے حکم سے اٹھ جا۔ قبر پھٹی اس سے ایک عورت سر سے خاک جھاڑتی ہوئی نکلی۔ (یہ دیکھ کر) اس کے شوہر نے کہا کہ یا روح اللہ میری بیوی یہی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ پھر اس کو اسی وقت نیند کا غلبہ ہوا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تیری قبر پر بیداری نے مجھے ہلاک و تباہ کر دیا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آرام کرلوں۔ اس کی بیوی نے کہا کہ اچھا آرام کرلو چنانچہ اس نے اپنی بیوی کے زانو پر سر رکھا اور سو گیا۔ وہ اسی حالت میں خواب میں تھا کہ اتفاقاً ایک شہزادہ ایک اعلیٰ درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر ادھر آ نکلا جب اس عورت نے شہزادہ کو دیکھا تو اس کا دل اس سے وابستہ ہوگیا اور وہ دل و جان سے اس پر شیدا ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر کا سر اپنے زانو سے اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور شہزادہ کے سامنے کھڑی ہوگئی جب شہزادہ نے اس کو دیکھا تو وہ بھی اس پر فریفتہ ہوگیا۔ اس عورت نے شہزادہ سے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ لے جاؤ چنانچہ شہزادہ نے اس کو اپنے پیچھے گھوڑے پر بٹھا لیا اور وہاں سے چلا گیا جب اس کا شوہر بیدار ہوا تو اس کو نہ پایا اور اس کی تلاش میں نکل پڑا اور اس کے قدموں کے نشان پر چل کر اس کو تلاش کر لیا اور کہا کہ اے شہزادہ یہ میری بیوی ہے۔ اس کو چھوڑ دے لیکن اس کی بیوی نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ شہزادہ نے کہا تو چاہتا ہے کہ میری لونڈی مجھ سے لے لے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! یہ میری بیوی ہے اور میرے سردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مرنے کے بعد میرے لیے اس کو زندہ کیا ہے۔ یہ سب اسی گفتگو اور جھگڑے میں تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ گئے۔ اس عورت کے شوہر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یاروح اللہ! کیا یہ میری بیوی نہیں ہے؟ جس کو آپ نے میرے لیے زندہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی ہے۔ اس کے جواب میں اس عورت نے کہا کہ یاروح اللہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ میں تو اس شہزادہ کی لونڈی ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ارے کیا تو وہ نہیں ہے جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یاروح اللہ بخدا میں وہ نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ جو میں نے تجھے زندگی دی ہے وہ واپس کر دے تو وہ عورت مردہ ہو کر گر پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو کافر مرا تھا اس

کے بعد زندہ ہوا اور ایمان لایا اور ایمان کی حالت میں مرا تو وہ اس غلام حبشی کو دیکھے اور جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو مومن مرا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کیا پھر وہ کافر ہو گیا اور حالت کفر میں مر گیا تو وہ اس عورت کو دیکھے۔ اس کے بعد اس اسرائیلی نے قسم کھائی کہ اب کبھی نکاح نہ کروں گا اور وہ جنگلوں کی طرف نکل گیا اور وہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ وہ خالق حقیقی سے جا ملا۔

ظلم کا بدلہ

ایک کردی شخص ایک امیر کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا۔ اس دستر خوان پر بھنے ہوئے دو چکور رکھے تھے۔ کردی ایک چکور اٹھا کر ہنسا۔ امیر نے اس سے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک تاجر پر ڈاکہ ڈالا جب میں نے اس کو قتل کرنا چاہا تو اس نے مجھ سے گریہ وزاری کی لیکن میں نے اس کو قبول نہ کیا جب اس نے میرا پختہ ارادہ دیکھا تو اس نے پہاڑ پر دو چکور دیکھے تو اس نے ان دونوں سے کہا کہ تم دونوں میرے گواہ ہو جاؤ کہ یہ مجھے ظلم سے قتل کر رہا ہے پھر میں نے اس کو مار ڈالا۔ اب میں نے ان دونوں چکوروں کو دیکھا تو اس تاجر کی وہ حماقت مجھے یاد آئی جو اس نے ان دونوں پرندوں کو مجھ پر گواہ بنایا تھا۔ اس وجہ سے میں ہنسا جب امیر نے اس کو سنا تو کہا کہ بخدا ان پرندوں نے تیرے خلاف ایسے شخص کے پاس شہادت دی جو قصاص لیتا ہے چنانچہ امیر نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔

(نوٹ: اصل کتاب میں یہاں پر شیر، بھیڑیا اور لومڑی کی حکایات تھیں جو کہ حذف کر کے مندرجہ ذیل دو حکایات شامل کر دی ہیں۔)

سرکار دو عالم ﷺ کے ہر قدم پر جہنمی جہنم سے آزاد

ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آج آپ کی میرے گھر دعوت ہے۔ حضور نے قبول فرمالیا

اور اپنے اصحاب سمیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک قدم مبارک جوان کے گھر کی طرف چلتے ہوئے زمین پر پڑتا رہا تھا گننے لگے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! یہ میرے قدم کیوں گن رہے ہو؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر ایک ایک غلام آزاد کروں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جس قدر قدم پڑے اسی قدر غلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آزاد کیے۔

جب یہ دعوت ہو چکی تو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے گھر تشریف لائے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ آپ بڑے مغموم تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شاندار دعوت کی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک قدم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے غلام آزاد کیے ہیں۔ اے کاش! ہم بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی قسم کی کوئی دعوت کر سکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں جائیے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ بھی دعوت دے آئیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مگر اس قدر بڑا انتظام اور ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کرنا یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا انشاء اللہ۔ سارا انتظام ہو جائے گا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دعوت عرض کر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمائی اور اپنے اصحاب سمیت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب سمیت بٹھایا اور خود خلوت میں تشریف لے جا کر سجدہ میں گر گئیں اور اللہ سے عرض کی کہ اے اللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) اور محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب کی دعوت کی ہے اور تیری بندی کا تجھی پر بھروسہ ہے۔ الٰہی میری لاج رکھ اور اس دعوت کے کھانے کا تو انتظام فرما۔

یہ دعا مانگ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہنڈیا کو چولہے پر رکھا اور رو رو کر اپنے اللہ سے دعا کی کہ مولا! اپنی بندی فاطمہ کو شرمندہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا دریائے کرم جوش میں آیا اور اس نے اس ہنڈیا کو جنت کے کھانے سے بھر دیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس ہنڈیا میں سب کو کھانا بھیجنا شروع فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے سارے اصحاب نے کھانا تناول فرمالیا لیکن ہنڈیا میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: جانتے ہو یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کہ کھانا اللہ نے ہمارے لیے جنت سے بھیجا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ پھر خلوت میں گئیں اور سجدہ میں گر کر دعا کی کہ اے اللہ! عثمان رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب (ﷺ) کے ایک ایک قدم کے عوض ایک ایک غلام کو آزاد کیا ہے اور تیری بندی میں اتنی استطاعت نہیں۔ مولا! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب (ﷺ) کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کر وہ میرے گھر تشریف لائے ہیں محبوب (ﷺ) کی امت کے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس دعا سے فارغ ہوئیں تو جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے عوض ایک ہزار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا۔ یہ بشارت سن کر حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے خوش ہوئے۔

دنیا پرست کا انجام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سفر میں نکلے تو آپ کے ہمراہ ایک یہودی ہو لیا۔ اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا: آؤ دونوں مل کر روٹی کھالیں۔ یہودی نے مان لیا مگر جب اس نے دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی ہے اور میرے پاس دو تو

پچھتایا کہ میں ن نے شرکت کا وعدہ کیوں کر لیا؟ چنانچہ جب کھانے کا ٹائم ہوا تو یہودی نے ایک ہی روٹی رکھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمہارے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک کہاں گئی؟ یہودی بولا: میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی۔ دو کب تھیں؟ کھانا کھا کر آگے بڑھے تو ایک اندھا ملا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کیلئے دعا کی تو وہ اچھا ہو گیا۔ یہ معجزہ دکھا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے کہا: تجھے اس اللہ کی قسم جس نے میری دعا سے اس اندھے کو اچھا کر دیا۔ بتا! دوسری روٹی کہاں گئی؟ وہ بولا مجھے اسی خدا کی قسم! میرے پاس ایک ہی روٹی تھی دوسری تھی ہی نہیں۔ اتنے میں آگے بڑھے تو ایک ہرن دکھائی دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے بلایا وہ آ گیا۔ آپ نے اسے ذبح کیا۔ بھونا اور کھایا اور پھر اس کی ہڈیوں سے فرمایا: قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ! وہ ہرن پھر زندہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تجھے اسی خدا کی قسم! جس نے ہمیں یہ ہرن کھلایا اور پھر اسے زندہ کر دیا۔ بتاؤ وہ دوسری روٹی کہاں گئی؟ وہ بولا مجھے اسی خدا کی قسم! میرے پاس تو ایک ہی روٹی تھی۔ آگے بڑھے تو ایک قصبہ آ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہاں قیام کیا۔ یہودی نے موقع پا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک چرا لیا اور خوش ہوا کہ میں اس سونٹے سے مردے زندہ کیا کروں گا چنانچہ اس نے قصبہ میں اعلان کر دیا کہ مردہ کو مجھ سے زندہ کرا لو۔ لوگ اسے حاکم شہر کے پاس لے گئے جو بیمار تھا۔ یہ گیا اور جاتے ہی پہلے وہ ڈنڈا اس حاکم کے سر پر دے مارا۔ وہ فوت ہو گیا اور پھر کہنے لگا تو دیکھو اب میں اسے زندہ کرتا ہوں چنانچہ پھر اسے ڈنڈا مارا اور کہا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ! مگر وہ زندہ نہ ہو سکا۔ اب تو یہ گھبرایا۔ لوگوں نے پکڑ لیا اور اسے پھانسی پر لٹکانے لگے کہ اتنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہنچ گئے۔ فرمایا: تمہارا حاکم میں زندہ کر دیتا ہوں۔ اسے چھوڑ دو چنانچہ آپ نے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ کہا تو حاکم فوراً زندہ ہو گیا اور انہوں نے یہودی کو چھوڑ دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا تجھے اسی اللہ کی قسم! جس نے تمہاری جان بچائی بتاؤ وہ دوسری روٹی کہاں گئی؟ وہ بولا مجھے اسی خدا کی قسم! میرے پاس دوسری روٹی تھی ہی نہیں۔ آگے بڑھے تو سونے کی تین اینٹیں ملیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ان میں ایک

اینٹ میری، دوسری تمہاری اور تیسری اس کی جس نے تیسری روٹی کھائی۔ وہ بولا خدا کی قسم! تیسری روٹی میں نے ہی کھائی تھی۔ آپ نے وہ تینوں اینٹیں اسی کو دے دیں اور فرمایا: اب تم میرا ساتھ چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ اینٹیں لے کر چلا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے اینٹوں سمیت زمین پر دھنسا دیا۔

فائدہ:

دنیا کی لالچ بربادی اور ہلاکت کا موجب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کے سامنے جھوٹ بولنا بڑا خطرناک ہے۔ اس لیے کہ پیغمبر کو سب علم ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو بات پیغمبر کے منہ سے نکلے وہی بات دوسرا بھی کہے تو جو اثر پیغمبر کے منہ سے نکلنے پر ہوتا ہے۔ دوسروں کے منہ سے وہ اثر نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی مثل بننے والا انجام کار تباہ و برباد ہی ہوتا ہے۔

ہلاکت سے محفوظ

ایک شخص جنگل میں رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک مرغ تھا جو اس کو نماز کیلئے جگاتا تھا اور ایک کتا تھا جو چوروں سے اس کی چوکیداری کرتا تھا۔ ایک گدھا بھی تھا جس پر وہ اپنا پانی اور دیگر سامان لادتا تھا چنانچہ وہ شخص ان قبیلوں سے جو اس سے قریب تھے کسی قبیلہ کی طرف آیا تاکہ ان سے بات چیت کرے۔ اس کے پاس یہ خبر آئی (حالانکہ وہ اس قبیلہ کے لوگوں کی مجلس میں تھا) کہ لومڑی نے مرغ کو کھا لیا۔ (یہ سن کر) اس نے کہا کہ اگر اللہ نے چاہا تو یہ بہتر ہوگا پھر خبر آئی کہ کتا مر گیا۔ اس شخص نے کہا کہ انشاء اللہ یہ بھی بہتر ہوگا۔ اس کے بعد اس کے پاس یہ خبر آئی کہ بھیڑیئے نے اس کے گدھے کا پیٹ پھاڑ ڈالا۔ اس نے کہا کہ قریب ہے کہ یہ بھی بہتر ہوگا انشاء اللہ حالانکہ اس قبیلہ کے لوگوں نے دھوکہ سے مرغ، کتا اور گدھا لے لیا تھا جب رات آئی تو یہ شخص اپنی منزل اور مقام کی طرف چلا گیا چنانچہ جب صبح ہوئی تو اس نے ان قبائل مذکورہ کو ایسے حال میں پایا کہ ان کو دشمن نے قید کر لیا اور ان کو لوٹ لیا اور اس کا سبب مرغ کا بولنا، کتے کا بھونکنا

اور گدھے کا آواز دینا ہوا تو اس شخص نے اپنی منزل میں سلامتی سے صبح کی۔ اس کے نزدیک مذکورہ جانوروں کی ہلاکت میں بہتری ہوئی۔

ایک فقیر کا بھنا ہوا گوشت نہ کھانا

بعض لوگوں سے نقل ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے ہمسایہ سے بھنا ہوا بکری کا ایک بچہ کھانے کیلئے خریدا تو ایک فقیر آ گیا۔ ہم نے اپنے ساتھ کھانے کیلئے اس کو بلایا چنانچہ اس نے ایک لقمہ لیا اور اس کو اپنے منہ کی طرف لے جا کر پھینک دیا اور الگ ہو گیا۔ کہنے لگا کہ ایک وجہ ہے جس نے مجھے کھانے سے باز رکھا۔ (یہ سن کر) ہم نے اس سے کہا کہ جب تک تم نہ کھاؤ گے ہم بھی نہ کھائیں گے۔ اس نے کہا کہ میں فقیر ہوں میں نہ کھاؤں گا تم کو تمہاری مراد مل گئی ہے۔ وہ فقیر واپس چلا گیا۔ اس کی وجہ سے ہم نے بھی اس کا کھانا مکروہ خیال کیا اور ہم نے سوچا کہ اس کے مالک کو بلا کر اس سے اس کی حقیقت دریافت کریں تو شاید وہ مکروہ کی وجہ ہم سے بیان کرے چنانچہ ہم نے اس کو بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ بچہ مردہ تھا اور اس کی قیمت کی وجہ سے اس کے نفس نے بچہ کے بیع کی لالچ کی چنانچہ ہم نے اس کو کتوں کو کھلا دیا، اس کے بعد ہم نے اس فقیر کو دیکھا اور اس سے کھانے کا سبب پوچھا اور وجہ دریافت کی۔ اس نے کہا کہ بخدا چند سال ہو گئے۔ میرے نفس نے کھانے پر حرص نہ کی تھی جب تم لوگوں نے یہ بھنا ہوا گوشت میرے لیے پیش کیا تو میرے نفس نے سخت لالچ سے کھانے کی حرص کی۔ اس لیے میں نے جانا کہ اس کی کوئی علت اور سبب ہے۔ میں نے کھانا ترک کیا۔ اے بھائی! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کس طرح حمایت کرتا ہے۔

سانپ سے وفا ممکن نہیں

ایک صالح اور نیک شخص شکار کھیلنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا۔ تو اس نے ایک سانپ کو دیکھا کہ وہ نہایت خوف کی حالت میں ہے۔ اس سانپ نے اس سے کہا کہ اے

شخص! مجھے اس دشمن سے پناہ دے جو میرے پیچھے ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ خداوند کریم تجھے پناہ دے گا۔ اس شخص نے چاہا کہ اس کو اپنی چادر میں چھپا لے لیکن سانپ نے اس سے کہا کہ اگر تم نیکی کرنا چاہتے ہو تو میرے لیے اپنا منہ کھولو تا کہ میں تمہارے پیٹ میں داخل ہو جاؤں۔ اس شخص نے کہا کہ تجھ سے ڈرتا ہوں۔ سانپ نے اس سے اقرار کیا کہ وہ اس کو ایذا نہ دے گا۔ اس لیے کہ تو حضرت محمد ﷺ کی امت سے ہے۔ اس لیے اسنے اپنا منہ کھول دیا اور وہ اس کے پیٹ میں رینگ کر چلا گیا۔ اس کے بعد اس کے پاس ایک شخص آیا حالانکہ اس کے ہاتھ میں تیز تلوار تھی۔ اس نے اس شخص سے سانپ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنے قول سے کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔ سانپ نے اپنا سر باہر نکالا تا کہ اپنے دشمن کو دیکھے۔ اس شخص نے اس کو خبر کی کہ وہ چلا گیا ہے اور سانپ کو نکلنے کیلئے بلایا۔ سانپ نے کہا کہ اے شخص! اب اپنی جان کیلئے دو موتوں میں سے ایک موت کو اختیار کر یا تو میں تیرا جگر ٹکڑے ٹکڑے کروں یا تیرے دل میں سوراخ کروں۔ اس شخص نے کہا کہ سبحان اللہ وہ اقرار کہاں ہے جو ہمارے تمہارے درمیان تھا۔ یہ سن کر سانپ نے کہا کہ میں نے تم سے زیادہ احمق شخص نہیں دیکھا۔ کیا تم اپنے باپ آدم علیہ السلام سے میری عداوت بھول گئے تھے۔ میں نے ہی ان کو جنت سے نکالا اور نااہل کے ساتھ نیکی کرنے پر تم کو کس چیز نے ابھارا۔ اس شخص نے سانپ سے کہا اگر میرا قتل کرنا ضروری ہے تو مجھے چھوڑ تا کہ میں اس پہاڑ کی قریب کیلئے کوئی مقام بنا لوں۔ اس پر سانپ نے کہا کہ اچھا جو تم چاہتے ہو اس کو کر لو چنانچہ اس بے چارے نے آسمان کی طرف اپنی آنکھ اٹھائی اور کہا کہ اے لطیف اپنی پوشیدہ مہربانی کے ساتھ مجھ پر مہربانی فرما۔ **یا لطیف، یا قدیر** میں تجھ سے اس قدرت کا سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو عرش پر برابر غالب ہے اور عرش نے یہ نہ جانا کہ تیری قرارگاہ کہاں ہے؟ **یاحکیم، یاعلیم، یاحي یاقیوم** کیا تو مجھے اس سانپ سے نہ بچائے گا۔ اس کے بعد وہ پہاڑ کی طرف چلا۔ (وہ شخص کہتا ہے) کہ ایک بزرگ جن کا

چہرہ روشن اور خوشبو دار اور کپڑے پاکیزہ تھے۔ میرے سامنے آئے اور مجھے ایک سبز پتی دے کر فرمایا کہ اس پتی کو کھا جاؤ چنانچہ میں اس کو کھا گیا تو وہ سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نیچے گرا۔ میری بے قراری سکون میں تبدیل ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے اس بزرگ سے کہا کہ اے شخص! تم کون ہو؟ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ سے مجھ پر احسان کیا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم نے اس دعا کے ذریعہ سے اللہ جل شانہ سے دعا کی تو ساتوں آسمانوں کے فرشتوں نے اللہ عزوجل سے فریاد کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ جو کچھ اس سانپ نے میرے بندہ کے ساتھ کیا ہے میں نے دیکھا ہے۔ مجھے حکم دیا ہے کہ میں جنت کی طرف جاؤں اور درخت طوبیٰ سے ایک پتی لوں اور اس پتی کو لے کر تمہارے پاس پہنچوں اور تم سے ملوں۔ میں وہ شخص ہوں کہ مجھے آسمانوں میں معروف اور مقری کہا جاتا ہے تم اپنے اوپر نیکی کرنے کو لازم کر لو۔ اس لیے کہ بے شک نیکی برے مواقع سے بچاتی ہے اور اگر وہ شخص جس کے ساتھ احسان کیا گیا ہے اس کو ضائع کرے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نیکی ضائع نہیں کی جاتی۔

فائدہ:

مشکلات کے حل کیلئے یہ وظیفہ پڑھو:

يَا حَكِيْمُ، يَا عَلِيْمُ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

دین کے بدلے دنیا کمانا تباہی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص لوگوں سے حدیث بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ نے حدیث بیان کی ہے اور مجھ سے نجی اللہ نے حدیث بیان کی اور مجھ سے صفی اللہ نے حدیث بیان کی چنانچہ اسی طرح عرصہ دراز گزر گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نہیں دیکھا۔ اس کے بعد ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ ایک سور سیاہ رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے نبی اللہ! کیا آپ فلاں شخص کو پہچانتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

کہ ہاں وہ شخص یہی سور ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اللہ عزوجل سے یہ عرض کیا کہ اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دے تا کہ اس سے پوچھوں کہ اس کے ساتھ یہ کس وجہ سے کیا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ اگر تم مجھ سے اس دعا کے ساتھ وہ دعا کرتے جو آدم (علیہ السلام) اور جو لوگ ان کے بعد تھے انہوں نے کی تھی، تب بھی میں تمہاری دعا کو اس بارے میں قبول نہ کرتا لیکن میں تم کو بتا دیتا ہوں کہ میں نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص دین کے بدلے دنیا کماتا تھا اور کھاتا تھا۔

ہر چیز کی تخلیق میں خدا کی حکمت ہے

ایک شخص نے گبرونڈا دیکھا کہا یہ بری مخلوق ہے نہ تو اس کی صورت اچھی ہے نہ اس کی بو پاکیزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش میں کیا راز رکھا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے زخم میں مبتلا کر دیا کہ اس سے اطباء عاجز ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ شخص مایوس ہو گیا۔ ایک دن اس نے ایک فال نکالنے والے کی آواز سنی جو گلیوں میں آواز دے رہا تھا۔ بیمار نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اپنی بیماری کے بارے میں پوچھوں۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ تم اس فال نکالنے والے کو کیا کرو گے؟ حالانکہ تمہاری بیماری سے اطباء ماہرین عاجز ہو چکے ہیں۔ اس نے کہا کہ میرے پاس اس کا آنا ضروری ہے چنانچہ لوگوں نے اس کو حاضر کیا جب اس نے زخم دیکھا تو یہ درخواست کی کہ ایک گبرونڈا لاؤ (یہ سن کر) حاضرین ہنسے لیکن اس بیمار نے اپنا وہ قول یاد کیا جو گبرونڈا کے دیکھنے کے وقت اس کے دل میں گزرا تھا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ جو کچھ اس نے طلب کیا ہے۔ اس کو حاضر کرو۔ اس لیے کہ یہ شخص اپنے کام میں بصیرت اور راہ راست پر ہے چنانچہ لوگوں نے گبرونڈا اس کے سامنے حاضر کر دیا۔ اس نے اس کو جلایا اور اس راکھ کو زخم پر چھڑکا بحکم الٰہی وہ زخم اچھا ہو گیا۔ اس کے بعد بیمار نے حاضرین سے کہا کہ تم لوگ یاد رکھو کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مجھے یہ بتلا دے کہ اس کی ذلیل ترین مخلوقات میں بھی بہترین شفا ہے۔ اللہ حکمت والا اور باخبر ہے۔

اللہ کی طرف سے رزق

حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابو عامر اشعری نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ دوران سفر ان حضرات سے کھانا وغیرہ یہاں تک کہ ہر چیز ختم ہوگئی۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک قاصد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ آپ سے ان کیلئے زادراہ طلب کرے جب وہ قاصد آپ کی خدمت میں پہنچا تو اس نے سنا کہ آپ یہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں:

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقھا

یعنی زمین میں کوئی جاندار نہیں ہے مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔

قاصد نے دل میں کہا کہ قبیلہ اشعر کے لوگوں کا رزق بھی اللہ کے ذمہ ہے تو وہ واپس آیا اور سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (واپس آکر) کہا کہ تم خوش ہو کہ تمہارے پاس فریاد رس آیا (یہ سن کر) ان لوگوں نے گمان کیا کہ اس نے سرکار دو عالم ﷺ کو اطلاع دے دی چنانچہ وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ تو ان کے پاس دو شخص آئے جن کے ساتھ ایک بڑا پیالہ تھا جو روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ ان لوگوں نے جو چاہا وہ کھایا پھر ان میں سے بعض نے کہا کہ اس کھانے کا بقیہ حصہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں واپس کرو۔ اس کے بعد وہ لوگ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے جو کھانا ہمارے پاس بھیجا تھا اس سے بہتر اور پاکیزہ کھانا ہم نے آج تک نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو تمہارے پاس کچھ نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بتایا: یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگوں نے ایک قاصد آپ کی خدمت میں بھیجا تھا تاکہ وہ کھانے کے بارے میں آپ سے سوال کرے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے قاصد سے اس بارے میں پوچھا، اس نے آپ کو سارا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایسا رزق تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے صرف تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم لوگ سیر ہو جاؤ۔

ایک احمق شخص کی حکایت

حمزہ مدائنی کہتے ہیں ایک احمق شخص تھا جس کا نام جحی تھا اور اس کی حماقتوں میں سے ایک حماقت یہ ہے کہ وہ میدان میں ایک جگہ کھود رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے پوچھا کہ کیوں کھود رہے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے کچھ درہم دفن کیے ہیں اور وہ مجھے نہیں مل رہے۔ اس نے اس احمق سے کہا کہ تو نے اس پر کچھ نشانی بنائی تھی اس نے کہا ہاں یہ کیا تھا۔ اس نے پھر اس بے وقوف سے کہا کہ جو نشانی تو نے اس پر بنائی تھی وہ کیا تھی۔ اس نے جواب دیا کہ ان درہموں کے دفن کے وقت ابر مجھ پر سایہ کیے ہوئے تھا وہ شخص ہنس کر چلا گیا اور اس کو چھوڑ گیا۔

جحی کی حماقتوں میں سے ایک حماقت یہ ہے کہ وہ آخر شب کی اندھیری میں اپنے گھر کے دالان سے نکلا کہ اس نے ایک مقتول سے ٹھوکر کھائی جو دالان میں تھا چنانچہ اس احمق نے اس کو اس کنوئیں میں ڈال دیا جو وہاں تھا پھر اس کے باپ کو اس کی اطلاع دی تو اس نے اس مقتول کو کنوئیں سے نکالا اور دفن کیا پھر اس احمق نے ایک مینڈھے کا گلا گھونٹ دیا اور اس کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ اس کے بعد مالکان مقتول اپنے گھر سے نکلے اور کوفہ کی گلیوں مین گھوم رہے تھے اور اس کو تلاش کر رہے تھے۔ وہ لوگ اس احمق کے گھر آئے اور اس سے اس مینڈھے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو کنوئیں میں ڈال دیا ہے جب وہ نیچے اترا تو اس نے پکارا کہ اے مالکان مقتول کیا تمہارے مقتول کے سینگ بھی ہیں تو وہ لوگ ہنسے اور چلے گئے۔

اس کی حماقتوں میں سے ایک حماقت یہ ہے کہ ابو مسلم خولانیؒ نے ایک شخص جحی کے پاس بھیجا جس کا نام نقیطین تھا تا کہ وہ شخص اس کو ابو مسلمؒ اور نقیطین کے علاوہ اس مجلس میں کسی دوسرے کو نہ پایا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اے نقیطین تم دونوں میں ابو مسلمؒ کون ہیں؟

اور یاد رکھو کہ بلاشبہ لفظ جحی غیر منصرف ہے اور لفظ جاح سے نکالا گیا ہے جس طرح کہ عمر عامر سے نکالا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(نوٹ: اصل کتاب میں یہاں پر شیر اور ریچھ کی حکایات تھیں جو کہ حذف کر کے مندرجہ ذیل دو حکایات شامل کی گئی ہیں۔)

خوفناک وادی

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بنو تمیمی شخص نے اپنے اسلام لانے کا یہ قصہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھے ایک سفر کے دوران ایک بہت بڑے ریگستان میں رات گزارنا پڑی۔ اس خوفناک ریگستان میں میری اونٹنی میرے ساتھ تھی اور میں بالکل تنہا تھا۔ رات کا وقت تھا میں نے اونٹنی کو ایک جگہ بٹھایا اور خود لیٹ گیا اور سو جانے سے پہلے میں نے یہ پڑھا:

اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ ھٰذَا لْوَادِیْ

ترجمہ: ''اس وادی کے بڑے جن کے ساتھ میں پناہ مانگتا ہوں۔''

یہ پڑھ کر میں سو گیا۔ سونے کے بعد خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک قوی ہیکل جوان جس کے ہاتھ میں ایک خنجر ہے آیا اور آتے ہی وہ خنجر اس نے میری اونٹنی کے حلق پر رکھ دیا۔ یہ دیکھتے ہی میں گھبرا کر جاگ اٹھا اور اردگرد دیکھنے لگا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں اسے یوں ہی وہم و خیال سمجھ کر پھر سو گیا۔ دوبارہ پھر وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے نظر آیا، اس نے خنجر پھر میری اونٹنی کے گلے پر رکھ دیا۔ میں پھر چونک پڑا اور دیکھا کہ میری انٹنی بھی کانپ رہی ہے۔ میں پھر سو گیا اور تیسری مرتبہ پھر یہی قصہ دیکھا اور اب تو میں ڈر کر اور گھبرا کر جاگ اٹھا۔ میں نے دیکھا کہ اونٹنی بھی ڈر کے مارے بہت کانپ رہی ہے۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہی جوان ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا نظر آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی دیکھا جس نے اس جوان کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا اور اونٹنی کے قریب آنے سے روک رکھا تھا اور وہ دونوں آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں تین بڑے بڑے بیل وہاں آ گئے اور اس بوڑھے نے اس جوان سے کہا کہ ان بیلوں میں سے جو بیل چاہو۔ اس میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کے بدلے میں

لے لومگر میرے پڑوسی آدمی کی اونٹنی کو ہاتھ نہ لگاؤ چنانچہ وہ جوان آگے بڑھا اور ان بیلوں میں سے ایک بیل اس نے پکڑ لیا اور اسے لے کر وہاں سے چلا گیا پھر وہ بوڑھا شخص مجھ سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ دیکھو بھائی! اب تم لوگ اس قسم کی ڈراونی جگہوں میں کسی جن کے ساتھ پناہ نہ مانگا کرو۔ اس لیے کہ اب کا زور اور ان کا طلسم ٹوٹ چکا ہے اب تم یوں کہا کرو:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِیْ

ترجمہ: ''میں محمد کے رب کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے حول سے۔''

میں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اس نے بتایا کہ یہ نبی عربی ہیں۔ میں نے پوچھا کہاں رہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ مدینہ منورہ میں۔ میں یہ سن کر انتہائی شوق میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور سیدھا مدینہ منورہ آ پہنچا اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرا یہ سارا قصہ خود ہی لفظ بہ لفظ سنا دیا اور پھر مجھے مسلمان ہو جانے کیلئے ارشاد فرمایا تو میں نے فوراً کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین)

فائدہ:

ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری ہے ہر باطل کا زور و طلسم ٹوٹ گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت عالمگیر رسالت ہے اور جن بھی حضور (ﷺ) کے خادم ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے کوئی بات پوشیدہ و پنہاں نہیں۔

جبرئیل علیہ السلام کی رفتار

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا اے جبرئیل علیہ السلام! کبھی تمہیں آسمان سے مشقت کے ساتھ بڑی جلدی اور فوراً بھی زمین پر اترنا پڑا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا ہاں یارسول اللہ ﷺ چار مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مجھے فی الفور

بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر اترنا پڑتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ چار مرتبہ کس موقع پر؟

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: ایک تو جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو میں اس وقت عرش الہٰی کے نیچے تھا۔ مجھے حکم ہوا کہ جبرئیل علیہ السلام! خلیل کے آگ میں پہنچنے سے پہلے پہلے فوراً میرے خلیل کے پاس پہنچو چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ فوراً خلیل کے پاس پہنچا۔

دوسری بار جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن اطہر پر چھری رکھ دی گئی تو مجھے حکم ہوا کہ چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچوں اور چھری کو الٹا دوں چنانچہ میں چھری چلنے سے پہلے ہی زمین پر پہنچ گیا اور چھری کو چلنے نہ دیا۔

تیسری مرتبہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنوئیں میں گرایا تو مجھے حکم الہٰی ہوا کہ میں یوسف علیہ السلام کے کنوئیں کی تہہ تک پہنچنے سے پہلے زمین پر پہنچوں اور کنوئیں سے ایک پتھر نکال کر حضرت یوسف علیہ السلام کو اس پتھر پر بآرام بٹھا دوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔

اور چوتھی مرتبہ یارسول اللہ ﷺ جب کہ کافروں نے حضور (ﷺ) کا دندان مبارک شہید کیا تو مجھے حکم الہٰی ہوا کہ میں فوراً زمین پر پہنچوں اور حضور ﷺ کے دندان مبارک کا خون زمین پر نہ گرنے دوں اور زمین پر گرنے سے پہلے ہی میں وہ خون مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لوں۔ یارسول اللہ (ﷺ)! خدا نے مجھے فرمایا تھا۔ جبرئیل! اگر میرے محبوب (ﷺ) کا یہ خون زمین پر گر گیا تو قیامت تک زمین میں سے نہ کوئی سبزی اگے گی اور نہ کوئی درخت چنانچہ میں بڑی سرعت کے ساتھ زمین پر پہنچا اور حضور نبی کریم ﷺ کے خون مبارک کو اپنے ہاتھ پر لے لیا۔

(روح البیان)

فائدہ:

انبیاء کرام علیہم السلام کی بہت بڑی بلند شان ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام بھی انکا خادم ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کروڑوں پدموں میل کا طویل سفر اللہ والے پل بھر میں طے کر لیتے ہیں۔

سائل کو مایوس کرنے کا انجام

ایک شخص کے کھانے میں بھنا ہوا مرغ تھا تو ایک سائل نے اس کے پاس کھڑے ہوکر سوال کیا لیکن اس شخص نے اس کو کچھ نہ دیا اور وہ خالی ہاتھ چلا گیا۔ وہ شخص صاحب دولت اور مال کثیر کا مالک تھا پھر اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان میں جدائی اور طلاق واقع ہوئی اور اس عورت نے دوسرے سے نکاح کیا چنانچہ شوہر دوم کھانا کھا رہا تھا اور اس کے سامنے بھنا ہوا مرغ تھا تو اس کے پاس ایک سائل نے کھڑے ہوکر سوال کیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اس سائل کو بھنا ہوا مرغ دے دو۔ اس نے مرغ کو فقیر کے حوالہ کیا اور اس کو غور سے دیکھا تو وہ فقیر اس کا پہلا شوہر تھا۔ اس نے اپنے شوہر دوم سے اس کا تذکرہ کیا کہ یہ سائل اس کا پہلا شوہر تھا اور اس عورت نے اس کے سائل کو واپس کر دینے کا قصہ بیان کیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ واللہ وہ سائل میں ہوں۔ بے شک اللہ نے اس کی نعمتیں اور اس کی بیوی مجھے بخشی کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے شکر میں کمی کی تھی۔

(نوٹ: یہاں ایک دیہاتی کا قصہ تھا جو کہ وعظ و نصیحت کیلئے موزوں نہیں تھا، اس لیے حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کر دی ہے۔)

نمونہ قدرت الٰہی

شیخ ابو عبداللہ قریشی بیان کرتے ہیں۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ظریف کی خدمت میں ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ حضرت کیا کوئی ایسا انسان اگر خود سے یہ عہد کرے کہ میں فلاں کام فلاں مقصد کے بغیر نہیں کروں گا تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

شیخ نے فرمایا کہ حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ جنہوں نے خود کو مسجد نبوی شریف کے ستون سے باندھ لیا تھا۔ ان کے واقعہ سے ثابت ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

راوی (ابو عبداللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ سننے کے بعد میں

نے اپنے دل میں یہ عہد کر لیا جب تک میں قدرت الٰہیہ کا نمونہ نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ تین دن گزر گئے میں اپنی دکان کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ ایک شخص ظاہر ہوا اس کے پاس ایک پیالہ تھا اس نے مجھے عشاء تک صبر کی ہدایت کی اور غائب ہو گیا۔ میں مغرب و عشاء کے درمیان ذکر و شغل میں تھا اتنے میں دیوار پھٹی اور اس میں سے ایک حور برآمد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں وہی پیالہ موجود تھا۔ اس نے پیالہ میں سے مجھے شہد جیسی کوئی چیز تین بار چٹائی۔ میں بے ہوش ہو گیا اور جب ہوش میں آیا تو اس چیز کی حلاوت میں ایسا کھو گیا کہ اس کے بعد مجھے کسی بہترین غذا میں بھی کوئی لذت نہ ملتی تھی اور اس کی صورت و آواز ذہن میں اس طرح سمائی کہ کسی اور کی شکل مجھے یک لخت پسند نہیں آتی تھی۔

اعلیٰ کنیز

بصرہ کی گلیوں میں کسی امیر کبیر کی باندی خدمت گاروں کی جھرمٹ میں سوار بڑے ناز و فخر سے چلی جا رہی تھی۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کی نظر پڑی۔ آپ سادہ حال رہتے تھے۔ اس سے دریافت کیا کیا تیرا مالک تجھے فروخت کرے گا۔ کنیز نے غرور سے سر جھٹک کر کہا اگر فروخت بھی کرے تو آپ جیسا مفلس مجھے کیا خرید سکے گا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تو کیا شے ہے میں تجھ سے بھی بہتر کنیز خرید سکتا ہوں۔ آپ اس کے مکان تک تشریف لے گئے۔ باندی نے اپنے آقا سے سارا قصہ ذکر کیا۔ اس نے حضرت مالک بن دینار سے دریافت کیا، کیا چاہتے ہو؟

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ: میں اس کنیز کو خریدنا چاہتا ہوں۔

امیر: کیا آپ اس کی قیمت دے سکیں گے؟

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ: میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو گٹھلیاں ہیں، ان سے زیادہ کچھ نہیں۔

امیر: (ہنستے ہوئے) آپ نے ایسا کیوں کہا؟

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ: اس کنیز میں بہت سے عیوب ہیں اور عیب دار شے کی قیمت ایسی ہی ہوتی ہے۔

امیر: ذرا وہ عیب میں بھی تو سنوں۔

حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ: عیب ہی سننا چاہتے ہو تو سنو! یہ اگر عطر وخوشبو نہ لگائے تو اس کے جسم میں بدبو ہونے لگے۔ منہ نہ دھوئے تو اس سے تعفن اٹھنے لگے۔ بالوں کی صفائی نہ کرے تو جوئیں پڑ جائیں اور ذرا عمر پا جائے تو اس پر بڑھاپا طاری ہو جائے اور دیکھنے کے لائق بھی نہ رہے۔ حیض اسے ناپاک کرتا ہے۔ پیشاب پاخانہ اس کے عیوب میں سے ہیں۔ طرح طرح کی نجاستوں سے یہ آلودہ ہوتی ہے۔ رنج وغم اور تکلیفوں سے اسے سابقہ پڑتا ہے۔ یہ تو ظاہری عیوب ہیں۔ باطنی عیوب کا حال یہ ہے کہ اس میں خودغرضی ہے۔ آج تمہارے لیے وفادار ہے کل کسی اور کیلئے ہو سکتی ہے۔ اس کی دوستی سچی نہیں، اور یہ قابل اعتبار نہیں...... اس سے کم قیمت کی ایک کنیز مجھے مل رہی ہے مگر ان تمام باتوں میں وہ اس سے بہتر ہے کافور، زعفران مشک، جوہر نور سے اس کی تخلیق ہوئی۔ کسی کھارے پانی میں آب دہن ڈال دے تو وہ آب شیریں میں تبدیل ہو جائے۔ مردے سے ہم کلام ہو تو وہ جی اٹھے۔ سورج کے آگے کلائی کھول دے تو اس کی روشنی ماند پڑ جائے۔ زیور و پوشاک سے آراستہ ہو کر دنیا میں آجائے تو سارا جہاں معطر و مزین ہو جائے۔ مشک و زعفران کے باغوں یاقوت و مرجان کی شاخوں میں اس کی پرورش ہوئی ہے۔ آب تسنیم اور طرح طرح کے آرام و آسائش سے اسے پالا گیا۔ عہد کی پختہ، دوستی میں یکتا ہے۔ تم ہی بتلاؤ ان دونوں میں خریدنے کے لائق کون سی ہے؟

امیر: اس کی قیمت کیا ہے؟

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ: اس کی قیمت تو ہر وقت ہر شخص کے پاس ہے۔ رات میں چند لمحوں کیلئے ہر شے سے بے نیاز ہو کر اخلاص نیت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو، تمہارے لیے انواع و اقسام کے کھانوں کا دسترخوان چنا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو رضائے حق کیلئے کھلاؤ۔ راستے سے گندگی اور روڑے ہٹاؤ۔ اس کی قیمت یہ

ہے کہ اپنی زندگی تنگ دستی اور فقر میں گزارو۔ فکر دنیا سے الگ رہو۔ حرص سے دور رہ کر قناعت اختیار کرو پھر اس کا ثمرہ ... تم آرام وسکون سے جنت کی راحتوں میں رہو گے اور بادشاہ کریم کے دائمی جوار سے سرفراز ہو گے۔

شیخ کی نصیحتوں کو سن کر کنیز کے آقا نے کنیز اور غلاموں کو آزاد کر کے اپنی جائیداد ان میں تقسیم کر دی اور لباس فاخرہ پھینک کر فقر کا موٹا لباس پہن لیا۔ کنیز نے یہ دیکھا تو اس نے بھی اپنے آقا کی تقلید کی اور موٹا لباس پہن کر اس کے ساتھ ہو گئی۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ان کیلئے دعائے خیر فرمائی۔ یہ دونوں دنیا سے بے نیاز ہو کر عبادت حق میں مشغول ہو گئے اور اسی حال میں خدا سے جا ملے۔

درندہ کا اطاعت کرنا

حضرت شیبانؒ کو لوگوں نے درندہ کے سامنے ڈال دیا تا کہ وہ آپ کو کھا جائے وہ درندہ آپ کو سونگھنے کے بعد دم ہلانے لگا۔ آپ سے کہا گیا جس وقت تم درندہ کے سامنے ڈالے گئے تو آپ نے کیا کہا۔ شیبان نے جواب دیا کہ میں نے کچھ نہیں کہا لیکن میں نے فقہاء کے قول میں (جو درندہ کے جھوٹے کے بارے میں ہے۔) غور کیا۔ کہا گیا کہ شیبانؒ نے سفیان ثوریؒ کے ساتھ حج کیا۔ ان کے سامنے ایک درندہ آیا (یہ دیکھ کر) سفیانؒ اس سے گھبرائے اور ڈرے تو شیبان نے درندہ کا کان پکڑا اور گوشمالی دی۔ چنانچہ اس درندہ نے ان سے عاجزی کی اور اپنی دم ہلائی۔ شیبانؒ نے فرمایا کہ باخدا اگر شہرت کا ڈر نہ ہوتا تو میں اپنی چادر اس پر رکھتا حتیٰ کہ میں مکۃ المکرمہ تک پہنچتا۔

ان پڑھ فقیہ

امام شافعیؒ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیبانؒ کے پاس سے گزرے آپ بکریاں چراتے تھے۔ تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس چرواہے سے سوال کرتا ہوں تا کہ اس کا جواب دیکھوں۔ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اس کو نہ چھیڑیے۔ امام

احمد نے کہا کہ یہ ضروری ہے چنانچہ وہ شیبانؒ کے قریب ہوئے اور ان سے کہا کہ اے شیبانؒ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ جس نے چار (۴) رکعت نماز پڑھی اور چار سجدوں میں سہو کیا۔ ایسی صورت میں نمازی کیلئے کیا لازم ہے۔ شیبانؒ نے کہا کہ تم مجھ سے میرے مذہب سے سوال کرتے ہو یا اپنے مذہب کی رو سے پوچھتے ہو۔ امام احمدؒ نے فرمایا کہ کیا وہ دونوں دو (۲) مذہب ہیں۔ شیبانؒ نے کہا کہ ہاں! امام احمدؒ نے فرمایا کہ دونوں سے جواب دو چنانچہ شیبانؒ نے فرمایا کہ تمہارے مذہب کی رو سے اس نمازی کیلئے دو (۲) رکعت لازم ہیں اور وہ سہو کی وجہ سے سجدہ سہو کرے لیکن ہمارے مذہب سے اس نمازی پر واجب ہے کہ وہ اپنے دل کو عتاب اور عذاب دے حتی کہ وہ دوبارہ سہو کی طرف نہ جائے پھر امام احمدؒ نے شیبانؒ سے فرمایا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو چالیس (۴۰) بکریوں کا مالک ہو اور اس پر سال گزر گیا ہو۔ شیبانؒ نے جواب دیا کہ تمہارے نزدیک تو اس پر ایک بکری لازم ہے لیکن ہمارے نزدیک غلام اپنے آقا کے ساتھ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) امام احمدؒ پر غشی طاری ہوگئی۔ اس کے بعد جب وہ ہوش میں آئے تو امام احمد اور امام شافعیؒ دونوں حضرات واپس آئے۔

حضرت شیبانؒ ان پڑھ تھے جب ان میں سے ان پڑھ کی یہ شان ہے تو ان کے اہل علم کا کیا حال ہوگا۔ شیبانؒ کی دعا یہ تھی:

یا ودود یا ودود یا ودود یا ذالعرش الجید یا مبدئی یا معید یا فعال لما یرید اسألک بعزک الذی لا یرام و بملک الذی لا یزول و بنور و جھک الذی ملأ ارکان عرشک و بقد رتک التی قدرت بھا علی خلقک ان تکفینی شر الظلمین اجمعین

ترجمہ: اے دوست اے محبوب اے بزرگ عرش کے مالک، اے پیدا کرنے والے، اے دوبارہ زندہ کرنے والے، اس چیز کے کرنے والے جس کا ارادہ کرتا ہے۔ میں تیری عبادت کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا قصد نہیں کیا جاتا اور تیرے اس ملک کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کو زوال نہیں ہے اور تیرے

اس منہ کے ذریعہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تیرے عرش کے ارکان کو پر کر دیا ہے اور تیری اس قدرت کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو اپنی مخلوق پر قادر ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تو تمام ظالموں کے شر سے میری کفالت فرما۔

درندوں کو کھانا کھلانا

حضرت عبداللہ قشیریؒ کے گھر میں ایک مکان تھا جس کا نام ''بیت السباع'' (یعنی درندوں کا گھر) تھا کیونکہ درندے آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ان کو کھلاتے تھے اور پانی پلاتے تھے پھر وہ درندے جنگل کی طرف چلے جاتے تھے۔

پُراسرار نوجوان

حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جمعہ پڑھنے کیلئے جامع مسجد میں گیا تو ہجوم بہت تھا اور مسجد میں کوئی جگہ باقی نہ تھی۔ میں نے جہاں جگہ پائی وہیں بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری دائیں جانب ایک خوبصورت اور نورانی چہرے والا نوجوان بیٹھا ہے اور اس نے سادہ سے صوف کے کپڑے پہن رکھے ہیں اور اس کے بدن سے بڑی اعلیٰ خوشبو آرہی ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا: اے سہل رضی اللہ عنہ! کیا حال ہے؟ میں نے کہا: الحمدللہ خیریت سے ہوں مگر میں حیران رہ گیا کہ میری اس کی کوئی جان پہچان نہیں پھر اس نے مجھے پہچان کیسے لیا اور میرا نام لے کر میرا حال کیسے پوچھا؟ خیر میں بیٹھا رہا۔ اتفاقاً مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اور بڑی شدت کے ساتھ یہ حاجت محسوس ہونے لگی حتی کہ بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ خلقت بہت تھی اور جماعت کا وقت بھی قریب تھا اس لیے باہر نکلنا بھی مشکل تھا اور بیٹھے رہنا بھی مشکل تھا۔ میں اس کشمکش میں تھا کہ وہی خوبرو جوان مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کیوں جناب آپ کو پیشاب کی حاجت ہے؟ میں نے کہا ہاں! پھر اس نے اپنی چادر اتار کر میرے منہ پر ڈال دی اور کہا لیجئے پیشاب کر کے جلد فارغ ہو جایئے کہ جماعت تیار ہے۔ میرے منہ پر اس چادر کے پڑنے سے مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی

اور میں نے اپنی آنکھ کھولی تو میں نے ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا جس کے اندر سے آواز آئی کہ اندر آ جائیے میں اندر گیا تو ایک عظیم الشان محل دیکھا جس میں ہر قسم کی سہولت میسر تھی وہاں ایک درخت نظر آیا جس کے ساتھ ہی ایک غسل خانہ بنا ہوا تھا اور ایک تولیہ بھی وہاں موجود تھا اور ایک کوزہ بھی پانی کا بھرا ہوا رکھا تھا اور مسواک بھی ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی۔ میں نے وہاں پیشاب کیا اور پھر غسل بھی اور وضو بھی کر لیا۔ اتنے میں آواز آئی کہ کیا آپ فارغ ہو گئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں تو فوراً میرے منہ پر سے چادر اتار لی گئی۔ میں نے دیکھا کہ وہی جامع مسجد ہے۔ وہی صف وہی جگہ، وہی میں اور دائیں طرف وہی خوبرو جوان بیٹھا ہے اور وہی وقت ہے اور میری اس سرگذشت سے وہاں کوئی بھی مطلع نہیں ہوا۔ میں یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہ گیا اور کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا ہوا جب اس واقعہ کی طرف دھیان کرتا تو یقین کرنا پڑتا اتنے میں جماعت کھڑی ہوئی اور نماز ادا کی گئی۔ نماز کے بعد میں اسی جوان کے ساتھ ہولیا، اس نے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا کہ اے سہل رضی اللہ عنہ! شاید تم نے جو کچھ دیکھا ہے اس پر تم کو یقین نہیں آ رہا؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے۔ میں اس کے ہمراہ چل پڑا۔ اتنے میں وہی دروازہ سامنے آ گیا جو میں دیکھ چکا تھا۔ وہ جوان اسی دروازے کے اندر داخل ہو گیا میں بھی اس کے ساتھ اندر چلا گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہی محل ہے، وہی درخت، وہی غسل خانہ اور وہی لوٹا اور مسواک وہاں موجود ہے اور وہی تولیہ ہے جو ابھی تک بھیگا ہوا تھا۔ میں نے یہ سب کچھ دیکھ کر کہا اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اس جوان نے فرمایا: اے سہل رضی اللہ عنہ!

مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ تَعَالٰی اَطَاعَہٗ کُلُّ شَیْءٍ اُطْلُبْہُ تَجِدْہٗ

ترجمہ: جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اسے تلاش کرو وہ ضرور ملے گا۔

میں یہ سن کر رونے لگا۔ اس جوان نے میرے آنسو پونچے۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو نہ وہ نوجوان نظر آیا نہ وہ مکان اور میں حیران رہ گیا اور اس روز سے اللہ کی عبادت میں اور بھی زیادہ محو ہو گیا۔

عبداللہ بن جدعان کی حکایت

عبداللہ بن جدعان اپنے ابتدائی زمانہ میں بہت ہی غریب، شریر، خون ریز اور بہت گنہگار تھا یہاں تک کہ اس کا باپ اور اس کے خاندان والے اس سے بغض و عداوت رکھتے تھے۔ اس کو انہوں نے گھر سے نکال دیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ اس کو کبھی اپنے پاس نہ آنے دیں گے وہ پریشان اور غمگین ہو کر مکہ کے گھاٹیوں میں نکلا۔ دربدر خاک چھانتا رہا اور اپنے مرنے کی دعائیں کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے پہاڑ میں ایک سوراخ دیکھا۔ وہ اس میں اس امید پر گھس گیا کہ اس میں کوئی سانپ یا اور کوئی چیز ہوگی جو اس کو ہلاک کر دیگی اور وہ زندگی سے آرام پا جائے گا چنانچہ اس نے اس سوراخ میں ایک بڑا اژدہا دیکھا جس کی دونوں آنکھیں چراغ کی طرح چمکتی تھیں۔ وہ اژدہا اس کی طرف متوجہ ہوا اور یہ اس سے بھاگ کر پیچھے ہٹا اور وہ اژدہا اس کے پیچھے چلا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ اس کی طرف پلٹا۔ اژدہا اس پر کامیاب ہو گیا۔ عبداللہ اس سے مقابلہ کرنے لگا اور اس کو مار ڈالا اور کیا دیکھتا ہے کہ وہ اژدہا چاندی کا بنا ہوا ہے۔ اس کی دونوں آنکھیں دو یاقوت ہیں۔ اس نے اس کو توڑا اور اس کی دونوں آنکھیں نکال لیں اور اس کے پیچھے ایک کوٹھری ظاہر ہوئی وہ اس میں داخل ہوا تو دیکھا کہ اس میں بہت ہی بڑے اور لمبے لمبے قد کے لوگوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ان کے سروں کے پاس چاندی کی تختی ہے جس میں ان کی تاریخ لکھی ہے۔ یہ لوگ قبیلہ جرہم کے لوگوں میں سے اور ان کے شاہوں میں سے تھے۔ اس کے بعد عبداللہ آگے بڑھا۔ تو اس نے مکان میں یاقوت، موتیوں، زبرجد اور چاندی کا بہت بڑا ڈھیر دیکھا چنانچہ اس نے اس میں سے اس قدر لیا کہ جس قدر لینے پر اس کو قدرت تھی اور اس کا دروازہ بند کر لیا اور اس پر نشان لگا دیا۔ اس نے ان جواہرات میں سے کچھ اپنے باپ کے پاس بھیجے تا کہ اس کو راضی کرے۔ اس کے بعد وہ اپنے قبیلے میں پہنچ کر ان کا سردار بنا اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا اور اس خزانہ سے نیک کام کرنے لگا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں

عبداللہ بن جدعان کے انگور کی شاخوں سے دوپہر کی گرمی میں سایہ لیتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابن جدعان رشتہ داروں سے میل جول رکھتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ عمل اس کو نفع دے گا؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: یہ عمل اس کو نفع نہیں دے گا۔ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے رب! میری خطا کو قیامت کے دن بخش دینا۔

فائدہ:

ابن جدعان کافر تھا اس نے قیامت کا اقرار نہیں کیا کیونکہ جو قیامت کا اقرار کرتا ہے وہ قیامت کے دن اپنی خطا کی مغفرت کا طالب ہوتا ہے اور منکر قیامت کو اس کا عمل نفع نہیں دیتا۔ اس کا پورا نام عبداللہ بن جدعان تھا۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عم زادہ تھا۔ یہ ابتداء میں فقیر تھا پھر اس کو خزانہ مل گیا تو یہ غنی ہوگیا۔ یہ اس خزانے کو نیکی کے کاموں میں خرچ کرتا تھا۔

(صحیح مسلم، المستدرک، صحیح ابن حبان، بحوالہ تفسیر بیان القرآن)

(از علامہ غلام رسول سعیدی جلد نمبر ۸، صفحہ ۳۴۴)

(نوٹ: یہاں سے حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

صالح شہزادہ

شہر بصرہ کے نواحی ویرانوں میں ایک نہایت حسین وجمیل، شکیل ورعنا سولہ سالہ نوجوان جس کے خدوخال سے شرافت ونجابت کا نور ٹپک رہا تھا۔ موت وحیات کی کشمکش میں پڑا ہوا ہے۔ نہ کوئی دوست ہے نہ یار، رفیق ہے نہ دم ساز، بستر ہے نہ تکیہ، گھر ہے نہ چوکھٹ، زمین کا فرش ہے اور اینٹ کا تکیہ۔

بصرہ کا ایک باشندہ ابوعامر ویرانے میں موت کی ہچکیاں لیتے ہوئے اس روشن پیشانی والے نوجوان کے قریب پہنچا تو احساس درد سے اس کے بھی آنسو نکل گئے۔ نوجوان بالکل بے سدھ پڑا ہوا تھا۔ ابوعامر کے سلام کی آواز سن کر اس نے اپنی

آنکھیں کھول دیں۔ ابو عامر نے نوجوان کا سر اپنی آغوش میں رکھ لینا چاہا مگر نوجوان نے اشارے سے روکا اور ہلکی آواز میں چند اشعار پڑھے جن کے دو شعر یہ ہیں:

یَا صَاحِبِیْ لَا تَغْتَرِرْ بِتَنَعُّمٍ فَالعُمْرُ یَنفَدُ وَ النَّعِیمُ یَزُوْلُ

وَ اِذَا حَمَلْتَ اِلَی الْقُبُورِ جَنَازَةً فَاعْلَمْ بِاَنَّکَ بَعدَهَا مَحْمُولُ

نعمت دہر پہ اے دوست نہ ہرگز اترا عمر بھی ایک دیا ہے کہ جو بجھ جائے گا

لے کے میت جو چلا گور غریباں تو آج بس اسی طرح تجھے کل کوئی لے جائیگا

نوجوان نے مزید کہا: اے ابو عامر! اب میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ میں تجھے چند وصیتیں کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ میرا انتقال ہو جائے تو مجھے میرے انہیں کپڑوں میں دفنا دینا۔

ابو عامر: ایسا کیوں؟ کیا تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں نیا کفن بھی نہیں دے سکتا۔

نوجوان: نئے کپڑوں کی ضرورت مردوں کے بلحاظ زندوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ مجھے تو بس میرے انہی کپڑوں میں لپیٹ کر سپرد خاک کرنا جب پوری زندگی انہی کپڑوں میں گزار دی تو اب نئے کپڑوں کی حاجت بھی کیا؟

ابو عامر: اگر تم نے مجھے نئے کپڑوں کا کفن دے بھی دیا تو آخر ان کپڑوں کو بھی خاک ہی ہونا ہے۔ ہاں باقی رہنے والی چیز عمل صالح ہے اور یہ لو میری زنبیل اور تہبند گورکن کو دے دینا اور یہ مصحف شریف اور انگشتری میں تمہارے حوالے کرتا ہوں۔ یہ امیر المومنین ہارون رشید کی خدمت میں پہنچا دینا۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ یہ امانتیں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے پہنچانی ہیں۔ امیر المومنین کی خدمت میں یہ امانتیں پہنچانے کے بعد مجھ مسکین و عاجز کی جانب سے عرض کر دینا کہ امیر المومنین! کہیں اسی عالم غفلت میں وقت اخیر نہ آن پہنچے۔

یہی سب باتیں کرتے کرتے نوجوان نے آنکھیں بند کر لیں اور کچھ دیر کے بعد نہایت سکون اور طمانیت سے جان شریں جان آفرین کے سپرد کر دی۔

نوجوان کی وصیت کے مطابق ابو عامر نے اس کی تجہیز و تکفین کی...... روشن و

تابناک پیشانی والے اس شکیل و صالح نوجوان کی سپرد و لحد کرتے وقت ابوعامر کو اس نوجوان کی چند ملاقاتیں یاد آ رہی تھیں جن کو بار بار سوچ کر ابوعامر کی پلکیں آنسوؤں سے بھیگ جاتیں۔ وہ تو بصرہ کے بازار میں اپنے مکان کی ٹوٹی ہوئی دیوار کی مرمت کرانے کیلئے مستری اور مزدور کی تلاش کرنے گیا تھا۔ مزدوروں میں سے اسے یہ جوان ملا تھا۔ ابوعامر کا دل خود بخود اس کی جانب کھینچتا چلا گیا اور اس نے پوچھا کیا تم کام کرو گے؟ نوجوان نے اثبات میں سر ہلایا اور کہا کام ہی کرنے کیلئے تو پیدا ہوا ہوں لیکن تم کیا کام لینا چاہتے ہو؟

ابوعامر: مکان کی تعمیر کا کام۔

نوجوان: کام تو میں کروں گا مگر ایک شرط ہے۔ شرط یہ کہ مزدوری ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت کام نہیں کروں گا۔ نماز ادا کروں گا۔ ابوعامر راضی ہو گیا اور چلنے کو کہا۔ نوجوان نے اپنی زنبیل اٹھائی۔ مصحف گلے سے لگایا اور چل پڑا۔ ابو عامر نے گھر آ کر نوجوان کو کام کی نوعیت سمجھائی۔ اینٹ گارے اور سامان دکھا دیئے اور خود اپنی ضرورت سے چلا گیا۔ مغرب کے وقت لوٹا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس اکیلے لڑکے نے دس آدمیوں کا کام کر ڈالا ہے۔ ابوعامر خوش ہو گیا اور اس نے اسے دو درہم مزدوری پیش کی مگر اس نے قبول نہیں کیے اور کہا میں نے ایک درہم اور ایک دانگ پر بات طے کی تھی اس سے زیادہ نہیں لوں گا اور بالا آخر اتنا ہی لے کر چلا گیا۔

ابوعامر دوسرے روز پھر اس کی تلاش میں بازار پہنچا مگر اسے وہاں نوجوان نہیں ملا۔ دوسرے مزدوروں سے اس کی تفتیش کرنے پر پتہ چلا کہ وہ لڑکا صرف شنبہ کے دن کام کرتا ہے۔

ابوعامر نے نہ جانے کیا سوچ کر اپنا کام بند کر دیا اور شنبہ کے دن کا انتظار کرنے لگا۔ دوسرے شنبہ کو بازار پہنچا تو نوجوان کو اسی جگہ پایا اور وہ اسی روز کی طرح شرط کر کے پھر کام پر آیا۔ ابوعامر حیران تھا کہ اس نے گزشتہ ہفتہ ایک ہی دن میں اتنا زیادہ کام اکیلے کیسے کر لیا تھا چنانچہ لڑکے کو کام پر لگا کر ابوعامر ایک خفیہ جگہ بیٹھ گیا۔

ابوعامر نے دیکھا کہ نوجوان گارا اٹھا کر بچھاتا اس کے بعد اینٹ پتھر خود بخود اٹھ کر ایک دوسرے سے لگتے جا رہے تھے...... ابوعامر سمجھ گیا کہ یہ خدا رسیدہ نوجوان ہے

اور اس کے سر پر تائید غیبی کا سایہ ہے۔ شام ہوئی تو ابو عامر نے تین درہم مزدوری دینی چاہی مگر پھر نوجوان نے ایک درہم اور ایک دانگ قبول کیے اور چلا گیا۔ اور آج جبکہ ابو عامر تیسرے ہفتہ نوجوان کی تلاش میں بازار گیا تو مزدوروں نے نوجوان کی سخت علالت اور ویرانہ میں اس کی موجودگی کا حال بتایا جسے سن کر ابو عامر وہاں پہنچا جس کے بعد اب اس کے مرقد کی بالیں پر کھڑا تاسف سے آنسو بہا رہا ہے...... ابو عامر کو نوجوان کا چہرہ اس کے عادات واطوار بار بار یاد آرہے تھے۔

بغداد عروس البلاد کی شاہراہوں پر قصر الرشید کے سامنے لشکر اسلامی کے ایک ہزار سواروں کا رسالہ گزر رہا ہے۔ عام لوگوں نے دور یہ کھڑے ہوکر رسالہ کو گزرنے کا راستہ دے رکھا ہے۔ اس کے پیچھے بھی ایسے ہی فوج کا دوسرا دستہ آرہا ہے۔ اس میں بھی ہزار سوار ہیں۔ اسی طرح نو فوجی رسالوں کے بعد فوج کا دسواں دستہ رونما ہوا۔ لوگ جوش وخروش سے نعرے لگا رہے ہیں۔ سلام وتحیہ پیش کر رہے ہیں۔ دسویں رسالہ کی جلو میں امیر المومنین ہارون رشید کی سواری نظر آئی۔ دیکھنے والوں میں جوش وخروش اور بڑھ گیا اور لوگ سلام وتحیہ گزارنے لگے۔ زائرین وناظرین کی اسی بھیڑ میں بصرہ کا باشندہ ابو عامر بھی تھا جو امیر المومنین کے پاس اس نوجوان کی امانت پہنچانے آیا ہوا تھا۔ بھیڑ اور ازدحام اتنا تھا کہ ابو عامر کا امیر المومنین تک پہنچنا دشوار تھا۔ کھوئے سے کھوا چل رہا تھا۔ ابو عامر سخت اضطراب میں تھا کہ میں کسی طرح امیر المومنین تک رسائی حاصل کروں۔ انسانوں کے امنڈتے ہوئے سیلاب میں ابو عامر گویا ایک تنکے کی مانند بہہ رہا تھا۔ بغداد کی شاہراہوں پر امیر المومنین کا جلوس دیکھنے کیلئے لوگ امنڈ کر آگئے تھے۔ امیر المومنین کی سواری جب ابو عامر کے قریب سے گزرنے لگی تو اس نے پوری قوت سے چیخنا شروع کیا۔ اے امیر المومنین! آپ کو قرابت رسول کا واسطہ ذرا توقف تو فرمائیں۔

امیر المومنین ہارون شید کے کانوں تک ابو عامر کی چیخ و پکار پہنچی تو انہوں نے سواری روک لی۔ اور ابو عامر کو قریب آنے کا موقع دیا۔ ابو عامر نے امیر المومنین کو مصحف اور انگشتری سپرد کی اور کچھ کہنا چاہا مگر امیر المومنین نے ابو عامر کو اپنے دربان کی نگرانی

میں دیتے ہوئے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اس وقت امیر المومنین کی آنکھیں نمناک ہو گئی تھیں۔ جلوس سے واپسی کے بعد دربان نے ابو عامر کو خلیفہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ ہارون رشید ابو عامر کو لے کر خلوت میں گئے۔ دروازے بند کرا دیئے۔ دربان نے ابو عامر کو سمجھا دیا تھا کہ امیر المومنین غمگین اور اداس ہیں لہٰذا جہاں تک ممکن ہو کم باتیں کرنا۔

امیر المومنین: ابو عامر! آؤ میرے قریب بیٹھو، بتاؤ کیا تم میرے لڑکے کو جانتے تھے؟

ابو عامر: حضور! وہ آپ کے شہزادے تھے، یہ کسی کو کیا معلوم؟

امیر المومنین: بتاؤ وہ کیا کام کرتا تھا؟

ابو عامر: گارے مٹی کا۔

امیر المومنین: کیا تم نے بھی اس سے محنت مزدوری کروائی؟

ابو عامر: جی حضور۔

امیر المومنین: اے ابو عامر! میرے جگر گوشہ سے تمہیں ایسا کام اور ایسی خدمت لیتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ کم از کم تم نے قرابت رسول کا تو کچھ پاس و لحاظ کیا ہوتا۔

ابو عامر: امیر المومنین! مجھے معاف فرمائیں میں بالکل واقف نہیں تھا البتہ وقت وصال مجھے اس بات کا پتہ چلا کہ وہ آپ کے نور چشم اور پارہ جگر ہیں۔

امیر المومنین: کیا تو نے میرے لال کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔

ابو عامر: جی ہاں! میں نے اپنے انہی ہاتھوں سے آپ کے نور نظر کو غسل و کفن دے کر سپرد لحد کیا ہے۔

امیر المومنین: لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دو۔ (یہ کہہ کر ہارون رشید نے ابو عامر کے ہاتھوں کو تھام لیا اور اپنے سینہ پر رکھ کر زار و قطار رونے لگے اور کہا تو نے اس میرے فرزند دل بند کو کس طرح مٹی کے اندر دبایا۔ اس پر کس دن سے خاک ڈالی۔ اپنے فرزند صالح کے غم میں امیر المومنین نے رو رو کر اپنے دامن عبا کو تر کر لیا۔)

حضرت شیخ یافعی یمنیؒ فرماتے ہیں کہ امور خلافت میں مشغولیت سے پہلے ہارون رشید کے گھر اس فرزند کی ولادت ہوئی تھی۔ اسے زاہدوں، درویشوں کی صحبت بہت

پسند تھی۔ قرآن مجید اور دیگر ضروری علوم کی تعلیم کے بعد اس کے دل سے دنیا کی محبت جاتی رہی۔ ماں کا نہایت خدمت گزار تھا۔ اس پر آخرت کا خوف طاری تھا۔ اس کا یہ حال تھا کہ قبرستان میں چلا جاتا اور مردوں سے مخاطب ہوتا اور کہتا تم ہم سے پہلے موجود تھے اور دنیا کے مالک تھے اور اب تم قبروں میں محصور ہو۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تم لوگوں سے کیا کہا کرتے تھے اور لوگ تمہیں کیا جواب دیا کرتے تھے اور حسرت ویاس کی باتیں کہہ کر پھوٹ کر رویا کرتا تھا۔

حضرت ہارون رشید جب مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ دنیا کے مال ومتاع میں سے کچھ بھی اپنے ساتھ نہیں لیا۔ ہارون رشید نے ایک انگوٹھی اس کی ماں کے توسط سے اسے دی جسے محض ماں کی محبت اور اطاعت میں اس نے اپنے پاس رکھ لیا۔ اس کا یاقوت بڑا ہی قیمتی تھا مگر اسے فروخت کر کے اپنے مصرف میں نہیں لگایا اور دمِ نزع ہارون کو دینے کیلئے ابو عامر کے حوالہ کیا۔

ایک دن کی بات ہے ہارون رشید اپنے دربار میں امراء مصاحبین کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یہ شہزادہ جسم پر پرانا کمبل اوڑھے ہوئے دربار میں آیا۔ حاضرین دربار نے دیکھا تو ان میں سے بعض کہنے لگے اس سے تو خلیفہ کی رسوائی ہوتی ہے۔ خلیفہ کو اس کے ساتھ سختی کرنی چاہیے تا کہ اپنی یہ حالت بدل دے اور خلیفہ کی رسوائی کا سبب نہ بنے۔ امیر المومنین نے مصاحبین کی ناگواری محسوس کر کے بیٹے سے کہا:

بیٹا: تو نے مجھے رسوا کر ڈالا۔

شہزادے نے خلیفہ کی طرف دیکھا اور جواب میں ایک لفظ نہیں بولا البتہ دریا کے عین سامنے قصر کے کنگورے پر ایک پرندا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کو اشارہ کر کے کہا:

''اے پرندے: تجھے تیرے خالق و مالک کی قسم آ اور میرے ہاتھ پر بیٹھ، وہ پرندہ یہ سن کر محل سے اتر کر شہزادے کے ہاتھ پر آ بیٹھا۔ پھر کچھ دیر کے بعد شہزادے نے اسے اپنی جگہ پر چلے جانے کا حکم دیا تو وہ اڑ کر چلا گیا اور کہا تجھے تیرے پیدا کرنے والے کی قسم! امیر المومنین کے ہاتھ پر نہ آنا۔''

ابا جان! اب میں جا رہا ہوں، آپ کو رسوا کرنے نہیں آؤں گا۔

امیر المومنین ابو عامر کے ہمراہ بصرہ کے اس ویرانے میں آئے جہاں ان کا سولہ سالہ نوجوان شہزادہ آسودہ خاک تھا۔ قبر کو دیکھتے ہی بے ہوش کر گر پڑے اور ہوش میں آئے تو حسرت وغم کے اشعار زبان پر جاری تھے۔ اسی شب کی بات ہے ابو عامر اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر سوئے تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور کا قبہ ہے جس کے اوپر نورانی ابر چھایا ہوا ہے۔ ناگاہ وہ چادر ابر شق ہوئی اور اس میں سے وہی شہزادہ یہ کہتا ہوا برآمد ہوا:

اے ابو عامر! رب تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم نے واقعی میری نصیحت کو نہایت خوبی سے پورا کیا۔ ابو عامر نے پوچھا صاحبزادے! آپ پر کیا گزری اور آپ کا مقام کہاں ہے؟ جواب دیا: اپنے رحیم و کریم پروردگار کے قرب میں ہوں اور وہ مجھ سے راضی ہے، کچھ بھی ناراض نہیں اور اس نے مجھے ایسی ایسی نعمتیں عطا کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی وہم وگمان میں آئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ قسم فرمایا ہے کہ جو بندہ دنیا کی نجاستوں سے تیری طرح نکل آئے گا تو اس کو ایسی ہی نعمتیں دوں گا۔ جیسی تجھے دی ہیں۔

زمین کی کنکریاں جواہرات بن گئیں

یعقوب بن لیث امیر خراسان ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ اطباء اس سے مجبور ہو گئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک شخص نیک لوگوں میں سے ہے اور اس کا نام سہل بن عبداللہ ہے اگر آپ اس کو طلب کریں شاید وہ آپ کے لیے دعا کرے۔ امیر نے فرمایا: میرے پاس لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا تو امیر نے اس سے کہا کہ میرے لیے اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اس بیماری سے شفا دے۔ اس شخص نے کہا کہ میں تمہارے لیے کیوں دعا کروں حالانکہ تم ظلم پر قائم ہو۔ یہ سن کر امیر یعقوب نے ظلم سے توبہ کی اور آئندہ کسی پر ظلم نہ کرنے کا عہد کیا اور رعیت میں نیک جوئی کا اقرار کیا۔ قیدیوں کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد سہلؒ نے کہا کہ اے معبود جس طرح تو نے اس کو گناہ کی ذلت دکھائی۔ اسی طرح اس کو بندگی کی عزت دکھا اور جو بیماری اس کو تکلیف دے رہی ہے اس کو اس سے شفا عطا فرما تو امیر اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔ گویا پاؤں سے رسی کھل گئی پھر امیر یعقوب نے بہت سا مال سہلؒ کو پیش کیا تا کہ وہ اس کو قبول کریں لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور اپنے شہر کی طرف واپس چلے گئے۔ اثنا راہ میں کسی نے آپ سے کہا کہ اگر آپ مال قبول کر لیتے اور فقراء پر اس کو تقسیم کر دیتے تو بہتر ہوتا۔ حضرت سہلؒ نے زمین کی طرف دیکھا تو زمین کی کنکریاں جواہرات ہو گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں سے کہا کہ جو چاہو لے لو اور فرمایا کہ جس شخص کو یہ کمال عطا کیا گیا ہو وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج ہوگا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم کو معذور رکھیے اور معاف کیجئے۔

شراب شہد اور گھی میں تبدیل

شیخ عیسیٰ ہتان ایک زانیہ عورت سے ملے اور اس سے فرمایا کہ آج رات میں تیرے پاس آؤں گا۔ وہ یہ سن کر نہایت خوش ہوئی اور اپنا بناؤ سنگار کیا چنانچہ عشاء کے بعد وہ بزرگ اس کے پاس آئے اور اس کے گھر میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر وہ نکل کر چلے گئے۔ اس فاحشہ نے کہا کہ آپ یہاں سے باہر کیوں جا رہے ہیں۔ اس کے جواب میں شیخ نے اس سے فرمایا کہ اللہ کے فضل و کرم سے میرا مقصود حاصل ہو گیا تو یہ سنتے ہی اس پر ایسا اثر ہوا اور وہ پریشان ہو گئی چنانچہ وہ شیخ کے پیچھے لگ گئی، ان کے ہاتھوں پر توبہ کی۔ اس کے بعد شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ حلواء کا ولیمہ کرو اور اس کیلئے سالن نہ خریدو چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ خبر اس امیر کو پہنچی جو اس عورت کا آشنا تھا چنانچہ اس امیر نے رزق کے طور پر دو بوتلیں شراب کی شیخ کے پاس بھیجیں اور قاصد سے کہا کہ شیخ سے کہو کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی اطلاع ہمیں مل چکی ہے اور ہم خوش ہوئے اور یہ سالن لو اور اس کا سالن بناؤ۔ شیخ نے قاصد سے فرمایا کہ ہمارے پاس آنے میں تو نے دیر کر دی ہے اور ان دونوں بوتلوں میں سے

ایک کو لیا اور اس کو ہلایا تو اس سے شہد نکلا پھر دوسری بوتل لی اس کو ہلایا تو اس سے گھی نکلا۔ قاصد سے فرمایا کہ بیٹھو اور ہمارے ساتھ کھاؤ چنانچہ وہ بیٹھا اور ایسا سالن کھایا کہ اس نے ویسا سالن نہ دیکھا تھا۔ پھر واپس آ کر امیر کو اس کی اطلاع دی، اس کے بعد وہ امیر حاضر ہوا تا کہ وہ بھی دیکھے کہ واقعی شراب شہد اور گھی بن چکی ہے جب اس نے اس میں سے کھایا تو تعجب کیا اس نے شیخ سے معذرت کی اور ان کے ہاتھوں پر توبہ کی۔ شیخ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے امیر کی توبہ قبول ہوئی۔

ابن زیاد کے سامنے کلمہ حق

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں قیس بن خرشہ ایلچی بن کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ سے اس پر بیعت کروں گا جو آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اور نیز اس پر کہ میں حق ہی بات کہوں گا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عنقریب تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جو تم کو ایک ایسی سلطنت کے ساتھ آزمائے گا کہ تم کو اس میں حق کہنے کی قدرت نہ ہوگی۔ یہ سن کر حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! جس چیز پر میں بیعت کروں گا اس کو ضرور پورا کروں گا۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تم کو کوئی شخص ضرر نہیں پہنچا سکتا چنانچہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ زیاد اور اس کے بیٹے عبید اللہ کو اس وجہ سے برا کہتے تھے کہ یہ لوگ شرع کی مخالفت کرتے تھے اور ظلم وستم کے مرتکب تھے۔

(اور عبید اللہ ابن زیاد یہ وہی شخص ہے جو یزید کی طرف سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر مامور ہوا تھا۔)

عبید اللہ ابن زیاد کو بھی یہ خبر نہ پہنچی چنانچہ اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ کے پیچھے آدمی بھیجا اور اس نے ان کو ابن زیاد کے سامنے حاضر کیا اور اس نے حضرت قیس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ہی وہ شخص ہو کہ اللہ اور اس کے رسول پر بہتان لگاتے ہو۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں لیکن اگر تو چاہے تو میں تجھے بتاؤں جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر

بہتان لگاتا ہے۔ ابن زیاد نے کہا کہ مجھے بتا وہ کون ہے؟ تو حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے کتاب اللہ اور سنت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر عمل کو ترک کیا۔ ابن زیاد نے کہا کہ وہ کون ہے؟ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ تم ہو اور تمہارا باپ اور جس نے تم دونوں کو لوگوں پر امیر مقرر کیا ہے یعنی یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ۔ اس کے بعد ابن زیاد نے کہا کہ تم ہی یہ گمان کرتے ہو کہ تم کو کوئی شخص ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں۔ ابن زیاد نے کہا کہ آج تم کو معلوم ہو جائے گا کہ بے شک تم جھوٹے ہو۔ اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ جلاد کو لاؤ چنانچہ لوگ گئے تا کہ جلاد کو لائیں۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بخدا تو مجھ کو کسی طرح تکلیف نہیں پہنچا سکتا ہے۔ یہ کہہ کر اس کے سامنے حضرت قیس رضی اللہ عنہ زمین کی طرف جھکے تو لوگوں نے ان کو بلایا تو دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا۔

تورات میں جنگ صفین کا بیان

ایک مرتبہ حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سفر کیا جب مقام صفین تک پہنچے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر تھوڑی دیر غور کرنے لگے پھر انہوں نے فرمایا کہ لآ الٰہ الا اللہ یقیناً زمین کے اس مقام اور ٹکڑے میں مسلمانوں کے خون اس قدر بہائے جائیں گے کہ زمین کے کسی حصہ میں اس قدر خون نہ بہایا جائے گا۔ (یہ سن کر) حضرت قیس رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اے ابا اسحٰق آپ کو یہ کس نے بتایا اور یہ تو امر غیب کی وہ بات ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بالشت برابر زمین بھی ایسی نہیں ہے کہ اس کو تورات میں جو حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی نہ لکھا ہو کہ یوم قیامت تک اس حصہ میں یہ واقعہ ہوگا۔ یعنی ہر وہ واقعہ جو قیامت تک ہوگا، اس کے وقوع کا مقام تورات میں لکھا ہوا ہے۔

دین حق کی تلاش

زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ (یہ زید حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے) سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دین ابراہیم کے طالب تھے اور یہ نہ تو بتوں کیلئے جانور ذبح کرتے تھے اور نہ مردار اور خون کھاتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ ورقہ بن نوفل کے ہمراہ دین ابراہیمی کی تلاش کرتے ہوئے گھر سے نکلے۔ تو یہود نے دونوں پر اپنا دین پیش کیا چنانچہ ورقہ بن نوفل یہودی ہو گئے اور زید نہیں ہوئے پھر دونوں نصاریٰ سے ملے۔ نصاریٰ نے ان دونوں پر اپنا دین پیش کیا تو ورقہ نصرانی ہو گئے اور زید نہ ہوئے اور زید نے کہا کہ یہ سب دین تو ہماری قوم کے دین ایسے ہیں جو شرک کرتی ہے پھر زید ایک راہب (عابد تارک الدنیا) کے پاس گئے تو راہب نے ان سے کہا کہ تم ایسا دین تلاش کرتے ہو جو فی الحال روئے زمین پر نہیں ہے۔ زید نے کہا کہ وہ کون سا دین ہے؟ راہب نے کہا کہ وہ دین ابراہیمی علیہ السلام ہے۔ زید نے کہا کہ دین ابراہیمی کیا تھا؟ راہب نے جواب دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ بناؤ اور کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو چنانچہ زید اسی طریقہ پر رہے حتیٰ کہ وہ مر گئے۔

مروی ہے کہ زید بعثت کے پہلے ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ ابوسفیان کے ساتھ تشریف فرما تھے اور ابوسفیان دسترخوان پر کھانا کھا رہا تھا۔ ابوسفیان نے زید کو کھانے پر بلایا تو انہوں نے کہا کہ اے بھتیجے جو جانور بتوں کے نام پر ذبح کیا جاتا ہے میں اس کو نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث کیا۔

روایت کیا گیا ہے کہ سعید بن زید رضی اللہ عنہ مذکور (اور سعید رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ رضی اللہ عنہم مہاجرین اولین میں سے ہیں جن کو جنت کی بشارت دی جا چکی ہے۔) نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خبر آپ کو پہنچ چکی ہے جس پر میرے باپ تھے تو کیا آپ ان کیلئے استغفار فرمائیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے استغفار کیا اور فرمایا کہ وہ قیامت کے دن ایک امت ہو کر اٹھائے جائیں گے۔

آگ سے نجات کا پروانہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بڑا سخت قحط پڑا۔ عرب سے ایک جماعت بطور قاصد کے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس جماعت نے ایک شخص کا انتخاب کیا جو خلیفہ سے بات چیت کرے گا چنانچہ اس شخص نے خلیفہ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین! ہم ایک ضرورت سے آپ کے پاس آئے ہیں کیونکہ غلہ وغیرہ کے نہ ہونے کی وجہ سے ہماری کھالیں ہمارے جسموں پر خشک ہوگئی ہیں اور بیت المال (سرکاری خزانہ) میں ہماری راحت ہے اور یہ مال تین قسم سے خالی نہیں ہے۔ یا یہ اللہ کا مال ہے یا آپ کا مال ہے۔ یا بندگان خدا کا مال ہے۔ اگر اللہ کا مال ہے تو اللہ اس مال سے بے نیاز ہے اور اگر آپ کا مال ہے تو آپ اس سے ہم پر صدقہ کریں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرماتا ہے اور اگر یہ مال بندگان خدا کا ہے تو اس میں سے ان کا حق ان کو دیجئے۔ اس کا یہ کلام سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ پھر خلیفہ نے فرمایا کہ اے شخص! واقعہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے ذکر کیا ہے اور آپ نے بیت المال سے ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا حکم دیا جب ان لوگوں نے وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس خطیب شخص سے فرمایا کہ اے شریف مرد جس طرح تو نے بندگان خدا کی ضرورتوں کو ہم تک پہنچایا اور ہم کو ان کا کلام سنایا ہے اسی طرح میرا کلام اور میری حاجت اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے تو اس بدو نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف کیا اور کہا کہ اے میرے معبود! اپنی عزت و جلال کے واسطہ سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہی کر جو انہوں نے تیرے بندوں کے ساتھ کیا ہے۔ اس نے اپنا کلام ختم نہ کیا تھا کہ آسمان سے باران رحمت کا نزول ہوا اور ایک بڑا اولہ مٹکے پر گرا اور وہ ٹوٹ گیا تو اس سے ایک کاغذ نکلا جس پر لکھا ہوا تھا:

ھذا براء ۃ من اللہ العزیز الی عمر بن عبد العزیز من النار

ترجمہ: اللہ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کیلئے آگ سے نجات کا پروانہ ہے۔

نیت کا اثر

نوشیرواں عادل بادشاہ شکار کیلئے نکلا اور شکار کے پیچھے اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ راستہ میں جب اسے پیاس لگی تو اس نے ایک زمین دیکھی یہ دیکھ کر وہ ایک شخص کے گھر کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا اور اس سے پانی طلب کیا تا کہ وہ پئے۔ اس کی آواز سن کر ایک لڑکی گھر سے نکلی جب لڑکی نے بادشاہ کو دیکھا تو وہ تیزی کے ساتھ گھر میں واپس گئی اور ایک گنا کوٹا اور اس کے رس کو پانی میں ملایا۔ ایک پیالہ میں بھر کر اس کو لے کر بادشاہ کے پاس لائی۔ بادشاہ نے پیالہ کی طرف دیکھا تو اس میں مٹی اور تنکا تھا تو نوشیرواں نے اس سے تھوڑا تھوڑا کر کے پیا۔ یہاں تک کہ سب پی گیا پھر فرمایا کہ کیا اچھا پانی تھا اگر اس میں تنکا نہ ہوتا۔ (یہ سن کر) لڑکی نے اس سے کہا کہ میں نے بالقصد اس میں تنکہ ڈال دیا تھا۔ بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ تو نے یہ کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو سخت پیاسا دیکھا۔ اس لیے میں ڈر گئی کہ اگر آپ اس کو ایک ہی مرتبہ میں پی جائیں گے تو وہ آپ کو تکلیف دے گا تو نوشیرواں نے لڑکی کی ذہانت پر تعجب کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس سے کہا کہ تو نے اس میں کتنے گنے نچوڑے تھے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ میں نے اس میں ایک گنا نچوڑا تھا۔ بادشاہ نے اس سے بھی تعجب کیا۔ اس کے بعد جب وہ اپنے مقام میں پہنچا تو اس نے اس مقام کا کاغذ طلب کیا اور اس زمین کا خراج کم دیکھ کر اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ اس زمین کے لگان میں زیادتی کرے پھر ایک مدت کے بعد نوشیرواں اکیلا اس زمین کی طرف پلٹا اور اسی پہلے دروازہ پر کھڑا ہوا اور پینے کے لیے پانی طلب کیا چنانچہ وہی لڑکی آئی اور اس کو دیکھا اور پہچانا اور تیزی سے لوٹ گئی تا کہ اس کیلئے پانی لائے لیکن لڑکی نے واپسی میں دیر کی۔ آخر جب وہ پانی لے کر آئی تو بادشاہ نے متعجب ہو کر اس سے کہا کہ تو نے دیر کیوں لگائی؟ لڑکی نے کہا کہ ایک گنے سے آپ کی حاجت بقدر رس نہیں نکلا بلکہ تین گنوں سے نکلا ہے۔ بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ اس کا کیا سبب ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ

ہے کہ ہمارے حاکم اور بادشاہ کی نیت بدل گئی ہے۔ بے شک میں نے سنا ہے کہ جب بادشاہ کی نیت کسی قوم پر بدل جاتی ہے تو ان سے برکتیں جاتی رہتی ہیں اور ان کی بھلائیاں کم ہو جاتی ہیں۔ یہ سن کر نوشیرواں ہنسا اور اس کے دل میں خراج کی زیادتی کا جو خیال آیا تھا اس کو دور کیا پھر اس نے اس لڑکی سے نکاح کیا کیونکہ بادشاہ کو اس کی ذہانت پر تعجب تھا اور اس کا یہ فصیح کلام اس کو پسند آیا تھا۔

رشوت کا وبال

بادشاہ گشتاسپ کا ایک وزیر تھا اور اس کا نام راست رو تھا اور اس نام کی وجہ سے بادشاہ اس کو پرہیزگار اور نیک صالح خیال کرتا تھا وہ وزیر کی برائی کے بارے میں کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور حقیقت میں وزیر میں صلاحیت نہ تھی۔ ایک دن وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ رعیت ہمارے انصاف کی زیادتی اور ہماری تادیب کی کمی کی وجہ سے نافرمان ہوگئی ہے اور حد سے تجاوز کر گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ جب بادشاہ انصاف کرتا ہے تو رعیت ظلم کرتی ہے اور اب بلاشبہ ان سے فساد کی بو منتشر اور پھیل گئی ہے اور ان کو ادب اور جھڑکی دینا اور سرکشوں اور ظالموں کو دور کرنا اور بدکاروں و مفسدوں کو نکال دینا اور بدمعاشوں کو سزا دینا مجھ پر لازم ہے پھر تو یہ حالت ہوئی کہ جس کو بادشاہ سزا دینے کیلئے گرفتار کرتا تھا وہ اس وزیر کو رشوت دیتا تھا تو وزیر اس کو چھوڑ دیتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رعیت کمزور ہوگئی اور حالات ان پر تنگ ہو گئے اور خزانے خالی ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ کو وزیر کی غداری ظاہر ہوئی تو اس نے اپنے خزانے بغور دیکھے تو ان میں کوئی چیز نہ پائی جس سے اپنے لشکر کی ضرورتوں کو پورا کرے تو بادشاہ اپنے دل کی مشغولی کی وجہ سے ایک دن سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا چنانچہ اس نے دور سے ایک خیمہ دیکھا جب اس کے اندر گیا تو اس نے بکریوں کو سوتے ہوئے دیکھا اور ایک کتا پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھا۔ پھر اس خیمہ سے ایک نوجوان نکلا اور اس نے بادشاہ کو سلام کیا اور اترنے کی درخواست کر کے بادشاہ کی تعظیم اور عزت کی اور جو کچھ حاضر تھا بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ بادشاہ نے اس سے

کہا کہ میں تمہارا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ مجھے اس کتے کے بارے میں نہ بتاؤ گے۔ یہ سن کر اس نوجوان نے کہا کہ یہ کتا میری بکریوں پر امین تھا تو اس نے بھیڑیے کی مادہ سے دوستی کی اور اس کے ساتھ سونے اور اٹھنے لگا اور وہ مادہ ہر روز آنے لگی اور بکریوں سے ایک بکری چرانے لگی اور میں اس کو نہ جانتا تھا۔ جب میں نے بکریوں میں غور کیا تو یہ دیکھا کہ ہر روز ایک بکری کم ہوتی جا رہی ہیں پھر میں نے مادہ گرگ کو دیکھا کہ اس نے بکری لی اور کتا اس سے خاموش رہا۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ بلاشبہ کتے نے خیانت کی اور بکریوں کے ضائع ہونے کا یہی سبب ہے تو میں نے کتے کو پھانسی دے دی جب بادشاہ نے اس سے یہ سنا تو اپنے دل میں غور کیا کہ ہماری رعایا ہماری بکریاں ہیں لہٰذا ہم پر واجب ہے کہ ہم رعایا سے دریافت کریں تا کہ مجھے ان کی پوری حقیقت حال معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد بادشاہ اپنے محل میں واپس آیا اور غور وفکر کرنے لگا تو اس کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خرابی وزیر کی برائی کی وجہ سے ہے چنانچہ اس نے ایک مثال بیان کی اور کہا کہ جس نے فسادیوں کے نام سے دھوکہ کھایا وہ بغیر زاد اور توشہ کے واپس آیا اور جس نے زاد اور توشہ میں خیانت کی وہ بغیر روح کے پلٹا پھر اس نے وزیر کو پھانسی دینے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم

ظالم کی موت

بادشاہ سکندر نے دارا کے پاس ایک قاصد بھیجا جب ایلچی واپس آیا اور اس نے دارا کا جواب ذکر کیا تو سکندر نے جواب کے ایک کلمہ میں شک کیا تو قاصد نے کہا کہ میں نے اس لفظ کو اپنے کانوں سے سنا تھا چنانچہ سکندر نے بجنسہ وہ جواب لکھا اور اس کو دارا کے پاس بھیجا جب دارا نے اس خط کو پڑھا تو چاقو طلب کیا اور خط سے اس کلمہ کو کاٹ دیا اور وہ خط ایلچی کو واپس کر دیا اور سکندر کو لکھا کہ بلاشبہ بادشاہ کی اچھی نیت اور اس کی صحت طبع اور اس کی قوت کی بنیاد دلالت کرتی ہے کہ وہ قاصد امین کی گفتگو کی صحت اور اس کی سچائی سے واقف ہے اور اس وقت میں نے وہ کلمہ کاٹ دیا۔ اس لیے

کہ وہ میرے کلام سے نہ تھا اور میں نے تیرے قاصد کی زبان کاٹنے پر کوئی راہ نہیں پائی۔ اس کے بعد سکندر نے قاصد کو بلایا اور اس سے کہا کہ تم کو اس پر کس چیز نے ابھارا کہ تم نے اس کلمہ کو بادشاہ پر تھوپا۔ قاصد نے اس کو جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دارا نے میرے حق میں کمی کی اور مجھے ناخوش کیا تو بادشاہ نے اس سے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے اور تو ہلاک ہو گیا میں نے تجھ کو اپنی صلاح کیلئے بھیجا تھا یا تیری ذات کی صلاح کیلئے تجھے بھیجا تھا۔ اس کے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی زبان اس کی گدی سے نکال لی جائے اور وہ کاٹ لی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

مورخین کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے بادشاہوں کے حالات بدلے اور ان کی پہلی اچھی عادتوں کو خراب کیا۔ وہ شاہ یزدجرد ہے۔

ایک مرتبہ اس کے گھر کے دروازہ پر ایک گھوڑا آیا جو نہایت ہی خوبصورت تھا اور کسی کو اس سے بہتر گھوڑا دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا چنانچہ اس کے لشکر نے کوشش کی تاکہ اس کو پکڑ لیں لیکن وہ اس پر قادر نہ ہوئے حتی کہ وہ گھوڑا شاہی محل تک پہنچا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا تو یزدجرد نے کہا کہ یہ گھوڑا منجانب اللہ خاص کر میرے لیے ہدیہ ہے پھر وہ اس کی طرف کھڑا ہوا اور اس کے چہرے اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس نے حرکت نہ کی اس کے بعد اس نے زین طلب کی اور اس پر زین کسی اور اس کی لگام کھینچی اور اس کو مضبوط کیا پھر وہ اس کے سرین کی طرف مائل ہوا تاکہ اس کو اونچی رکھے اور درست کرے تو گھوڑے نے اس کے دِل پر ایک سخت لات ماری چنانچہ وہ اسی وقت مر گیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ گھوڑا کہاں سے آیا تھا اور کس طرف چلا گیا؟ چنانچہ لوگوں نے کہا کہ وہ فرشتہ تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا تاکہ اس ظالم کو ہلاک کرے اور ہم کو اس کے ظلم سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کا احسان ہے۔

امیر عمارہ بن حمزہ کی سخاوت

امیر عمارہ بن حمزہ بادشاہ منصور کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے پاس

بٹھایا اور وہ دن رعایا کے مقدمات اور مظالم میں نظر کرنے کا تھا تو ایک شخص نے پکارا کہ یاامیرالمومنین میں مظلوم ہوں۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ تم پر کس نے ظلم کیا ہے۔ اس نے کہا کہ عمارہ بن حمزہ نے اس نے میری زمین اور میرے باغات اور دیگر اسباب لے لیے ہیں۔ اس کے بعد خلیفہ منصور نے عمارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھے اور مدعی کے برابر کھڑا ہو جائے۔ عمارہ نے کہا کہ یاامیرالمومنین! اگر وہ زمین اس کی ہے تو میں اس کے بارے میں اس سے جھگڑا نہیں کرتا ہوں اور اگر وہ زمین میری ہے تو میں نے اس کو اسے بخش دیا اور میں اس جگہ سے باغات اور زمین کیلئے نہ اٹھوں گا جس سے امیرالمومنین نے مجھے عزت دی ہے چنانچہ عمارہ کی اس سخاوت اور بزرگی اور اس کی شرافت اور ہمت سے حاضرین اور بڑے بڑے لوگوں نے تعجب کیا۔

خوبصورت لڑکی سیاہ فام غلام کے نکاح میں

شہر مرو میں ایک شخص تھا جسے لوگ نوح بن مریم کہتے تھے اور وہ شہر کا رئیس اور قاضی تھا اور صاحب نعمت و رتبہ و صاحب باطن بھی تھا۔ اس کی ایک لڑکی بہت ہی خوبصورت اور روشن چہرہ اور صاحب کمال تھی بہت سے امرا و اہل دولت اور مالداروں نے اس لڑکی سے شادی کا پیغام دیا لیکن قاضی نے ان میں سے ایک کو بھی اس لڑکی کیلئے پسند نہ کیا اور اس کے معاملہ میں وہ حیرت میں تھا اور اس کا ایک سیاہ فام ہندی غلام تھا جس کا نام مبارک تھا اور قاضی کی ملک میں بہت سے درخت اور باغات تھے۔ ایک دن قاضی نے اس غلام سے کہا کہ تم ان باغوں میں جاؤ اور ان کے پھلوں کی رکھوالی کرو چنانچہ وہ غلام وہاں گیا اور کئی مہینے ان باغوں میں قیام کیا۔ اس کے بعد اس کا مالک اس کے پاس آیا اور اس سے کہا اے مبارک انگور کا ایک خوشہ میرے پاس لاؤ تو وہ ایک خوشہ اس کے پاس لایا۔ اتفاق سے وہ کھٹا نکلا۔ قاضی نے اس سے کہا کہ اس کے سوا دوسرا خوشہ دیکھو چنانچہ وہ دوسرا خوشہ لایا۔ اتفاقاً وہ بھی کھٹا نکلا۔ قاضی نے جھنجھلا کر اس سے کہا کہ کیا بات ہے کہ تم میرے پاس کھٹا ہی خوشہ لاتے ہو حالانکہ باغ میں

بکثرت انگور ہیں تو غلام نے کہا کہ اے میرے آقا! میں میٹھے اور کھٹے کی تمیز نہیں کر سکتا اور میٹھا اور کھٹا نہیں پہچانتا۔ یہ سن کر قاضی نے فرمایا کہ سبحان اللہ تم کو باغ میں دو مہینے ہو گئے اور کھٹا میٹھا نہیں پہچانتے۔ یہ سن کر غلام نے کہا کہ اے میرے مالک تیرے حق کی قسم ہے کہ میں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں چکھا ہے۔ قاضیؒ نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تم نے اس میں سے نہیں کھایا۔ غلام نے جواب دیا کہ اے میرے آقا! آپ نے مجھے اس کی حفاظت کا حکم دیا تھا اور اس سے کھانے کا حکم نہیں دیا تھا اور میں آپ کے مال میں خیانت نہیں کر سکتا اور نہ آپ کے حکم کی مخالفت کر سکتا تھا تو قاضی کو اس کی دیانت اور امانت سے تعجب ہوا چنانچہ قاضی نے اس سے فرمایا کہ مجھے تیری ذات میں اچھائی نظر آئی ہے اور مجھے تیرا یہ کام پسند ہے اس لیے میں تم سے ایک بات کرتا ہوں اور جو کچھ میں تم کو حکم دوں گا۔ اس پر تجھ کو عمل کرنا ہوگا تو غلام نے قاضی سے کہا کہ میں اللہ کا اور آپ کا تابعدار ہوں چنانچہ قاضی نے اس سے فرمایا کہ میری ایک خوبصورت لڑکی ہے اور بہت سے امیر و کبیر لوگوں نے اس کی شادی کا مجھے پیغام دیا ہے۔ میں اس میں حیران ہوں کہ کس سے اس کا نکاح کروں۔ اس لیے جو تیری رائے ہو اس کے بارے میں مجھے بتاؤ۔

غلام نے عرض کیا کہ اے میرے آقا! زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ حال تھا کہ وہ اصل و نسب و دین اور حسب میں رغبت کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ حسن و جمال میں خواہش کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں لوگ دین اور تقویٰ میں رغبت کرتے تھے اور ہمارے اس زمانہ میں لوگ مال اور جاہ میں خواہش کرتے ہیں تو آپ ان چیزوں سے جس کو چاہیں اختیار کریں۔ یہ جواب سن کر قاضی نے اس سے کہا کہ میں تو دین اور تقویٰ میں راغب ہوں اور بے شک میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے اس لڑکی کا نکاح کر دوں اس لیے کہ میں تجھ میں دین اور صلاحیت اور امانت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔ غلام نے کہا کہ اے میرے مولیٰ میں خالص اور محض سیاہ فام ہندی غلام ہوں اور آپ نے مجھے اپنے مال سے خریدا ہے تو کیسے آپ مجھ سے اپنی لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں اور آپ کی لڑکی مجھ سے کیسے راضی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد اس کے آقا نے

فرمایا کہ اٹھو ہمارے ساتھ گھر چلو اور ہم اس معاملہ میں غور کریں چنانچہ جب دونوں گھر میں داخل ہوئے تو قاضی نے اپنی بیوی سے کہا کہ بے شک یہ غلام صالح، دیانتدار اور پرہیزگار ہے اور میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اپنی لڑکی اس سے بیاہ دوں تو تمہارا کیا مشورہ ہے۔ اس کے جواب میں قاضی کی بیوی نے کہا کہ معاملہ تمہارے اختیار میں ہے لیکن میں لڑکی سے پوچھتی ہوں چنانچہ وہ لڑکی کے پاس آئی اور جو کچھ اس کے باپ نے کہا تھا لڑکی کو بتایا لڑکی نے کہا کہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کرسکتی اور نہ میں آپ کی مخالفت کرسکتی ہوں۔ اس کے بعد قاضی کی بیوی واپس آئی اور لڑکی کی رضامندی کا اظہار کیا تو قاضی نے لڑکی کا نکاح مالک سے کر دیا اور دونوں کو کثیر مال عطا کیا چنانچہ اس لڑکی سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام ''عبداللہ'' رکھا گیا اور وہ حضرت عبداللہ بن مبارک کے نام سے علماء اور اولیاء میں مشہور اور معروف ہوئے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خوف خدا میں رونا

ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں اس قدر گریہ کرتے کہ آنسوں کے بہنے سے آپ کے رخسار مبارک پھٹ گئے اور گوشت پوست اتر گئے یہاں تک کہ دانت اور چہرہ کی ہڈیاں نظر آنے لگیں۔

ایک دن والدہ نے دیکھ کر فرمایا: بیٹا! اپنے دانت چھپا لو پھر آپ کی والدہ نے آپ کے رخساروں پر کپڑا ڈال دیا پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام خوف خدا میں روتے تو کپڑا گیلا ہو جاتا تو آپ کی والدہ محترمہ اسے بدل دیتی، اسی طرح بار بار کپڑا تبدیل کرنا پڑتا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے باپ حضرت زکریا علیہ السلام جب اہل ایمان کو وعظ فرماتے اور ان کو دوزخ سے ڈراتے تو پہلے دیکھتے اور پوچھتے کہ مجمع میں یحییٰ تو موجود نہیں تو اگر وہ موجود ہوتے تو ان کے سامنے دوزخ و قیامت کا ذکر نہ کرتے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی رقت قلبی کے پیش نظر ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنا سر ڈھانپ کر مجمع میں ایک طرف بیٹھ گئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کے

متعلق پوچھا مگر کسی نے نہ دیکھا لہٰذا خاموش رہے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں گڑھا پیدا کیا جس کا نام ''سکران'' ہے اور اس میں ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام ''غضبان'' ہے اس پر سے کوئی نہیں گزر پائے گا مگر وہی جو اللہ کے خوف سے بہت روتا ہو جب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یہ بیان سنا تو ایک زوردار چیخ ماری اور غشی سے گر پڑے پھر جب افاقہ ہوا تو کپڑے پھاڑ کر سر پر مٹی ڈال کر روتے ہوئے جنگل کی طرف نکل گئے اور سب لوگ بھی روتے ہوئے آپ کے پیچھے نکل پڑے۔ جب انہوں نے تلاش کرنے پر نہ پایا تو حضرت زکریا علیہ السلام زور زور سے رونے لگے حتی کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی تو لوگوں نے نہایت ادب سے تختے پر لٹا دیا پھر اٹھا کر آپ کے گھر پہنچا دیا جب آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کا یہ حال دیکھا تو لوگوں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے اسے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا حال بتایا، حال سنتے ہی مادر شفیقہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور عصا ہاتھ میں لے کر کھڑی ہوگئیں اور پریشان دل کے ساتھ لوگوں سے پتہ پوچھتی ہوئی جنگل کو نکل پڑیں۔

تین دن بیٹے کی تلاش میں پہاڑ و غاریں چھان ماریں آخر بکریوں کے چرواہوں کو دیکھا تو ان سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات ہم نے اس پہاڑ میں کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہائے مصیبت سکران کے عذاب سے، ہائے خرابی غضبان پہاڑ پر گزرنے سے، ہائے بربادی دوزخ کے جلانے سے۔ آپ یہ سنتے ہی جلدی سے وہاں پہنچیں تو اپنے بیٹے کو بہت مغموم و پریشان پایا اور اسی طرح سخت عذاب سے واویلا پکارتے اور روتے ہوئے پایا۔ والدہ محترمہ نے آپ کو گلے لگایا اور واپس گھر لائیں پھر آپ کیلئے جو کی روٹی اور بھنا گوشت لائیں اور فرمایا اللہ کیلئے اور حق مادر اس میں سے کچھ کھالو اور ذرا سا تو لوتا کہ مجھے سکون ہو اور اس میلے موٹے لباس کو اتار دو یہ سن کر حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت روئے لیکن ماں کا کہنا ٹال نہ سکے۔

آخر کچھ کھا لیا اور سو گئے جب صبح ہوئی تو حضرت جبرئیل امین آئے اور آپ کو بیدار کر کے کہا: اے یحییٰ! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ شاید تو

نے اپنا گھر میرے گھر سے بہتر پایا کہ اس میں آرام سے سوئے، مجھے اپنی عزت و جلال و قدرت کی قسم! اگر تو ایک نظر میری جنت فردوس کو دیکھ لیتے تو اس کے شوق میں اتنا روتے کہ روح تیرے بدن سے جدا ہو جاتی اور اگر تو ایک نظر میری دوزخ کو دیکھ لیتے تو اس وقت تیری ہڈیاں پگھل جاتیں۔

یہ سنتے ہی حضرت یحییٰ علیہ السلام اچھل کر اٹھے اور چیخ مارتے ہوئے گھر سے نکلے پھر آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو کبھی نہ دیکھا یہاں تک کہ آپ ظلماً شہید کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر سلام ہو۔

نیک نیت کا انعام

بنی اسرائیل میں ایک نیک شخص تھا اور اس کی بیوی بھی نیک تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں نیک بخت بندہ سے کہو کہ میں نے تیری آدھی عمر تجھ کو مالدار کر دیا ہے اور آدھی عمر تجھ کو فقیر قرار دیا ہے اگر وہ جوانی میں مالداری کو اختیار کرے تو میں اس کو جوانی میں مالدار کروں اور بڑھاپے میں اس کو فقیر کر دوں گا اور اگر وہ مالداری بڑھاپے میں پسند کرے تو میں اس کو بڑھاپے میں مالدار کر دوں گا اور جوانی میں اس کو فقیر کر دوں گا چنانچہ نبیؑ نے اس شخص کو اس بات کی اطلاع دی۔ وہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو اس واقعہ کے بارے میں بتایا اور اس سے کہا کہ اس معاملہ میں تو کیا چاہتی ہے؟

عورت نے کہا کہ اس میں تم کو اختیار ہے، اس کے بعد مرد نے اس سے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ میں جوانی میں محتاجی اختیار کروں کیونکہ میں اس وقت محتاجی پر اور اپنے رب کی عبادت پر مستعد رہنے پر قادر ہوں اور جب میں بوڑھا ہو جاؤں گا اور میرے پاس مال ہوگا جس سے میں کھاؤں گا تو اپنے رب کی بندگی اور اس کی عبادت پر قادر رہوں گا۔ یہ سن کر بیوی نے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اگر تو جوانی میں فقیر ہوگا تو اطاعت الٰہی پر قادر نہ ہوگا کیونکہ ہم رزق کے کمانے میں مشغول ہو جائیں گے اور اطاعات الٰہی نہ کر سکیں گے۔ نہ صدقات دے سکیں گے ہاں اگر ہم جوانی میں مالداری

کو اختیار کریں گے تو عبادت پر قادر ہوں گے کیونکہ اس وقت ہمارے جسموں میں قوت ہوگی تو شوہر نے کہا کہ جو تیری رائے ہے وہ اچھی بات ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس نبیؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اس شخص اور اس کی بیوی سے کہہ دو کہ جب تم دونوں نے ہماری بندگی اختیار کی اور تم نے اپنی کوشش کو ہماری عبادت میں خالص کیا اور تم دونوں کی نیت نیکی کے کرنے پر متفق ہوئی تو میں نے تم کو تمام عمر مالدار کر دیا۔ اس لیے تم اور تمہاری بیوی میری اطاعت کرتے رہو اور جو چاہو صدقہ کرو تا کہ تم دونوں کا حصہ دنیا و آخرت میں ہو اور اللہ ہی تمام خزانوں کا مالک ہے۔

امیری اور غریبی اللہ کی طرف سے ہے

دو اندھے آدمی جعفر برمکی کی ماں کے راستہ پر بیٹھے تھے اور مادر جعفر سخاوت کرنے میں مشہور تھی اور ان اندھوں میں ایک صاحب اولاد تھا اور وہ کہتا تھا کہ اے میرے رب! مجھے اپنے وسیع فضل سے روزی عطا فرما اور دوسرا نابینا اکیلا تھا اور اس کے اہل و عیال نہ تھے اور وہ کہتا تھا کہ اے اللہ! مجھے مادر جعفر کے فضل سے روزی عطا فرما چنانچہ ام جعفر اس کیلئے جو اللہ تعالیٰ کے فضل کا طالب تھا دو درہم بھیجنے لگی۔ اور جو اس کے فضل کا طالب تھا اس کے لیے دو روٹیاں اور ان کے درمیان میں ایک بھنا ہوا مرغ اور اس مرغ کے پیٹ میں دس اشرفیاں بھیجنے لگی لیکن اس نے اس نابینا کو ان اشرفیوں کی اطلاع نہ دی تو نابینا روٹی اور مرغ کو ناپسند کرتا تھا اور دوسرے نابینا سے کہتا تھا کہ یہ دونوں روٹیاں اور مرغ لو اور دونوں درہم مجھے دے دو چنانچہ وہ ایسا ہی کرتا تھا جب اس پر ایک مہینہ گزر گیا تو مادر جعفر نے آدمی بھیجے اور ان سے کہا کہ ہمارے فضل کے طالب سے کہو کہ کیا تجھ کو ہماری بخشش نے مالدار نہیں کیا۔ اس نے ان سے کہا کہ ام جعفر سے کہو کہ تم نے اس کو کیا عطا کیا۔ مادر جعفر نے کہا کہ تین سو اشرفیاں، فقیر نابینا نے کہا کہ واللہ نہیں بلکہ وہ میرے لیے ہر روز دو روٹیاں اور ایک مرغ بھیجتی تھی اور میں ان کو اپنے ساتھی کے ہاتھ دو درہم میں فروخت کر دیتا تھا۔ یہ سن کر مادر جعفر نے کہا

کہ اس آدمی نے سچ کہا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا فضل طلب کیا اللہ نے اس کو ایسی جگہ سے مالدار کر دیا کہ اس کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور دوسرے نے میرا فضل طلب کیا تو اللہ نے اس کو اس جگہ سے محروم کیا جس جگہ سے وہ مالداری چاہتا تھا تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ امیری اور غریبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس نے جو مقرر کر دیا ہے وہ ہو کر رہے گا اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔

فرشتے متولی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں ایک شاداب اور سرسبز باغ سے گزرا تو میں نے سیب کے درخت کے نیچے ایک نوجوان کو کھڑا ہوا دیکھا اور مجھے یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا پھر میں نے دوبارہ اس کو سلام کیا اور اس نے جواب نہ دیا پھر اس نے اپنی نماز میں اختصار کیا اور جب نماز سے فارغ ہوا تو اس نے اپنی انگلی سے زمین پر لکھا۔

منع اللسان من الکلام لا نه — سبب الردی وجالب الافات

فاذا انقطعت فکن لربک ذاکرا — لا تنسه واحمده فی الحالات

ترجمہ: زبان سے بات کرنے سے روک دی گئی ہے کیونکہ یہ ہلاکت کا سبب اور آفتوں کی کھینچنے والی ہے جب تو نے دنیا سے قطع تعلق کیا ہے تو اپنے رب کا ذکر کرتا رہ اور اس کو نہ بھول اور سب حالتوں میں اس کی تعریف کرتا رہ۔

جب میں نے اس کو پڑھا تو دیر تک روتا رہا پھر میں نے اپنی انگلی سے زمین پر لکھا۔

وما من کا تب الا سیبلیٰ — و یبقے الدھر ماکتبت یداہ

فلا تکتب بکفک الاشیأ — یسرک فی القیامۃ ان ترٰاہ

ترجمہ: اور کوئی کاتب ایسا نہیں ہے جو پرانا اور نیست و نابود نہ ہو یعنی ہر کاتب نیست و نابود ہو جائے گا اور وہ مدت تک باقی رہے گا جن کو اس کے ہاتھوں نے لکھا ہے۔

یا اس مصرع کے یہ معنی ہیں جو کچھ اس کے ہاتھوں نے لکھا ہے اس کو زمانہ باقی رکھے گا۔ تم اپنی ہتھیلی سے ایسی چیز کو لکھو جو قیامت دن تمہارا اس کو دیکھنا تم کو خوش کر دے چنانچہ جب اس نوجوان نے اس کو پڑھا تو ایک سخت چیخ ماری اور خالق حقیقی سے جا ملا۔ اس کے بعد میں نے چاہا کہ اس کی تجہیز کروں تو آواز آئی کہ اس شخص کے معاملہ کے فرشتے متولی ہی ہوں گے پھر میں ایک درخت کی طرف ہو گیا اور اس کے نیچے کچھ رکعتیں پڑھیں، اس کے بعد میں نے اس مقام کی طرف دیکھا تو نام ونشان نہ تھا اور نہ اس کے بارے میں کچھ خبر ملی۔

فسبحان اللہ المنان علی عبادہ بمرادہ

ترجمہ: تمام حمد وثناء اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ہے جو اپنے بندوں پر اپنی مراد کے موافق احسان کرنے والا ہے۔

ایک گنہگار پر اللہ کی رحمت

حضرت ذوالنون مصریؒ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے کپڑے دھونے کیلئے دریائے نیل کے کنارے پر گیا چنانچہ میں وہاں کھڑا تھا اسی دوران میں نے دیکھا کہ ایک بہت ہی بڑا بچھو میری طرف چلا آ رہا ہے۔ میں اس سے گھبرا گیا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی کہ وہ اس کے شر سے مجھے بچائے۔ چنانچہ وہ بچھو چلا یہاں تک کہ دریائے نیل کے کنارے پہنچا تو ایک بڑا مینڈک دریا سے نکلا اور یہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور میں بھی اس کے پیچھے چلا گیا اور میں برابر اس کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسے درخت تک آیا جس کی شاخیں بہت بڑی تھیں اور اس کا سایہ زیادہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان بے ریش سویا ہوا ہے اور وہ نشہ میں مست اور بے ہوش ہے تو میں نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا چنانچہ یہ بچھو دوسری جانب سے اس نوجوان کے ڈنک مارنے کیلئے آیا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ جب یہ بچھو اس نوجوان کے قریب ہوگا تو اسے مار ڈالے گا۔ یہ خیال کر کے اس کے قریب کھڑا ہو گیا

کہ اچانک میں نے ایک بہت بڑے سانپ کو دیکھا کہ وہ سامنے سے آ رہا ہے اور نوجوان کو مار ڈالنے کا ارادہ کر رہا ہے تو بچھو اس کے دماغ پر چمٹ گیا اور وہاں سے الگ نہ ہوا حتی کہ اس کو مار ڈالا پھر وہ بچھو دریائے نیل کی طرف لوٹا جہاں وہ مینڈک اس کا انتظار کر رہا تھا چنانچہ وہ اس کی پیٹھ پر سوار ہوا اور میں اس کے پیچھے اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ بچھو اسی طرف واپس گیا جدھر سے آیا تھا۔ اس کے بعد میں اس نوجوان کی طرف واپس آیا اور میں یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا راقد و الخلیل یحفظک — من کل سوء یکون فی الظلم
کیف تنام العیون عن ملک — یا تیک منه فوائد النعم

ترجمہ: اے سونے والے! اٹھو حالانکہ دوست ہر اس برائی سے جو اندھیریوں میں ہوتی ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے۔ آنکھیں اس بادشاہ سے کیسے سوتی ہیں جس کی طرف سے تیرے پاس نعمتوں کے فائدے آتے ہیں۔

وہ نوجوان میرے کلام پر بیدار ہوا۔ میں نے اس کو اس بارے میں بتایا جو کچھ میں نے دیکھا تھا چنانچہ اس نے توبہ کی اور اپنے لہو ولعب کے کپڑے نکال ڈالے اور سیر و سیاحت کے کپڑے پہنے اور وہ اسی حالت پر قائم و دائم رہا یہاں تک کہ وہ خالق حقیقی سے جا ملا۔

بدی مٹا دی گئی اور نیکی رد کر دی گئی

حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے ایک عابد تھا جو اپنے عبادت خانہ میں جو نہر کی طرف واقع تھا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور اس کے قریب ہی ایک دھوبی تھا جو کپڑے دھویا کرتا تھا۔ ایک سوار آیا جس کے پاس ایک تھیلی تھی۔ اس نے اپنے کپڑے اور تھیلی نکالی اور نہر میں کپڑے دھوئے اس کے بعد اس نے اپنے کپڑے پہنے اور اپنی تھیلی بھول گیا اور چلا گیا۔ پھر ایک شکاری آیا جو جال سے مچھلیوں کا شکار کرتا تھا چنانچہ اس نے وہاں تھیلی دیکھی اور اس کو لے کر چلا گیا۔ اس کے بعد سوار واپس آیا لیکن اپنی تھیلی نہ پائی تو اس

نے دھوبی سے کہا کہ میں یہاں اپنی تھیلی بھول گیا ہوں۔ اگر تجھے معلوم ہے بتا دے دھوبی نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ سوار نے اپنی تلوار کھینچی اور دھوبی کو مار ڈالا جب عابد نے یہ دیکھا تو قریب تھا کہ وہ فتنے میں پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ کے افعال پر اس کو بدظنی پیدا ہو جائے اس نے عرض کیا:

الٰهی سیدی یا خذالصیاد الهمیان و یقیل القصار

ترجمہ: اے میرے اللہ اور اے میرے آقا! شکاری نے تھیلی لی اور دھوبی قتل کیا گیا۔

جب رات ہوئی اور عابد سویا تو خواب میں اس کی طرح وحی بھیجی گئی کہ اے عابد صالح! تم فتنے میں نہ پڑو اور اپنے پروردگار کے علم میں دخل نہ دو اور جان لو کہ اس سوار نے شکاری کے باپ کو مار ڈالا تھا اور اس کا مال لے لیا تھا۔ یہ تھیلی اس کے باپ کے مال سے تھی اور اس دھوبی کا نامہ اعمال نیکیوں سے پر تھا اور اس میں صرف ایک ہی بدی تھی اور سوار کا نامہ اعمال برائیوں سے بھرا تھا اور اس میں ایک نیکی کے سوا اور کچھ نہ تھا تو اس نے دھوبی کو مار ڈالا تو دھوبی کی بدی مٹا دی گئی اور سوار کی نیکی رد کر دی گئی اور تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم کرتا ہے۔

ہر حال میں اللہ کا شکر

ایک ولی اللہ کی ایک شخص سے دوستی تھی چنانچہ بادشاہ نے اس ولی کو قید کر دیا تو اس کے دوست نے اس کی طرف آدمی بھیجا کہ اس سے کہے کہ قید میں تیرا کیا حال ہے۔ ولی نے کہا کہ اللہ کا شکر کرتا ہوں۔ اس کے بعد جیل والے ایک ایسے مجوسی کو لائے جس کا پیٹ خراب تھا اور اس کو دست آتے تھے مجوسی کو اس ولی کے ساتھ بیڑی میں باندھ دیا گیا۔ جب مجوسی پاخانہ کی طرف جاتا تھا اور اس کیلئے کھڑا ہوتا تھا تو یہ ولی بھی مجبوراً اس کے ساتھ کھڑا ہوتا تھا اور اس کے پاس اس وقت تک ٹھہرا رہتا تھا جب تک کہ وہ پاخانہ سے فارغ نہ ہو جاتا اور اس ولی کو ہوا کی بدبو اور اس کے چلنے پھرنے سے اذیت ہوتی تھی جب یہ خبر اس کے دوست کو معلوم ہوئی تو اس کے پاس پیغام پہنچا

کہ اب بتا تیرا کیا حال ہے لیکن ولی نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں ان کے دوست نے اس سے کہا کہ یہ شکر کب تک رہے گا اور جس بلا میں تم گرفتار ہو اس سے بڑی مصیبت اور کیا ہوگی؟ اس کے جواب میں ولی نے فرمایا کہ اگر زمانہ مجوسی کی کمر سے لے لیا جائے اور میری کمر میں باندھ دیا جائے تو یہ اس بلا سے بڑی مصیبت ہوگی جس میں میں ہوں اور اے بھائی میں اس سے بڑی مصیبت کا مستحق ہوں اور بے شک میرے رب نے مجھ سے درگزر فرمایا ہے۔ اس وجہ سے مجھ پر شکر کرنا واجب ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ کسی بزرگ پر راکھ کا بھرا ہوا طشت گرایا گیا تو انہوں نے سجدہ شکر کیا جب ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میرے اوپر آگ کا طشت نہ گرایا جائے جب اس راکھ کے طشت کے عوض اس آگ کے طشت سے مجھے معاف کیا گیا تو کیوں نہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں۔

اللہ اپنے محبوبوں کی آزمائش کرتا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے اپنے اولیاء سے کسی ولی کو دکھا دے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ علیہ السلام اس پہاڑ پر چڑھو اور وادی کی طرف جاؤ تو تم نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب دیکھو گے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک وسیع سبزہ زار میدان دیکھا جس میں زمین کے نیچے ایک مکان تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک کوڑھی شخص ہے جو گوشت کے لوتھڑے کی طرح ڈال دیا گیا ہے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ "**السلام علیک یا ولی اللہ**" یہ سن کر اس مرد خدا نے کہا کہ "**وعلیک السلام یا کلیم اللہ**" اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے مجھے کہاں سے اور کیسے پہچانا اس نے جواب دیا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ اس حالت میں کوئی میری عیادت کیلئے نہیں آتا ہے اور میں نے چند راتوں سے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ مجھے آپ کی صحبت نصیب کر دے اور بے شک اللہ نے میری دعا

قبول فرمائی پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ولی سے فرمایا کہ اے شخص تیری خدمت کون کرتا ہے؟ اور تیرا کھانا اور پینا کہاں سے آتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا لڑکا ہے وہ ہر روز اس وادی کی طرف جاتا ہے اور میرے لیے تھوڑے سے نفیس خرمے چن لاتا ہے تو میں اس کو کھاتا ہوں اور اس سے روزہ افطار کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھوں اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا راستہ بتلا دیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی راستہ کی طرف گئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایسا لڑکا ہے کہ حسن میں چاند کی مثل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر حیران ہوئے اور کہا کہ **تبارک اللہ احسن الخالقین** حضرت موسیٰ علیہ السلام اس حالت میں تھے کہ اچانک ایک درندہ آیا اور اس نے لڑکے کو پھاڑ ڈالا۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام متحیر ہو گئے اور عرض کیا مولیٰ کریم تیرے اولیاء میں سے ایک ولی اس حالت میں پڑا ہوا ہے اور اس کو کوئی پوچھنے والا اور خدمت کرنے والا نہیں۔ مولیٰ کریم اس لڑکے کی ہلاکت میں کیا بھید ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس ولی کے پاس واپس جاؤ اور اس کے صبر اور اس کی رضا کو دیکھو۔ حضرت موسیٰؑ اس کے پاس گئے اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ سن کر وہ خوشی اور مسرت سے ہنسا اور اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا کہ اے میرے اللہ اور میرے آقا! بے شک تو نے مجھے یہ لڑکا عنایت کیا تھا اور میں خیال کرتا تھا کہ میرے بعد یہ زندہ رہے گا جب تو نے اس سے مجھے راحت دیدی ہے تو اب سجدہ کی حالت میں مجھے اپنے پاس بلا لے اور میری روح قبض کر لے پھر اس نے سجدہ کیا۔ اس کے بعد حضرت موسی علیہ السلام نے اس کو ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مولیٰ کریم کیا یہ تیرا ولی اس مقام پر اسی طرح پڑا رہے گا اور اس کا لڑکا وادی میں پڑا رہے گا؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ان دونوں کی طرف آئے اور ان کو غسل دیا اور دفن کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سب منظر دیکھ کر واپس آ گئے۔

درندہ کے ذریعہ نیک بندوں کی مدد

ابوحمزہ خراسانی نے کہا کہ ایک سال میں حج کر کے واپس آ رہا تھا کہ اتفاقاً کنوئیں میں گر پڑا چنانچہ میرے نفس نے کہا کہ میں فریاد کروں لیکن میں نے کہا کہ بخدا! فریاد نہ کروں گا۔ یہ خطرہ تمام نہیں ہوا تھا کہ دو شخص اس کنوئیں کے قریب سے گزرے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ آؤ اس کنوئیں کا منہ بند کر دیں تاکہ کوئی اس میں نہ گر جائے چنانچہ وہ بانس اور چٹائی لائے اور کنوئیں کا منہ بند کر دیا۔ (یہ دیکھ کر) میں نے چیخنے کا ارادہ کیا لیکن پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اس ذات بے نیاز کی طرف فریاد کروں اور چیخوں جو ان دونوں سے میرے قریب تر ہے اور میں چپ رہا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد کنوئیں کا منہ کھلا اور ایک شخص نے اپنا پاؤں لٹکایا اور گونجتی ہوئی آواز میں مجھ سے کہا کہ اس سے لٹک جا۔ میں اس سے لٹک گیا جب اس نے مجھے نکالا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ درندہ ہے اور اس نے مجھے چھوڑا اور چلا گیا۔ اس کے بعد میں نے ہاتف غیبی سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے ابوحمزہ کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ میں نے تجھ کو تلف ہونے سے اسی درندہ کے ذریعہ سے بچایا جو تیرا دشمن ہے۔

نوے ہزار درہم صدقہ کر دیئے

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں قحط پڑ گیا اور لوگ فاقہ کشی کرنے لگے۔ سرداران قوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ درواس بن حبیب عجلی بھی حاضر ہوا اور اس کے بدن پر ایک اونی جبہ اور ایک چھوٹی کملی تھی جس سے وہ اپنا سب بدن لپیٹے ہوئے تھا۔ جب خلیفہ ہشام نے درواس کو دیکھا تو اپنے دربان کی طرف غصہ سے دیکھا اور اس سے فرمایا کہ جو میرے پاس آنا چاہے وہ آ سکتا ہے۔ درواس سمجھ گیا کہ خلیفہ کی مراد اسی سے ہے تو اس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین میرا آپ کی خدمت میں آنا آپ کیلئے مخل ہوا اور آپ کے دربار میں حاضر ہونے سے مجھے

شرف حاصل ہوا اور جب میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک معاملہ کے بارے میں حاضر ہو رہے ہیں اور انہوں نے اس پر اتفاق اور اجتماع کیا ہے تو میں بھی ان کے ساتھ حاضر ہوا اور اگر آپ مجھے کلام کی اجازت دیں تو میں کچھ کلام کروں۔ اس کے بعد ہشام نے فرمایا کہ اللہ کیلئے تیرا باپ کیا اچھا ہے۔ (یہ دعائیہ کلمہ ہے۔) اچھا کہہ اس لیے کہ میں تیرے علاوہ قوم میں کسی دوسرے کو تجھ سے افضل نہیں دیکھتا ہوں۔ اس نے کہا کہ یا امیر المومنین بلاشبہ ہم پر تین برس متواتر گزرے ہیں کہ پہلے سال تو نے ہماری چربی پگھلا دی اور دوسرے نے ہمارا گوشت کھا لیا اور تیسرے سال نے ہڈی چوس لی اور اللہ کیلئے آپ کے ہاتھ میں مال ہیں اگر یہ مال اللہ تعالیٰ کیلئے ہے تو ان کو اس کے بندوں کو دیجئے اور اگر وہ مال ان کے ہیں تو آپ ان مالوں کو بندگان خدا سے کیوں روکتے ہیں اور اگر وہ مال آپ کی ملک ہیں تو ان کو اللہ کے بندوں پر صدقہ کیجئے کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو جزا دیتا ہے اور احسان کرنے والوں کا ثواب برباد نہیں کرتا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ ہشام نے فرمایا کہ اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے تو نے ہمارے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا پھر اس نے ایک لاکھ اشرفیوں کا حکم دیا چنانچہ وہ لوگوں کے درمیان میں تقسیم کی گئیں اور خلیفہ نے درواس کیلئے ایک لاکھ درہموں کا حکم دیا تو درواس نے خلیفہ سے کہا کہ کیا ہر شخص کو اس کے برابر حصہ دیا گیا ہے۔ خلیفہ نے فرمایا کہ نہیں کیونکہ سرکاری خزانہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد درواس نے کہا کہ مجھے ایسے مال کی ضرورت نہیں ہے جو لوگوں کو آپ کی برائی پر برانگیختہ کرے اور وہ اپنے قبیلہ کی طرف لوٹ آیا پھر ہشام نے ان درہموں کو درواس کے پاس بھیجنے کا حکم دیا جب وہ درہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے ان میں سے نوے ہزار درہم قبائل میں سے نو قبیلوں پر تقسیم کر دیئے اور اپنے قبیلہ کیلئے دس ہزار باقی رکھے چنانچہ جب یہ معاملہ ہشام کو بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے درواس کو خیر کثیر عطا ہو۔ بے شک زمین اپنی طبیعت کے موافق اگاتی ہے۔

حضرت امیر معاویہ کے والدین کے نکاح کا واقعہ

ہند، عتبہ کی بیٹی، بہت ہی خوبصورت اور مال دار تھی۔ اس کے پاس ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک ہزار موجود تھے اور ایک ہزار غلام تھے اور لکڑی کا ایک ہودہ تھا جو موتیوں اور جواہرت سے مرصع تھا اور اس کا شوہر فا کا بن مغیرہ نوجوانان قریش سے تھا جو بہت ہی مہمان نواز تھا۔ لوگ اس کے پاس آتے تھے اور بغیر روک ٹوک کے اس کے گھر داخل ہوتے تھے چنانچہ ایک دن فا کہ اپنی کسی ضرورت سے باہر گیا تھا۔ اس کے احباب میں سے ایک شخص آیا اور وہ گھر میں داخل ہوا اس نے ہند کو اکیلا دیکھا تو شرم سے واپس چلا گیا۔ اس کے گھر سے نکلنے کی حالت میں فا کہ بھی آ گیا اور گھر میں داخل ہو کر اپنی بیوی ہند کو دیکھا اور وہ شک میں پڑ گیا اور ہند سے جھگڑا کیا اور اس سے کہا کہ تو اپنے ماں باپ کے گھر چلی جا۔ اس کے بعد لوگوں میں اس بات کا چرچا مشہور ہوا اور یہ خبر رفتہ رفتہ ہند کے باپ عتبہ تک پہنچ گئی تو اس نے ہند سے اکیلے میں کہا کہ لوگ تیرے معاملہ میں طرح طرح کی گفتگو کر رہے ہیں اور اس خبر کو کثرت سے کہتے سنتے ہیں۔ اس لیے تو یہ بات مجھ سے سچ سچ کہہ دے تا کہ جو کچھ لوگ کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں ایک شخص کو مقرر کروں گا جو فا کہ کو خفیہ طور پر مار ڈالے اور تو اس سے خلاصی پائے اور اگر یہ خبر جھوٹ ہے تو میں ان کے فال والوں میں سے کسی ایک کے پاس فا کہ سے محاکمہ کروں گا، تا کہ تیری برأت ظاہر ہو جائے۔ یہ سن کر ہند نے عتبہ سے ایسی قسمیں کھائیں جس پر اس کو اعتماد ہو گیا کہ جو کچھ لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں یہ اس سے پاک ہے اس کے بعد ہند کے باپ نے فا کہ کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے کہا کہ وہ فال گو معین کے پاس اسی وقت محاکمہ کرے اور فیصلہ چاہے اور کہا کہ تو نے ہند کو ایک سخت کام اور بڑی بلا کے ساتھ تہمت لگائی ہے۔ اس لیے محاکمہ ضروری ہے چنانچہ فا کہ بنی عبداللہ کی ایک جماعت میں نکلا اور ہند بنی امیہ کی عورتوں کی ایک جماعت کے ساتھ گھر سے نکلی جب ان لوگوں نے شہر چھوڑا اور

کاہن (فال گو) کے قریب ہوئے تو ہند کے باپ نے اس کو دیکھا کہ اس کا رنگ فق ہو گیا ہے اور اس کی حالت بدل گئی ہے اور وہ اپنے معاملہ میں پریشان ہے۔ (یہ دیکھ کر) ہند کے باپ نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم! اس برے کام کا وجود میرے پاس نہیں ہے۔ یعنی میں نے بدکاری نہیں کی لیکن میں ایک ایسے شخص کے پاس آئی ہوں جو کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی سچ بتاتا ہے۔ اس لیے میں اس سے امن میں نہیں ہوں۔ یعنی مجھے ڈر ہے کہ وہ غلطی سے بدکاری کی تہمت نہ لگا دے اور ہمیشہ کیلئے یہ برائی ہم پر رہ جائے گی اس کے بعد اس کے باپ نے کہا کہ پہلے ہم اس کاہن کا ایک پوشیدہ چیز میں امتحان کر لیتے ہیں اگر اس نے ہمیں صحیح بتایا تو ہم اس کے علم پر استدال کریں گے اور اس سے معاملہ دریافت کریں گے ورنہ ہم اس کو چھوڑ دیں گے۔ پھر عتبہ نے گیہوں کا ایک دانہ لیا اور اس کو گھوڑے کے سوراخ ذکر میں رکھا۔ چنانچہ جب یہ لوگ کاہن کے پاس پہنچے تو اس نے ان کو اتارا اور ان کی عزت اور تعظیم کی۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے کہا کہ ہم تمہارا امتحان لیں گے تم بتاؤ کہ وہ کیا چیز ہے۔ اس کے جواب میں کاہن نے کہا کہ وہ ایک پھل ہے جو بچھڑے کے سوراخ ذکر میں رکھا گیا ہے۔ (یہ سن کر) لوگوں نے اس سے کہا کہ ہم اس سے بھی واضح جواب چاہتے ہیں تو اس فال گو نے کہا کہ گیہوں کا ایک دانہ بچھڑے کے سوراخ ذکر میں ہے۔ چنانچہ لوگوں نے کہا اب تم ان عورتوں کے حال میں نظر کرو چنانچہ وہ ایک ایک کے قریب ہونے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ عورت نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ہند کے پاس آ گیا۔ اس نے ہند کے شانہ پر اپنا ہاتھ مارا اور کہا کہ خدا کی قسم تو زانیہ نہیں ہے اور جو کچھ لوگ کہتے ہیں تو اس سے پاک ہے اور عنقریب تیرے بطن سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا۔ جس کا نام معاویہ ہوگا۔ چنانچہ یہ خبر اور گفتگو فاکہ تک پہنچی تو وہ اٹھا اور اس کے سر کا بوسہ دیا لیکن ہند نے اس کو جھڑک دیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے دور رہو۔ خدا کی قسم میں ضرور یہ کوشش کروں گی کہ یہ بادشاہ تیرے علاوہ دوسرے سے پیدا ہو اور وہ اس حال سے نہ ہٹی یہاں تک کہ فاکہ نے اس کو طلاق دی اور جب کاہن کی بات مشہور ہوئی کہ ہند کے بطن سے ایک

بادشاہ پیدا ہو گا تو لوگوں میں بہت سے امرا اور بڑے بڑے لوگوں نے ہند کی خواہش کی۔ یہاں تک کہ ابوسفیان نے بھی ہند سے نکاح کا پیغام بھیجا اور انہوں نے اس کیلئے اس قدر مال خرچ کیا کہ جس کا ذکر دشوار ہے۔ چنانچہ ہند ابوسفیان سے راضی ہو گئی اور ابوسفیان نے اس سے نکاح کیا اس کے بعد امیر معاویہ پیدا ہوئے. اور ان کی سلطنت کا یہ حال ہوا کہ وہ مشرق ومغرب کے مالک ہو گئے۔ واللہ اعلم

بادشاہوں کی نوازش حیلہ کی محتاج ہے

فضل بن ربیع (ہارون رشید کے وزیر کا نام ہے۔) کہتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید نے فرمایا کہ میرے لیے کوئی ایسا حجام یعنی پچھنے لگانے والا تلاش کرو جو پتھر سے زیادہ خاموش ہو۔ میں نے خلیفہ نے عرض کیا کہ میرا ایک غلام بہت ہی خاموش ہے اگر حکم دیں تو اس کو حاضر کروں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ میں نے اس کو بھیج دیا۔ اور اس کو خاموش اور کچھ نہ کہنے اور بات نہ کرنے کی تاکید کی۔ اور یہ بھی تاکید کی کہ اچھے سامان سے تیار ہو کر جاؤ پھر اس کے بعد جب میں خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سخت غصہ کی حالت میں تھے۔ آخر خلیفہ نے فرمایا کہ اے فضل یہ غلام کی عجب شان اور حالت ہے اور اس کے متعلق میں بعد گفتگو کروں گا۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا پھر میں نے اس فراش سے جو خلیفہ کی خبر سے مخصوص تھا پوچھا۔ اس نے کہا جب اس حجام نے پچھنا لگانا شروع کیا تو اس نے کہا کہ یا امیر المومنین میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ وہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے محمد کو مامون پر مقدم کیا۔ حالانکہ مامون محمد سے عمر میں زیادہ ہے۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ میں جب اس کام سے فارغ ہو جاؤں گا تو تجھ کو اس کا جواب دوں گا۔ چنانچہ وہ حجام تھوڑی دیر بھی چپ نہ رہا اور پھر اس نے کہا کہ یا امیر المومنین میں آپ سے ایک دوسری بات پوچھتا ہوں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ جعفر بن یحیٰ برمکی کو کیوں قتل کیا۔ خلیفہ نے فرمایا کہ جب میں اس سے فارغ ہوں گا تو

اس کا جواب دوں گا۔ اس کے بعد حجام نے کہا کہ میں آپ سے ایک تیسری بات پوچھتا ہوں۔خلیفہ نے فرمایا کہ کہو۔ حجام نے کہا کہ آپ نے شہر کوفہ کو بغداد پر کیوں ترجیح دی اور اختیار کیا۔ حالانکہ بغداد کوفہ سے بہتر اور عمدہ ہے۔خلیفہ نے اس سے فرمایا کہ جب میں اس سے فارغ ہو جاؤں گا تو اس کا جواب بھی دوں گا آخر جب خلیفہ فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنے خادم مسرور کو بلایا اور اس سے فرمایا کہ اس حجام کے قتل ہونے سے پہلے تم ٹھنڈا پانی نہ پینا۔ اس لیے کہ اس نے مجھ سے ایسے تین مسئلے پوچھے ہیں کہ اگر منصور بھی ان باتوں کو مجھ سے پوچھتا تو میں اس کو جواب نہ دیتا فضل وزیر نے کہا کہ میں اسی سوچ میں بیٹھا تھا کہ اچانک ابودلامہ شاعر ہارون رشید کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا اور اس نے اپنی بیوی ام دلامہ سے اس پر سازش کر لی تھی اور ام دلامہ زبیدہ خاتون (ہارون رشید کی بیوی کا نام ہے) کے پاس جائے اور وہ ابودلامہ کے مرنے کی خبر ان کو پہونچائے۔ چنانچہ خلیفہ ہارون رشید نے ابودلامہ کو روتا ہو دیکھا تو اس سے فرمایا کہ کیوں رو رہا ہے۔ اس کے جواب میں ابودلامہ نے کہا:

وکنا لدی زوجی قطا فی مفازة　　من الامن فے عیش رخی و فی رغد

فافر دنا ریب الزمان بصرفه　　ولم ارشیًا قط اوحش من فردا

ترجمہ: اور ہم میاں بیوی جوڑا بحال رہنے کے وقت ایسے تھے جس طرح مرغ سنگ خوار میدان میں رہتا ہے اس عافیت سے جو فراق زندگی میں اور خوش عیشی نصیب ہوتی ہے۔حوادث زمانہ نے اپنی گردش کی وجہ سے ہم کو جدا کر دیا اور کوئی چیز جدائی سے زیادہ وحشت ناک ہرگز میں نے نہیں دیکھی ہے۔

اس کے بعد ابودلامہ نے نوحہ اور گریہ ظاہر کی پھر اس نے کہا کہ یا امیر المومنین ام دلامہ مرگئی اور اس کی تجہیز و تکفین کا محتاج ہوں چنانچہ خلیفہ نے اس کیلئے مال کا حکم دیا۔ ادھر ام دلامہ روتی ہوئی زبیدہ خاتون کے پاس داخل ہوئی تو زبیدہ نے اس سے فرمایا کہ تو کیوں رو رہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ابودلامہ اپنے راستہ پر گزر گیا۔ یعنی فوت ہوگیا چنانچہ زبیدہ نے اس کو اس قدر مال دیا کہ جس سے وہ اس کی تجہیز و تکفین

کرے پھر وہ وہاں سے چلی گئی۔ اس کے بعد ہارون رشید حجام کے سوالوں اور ابودلامہ کے مرنے کی وجہ سے محل میں غضب کے ساتھ داخل ہوا۔ یہ دیکھ کر زبیدہ نے خلیفہ سے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں آپ کو غمگین دیکھ رہی ہوں۔ خلیفہ نے اس کو ام دلامہ کے مرنے کی خبر کی جس کو سن کر زبیدہ ہنسی اور کہا کہ ابھی ام دلامہ ابودلامہ کی تجہیز کیلئے میرے پاس آئی تھی اور خلیفہ نے کہا کہ ابھی ابودلامہ ام دلامہ کی تجہیز کیلئے میرے پاس سے مال لے کر گیا ہے۔

فضل کہتے ہیں کہ ہارون رشید ہنسی میں ڈوبے ہوئے میرے پاس محل سے آئے چنانچہ مجھے اس سے تعجب ہوا کہ خلیفہ غمگین محل میں داخل ہوئے اور خوش خوش آئے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جو کچھ ماجرا گزرا تھا اس کو مجھ سے بیان کیا۔ میں نے اسی وقت حجام کی سفارش کی۔ خلیفہ نے قبول کی اور اس کو رہا کر دیا اور ابودلامہ کو بلایا اور پوچھا کہ تم کو کس چیز نے ابھارا اور مستعد کیا تھا۔ اس نے کہا کہ یا امیرالمومنین اس کی وجہ یہ ہے کہ امیرالمومنین کی بخشش تک حیلہ سے ہی پہنچا جا سکتا ہے تو ہم سب لوگ ابودلامہ اور ام دلامہ کے حیلوں کی عمدگی کی وجہ سے ہنسے۔ واللہ اعلم بالصواب

وسیلہ کرم الٰہی سے ملتا ہے

حضرت اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں موسم حج میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا اور ہر طرف سے جنگل کے فقراء ہمارے پاس آئے۔ میں نے نہایت ہی خوبصورت ایک لڑکی دیکھی جو مردوں کے درمیان آتی جاتی تھی اور وہ ایسے کلام سے سوال کرتی تھی جو ہوا سے رقیق تر اور غبار سے زیادہ باریک تر تھے جب میں اس کے چہرے کی طرف دیکھتا تھا تو وہ آنکھوں کو حسن اور جمال سے بھر دیتا تھا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے شیطان سے پناہ مانگی۔ پھر میں نے کہا کہ اے لڑکی کیا تیرے لیے یہ جائز ہے کہ اس موسم میں مخلوق کے ساتھ باوجود ایسے خوبصورت چہرے کے سفر کرے۔ یہ سن کر لڑکی روئی اور یہ اشعار پڑھے:

لم ابده حتی تقضت حیلتی	فا بد یته وھو الاعز الاکرم
و یعز اذذاک علی لانه	دھریجور کما تراہ و یظلم
د صنته و حجبته حتی اذا	لم یبق لی سند ومات الھیثم
ابرزته من خدرہ مقھورة	و اللہ یشھد لی بذاک ویعلم
کشف الزمان قناعه فی بلدة	قل الصدیق بھا وعز الدرھم
اصبحت فی ارض الحجاز غریبة	وابو ربیعة نازح و مخیم

ترجمہ: میں نے اس چہرہ کو اس وقت تک ظاہر نہیں کیا جب تک کہ میرا حیلہ اور ذریعہ نہ ٹوٹا اور نہ گرا۔ پس میں نے اس چہرہ کو ظاہر کیا حالانکہ وہ عزیز اور بزرگ تر ہے اور مجھ پر اس چہرہ کو چھپانا دشوار ہوا کیونکہ زمانہ ظلم وستم کرتا ہے جیسا کہ تم اس کو دیکھتے ہو۔ بے شک میں نے اس چہرہ کی حفاظت کی اور اس کو پردہ میں رکھا حتی کہ جب میرے لیے کوئی پشت پناہ باقی نہ رہا اور میرا باپ ہثیم فوت ہو گیا تو مجبوراً میں نے اس کو پردہ سے ظاہر کر دیا اور اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور خوب جانتا ہے اور زمانہ میں اس چہرہ کے مقنعہ کو ایسے شہر میں کھولا اور دور کیا کہ اس میں دوست کم اور درہم عزیز اور نادر ہو گیا ہے اور میں حجاز کی زمین میں مسافر ہوگئی ہوں اور ابو ربیعہ (نام شوہر شاعرہ) دور اور خیمہ والا یعنی مقیم ہے اور مسافر نہیں ہے۔

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اس لڑکی کے قریب گیا اور جو کچھ مجھے میسر تھا۔ وہ اس کو دیا پھر اس سے پوچھا کہ اے لڑکی! تیرا کیا نام ہے؟ تو اس نے کہا کہ میرا نام متمناۃ ہے اور ہثیم کی بیٹی ہوں۔ میرا باپ جنگ میں مارا گیا اور میں اس حالت پر قوم میں باقی رہ گئی ہوں۔

اصمعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو چھوڑا اس کے بعد مجھے صحن مسجد یا کشادہ میدان میں حاضری کا اتفاق ہوا تو میں نے ابوکلثوم طوق بن مالک بن طوق سے اس لڑکی کا قصہ بیان کیا پھر جب ابوکلثوم دوسرے سال مجھ سے ملے اور میں ان کے پاس حاضر ہوا اور چند دن ٹھہرا تو بعض اوقات میرے پاس چمکتے چہرے والا ایک خادم آیا

اور اس کے ساتھ کپڑوں کا ایک جوڑا اور ایک تھیلی تھی۔ اس نے ان دونوں کو میرے سامنے رکھا لیکن مجھے اس بارے میں علم نہ ہوا۔ اس کے بعد ابوکلثوم میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے ابوالعباس (کنیت اصمعیؒ) یہ تمہارے بتانے کا حق ہے۔ یعنی تم نے جو مجھے متمناہ کا پتہ دیا تھا اس کا بدلہ ہے اور یہ متمناہ بنت ہشیم کا ہدیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری برکتوں کی وجہ سے اس پر مہربانی کی، اس لیے کہ جب تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تو میں نے اس شخص کو بھیجا جو اس کو لایا اور میں نے اس سے نکاح کیا اور میں نے اس کو تمہاری اطلاع دی تو اس نے تمہارے کام پر شکر کیا اور میں اس کے شکر سے زیادہ تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

عقل مند لڑکی

عرب کے کاروان اور عقلاء میں ایک شخص تھا جس کو لوگ شن کہتے تھے۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ صرف اسی عورت سے نکاح کرے گا جو اس کیلئے مناسب ہوگی اور وہ ایسی عورت کی تلاش میں قبیلوں اور شہروں کا سفر کرتا تھا چنانچہ اس کے بعض سفروں میں ایک شخص اس کا ساتھی ہوا جب ان پر سفر دشوار ہوا تو شن نے اس شخص سے کہا کہ کیا تو مجھے اٹھائے گا اور اپنی پیٹھ پر لادے گا؟ یا میں تجھے لادوں؟ اس کے جواب میں اس شخص نے کہا کہ اے جاہل! کیا سوار، سوار کو اپنے اوپر لادتا ہے تو شن نے اس سے رک گیا۔ اس کے بعد وہ دونوں ایک ایسی زراعت پر آئے جو کھڑی تھی پھر شن نے اس شخص سے کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ زراعت کھائی گئی ہے یا نہیں۔ یہ سن کر اس شخص نے شن سے کہا کہ اے جاہل کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ زراعت اپنی بالی میں باقی ہے تو شن یہ سن کر چپ ہو گیا اور کچھ نہ کہا۔ پھر ان کے سامنے ایک جنازہ آیا یہ دیکھ کر شن نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آیا تم دیکھتے ہو کہ اس جنازہ کا صاحب (مردہ) زندہ ہے یا نہیں۔ اس کے ساتھی نے کہا کہ میں نے تم سے بڑھ کر جاہل شخص نہیں دیکھا۔ تم دیکھتے ہو کہ وہ قبرستان کی طرف لے جایا رہا ہے اور وہ زندہ ہے جب یہ دونوں اس شخص کے گاؤں یا

محلّہ میں پہنچے تو شن کا رفیق سفر اس کو اپنے گھر لے گیا اور اس شخص کی ایک لڑکی تھی جس کا نام طبقہ تھا۔ اس کا باپ شن کی باتوں کا اس سے تذکرہ کرنے لگا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ بہت صحیح کہا اور اس نے تم سے ایسی باتیں دریافت کی جو کسی ایسے شخص سے دریافت کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کا یہ قول کہ تم مجھے لادو گے یا میں تم کو لادوں۔ اس سے اس کی یہ مراد تھی کہ آیا تم مجھ سے باتیں کرو گے یا میں تم سے باتیں کروں تاکہ راستہ باتیں کرنے کی وجہ سے جلدی ختم ہو جائے اور پھر اس کا یہ کہنا کہ یہ کھیتی کھائی گئی ہے یا نہیں اس سے اس کا یہ مقصد تھا کہ آیا مالکان زراعت نے اس کے ثمن کو شمار کیا ہے یا نہیں۔ اور اس جنازہ کے بارے میں یہ کہنا کہ زندہ ہے یا نہیں۔ اس سے مراد یہ تھی کہ آیا اس نے اولاد چھوڑی ہے جن سے اس کا ذکر زندہ رہے گا یا نہیں جب وہ شخص گھر سے باہر نکلا تو اس نے اپنی لڑکی کی وہ تمام باتیں جو اس نے شن کی باتوں کی وضاحت کی شن سے بیان کی۔ یہ سن کر شن نے اپنے لیے اس لڑکی کا بیوی ہونا پسند کیا اور اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کرکے اس کے باپ سے اس کے نکاح کا پیغام دیا اور اس سے نکاح کیا اور اس کو اپنی قوم میں لایا تو لوگوں نے ان دونوں کا حال معلوم کیا کہ شن نے طبقہ سے موافقت کی چنانچہ یہ بات ضرب المثل ہوگئی۔ واللہ اعلم

لونڈی کے بدلہ جنتی حور

ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ انہوں نے اپنی لونڈی فروخت کی۔ اس کے بعد وہ اس پر نادم ہوئے اور انہیں اپنا حال لوگوں پر ظاہر کرتے ہوئے شرم آئی چنانچہ انہوں نے اپنی ہتھیلیوں پر اپنی حاجت لکھی اور کہا کہ یا مجیب الدعاء جو میں چاہتا ہوں اس کو تو خوب جانتا ہے اور اپنی زبان سے کچھ نہ کہا اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے جب صبح ہوئی تو انہوں نے کسی کو اپنا دروازہ کھٹکھٹاتے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں وہی ہوں جو کل تم سے لونڈی خرید کر لے گیا تھا اور آج اس لونڈی کو تمہارے پاس واپس لایا ہوں۔ یہ سن کر وہ بے حد خوش ہوئے اور لونڈی کو

خریدار سے لے کر کہا کہ تم صبر کرو یہاں تک کہ ہم اس کی قیمت تمہارے حوالہ کریں۔ خریدار نے کہا کہ میں تم سے قیمت نہیں چاہتا اور میں اس کا بدلہ اس سے بہتر لے چکا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے خواب میں ایک کہنے والے کو دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ اے شخص اس لونڈی بیچنے والا اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ہے اور اس کا دل اس لونڈی سے وابستہ ہوگیا ہے اگر تو اس لونڈی کو بلا قیمت اسے واپس دے دے گا تو میں تجھے جنت میں داخل کروں گا اور اس کے عوض میں تجھے جنتی حور عطا کروں گا۔ اس لیے میں نے اس ثواب کو قیمت پر ترجیح دی۔ اس لیے میں قیمت نہ لوں گا۔

موت سے کوئی نہیں بچ سکتا

زمانہ سابق میں ظالم بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کے پاس ملک الموت آئے تاکہ اس کی روح قبض کریں۔ بادشاہ نے اُن سے کہا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ملک الموت ہوں۔ تیری جان قبض کرنے کیلئے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ سات برس مجھے مہلت دو تاکہ میں موت کیلئے تیار ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا کہ اس سے کہو کہ میں نے تم کو سات سال کی مہلت دی۔ ملک الموت نے اس سے یہ کہا اور چلے گئے۔ اس کے بعد بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ میرے لیے ایک مضبوط قلعہ بنایا جائے اور اس کے سامنے سات خندقیں بنائی جائیں اور اس قلعہ کی چار دیواری پتھر کی بنائی جائیں اور اس پر لوہے اور جست کا دروازہ لگایا جائے اور اس قلعہ میں ایک بڑا محل تیار کیا جائے تاکہ وہ اس محل میں ملک الموت سے اپنا تحفظ کر سکے، تو ایسا ہی کیا گیا اور اس نے قلعہ کے دربانوں سے کہا کہ تم لوگ کبھی کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا جب مدت معینہ ختم ہوگئی تو ملک الموت اس کے پاس آگئے۔ جب بادشاہ نے ان کو دیکھا تو کہا کہ تم کس راستہ سے آئے ہو اور کیسے اندر آئے اور تم کو کس نے اندر آنے دیا ہے؟ ملک الموت نے فرمایا کہ میں صاحب خانہ کی اجازت سے آیا ہوں۔ بادشاہ نے اپنے دربانوں کو بلایا اور ان سے کہا

کہ تم لوگوں نے ان کو محل کے اندر میرے پاس کیوں آنے دیا۔ یہ سن کر انہوں نے قسم کھائی کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا اور نہ ہم نے ان کو اجازت دی اور نہ ہم نے کسی کو آتے دیکھا۔ دروازے اسی طرح بند ہیں اور کنجیاں محفوظ ہیں۔ اس کے بعد ملک الموت نے اس سے فرمایا کہ مالک خانہ اس دیوار کی طرف التفات نہیں کرتا ہے اور مجھے دیواریں اور شہر پناہیں اور خندقیں نہیں روک سکتی ہیں۔ اس وقت بادشاہ نے ملک الموت سے کہا کہ اے شخص آخر تیرا مقصود کیا ہے؟ ملک الموت نے فرمایا کہ میں تیری روح قبض کروں گا۔ بادشاہ نے ان سے کہا کیا یہ ضروری ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ ہاں تو بادشاہ نے کہا کہ جب تم میری جان نکالو گے تو میں کہا جاؤں گا۔ ملک الموت نے جواب دیا کہ تم اس مکان کی طرف جاؤ گے جس کو تم نے بنایا ہے اور اس گھوارہ کی طرف جاؤ گے جس کو تم نے اپنی ذات کیلئے تیار کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا میں نے تو اپنے لیے کوئی مکان نہیں بنایا ہے۔ ملک الموت نے فرمایا کہ ضرور تم نے بنایا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ وہ گھر کہاں ہے؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ اس آگ میں جو گوشت کھینچنے والی ہے اور اس شخص کو بلاتا ہے جو اس سے بھاگتا ہے اور مال کو جمع کر کے اس کو محفوظ رکھتا ہے۔ اس کے بعد ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی۔

پتھر سے پانی کا چشمہ نکل آیا

حضرت وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ زادراہ تیار کرو اور زمین کی سیر کرو اور ہماری قدرت کا مشاہدہ کرو چنانچہ آپ نے زادِ راہ تیار کیا پھر سیر و سیاحت شروع کی اور ایک دریا کے کنارے پہنچے۔ آپ نے ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ وہ بکریاں چرا رہا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے اللہ کے بندے! تیرے پاس پانی یا دودھ ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ ان دونوں میں سے جو آپ کہیں میں وہ آپ کو پلاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایک گھونٹ پانی پلا دو چنانچہ وہ غلام گیا اور اس

کے ہاتھوں میں ایک لاٹھی تھی، وہ ایک پتھر کے پاس آیا اور کہا کہ اے پتھر میں تجھ کو خلیل الرحمن کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ تو اسی وقت پانی کا چشمہ جاری کر دے یہ کہہ کر اس نے پتھر پر لاٹھی ماری۔ تو اللہ کی قدرت سے پانی چشمہ پھوٹ نکلا۔ اس کے بعد وہ غلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پانی لایا اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے نوش فرمایا پھر وہاں سے چلنے لگے۔ (یہ دیکھ کر) غلام نے آپ سے کہا کہ کیا آپ اس سے تعجب کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تعجب کی بات ہی ہے کیونکہ میں نے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ غلام نے کہا کہ میں آپ سے اس سے زیادہ تعجب خیز بات بیان کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہ السلام میں سے ایک کو خلیل بنایا ہے اور میں نے اپنے رب سے اس خلیل علیہ السلام کے حق اور واسطہ سے جو چیز مانگی اس نے وہ مجھے عطا فرمائی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے شخص وہ خلیل میں ہی ہوں۔ اس غلام نے کہا کیا واقعی وہ خلیل علیہ السلام آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں! (یہ سن کر اس غلام نے ایک سخت چیخ ماری اور اسی وقت فوت ہو گیا۔ اس کے بعد آسمان سے نور کا ایک ستون اترا اور اس نے غلام کو اچک لیا پھر یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ آسمان نے اس کو اٹھا لیا یا زمین اس کو نگل گئی اس کے بعد۔

دنیا سے دھوکہ نہ کھانا

حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے لوٹے اور ایک پہاڑ پر چڑھے تو آپ نے ایک مکان دیکھا کہ اس کا ایک دروازہ ہے جس میں دو کواڑ ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک مردہ پڑا ہے جس پر ستر حلے ہیں اور اس کے پاس ایک تختی ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ میں شداد، عاد کا بیٹا ہوں۔ میں ایک ہزار برس زندہ رہا اور میں نے ہزاروں لشکروں کو شکست دی اور میں نے ایک ہزار باکرہ عورتوں سے نکاح کیا اور میرے ایک ہزار

لڑکے پیدا ہوئے اور میں نے ستون والا شہر ارم بنایا چنانچہ جب میں مرنے کے قریب ہوا تو میں نے اپنے حیلے اور تدبیروں سے چارہ جوئی کی اور میری سلطنت میں روئے زمین کے جتنے طبیب تھے میں نے سب کو جمع کیا لیکن وہ لوگ اس پر قادر نہ ہوئے کہ مجھ کو موت سے بچا لیتے تو جو شخص مجھے دیکھے اس کو چاہیے کہ دنیا سے دھوکہ نہ کھائے۔

اے لوگو! اس دنیا کو اپنے نفوس اور اپنی جانوں پر آسان نہ سمجھو۔ اس لیے کہ تم لوگ مجھ سے زیادہ مال جمع نہیں کر سکتے جس قدر میں نے جمع کیا اور نہ اس سے زیادہ اولاد پا سکتے ہو جس قدر مجھے ملیں۔ سنو بے شک دنیا بہت ہی مکار اور بہت ہی ہلاک کرنے والی اور اہل دنیا کے ساتھ کھیلنے والی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مکان سے باہر نکلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی اور آپ سے فرمایا کہ پیارے خلیل آپ نے کیا کچھ دیکھا ہے؟ تو حضرت ابرہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ اے میرے رب! میں نے عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام واپس جاؤ۔ اس لیے کہ میرے عجائبات بہت ہیں ان کے دیکھنے کی تمہیں ضرورت نہیں اور نہ ہی طاقت ہے۔

ابراہیم بن مہدی کی کہانی اسی کی زبانی

واقدیؒ سے اس قدر واقعات منقول ہیں کہ جن سے کتب تواریخ بھری پڑی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن مہدیؒ، برادر ہارون رشید نے اپنے بھائی ہارون کے مرنے کے بعد اپنے بھتیجے امیر المومنین مامون رشید کے زمانہ خلافت میں شہر میں خلافت کا دعویٰ کیا اور اس کا مالک بن بیٹھا اور ڈھائی سال حکومت کرتا رہا۔ مامون نے اس کی تلاش میں کوشش بلیغ کی اور منادی کرا دی کہ جو شخص ابراہیم بن مہدی کو ان کے پاس لائے گا اس کو وہ ایک لاکھ درہم انعام دے گا۔ ابراہیم بن مہدی کا بیان ہے کہ اس وقت مجھے اپنی جان پر خوف ہوا اور میں اپنے معاملہ میں متحیر اور پریشان تھا مجھ پر زمین

تنگ ہوگئی تھی ہر وقت یہی سوچتا تھا کہ میں کہاں جاؤں۔ آخر کار بھیس بدل کر اپنے گھر سے دوپہر کے وقت نکلا اور وہ زمانہ سخت گرمی کا تھا چنانچہ میں ایک ایسے راستہ میں پھنس گیا جو آر پار نہ تھا تو میں نے **"انا للہ و انا الیہ راجعون"** پڑھا اور کہا کہ میں نے بے شک اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالا ہے اگر میں اپنے نشان قدم پر واپس آتا ہوں تو میرے معاملہ میں شک واقع ہوگا اور میں صورت بدلنے والے کی حالت پر تھا تو میں نے صدر راستہ میں ایک حبشی غلام کو دیکھا کہ وہ اپنے گھر کے دروزہ پر کھڑا ہے۔ میں اس کے پاس گیا اور کہا کہ کیا تیرے پاس کوئی ایسی جگہ ہے کہ جہاں میں ایک گھڑی آرام کرلوں۔ اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ اس نے دروازہ کھولا اور کہا کہ اندر آؤ تو میں ایک ایسے صاف ستھرے کمرے میں داخل ہوا کہ جس میں بچھونے اور پاکیزہ چمڑوں کے تکیے موجود تھے۔ پھر اس نے دروازہ بند کر دیا اور چلا گیا۔ اس کے بعد مجھے خیال ہوا کہ شاید اس نے معاوضہ اور انعام کی طمع میں مجھے یہاں قید کر دیا ہے اور خود مامون کو میری خبر کرنے گیا ہے۔ یہ خیال آتے ہی میں چنگاریوں پر لوٹنے لگا۔ میں اسی غم اور فکر میں تھا کہ وہ میرے پاس آیا اور اس کے ساتھ مزدور تھا جس کے سر پر ہر قسم کی چیزیں مثلاً روٹی و گوشت، دہی، ہانڈی اور نیا گھڑا اور نئے کوزے جن کی احتیاج ہوتی ہے موجود تھیں۔ اس نے حمال کے سر سے ان چیزوں کو اتارا اور وہ واپس چلا گیا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے میرے آقا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے میں مرد حجام ہوں اور میں جانتا ہوں کہ آپ میرے اس ذریعہ معاش کو جس کو میں کرتا ہوں خوب پہچانتے ہوں گے اور بہت ممکن ہے کہ آپ کی طبیعت اس کو یہ قبول کرے اور ان چیزوں میں سے کسی پر کوئی ہاتھ نہیں لگا ہے آپ کو اختیار ہے جو چاہیے لے لیجئے۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ میں بہت ہی بھوکا تھا چنانچہ میں نے اپنے لیے ایک ہانڈی پکائی جس میں ایسا مزہ تھا کہ میں نے اس سے زیادہ لذیذ کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا تھا۔ جب میں کھانے سے فارغ ہو چکا تو اس نے مجھ سے کہا کہ اے مالک! کیا آپ کو شراب کی رغبت ہے۔ بے شک شراب غم کو دفع کرتی ہے اور طبیعت کو خوش کرتی ہے۔

میں نے کہا کہ ہاں میں اس کی رغبت رکھتا ہوں اور اس کو پسند کرتا ہوں تو وہ شیشہ کے ایسے نئے ظروف جن کو کسی نے نہیں چھوا تھا اور مٹی کے گھڑے میرے پاس لایا اور کہا کہ اے آقا اپنے لیے جس طرح آپ کو پسند ہو شراب صاف کیجئے چنانچہ میں نے نہایت ہی خوبی اور عمدگی سے شراب صاف کی اور اس نے جدید پیالہ اور مٹی کے نئے طشت میں گلدستہ حاضر کیا اور کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ کے پاس بیٹھوں اور آپ کو خوش کرنے کیلئے میں الگ شراب نوشی کروں۔ میں نے اس کو اجازت دی چنانچہ میں نے اور اس نے شراب نوشی کی جب اس نے محسوس کیا کہ شراب نے مجھ میں اثر کیا تو وہ اٹھا اور اسباب کی کوٹھری میں جا کر ایک چوڑا بربط نکال لایا پھر مجھ سے کہا کہ اے مالک! میرا رتبہ یہ نہیں ہے کہ آپ پر بار ڈالوں اور گانے کی درخواست کروں لیکن میرے حق کی حرمت آپ کی مروت پر واجب ہے اس لیے اگر آپ اپنے غلام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کی رائے عالی ہونے کا ثبوت ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اچھا گاتا ہوں۔ اس نے کہا کہ سبحان اللہ اے آقا آپ تو شہر میں فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ تو ہمارے خلیفہ اور میرے آقا ابراہیم بن مہدی ہیں اور خلیفہ مامون رشید نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص آپ کا پتہ بتائے گا اس کو ایک لاکھ درہم انعام ملے گا لیکن میری طرف سے آپ کو امکان ہے تو جب حجام نے مجھ سے یہ کہا کہ تو میری نظر میں اس کی عظمت اور زیادہ ہوگئی اور میرے نزدیک اس کی مروت اور جواں مردی ظاہر ہوئی۔ اس کے بعد میں نے بربط لیا اور اس کو درست کیا اور میرے دل میں اپنے بال بچوں اور وطن کی جدائی کا خیال گزرا اور بخدا یہ ایسی بات ہے کہ کوئی شخص اس کا متحمل نہیں ہوسکتا تو میں نے یہ اشعار پڑھا:

وعسی الذی اهدی لیوسف اهله واعزه فی السجن وهوا سیر

ان یستجیب لنا و یجمع شملنا واللہ رب العالمین قدیر

ترجمہ: اور وہ ذات پاک جس نے یوسف علیہ السلام کے لیے ان کے اہل کو ہدایت کی

اور جیل میں ان کو عزت دی حالانکہ وہ قیدی تھے۔ عنقریب ہماری دعا قبول فرمائے گا اور ہماری پراگندگی کو جمع کرے گا اور اللہ جو دونوں جہان کا پروردگار ہے ہر چیز پر قادر ہے۔

تو سرور حجام پر غالب ہو گیا۔ بالخصوص لذیذ شراب کے ساتھ تو سرور کی کوئی انتہا ہی نہ رہی اور ابراہیم کی خوش آوازی کا یہ شہرہ تھا کہ جب وہ اپنے غلام سے کہتے تھے کہ اے غلام خچری باندھ دے تو ان کے سننے والوں کو اس سے سرور حاصل ہوتا تھا جب حجام کی طبیعت خوش ہوئی اور اس میں انبساط اور مسرت نے اپنی حکومت جمائی تو اس نے کہا کہ اے میرے آقا! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ جو کچھ میرے دل میں گزرا اور ظاہر ہوا ہے اس کو گاؤں اگرچہ اس کا اہل نہیں ہوں تو میں نے کہا کہ بے شک یہ کام مجھ پر تیرے مروت کی زیادتی اور تیرے نفس کے کمال اور تیرے ادب کی خوبی سے ہوگا چنانچہ اس نے بربط لیا اور یہ شعر پڑھا:

شکونا الی احبابنا طول لیلنا فقالو النا ما اقصر اللیل عندنا

وذاک لان النوم یغشے یعونهم سریعاً ولا یغشے لنا النوم اعینا

اذا مادنا اللیل الضر بذی الهوے جزعنا وهم یستبشرون اذا دنا

فا وانهم کانو ایلا قون مثل ما نلاقی لکانوافی المضاجع مثلنا

ہم نے اپنے احباب سے اپنی رات کی درازی کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہ بہت ہی چھوٹی رات تھی اور یہ کہ نیند ان کی آنکھوں کو جلد ڈھانک لیتی ہے اور ہماری آنکھوں کو نیند نہیں ڈھانکتی ہے جب وہ رات ضرر رساں اہل محبت کے قریب ہوتی ہے تو ہم ڈر اور گھبرا جاتے ہیں اور وہ لوگ خوش ہوتے ہیں جب ان سے وہ رات قریب ہوتی ہے اگر وہ ایسی چیز سے ملتے جس سے ہم ملے ہیں تو البتہ وہ لوگ بھی اپنی خواب گاہوں میں ہماری طرح ہو جاتے۔

اس کے بعد مجھ سے ایسا سرور آیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہ تھا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ سرور کی وجہ سے عنقریب یہ گھر مجھے لے اڑے گا اور جو کچھ مجھے خوف و گھبراہٹ تھی وہ سب کچھ جاتا رہا پھر میں نے حجام سے درخواست کی کہ کچھ اور بھی

پڑھے چنانچہ جس کے جواب میں اس نے کہا کہ اے میرے آقا! آپ کی محبت اور بزرگی سے مجھے یہ منظور ہے چنانچہ اس نے پڑھا:

تعیرنا انا قلیل عدادفا فقلت لها ان الکرام قلیل

وما ضرنا انا قلیل وجارنا عزیز و جار الا کثرین ذلیل

وانا القوم لانری اقتل سبة وازا مارأته عامر و سلول

یقرب حب الموات اٰجالنا لنا وتکرهه اعمارهم فتطول

میری محبوبہ مجھے عار دلاتی ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد کم ہے تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک بزرگ کم ہی ہوتے ہیں اور ہم کو اس سے ضرر نہیں پہنچا کہ ہم عدد میں کم ہیں حالانکہ ہمارا پڑوسی باعزت اور خوشحال ہے اور جو لوگ کہ عدد میں زیادہ ہیں ان کا ہمسایہ خوار ہے اور بلاشبہ ہم ایسی قوم ہیں کہ قتل کو عار اور گالی نہیں دیکھتے ہیں جبکہ قبیلہ عامر اور سلول نے قتل کو عار دیکھا اور ننگ خیال کیا۔ موت کی محبت ہماری صورتوں کو ہم سے قریب کر دیتی ہیں۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ اس سے مجھ پر بے حد سرور ہوا اور میں سو گیا جب عشاء کے بعد بیدار ہوا تو میں نے اپنا منہ دھویا اور اس حجام کی نفاست اور اس کے حسن ادب اور س کی عقل مندی میں فکر کرنے لگا۔ اس کے بعد میں نے اس کو جگایا اور ایک تھیلی نکالی جو میرے ساتھ تھی اور اس میں اشرفیاں تھیں چنانچہ میں نے ان سب اشرفیوں کو اس کی طرف پھینک دیا اور اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ دولت دی ہے اور میں تم سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تم اس میں تصرف کرو اور جب مجھے خوف سے امن ہو جائے گا تو تمہارے لیے اس سے زیادہ نعمت ہوگی لیکن حجام نے وہ تھیلی مجھے واپس کر دی اور کہا کہ اے میرے آقا! بے شک ہم ایسے محتاجوں کی قدر آپ کے نزدیک نہیں ہے کیا میں اس پر قیمت اور معاوضہ لوں کہ زمانہ نے آپ کا قرب اور آپ کی تشریف آوری کا فخر مجھے بخشا۔ خدا کی قسم! اگر آپ اس بارے میں مجھ سے لوٹ پھیر کریں گے اور اس کا واپس لینا مجھ پر بھاری تھا۔ آخر جب میں چند دن کے بعد حجام سے رخصت ہو کر نکلا تو

مجھے خیال بدزیادہ اور خوف اور وسواسہ نے گھیر لیا اور مجھے تجربہ ہوا کہ جو شخص مجرم ہوتا ہے اس کو بہت زیادہ خوف ہوتا ہے اور اس کا وہم اور خوف اس کے خیال اور وہم میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ ہر شخص اس کی طرف دیکھتا ہے اور ہر ایک اس کو پہنچانتا ہے اور اس کا مکان جانتا ہے تو اس کا نفس ایک مکان میں قرار نہیں پکڑتا ہے اور وہ پریشان ہوتا ہے اور میں تقریباً آٹھ راتیں فلاں اور فلاں مقام کی طرف رات کی اندھیروں میں پھیرتا رہا اور مجھے جو جو تکلیفیں تھیں ان کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ آخر میں دریا پر آیا تاکہ بغداد کا پل عبور کروں اور اس زمانہ میں پل لوگوں کی فرحت اور سیر گاہ کا مقام تھا اور اسی بارے میں ابوجہم شاعر کہتا ہے:

عیون المها من الرصافة و الجسر

الرن الهوی من حیث ادری ولا ادری

گادان دشتی یعنی حسینان جہان کی آنکھوں نے محلہ رصافہ اور پل کے درمیان میں عشق کو برانگیختہ کیا۔

ایسی جگہ سے کہ بعض کو میں جانتا ہوں اور بعض کو نہیں جانتا ہوں اور پل بغداد پر اس قدر زیادہ چھڑکاؤ تھا کہ وہ پاؤں کو پھسلاتا تھا تو ایک فوجی سپاہی نے جو میری خدمت کرتا تھا میری طرف اس نے دیکھا اور مجھے پہچانا چنانچہ اس نے کہا کہ یہ تو امیر المومنین کا مطلوب ہے پھر تو وہ مجھ سے الجھ گیا تو جان شیریں کی محبت کی وجہ سے میں نے اس کو مع اس کے گھوڑے کے ایسا سخت دھکا دیا کہ اس کا پاؤں زمین سے اکھڑ گیا اور میں نے اس کو اس پھلسن میں پھینک دیا تو وہ اس کو عبور کرنے لگا اور اس پر لوگ جمع ہوگئے اس کے بعد جلدی کرنے میں میں نے سخت کوشش کی حتی کہ میں نے پل کو طے کیا اور ایک راستہ میں داخل ہوگیا پھر میں نے ایک گھر کا دروازہ کھلا ہوا پایا اور اس کے دالان میں ایک عورت کو دیکھا اور اس سے کہا کہ اے عورتوں کی سردار مجھ پر رحم کر اور میری جان بچا۔ اس لیے کہ میں خوف زدہ شخص ہوں۔ اس عورت نے کہا کہ مبارک باد اور کشادہ روئی اور تعظیم کے ساتھ آؤ اور وہ مجھے ایک بالا خانہ پر لے گئی اور میرے

لیے فرش بچھایا اور میرے لیے کھانا لائی اور کہا کہ اپنے دل کو آرام دو، اس لیے یہاں آپ کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں۔ اس کے بعد اس کا دروازہ اس زور سے کھٹکھٹایا گیا کہ گویا توڑا جا رہا تھا۔ آخر وہ عورت نکلی اور دروازہ کھولا تو ایک شخص داخل ہوا اور وہ وہی تھا جس کو میں نے مع اس کے گھوڑے کے پل پر دھکا دیا تھا اور یہ اس کا شوہر تھا۔ اس کے سر پر پٹی بندھی تھی اور اس کے کپڑوں پر خون جاری تھا لیکن اس کے ساتھ اس کا گھوڑا نہ تھا چنانچہ اس عورت نے اس سے کہا کہ کس چیز نے تم کو بلا میں ڈالا ہے اور یہ کیا مصیبت آئی۔ اس کے شوہر نے جواب دیا کہ آج میں مالداری پر کامیاب ہو گیا تھا لیکن وہ مجھ سے چھوٹ گیا اور اس نے اپنی عورت سے سارا قصہ بیان کیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر کیلئے جلی ہوئی روئی نکالی اور اس سے اس کے زخم کو بھرا اور اس پر پٹی باندھی اور خود اس کیلئے بستر بچھایا چنانچہ وہ کمزوری کی حالت میں سویا پھر وہ عورت میرے پاس آئی اور کہا کہ شاید میرے شوہر کے ساتھ تیرا جھگڑا ہوا ہے تو میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ تم نہ ڈرو اور سکون سے رہو اور جب تک میرا شوہر علیل ہے اس وقت تم میری حفاظت اور مہمانی میں ہو چنانچہ تین دن تک اس کے پاس میں عزیز ترین اکرام کے ساتھ اور مہمانی میں رہا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اب میرے شوہر کو آرام ہو گیا ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ کہیں اس کو تمہارے بارے میں معلوم نہ ہو جائے اور حاکم وقت سے تمہاری شکایت کرے۔ اس لیے تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی جان کو بچاؤ چنانچہ میں نے رات تک صبر کیا اور عورتوں کا لباس پہنا پھر وہاں سے نکلا۔ اس کے بعد میں ایک عورت کے گھر آیا جو پہلے میری لونڈی تھی اور میں نے اس کو آزاد کر دیا تھا جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ روئی اور آہ نالہ کیا اور میری سلامتی پر اللہ کا شکر کیا اور گھر سے باہر نکلی اور بازار جانے کا ارادہ کیا تاکہ میرے لیے کھانا لائے۔ تو مجھے معلوم ہوا کہ اس نے میرا پتہ بتلا دیا اور ابراہیم موصلی اور اس کے سواروں اور پیدلوں کو میرے لیے حاضر کر دیا اور وہ بھی اس کے ساتھ ہے چنانچہ اس نے مجھے اس کے حوالہ کر دیا اب تو مجھے ہر طرف سے موت ہی موت نظر آنے لگی اور میں اسی صورت سے کہ جس شکل میں

تھا یعنی زنانہ لباس میں مامون رشید کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس وقت مامون ایک عام دربار میں بیٹھا تھا کہ ابراہیم موصلی نے مجھے مامون رشید کے پاس لے گیا جب میں مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو میں نے اس کو خلافت کے ساتھ سلام کیا۔ یعنی میں نے کہا کہ السلام علیکم یا امیر المومنین اس کے جواب میں مامون نے کہا کہ خدا تجھے سلامت نہ رکھے اور نہ تجھ کو زندہ رکھے۔ میں نے کہا کہ ٹھہرو، بے شک بادشاہ قصاص اور عفو میں مختار ہے اور تم جانتے ہو کہ معاف کرنا پرہیز گاری سے بہت ہی قریب ہے اور تمہارا معاف کرنا ہر عفو سے بالاتر قرار دیا گیا ہے جس طرح میرا گناہ تمام گناہوں سے زیادہ مانا گیا ہے۔ اگر تم نے مجھے پکڑا تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنے حق سے پکڑے گا اور اگر تم نے معاف کیا تو وہ اپنے فضل اور بزرگی سے تمہیں معاف کرے گا چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے:

ذنبی الیک عظیم و انت اعظم منه
فخذ بحقک اولا فا صفح بحلمک عنه
ان لم اکن فی فعا لی من الکرام فکنه

ترجمہ: تیرے نزدیک میرا گناہ بڑا ہے اور تم اس سے بھی بزرگ تر ہو کہ اس گناہ سے مجھے پکڑتے ہو۔ پس اپنے حق سے پہلے تم پکڑو پھر اپنے حلم کی وجہ سے میرے اس گناہ سے درگزر کرو اگر میں اپنے کاموں میں اچھا نہیں ہوں تو تم ان سے ہو جاؤ۔

اس کے بعد مامون نے غصہ کی صورت میں میری طرف اپنا سر اٹھایا۔ پس میں نے جلدی کی اور کہا:

اذنبت زنبا عظیما وانت للعفو اهل
فان عفوت فمن و ان جزیت فعدل

ترجمہ: میں نے بڑا گناہ کیا اور تم عفو کے اہل اور سزاوار ہو۔ پس اگر تم نے معاف کیا تو تمہارا احسان ہے اور اگر بدلا لیا تو انصاف ہے۔

ابراہیم کہتے ہیں کہ میرے اس طرح کہنے سے مامون کا دل نرم ہو گیا اور میں نے اس سے رحم کی خوشبوئیں جو اس کی عادتوں میں تھیں سونگیں اس کے بعد مامون نے

اپنے لڑکے عباس اور اس کے بھائی اسحاق اور بنی عباس وغیرہم کے خاص لوگوں میں سے جو حاضر تھے ان سب کی طرف التفات کیا اور دیکھا اور فرمایا کہ تم لوگ ان کے معاملہ میں کیا رائے رکھتے ہو چنانچہ ان میں سے سب نے قتل کا مشورہ دیا لیکن ان لوگوں نے اس معاملہ میں اختلاف کیا جو نیک دل تھے اور ان کی عادتیں جاری تھیں کہ وہ ان بادشاہوں کے حضور میں کلمہ خیر سے نہیں چوکتے تھے جو لوگ کہ اس شخص کی راہ نہیں چلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ زمانہ الٹا پلٹا کھانے والا ہے اور لوگوں سے ان کے اعمال کے موافق بدلہ لینے والا ہے۔ اس کے بعد مامون نے احمد بن خالد سے فرمایا کہ اے احمد تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ احمد بہت ہی ذہین تھا اور وہ خلفاء کے ارشاروں اور ان کے مقصدوں کو بہت جلد سمجھتا تھا چنانچہ احمد نے سمجھا کہ مامون کی غرض معافی ہے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس کے کلام سے موافقت کرے۔ اس کے بعد احمد نے کہا کہ یا امیر المومنین بے شک اگر آپ نے ان کو مار ڈالا تو میں نے پایا اور دیکھا ہے کہ آپ جیسے شخص نے ایسا کام بہت کیا ہے یعنی خلیفہ کو کسی مجرم کو مار ڈالنے کی نظیر دنیا میں بہت موجود ہے اور اگر آپ نے ان کا گناہ معاف کر دیا تو میں آپ کی نظیر نہ پاؤں گا کہ کسی نے ایسے مجرم کے ساتھ ایسا کام کیا ہو۔ یعنی ایسے مجرم کا قصور معاف کرنا عدیم النظیر ہوگا۔ اس کے بعد مامون نے دیر تک زمین کی طرف اپنا سر نیچا رکھا اور یہ شعر پڑھا:

قومی هم قتلوا امیم اخی

فاذا رمیت اصابنی سهمی

ترجمہ: اے امیمہ! (شاعر کی بیوی کا نام ہے۔) میری قوم نے میرے بھائی کو مار ڈالا۔ پس اگر میں انتقام کا تیر مارتا ہوں تو وہ مجھ کو لگتا ہے۔

جب میں نے یہ دیکھا تو اپنے مقنعہ پھینک دیا اور با آواز بلند اللہ اکبر کہا اور اہل مجلس نے بھی تکبیر سے آواز بلند کی اور میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو معاف کرے۔ اس کے بعد مامون میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے میرے چچا آپ

کو کوئی ڈر نہیں ہے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین میرا گناہ اس سے بہت بڑا ہے کہ اس کے ساتھ میں زبان کھولوں اور کوئی بات کہوں پھر میں نے یہ کہنا شروع کیا:

ان الذی خلق المکارم حازها
في صلب أدم للامام السابع

ملئت قلوب الناس منک جهابة
وتظل تکلؤهم بقلب خاشع

ما ان عصیتک والغواة تمدنی
اسبابها الابنیة طائع

فعفوت عمن لم یکن عن مثله
عفوولم یشفع الیک بشافع

ورحمت افراخا کافراخ القطا
وحنین والدة بقلب جازع

ترجمہ: بے شبہ جس پاک ذات نے اچھے اخلاق پیدا کیے اس نے ان ساتویں امام (مامون رشید خلفائے عباسیہ کے ساتویں خلیفہ ہیں) کیلئے آدم کی پشت میں جمع کر دیا تھا۔ لوگوں کے دل تیرے خوف سے بھر گئے ہیں اور تو نے خداترس دل سے ان کی حفاظت کرنا شروع کی ہے اور میں نے تیری نافرمانی بہ نیت فرمانبرداری کی ہے حالانکہ گمراہوں اور سرکشوں کے اسباب نے میری مدد کی۔ پس تو نے ایسے شخص کا گناہ معاف کیا کہ اس جیسے کیلئے معاف نہیں ہے حالانکہ تیرے پاس کسی سفارشی نے سفارش نہ کی اور تو نے میرے ان بچوں پر جو مرغ سنگ خوار یعنی لوا کے چوزوں کی طرح ہیں رحم کیا اور میری والدہ کے دل بے قرار کے نالہ اور گریہ پر رحم کیا۔

اس کے بعد مامون نے کہا کہ اے میرے چچا آپ کو کوئی خوف نہیں ہے اور میں نے آپ کو اپنی خوشی کے ساتھ معاف کیا اور میں نے آپ کو اجازت دی کہ جب آپ چاہیں میرے ساتھ اور میری صحبت میں رہیں پھر فرمایا کہ اے چچا! آپ نے اپنے عذر کی زندگی سے میرے سینہ کو مردہ کر دیا۔ یعنی آپ نے معذرت کر کے میرے کینہ کو دور کر دیا۔ میں نے آپ کو معافی دی اور سفارش کرنے والوں کے احسان کی تلخی میں نے آپ کو نہ پلائی پھر مامون نے طویل سجدہ کیا اور اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ اے چچا! تم کو تمہاری دولت کے دشمن پر کامیابی اور فتح دی۔ مامون نے کہا کہ میں نے یہ ارادہ نہیں کیا لیکن میں نے اس کا شکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گناہ کی معافی میرے دل میں

ڈال دی اور میرے دل کو آپ کی طرف سے صاف کر دیا۔ آپ مجھ سے وہ واقعہ بیان کیجئے جو آپ کو پیش آئے چنانچہ میں نے اپنے واقعہ کی صورت اس سے بیان کی اور جو حالت مجھے حجام اور فوجی سپاہی اور اس کی بیوی اور اپنی لونڈی کے ساتھ گزری تھی اس کو بھی بیان کیا تو مامون نے ان سب کی حاضری کا حکم دے دیا اور میری آزاد کردہ لونڈی اپنے گھر میں اس انعام کی منتظر تھی جو میری گرفتاری پر مقرر تھا چنانچہ جب اس کو حاضر کیا تو مامون نے اس سے کہا کہ جو کام تو نے اپنے آقا کے ساتھ کیا اس پر تجھ کو کس چیز نے ابھارا اور مستعد کیا اس نے کہا کہ مال کی رغبت نے۔ اس کے بعد مامون نے اس سے فرمایا کہ کیا تیرا لڑکا اور شوہر ہے اس نے کہا کہ نہیں تو مامون نے اس کو دو سو کوڑے مارے اور حبس دوام کا حکم دیا پھر وہ فوجی سپاہی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے فرمایا تو حجام ہونے کی لیاقت رکھتا ہے اور اس پر ایک شخص کو مقرر کیا کہ حجام کی دکان میں اس کے ساتھ اس وقت تک لگا رہے جب تک وہ یتیموں کی نشست گاہ میں حجامت سیکھے اور اس بیوی کا اکرام کیا اور اس کی عزت افزائی کی اور اس کو اپنے حرم کے محل میں داخل کیا اور فرمایا کہ یہ عورت عقل مند ہے اور یہ بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت رکھتی ہے پھر حجام سے فرمایا کہ مجھے تیری مروت اور جواں مردی معلوم ہوئی جو تیری بزرگی میں مبالغہ اور زیادتی کی موجب ہے اور حکم دیا کہ فوجی سپاہی کا مکان اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اس کے حوالہ کیا جائے اور اس کو خلعت دے کر ساتھ ساتھ بہت سا سامان اور غلہ وغیرہ انعام دیا اور ہر سال ایک ہزار اشرفیاں زیادہ کیں تو اللہ تعالیٰ ان سب پر رحم کرے اور اگر وہ لوگ خطاداروں سے ہوں تو ان کی خطا معاف فرمائے۔

و الحمد للہ رب العالمین

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ایک بڑھیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک مقام پر اترے جبکہ وہ شام سے حجاز کی طرف واپس آرہے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے غلاموں سے کھانا طلب کیا۔ غلاموں نے

تلاش کیا لیکن ان کو کھانا نہ ملا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے وکیل سے فرمایا کہ تم اس میدان میں جاؤ ممکن ہے کہ کوئی چرواہا یا کوئی قبیلہ کے لوگ مل جائیں ان کے پاس کھانا یا دودھ ہو تو وہ وکیل غلاموں کو لے کر گیا۔ اتفاقاً وہ سب ایک بڑھیا کے پاس ایک قبیلہ میں پہنچے چنانچہ ان لوگوں نے اس بڑھیا سے کہا کہ کیا تیرے پاس کوئی ایسا کھانا ہے کہ ہم اس کو خریدیں اس ضعیفہ نے کہا کہ کھانا فروخت کرنے کیلئے تو نہیں ہے لیکن میرے پاس اس قدر کھانا ہے کہ جس سے میری اور میرے لڑکوں کی ضرورت پوری ہو سکتی ہے۔ پوچھا کہ تیرے لڑکے کہاں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ اپنی چراگاہ میں ہیں اور یہ ان کی واپسی کا وقت ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم نے اپنے اور اپنے لڑکوں کیلئے کیا تیار کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ایک روٹی ہے جو انگیٹھی کے نیچے یعنی گرم راکھ کے نیچے دبی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ آدھی روٹی ہمیں دو۔ اس ضعیفہ نے کہا کہ میں آدھی تو نہ دوں گی لیکن تم پوری لے لو ان لوگوں نے اس سے کہا کہ تم آدھی روٹی سے انکار کرتی ہو اور پوری دیتی ہو۔ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدھی روٹی دینا عیب ہے اور پوری دینا کمال اور فضیلت ہے۔ اور جو چیز مجھے پست کرتی ہے اس سے میں انکار کرتی ہوں اور جو چیز مجھے بلند کرتی ہے اس کو میں دیتی ہوں چنانچہ ان لوگوں نے پوری روٹی لی اور بڑھیا نے ان سے یہ بھی نہیں پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ جب یہ لوگ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے اور ان کو اس بڑھیا کی اطلاع دی تو آپ نے اس سے تعجب کیا پھر ان سے فرمایا کہ اس کو ابھی میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ اس کے پاس واپس آئے اور اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ ہمارے مالک کے پاس چلو کیونکہ وہ تم کو بلا رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ تمہارے مالک کون ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہمارے مالک ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ نام کیا ہی مشہور ہے اور اس جملہ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں اس نام کو نہیں جانتی اور یہ عباس رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ عباس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ (یہ

سن کر) اس بڑھیا نے کہا کہ میرا باپ تم پر فدا ہو وہ تو شرف عالی اور بلند چوٹی کے شخص ہیں۔ بھلا وہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ وہ تم کو تمہارے احسان کا بدلہ دینا چاہتے ہیں تو اس نے کہا کہ آہ بخدا جو کام میں نے کیا ہے اگر وہ اچھا کام ہے تو میں اس کا بدلہ نہ لوں گی اور میں اس کا بدلہ کیونکر لوں حالانکہ وہ ایسی چیز ہے کہ مخلوق پر واجب ہے کہ اس میں ایک دوسرے کی شرکت کرے تو یہ لوگ وہاں سے نہ ٹلے یہاں تک کہ اس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے چنانچہ جب وہ اس کے پاس پہنچی تو اس نے آپ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس کو مجلس کے قریب کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتی ہو۔ اس نے کہا کہ میں بنی کلب سے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ تھوڑا جاگتی ہوں اور زیادہ سوتی ہوں اور ہر شے میں آنکھوں کو ٹھنڈی رکھتی ہوں اور دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو میں نے نہ پایا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تیرے لڑکے حاضر ہوں گے تو تو نے ان کیلئے کیا جمع کر رکھا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کیلئے وہ چیز جمع کر رکھی ہے جس کو حاتم طے نے کہا ہے جب یا جہاں اس نے کہا ہے:

و لقد ا تیت علی الطوع واظله

حتی انال به کریم الماکل

ترجمہ: اور بے شک میں مقام طوی میں آیا اور وہاں اترا۔ یہاں تک کہ میں نے اس میں اچھا کھانا پایا یا یہ معنی ہیں کہ میں نے اس کو اچھے کھانے کی جگہ پائی۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا تعجب اور بڑھ گیا پھر اس سے فرمایا کہ تیرے لڑکے بھوکے آئیں گے تو تو کیا کرے گی؟ تو بڑھیا نے کہا کہ بے شک وہ روٹی آپ کے نزدیک بہت بڑی ہوئی حتی کہ آپ نے اس میں اپنی گفتگو کو بہت بڑھایا اور اپنے دل کو اس میں مشغول کیا۔ اس سے باز آؤ اس لیے کہ یہ نفس کو خراب کرتا ہے اور نیکی میں اثر کرتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے

لڑکوں کو میرے پاس حاضر کرو چنانچہ ملازمین نے ان کو حاضر کیا جب اس کے لڑکے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئے تو انہوں نے اپنی ماں کو دیکھا اور سلام کیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ میں نے تم کو اور تمہاری ماں کو کسی برائی کیلئے نہیں بلایا ہے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری حالت درست کروں اور تمہاری پریشانی دور کروں تو ان لڑکوں نے کہا کہ یہ آپ کی مہربانی اس سے کم نہیں ہے کہ سوال کی وجہ سے ہو یا اس کام کا بدلہ ہو جو پہلے ہو چکا ہو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے کوئی نہیں ہے لیکن چونکہ میں اس رات میں تمہارے پڑوس میں اترا ہوں اور تمہارا پڑوسی ہوں۔ اس لیے میں پسند کرتا ہوں کہ اپنا کچھ مال تمہارے پاس رکھوں اور تم کو دوں۔ ان لڑکوں نے کہا کہ اے حضرت ہم فراخی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور بقدر ضرورت کو ہم روزی مل جاتی ہے اس لیے آپ اپنا مال اس شخص کو دیں جو اس کا مستحق ہو اگر بغیر اس سوال کے جو پہلے ہو چکا ہے ابتداءً آپ بخشش کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ کا یہ عمدہ کام اچھا ہے اور آپ کی نیکی اور احسان مقبول ہے۔ پس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں یہی بات ہے اور آپ نے ان کے لیے دس ہزار درہم اور بیس اونٹ کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس ضعیفہ نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس بارے میں کوئی شعر کہے اور تمہارے بعد اس بارے میں میں بھی کچھ کہوں گی۔

چنانچہ بڑے لڑکے نے کہا کہ:

شهدت عليك بطيب الكلام

وطيب الفعال وطيب الخبر

ترجمہ: میں تم پر اچھے کلام اور اچھے کام اور عمدہ خبر کی گواہی دیتا ہوں۔

اور منجھلے لڑکے نے کہا:

تبرعت بالجود قبل السؤال

فعال عظيم كريم الخطر

ترجمہ: تم نے قبل از سوال بخش سے احسان کیا یہ بڑا کام ہے اور بزرگ شان ہے۔
اور چھوٹے لڑکے نے کہا:

وحق لعن کان ذا فعله

بان بسترق رقاب البشر

جس کا یہ کام ہو اس کیلئے حق اور لائق ہے کہ وہ لوگوں کی گردنوں کو غلام بنا لے۔
اور بڑھیا نے کہا کہ

فعمرک الله من ماجد

ووقیت کل الردیٔ والحذر

ترجمہ: بزرگی سے اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے اور ہر ہلاکت اور خوف سے تم بچائے جاؤ۔

غریب کی مدد کرنے کا صلہ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کا ارادہ کر کے گھر سے چلا تو شہر کوفہ میں داخل ہوا، وہاں میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک بط کے پر اکھاڑ رہی ہے۔ مجھے خیال آیا کہ یہ بط مردار ہے تو میں اس عورت کے پاس گیا۔ اور اس سے فرمایا کہ اے عورت کیا یہ بط مردار ہے یا ذبیحہ ہے۔ عورت نے کہا کہ یہ مردار ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں اور میرے بچے اس کو کھائیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو مردار کو قطعاً حرام کیا ہے اور تو اس شہر میں اس کو کھائے گی اس عورت نے کہا کہ اے شخص تم میرے پاس سے الگ ہو جاؤ۔ لیکن میں اس سے سوال و جواب کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ میرے بچے ہیں اور تین دن گزر چکے ہیں مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جو ان کو کھلاؤں۔ (یہ سن کر) حضرت عبداللہؒ بن مبارک کہتے ہیں میں وہاں سے گیا اور غلہ اور توشہ اپنے خچر پر لادا اور چیزوں کو لے کر اس عورت کے دروازے پر آیا اور دروازہ

کھٹکھٹایا جب اس عورت نے دروازہ کھولا تو گھر کے اندر گیا میں نے اس عورت سے کہا کہ یہ خرچ، کپڑا، غلہ اور جو کچھ اس میں ہے سب تیرے لیے لایا ہوں۔ اس کے بعد میں نے اقامت کی نیت کر لی اور سفر کا ارادہ ختم کر دیا کیونکہ زمانہ حج گزر چکا تھا یہاں تک کہ حجاج کرام واپس آ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں ان کے ہمراہ اپنے شہر میں واپس آیا۔ تو لوگ میری طرف دوڑے اور مجھے حج کی مبارکباد دی۔ حضرت عبداللہؒ نے ان سے فرمایا کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے آپ کے پاس اپنا خرچ زادراہ ودیعت نہیں رکھا تھا حالانکہ ہم مکہ معظّمہ جا رہے تھے۔ پھر میں نے اپنا خرچ آپ سے لیا اور دوسرے شخص نے کہا کہ کیا آپ نے فلاں مقام میں مجھے پانی نہیں پلایا تھا اور تیسرے نے کہا کہ کیا آپ نے میرے لیے فلاں چیزیں نہیں خریدی تھیں۔ حضرت عبداللہؒ بن مبارک نے آپ سے فرمایا کہ میں نہیں جانتا تم لوگ کیا کہہ رہے ہو اور اصل بات یہ ہے کہ میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ چنانچہ رات ہوئی اور عبداللہ بن مبارکؒ سوئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا ان سے کہہ رہا ہے کہ اے عبداللہؒ بن مبارک! اللہ نے تمہارا صدقہ قبول فرمایا اور تمہاری شکل وصورت میں ایک فرشتہ بھیجا اس نے تمہاری طرف سے حج ادا کیا۔

حضرت آمنہ کا خواب

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا (سرکار دو عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ) نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا ان سے کہہ رہا ہے کہ تم مخلوقات کے سردار اور تمام عالم کے بہترین شخص کے ساتھ حاملہ ہو۔ جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (ﷺ) رکھنا اور ان کے گلے میں یہ تعویذ لٹکا دینا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سر کے پاس سونے کی ایک تختی ہے راس میں لکھا ہوا ہے کہ

اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد و کل خلق زائد من قائم وقاعد و کل جن مارد یاخذ بالمرا صدفے طرق الموارد انہا ھم عنہ بالعلی لاعلی واحوطہ منہ بالید العلیا والکف التی لا تری یداللہ فوق ایدیھم حجاب اللہ دون عادیھم لا یطرقونہ ولا یضرونہ فی لیل ولا نھارولا مقعد ولا مقام فی اجراء اللیل واجراء النھار مدی اللیالی والایا

ترجمہ: میں اس بچہ کو ہر حاسد کے شر اور ہر زائد خواہ وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو اور ہر دیو سرکش سے جو آنے جانے کے راستوں کی گھاٹ کی جگہوں کو لیتا ہے اللہ یگانہ کی پناہ میں دیتی ہوں اور اللہ برتر اور اعلیٰ کے ساتھ اس بچہ سے ان اشرار کو باز رکھتی ہوں اور اس کو دست بالا اور اس کف کے ساتھ جو دیکھا نہیں جا سکتا ہے گھیرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ سب ہاتھوں سے بالاتر ہے اور اللہ کا پردہ ان کے سامنے ہے جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور یہ سب ان کے پاس نہ تو رات کو آ سکتے ہیں اور نہ دن کو آ سکتے ہیں اور نہ بیٹھنے کی جگہ نہ کھڑے ہونے کے مقام میں اس کو ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ اس مدت تک کہ رات اور دن جاری رہیں۔ یعنی راتوں اور دنوں کے چلنے کے وقتوں تک یہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ صفات انبیاء کے جامع ہیں

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت کے وقت ایک آواز دینے والا کہہ رہا تھا کہ محمد (ﷺ) کو تمام زمینوں اور انبیاء کی پیدائش کے مقام کی سیر کراؤ اور ہر جاندار پر پیش کراؤ۔ خواہ وہ انسان سے ہو یا جنات سے، فرشتوں سے ہو یا پرندوں اور وحشی جانوروں سے ہو۔

اور حضرت آدم علیہ السلام کا خلق، حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت، حضرت نوح علیہ السلام کی رقت، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان، حضرت اسحاق علیہ السلام کی رضا، حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت، حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز،

حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت، حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار، حضرت یحیٰ علیہ السلام کی عصمت، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر دیا ہے۔ اور ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء علیہم السلام کے صفات و اخلاق کا جامع بنا دیا ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کی زبانی ایک شہر کی کہانی

حضرت خضر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی عمر میں سب سے عجیب تر کون سی چیز دیکھی ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ سب سے عجیب تر چیز میں نے یہ دیکھی ہے کہ میں ایک ایسے بیابان جنگل سے گزرا جہاں پانی نہ تھا پھر میں پانچ سو سال کے بعد سے وہاں سے گزرا تو میں نے اس جگہ ایسا عظیم الشان شہر آباد دیکھا کہ جو درختوں اور نہروں سے پر تھا جو لوگ اس شہر میں تھے ان میں سے کسی سے میں نے کہا کہ یہ شہر کتنی مدت سے آباد کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ سبحان اللہ ہم اور ہمارے باپ و دادا اس شہر کو اسی حالت پہچانتے ہیں چنانچہ پھر میں پانچ سو سال کے بعد وہاں سے گزرا تو میں نے اس کو بڑا دریا دیکھا اور اس میں ایک شکاری کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ اے شخص! جو شہر یہاں تھا کہاں ہے؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ سبحان اللہ کیا یہاں کوئی شہر بھی تھا ہم نے اور ہمارے باپ داداؤں نے نہیں سنا کہ یہاں کوئی شہر تھا ہم تو صدیوں سے یہاں شکار کر رہے ہیں۔ پھر میں پانچ سو برس کے بعد ادھر گیا تو میں نے اس کو دیکھا کہ وہاں ایک شہر آباد ہے جس طرح کہ پہلی مرتبہ تھا تو اس ذات پاک تعریف ہے جس کو زوال نہیں اور نہ وہ متغیر ہے۔

انسان بندر اور سور بن گئے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام لڑکوں کو جو کچھ ان کے والدین کھایا کرتے تھے بتا دیا کرتے تھے اور لڑکے اپنے والدین سے وہی کھانا مانگتے تھے جو انہوں نے کھایا ہوتا تھا چنانچہ وہ لوگ لڑکوں سے کہتے تھے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے۔ لڑکے کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے بتایا ہے۔ یہ سن کر ان لوگوں نے اپنے لڑکوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے سے روک دیا اور ان کو ایک وسیع مکان میں بند کر دیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ ان لوگوں سے فرمایا کہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں؟ کیا وہ اس گھر میں ہیں؟ ان لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں تو صرف بندر اور سور ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ انشاء اللہ وہ ایسے ہی ہوں گے چنانچہ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکے بندر اور سور بن گئے ہیں۔

(نوٹ: یہاں سے حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے:)

پتھر سے چشمہ جاری

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بکری چرانے والے کے پاس سے گزرا اور پوچھا تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ کو دونوں میں سے کیا پسند ہے؟ میں نے کہا پانی۔ اس نے فوراً پتھر کی سخت چٹان پر اپنا ڈنڈا مارا اور اس سے پانی جاری ہو گیا۔ میں نے جب اس پانی کو پیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا، میں تعجب میں پڑ گیا۔ اس نے کہا:
"حیرت نہ کرو جب بندہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے تو ہر شے اسکی اطاعت کرتی ہے۔"

صدقہ کی وجہ سے جہنم سے آزاد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی خریدی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس لونڈی کو اپنے گھر سے نکال دیجئے کیونکہ یہ دوزخیوں سے ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو گھر سے نکال دیا اور انہوں نے تھوڑا سا خرما اس کو دیا چنانچہ اس نے آدھا کھایا اور ابھی راستہ ہی میں تھی کہ اس کے قریب سے ایک فقیر گزرا اور اس نے آدھا خرما جو باقی تھا اس فقیر کو دے دیا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں آئے اور آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس لونڈی کو واپس بلا لیجئے کیونکہ وہ اس صدقہ کی وجہ سے جنتیوں سے ہوگئی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں سخت قحط پڑا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر آیا جب مدینہ کے تاجر آپ کے پاس آئے تاکہ آپ سے غلہ خریدیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ مجھے کیا نفع دو گے۔ تاجروں نے کہا کہ ہر دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اور زیادہ دو۔ تاجروں نے کہا کہ ہر دس درہم پر چار درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اور زیادہ کرو۔ تو تاجروں نے کہا کہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں ہم سے زیادہ اور کون آپ نفع کو دے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے عوض دس درہم زیادہ نفع دے گا۔ بے شک میں نے یہ غلہ مدینہ کے فقیروں کیلئے صدقہ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں اور آپ کے جسم اطہر پر نور کی ریشمی چادر ہے چنانچہ میں نے آپ سے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں آپ کا مشتاق ہوں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ اے ابن عباس (رضی اللہ عنہ) حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرمایا ہے اور جنت میں ایک دلہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں شرکت کیلئے جا رہا ہوں۔

دریا میں ڈوبتے کی مدد کی

ایک بزرگ اسکندریہ کے ایک تاجر کے پاس تشریف لائے۔ تاجر نے مرحبا کہا اور ان کی تعظیم کی تو اس بزرگ نے اس محل میں جہاں وہ تاجر بیٹھا تھا۔ بلاد روم کے دو قیمتی قالین دیکھے اور یہ دیکھ کر شیخ نے دونوں قالینوں کو تاجر سے طلب کیا۔ اس تاجر پر

یہ دشوار گزرا اور اس نے کہا کہ اے میرے آقا! ان قالینوں کے عوض جو چیز چاہیں آپ لے لیں۔ شیخ نے انکار کیا اور فرمایا کہ ان دونوں قالینوں کے علاوہ اور کوئی چیز میں نہیں مانگتا۔ تاجر نے کہا کہ اگر یہ ضروری ہے کہ تو ان دونوں سے ایک لیجئے۔ آخر شیخ نے دونوں میں سے ایک کو لے لیا اور اس کو لے کر باہر نکلے۔ اس تاجر کے دو بیٹے تھے کہ وہ دونوں ہندوستان کے شہروں میں سفر کر رہے تھے اور وہ دونوں علیحدہ علیحدہ کشتی میں سوار تھے۔ مدت کے بعد ان دونوں کی اس کو خبر پہنچی کہ ان میں سے ایک مع کشتی کے اور جو کچھ اس میں سامان تھا ڈوب گیا اور دوسرا لڑکا سلامت رہا پھر ایک مدت کے بعد لڑکا اسکندریہ کے قریب پہنچا۔ وہیں اس کا باپ اس سے ملنے کیلئے خوشی خوشی شہر کے باہر نکلا جب وہ اس سے ملا تو اس نے بعینہ اس قالین کو جو اس بزرگ نے لیا تھا۔ ایک اونٹ پر لدا ہوا دیکھا اور اپنے لڑکے سے قالین کا حال پوچھا کہ تم کو یہ کہاں سے ملا ہے؟ لڑکے نے کہا کہ اے میرے باپ! اس قالین کا عجیب قصہ ہے۔ اس کے بعد تاجر نے اس سے کہا کہ اے میرے بیٹے! مجھ سے بیان کرو۔ لڑکے نے کہا کہ میں نے اور میرے بھائی نے ہوا کے موافق ہندوستان کے شہروں سے سفر کیا اور ہم علیحدہ علیحدہ کشتی میں تھے جب ہم وسط دریا میں پہنچے تو سخت ہوا چلی اور معاملہ سخت ہو گیا اور دونوں کشتیاں پھٹ گئیں اور ہر شخص اپنی اپنی کشتیوں کی درستی میں مشغول ہو گیا اور ان میں سے ہر شخص نے اپنا کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد ہمارے سامنے ایک بزرگ ظاہر ہوئے ان کے ہاتھ میں یہی قالین تھا۔

انہوں نے اس قالین سے ہماری کشتی کے سوراخوں کو بند کر دیا چنانچہ ہم سلامتی کے ساتھ چلے اور کشتی ایک بندرگاہ میں باندھ دی گئی جو ہمارا سامان کشتی میں تھا اس کو الٹ پھیر کیا اور اپنی حالت درست کی۔ تاجر نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم اس بزرگ کو دیکھو تو کیا ان کو پہچان سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں چنانچہ تاجر اپنے بیٹے کو شیخ کے پاس لے گیا جب اس نے ان کو دیکھا تو سخت چیخ ماری اور بہت ہی زور سے چلایا اور کہا کہ اے میرے باپ! یہ وہی شیخ اور بزرگ ہیں۔ یہ کہہ کر بے

ہوش ہوکر گر پڑا۔ اس کے بعد شیخ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا تو اس کو ہوش آ گیا اور اس کے دل کو تسکین ہوئی پھر تاجر نے شیخ سے کہا کہ اے میرے سردار! آپ نے واقعہ کی حقیقت مجھے کیوں نہ بتائی۔ یہاں تک کہ میں دونوں قالین آپ کے حوالہ کر دیتا۔

اس کے جواب میں شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ایسا ہی تھا۔

صدقہ کی وجہ سے قبر میں راحت

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں جمعرات کو اس ارادہ سے گھر سے نکلا کہ جامع مسجد میں فجر کی نماز پڑھوں گا چنانچہ میں ایک قبرستان کے قریب سے گزرا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر میں طلوع فجر تک یہاں ٹھہر جاؤں تو اچھا ہے۔ اس کے بعد میں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر مجھے اونگھ آ گئی۔ اسی حالت میں نے دیکھا کہ اہل قبور اپنی اپنی قبروں سے نکلے ہیں اور ان کے جسم پر سفید کپڑے ہیں اور وہ سب حلقہ در حلقہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ ایک ایسا نوجوان ہے کہ اس کے کپڑے میلے کچیلے ہیں اور وہ غمگین اکیلا بیٹھا ہے تو وہ مردے دیر تک نہیں ٹھہرے یہاں تک کہ رومالوں سے ڈھکے ہوئے طباق ان کے پاس آئے چنانچہ ہر ایک نے ایک طباق لیا اور اپنی اپنی قبر مین داخل ہوگیا اور وہ نوجوان باقی رہ گیا۔ اس کے پاس کچھ نہیں آیا۔ اس کے بعد وہ غمگین و پریشان اٹھا تا کہ اپنی قبر کے اندر جائے۔ یہ دیکھ کر میں نے اس سے کہا کہ اے بندہ! خدا کیا بات ہے کہ میں تجھے غمزدہ اور پریشان دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ کیا بات ہے؟

اس نے مجھ سے کہا کہ اے صالح کیا تم نے طباق دیکھے ہیں میں نے کہا کہ ہاں لیکن وہ کیسے طباق ہیں۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ یہ وہ طباق ہیں جو زندہ لوگ اپنے مردوں کے لیے بھیجتے ہیں جب وہ لوگ مردوں کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں اور ان کیلئے دعا کرتے ہیں تو وہ جمعہ کے دن طباقوں میں ان کے پاس آتا ہے جیسا کہ تم نے اس کو دیکھا ہے اور میں ہند کا باشندہ مسافر شخص ہوں۔ میں با ارادہ حج اپنی ماں کو

لے کر بصرہ کی طرف جا رہا تھا کہ اسی مقام پر پہنچ کر فوت ہو گیا اور میری ماں نے نکاح کر لیا اور اپنے شوہر کے ساتھ مشغول ہو گئی اور اس نے صدقہ اور دعا سے مجھے یاد نہ کیا اور اس کی یہ حالت ہو گئی کہ گویا کہ اس کا کوئی لڑکا تھا ہی نہیں اور اس کو دنیا نے مشغول کر رکھا ہے۔ اس لیے میں پریشان اور غمزدہ ہوں کیونکہ میرے بعد مجھے کوئی یاد کرنے والا نہیں ہے تو میں نے اس سے کہا کہ تیری ماں کا مکان کہاں ہے؟ چنانچہ اس نے مجھے بتایا جب صبح ہوئی تو نماز پڑھ کر میں اس کی ماں کا مکان پوچھتا ہوا چلا یہاں تک کہ مجھے وہ مکان مل گیا اور وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی ماں نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹانے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں صالح مری ہوں۔ اس نے اندر آنے کی اجازت دی اور میں اندر گیا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو بات میں تم سے کہوں اس کو کوئی دوسرا نہ سنے تو میں پردہ کے قریب ہوا پھر میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔ کیا تیرا کوئی لڑکا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں پھر میں نے اس سے کہا کہ کیا تیرا کوئی لڑکا تھا؟

تو اس نے ایک ٹھنڈی لمبی سانس کھینچی اور آہ سرد نکالی پھر اس نے کہا کہ ہاں میرا ایک لڑکا تھا اور وہ جوانی کی حالت میں فوت ہو گیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس سے قصہ بیان کیا۔ یہ سن کر وہ روئی یہاں تک کہ اس کے آنسو اس کے چہرے پر آ گئے پھر اس نے کہا کہ وہ تو میرا جگر اور میرے جسم کا اندرونی عضو تھا اور یہ کیوں نہ ہو حالانکہ میرا پیٹ اس کا ظرف اور میری چھاتی اس کیلئے مشکیزہ تھی اور میری گود اس کیلئے گہوارہ تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک ہزار درہم میرے حوالہ کیے اور مجھ سے کہا کہ میرے محبوب اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک پر ان کو صدقہ کرو۔ خدا کی قسم! اس کے بعد صدقہ اور دعا سے اپنی بقیہ عمر اس کو نہ بھولوں گی۔

صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں وہاں سے چلا اور ہزار درہم اس کے لڑکے کی طرف سے صدقہ کیے پھر جب دوسرا جمعہ ہوا تو میں جامع مسجد میں نماز فجر کے ارادہ سے اس کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ اسی قبرستان کے قریب سے گزرا اور اپنی جگہ میں دو رکعت نماز ادا کی پھر میں سو گیا اس کے بعد میں نے اہل قبور کو پہلی حالت کی طرح پھر دیکھا اور اس

نوجوان کو دیکھا کہ اس کے بدن پر نہایت ہی صاف ستھرے کپڑے ہیں اور وہ خوش ہے تو وہ میرے قریب ہوا پھر مجھ سے کہا کہ اے صالح! (اللہ تعالیٰ میری طرف سے آپ کر جزائے خیر دے) بے شک یہ ہدیہ میرے پاس پہنچا۔ اس کے بعد میں نے اس سے کہا کہ کیا تم لوگ جمعہ کے دن کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں اور بلاشبہ پرندے بھی اس کو پہچانتے ہیں اور وہ جمعہ کو قیامت کے خوف سے سلامتی سلامتی کہتے ہیں۔

چار آسمانی برکتیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن کا منع کرنا اور انکار کرنا حلال نہیں ہے؟

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پانی، نمک اور آگ ہیں۔

آپ نے ان سے فرمایا کہ جس نے نمک دیا تو گویا اس نے تمام کھانے کو صدقہ کیا جس کو نمک نے مزیدار بنایا ہے۔ اور جس نے کسی کو آگ دی تو گویا اس نے پورا کھانا صدقہ کیا جس کو اس آگ نے پکایا ہے۔ اور جس نے کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا جہاں کہیں پانی ملتا ہے تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا اور جس نے کسی کو ایسے مقام میں پانی کا ایک گھونٹ پلایا جہاں پانی نہیں پایا جاتا ہے تو گویا اس نے اس کو زندہ کیا اور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ چار برکتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے زمین میں نازل فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں: پانی، نمک، آگ اور لوہا۔

دنیا سے بے رغبتی بہترین عمل ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک لاکھ چودہ ہزار کلمات تین دن میں راز کے طور پر فرمائے۔ ان تمام باتوں میں ایک یہ بات تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام یہ تکلیف نیک سیرتی حاصل کرنے والوں نے میرے نزدیک ایسی کوئی نیک سیرتی حاصل نہ کی جو دنیا میں زہد اور کم رغبتی کے برابر ہو سکے۔ (یعنی دنیا سے بے

رغبتی کرنا بہترین نیک سیرتی ہے۔) اور مجھ سے قربت حاصل کرنے والوں نے ایسی کوئی قربت حاصل نہ کی جو ممنوعات شرعیہ سے پرہیز کے برابر ہو سکے۔ (یعنی جو چیزیں لوگوں پر حرام کی گئی ہیں ان سے پرہیز گاری حاصل کرنا تقرب الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔) اور جو لوگ میری عبادت کرنے والے ہیں انہوں نے ایسی کوئی عبادت نہ کی جو میرے خوف سے رونے کے برابر ہو سکے۔ (یعنی خشیت الٰہی سے رونا افضل ترین عبادت ہے۔) اس کے بعد

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! وہ کیا چیز ہے؟ جو تو نے ان کیلئے تیار کی ہے اور وہ کیا شے ہے جس کے ساتھ تو ان کو بدلہ دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے ممنوعات شرعیہ سے بچنے والے زاہدوں کیلئے اپنی جنت حلال کر دی ہے۔ وہ لوگ اس میں جہاں چاہیں رہیں گے اور اپنے پرہیزگاروں کو میں نے بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا ہے اور جو لوگ میرے ڈر اور خوف سے رونے والے ہیں ان کیلئے بزرگ و برتر یعنی میری خدا کی ذات ہے، اس میں کوئی ان کا شریک نہ ہوگا۔

شیطان کی تجارت

بعض اسلاف نے کہا ہے کہ ابلیس لعین ہر روز لوگوں پر دنیا کو پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی شخص ایسی چیز خریدتا ہے جو اس کو نقصان پہنچائے گی اور نفع نہیں دے گی اور اس کو غم میں مبتلا کرے گی اور خوش نہیں کرے گی تو اہل دنیا اور عاشقان دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس کے خریدار ہیں۔ ابلیس کہتا ہے کہ دنیا کی قیمت درہم اور اشرفیاں نہیں ہیں بلکہ اس کی قیمت وہ ہے جو جنت سے تمہارا حصہ ہے اور میں نے دنیا کو جنت کے بدلے خریدا ہے اور اس سے چار چیزیں حاصل کی ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی لعنت (۲) اس کا غضب، (۳) اس کا غصہ (۴) اور اس کا عذاب۔

اہل دنیا کہتے ہیں کہ ہم اس پر راضی ہیں۔ اس کے بعد ابلیس کہتا ہے کہ میں چاہتا

ہوں کہ اس میں تم پر نفع زیادہ کروں۔ یہ سن کر دنیادار کہتے ہیں کہ بہتر ہے تو وہ دنیا کو اہل دنیا کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے پھر کہتا ہے کہ کیا ہی میری یہ اچھی تجارت ہے۔

عادل حکمرانوں کے ساتھ زمین کا سلوک

خلیفہ مامون کو شاہ کسرا کے انصاف کی خبر ملی جس پر وہ عملدرآمد کرتا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ عادل بادشاہوں کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی اور میں نے عزم کیا ہے کہ شاہ کسریٰ کا امتحان کروں چنانچہ خلیفہ بذات خود شاہ کسریٰ کے شہر کی طرف گیا اور اس کی قبر کھولی اور بذات خود اس میں اترا اور اس کا چہرہ کھولا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس کا چہرہ چمک رہا ہے اور وہ کپڑے جو اس کے جسم پر ہیں اپنی تازگی پر باقی ہیں، ان میں کچھ بھی تغیر نہیں آیا اور اس کی انگلی میں یاقوت سرخ کی ایک ایسی انگوٹھی دیکھی کہ اس کی نظیر بادشاہوں کے خزانوں میں نہیں تھی اور اس پر کچھ فارسی میں لکھا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر خلیفہ مامون بہت متعجب ہوا اور فرمایا کہ یہ شخص مجوسی تھا جو آگ کو پوجتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے انصاف کو جو یہ رعیت کے بارے میں کرتا تھا ضائع نہیں کیا پھر مامون نے حکم دیا کہ وہ ایسے پارچہ دیبا سے چھپایا جائے جو سونے سے مرصع اور آراستہ ہو اور اس کی قبر کو جیسے کہ وہ پہلے تھی بند کر دیا اور مامون کے ساتھ ایک ہیجڑا خادم بھی تھا تو اس نے مامون کو غافل پا کر وہ انگوٹھی لے لی چنانچہ جب مامون کو اس کی حرکت معلوم ہوئی تو اس نے اس غلام کو سو کوڑے مارے اور سندھ کی طرف نکال دیا اور وہ انگوٹھی کسریٰ کی انگلی میں جیسی کہ پہلے تھی دوبارہ پہنا دی اور کہا کہ اس خادم نے بادشاہان عجم کے سامنے مجھے رسوا کرنا چاہا وہ کہیں گے کہ مامون قبروں کو کھودنے والا اور کفن چور تھا پھر اس نے حکم دیا کہ کسریٰ کی قبر پر رانگ پگھلایا جائے کہ وہ اس کے بعد کھولی نہ جا سکے۔

(نوٹ: یہاں پر الف لیلیٰ کی کہانی تھی جو کہ حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے:)

جنات صحابہ کا مسکن

شاخوں سے ٹوٹے ہوئے پھول چند روز کے بعد مرجھا جاتے ہیں مگر حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پھولوں کی چند ایسی پنکھڑیاں تھیں جو سال بھر تک تروتازہ ہری بھری اور عطر بار رہیں۔ وہ انہیں کہاں سے ملیں؟ خود فرماتے ہیں:

میں سفر حج میں قافلہ کے ہمراہ تھا۔ یکا یک دل میں خیال آیا کہ سب سے جدا شاہراہ عام سے ہٹ کر چل، میں نے ایسا ہی کیا۔ تین دن اور تین راتیں اسی طرح چلتا رہا۔ اس دوران نہ مجھے بھوک پیاس لگی اور نہ کوئی دوسری حاجت محسوس ہوئی۔ بالا آخر ایک سرسبز و شاداب باغ کے قریب سے گزر ہوا جو ثمردار پیڑوں اور رنگ برنگے خوشبودار پھولوں سے مرصع تھا۔ وہاں ایک خوبصورت تالاب بھی تھا۔ میں نے سوچا یہ تو جنت کا کوئی ٹکرا ہے۔ (باغ کی نفاست اور تزئین نے مجھے متعجب کر رکھا تھا۔) وہاں مجھے لوگوں کی ایک جماعت ملی جن کے چہرے انسانوں جیسے تھے سب عمدہ لباس اور خوبصورت پٹکوں سے مرصع تھے، ان لوگوں نے مجھے اپنے حلقہ میں لے لیا۔ سلام کیا میں نے جواباً وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ کہا۔ میں نے دل میں سوچا شاید یہ جن حضرات ہے۔

ان میں سے ایک نے کہا ہم لوگ ایک مسئلہ کے سلسلہ میں الجھے ہوئے ہیں ہمارا تعلق قوم جنات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہم نے رسول اکرم ﷺ کی مبارک زبان سے لیلۃ القصبہ میں سنا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی مبارک باتوں نے ہمیں ایسا دارفتہ بنایا کہ دنیا کے سارے کاموں سے الگ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے یہاں یہ مقام متعین فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا میرے اہل قافلہ ساتھی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں؟ ان میں سے ایک نے تبسم کرتے ہوئے جواب دیا: ابواسحاق! یہ مقام جہاں آپ اس وقت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار و عجائب میں سے ایک ہے۔ یہاں انسانوں میں سے ایک شخص کے سوا کوئی نہیں آیا۔ اس کا یہیں انتقال ہوا اور وہ ہے اس کی قبر۔ یہ کہہ کر اس نے ایک قبر کی جانب اشارہ کیا وہ قبر لب تالاب تھی۔ قبر کے

چاروں طرف پھولوں کی کیاریاں تھیں جن میں نہایت حسین وجمیل رنگ برنگے پھول مسکرا رہے تھے اس جن نے مزید کہا کہ آپ کے ساتھیوں اور آپ کے درمیان مہینوں کا فاصلہ ہے۔ میں نے پھر ان جنوں سے صاحب قبر کے بارے میں دریافت کیا جواب ملا ایک روز ہم تالاب کے کنارے بیٹھے محبت کا ذکر کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے سلام کیا۔ ہم نے جواب دے کر پوچھا کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے کہا نیشاپور سے آ رہا ہوں۔ ہم نے پوچھا کب چلے تھے؟ کہا سات (۷) روز ہوئے۔ ہم نے پوچھا گھر سے نکلنے کا سبب؟ اس نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی:

وانیبوآالی ربکم واسلموالہٗ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون

ترجمہ: اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے حضور گردن جھکاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو۔

ہم نے پوچھا انابت کیا ہے؟

جواب ملا انابت یہ ہے کہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسی کا ہو رہے۔ تسلیم کیا ہے؟ اس نے کہا: اپنی جان اس کے سپرد کر دے اور جانے کہ خدا میری بہ نسبت اس کا زیادہ مستحق ہے۔ ہم نے پوچھا اور عذاب؟ عذاب کا مفہوم بتانے کے بجائے اس نے ایک چیخ ماری اور جان بحق ہوا۔ (رضی اللہ عنہ) مجھے سن کر تعجب ہوا۔ میں قبر کی بالیں پر گیا تو وہاں نرگس پھولوں کا گلدستہ رکھا ہوا تھا اور قبر پر یہ عبارت تحریر تھی:

هٰذَا قَبْرُ حَبِيْبِ اللهِ قَتِيْلُ الْغَيْرَةِ

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کے دوست کی قبر ہے جسے غیرت عشق نے مارا۔

وہاں مجھے ایک ورق ملا جس پر انابت کا مفہوم لکھا ہوا تھا جسے میں نے پڑھا۔ ان لوگوں نے اس کی تفسیر چاہی، میں نے اس کی تفسیر کی جسے سن کر ان پر مسرت وطرب کی کیفیت چھا گئی اور کہا ہمیں اپنے مسئلہ کا جواب بھی مل گیا۔

شیخ ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے نیند آئی اور میں سو گیا۔ آنکھ کھلی تو میں نے خود کو مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب پایا۔ میرے نزدیک

ہی پھولوں کی یہ پنکھڑیاں تھیں۔ حضرت شیخ کے پاس وہ پنکھڑیاں سال بھر تک تروتازہ اور خوشبودار رہیں۔ ایک سال بعد وہ پنکھڑیاں خود بخود غائب ہو گئیں۔

رضائے الٰہی کیلئے عمل

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جنگ میں کسی شخص کو پچھاڑا اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئے تا کہ اس کو قتل کریں تو اس شخص نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس سے الگ ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے منہ پر تھوک دیا۔ اس لیے میں ڈرا کہ اب میرا اس کو مار ڈالنا غصہ کی وجہ سے ہوگا اور پہلے تو میں خالص اور محض رضائے خداوندی کی وجہ سے اس کو قتل کرنے پر آمادہ تھا۔

دودھ اور شہد دینے والی بکری

قرونِ اولیٰ میں روئے زمین پر کیسے کیسے باکمال لوگ چلتے پھرتے تھے اور اہل اللہ کو تلاش کرنے والے بھی جہاں کہیں ایسے اہل باطن کا سراغ پاتے تلاش کرنے نکل پڑتے۔ حضرت شیخ ابوالربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولیہ خاتون رہتی ہیں، جن سے کرامتوں کا صدور ہوتا ہے۔ دور دراز سے لوگ ان کی زیارت کو آتے ہیں۔ نام فضہ ہے۔ حضرت شیخ کا طرز عمل یہ تھا کہ کبھی کسی عورت کی زیارت کو نہ جاتے مگر ان ولیہ کی شہرت اتنی سنی کہ آمادۂ سفر ہو گئے۔

مشہور تھا کہ ان ولیہ کے پاس ایک بکری ہے جس کے تھن سے دودھ بھی نکلتا ہے اور شہد بھی، شیخ نے نیا پیالہ خریدا، ولیہ خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ سلام وتحیہ کے بعد گزارش کی کہ میں آپ کی بکری کے دودھ اور شہد سے مستفید ہونا چاہتا ہوں۔ خاتون ولیہ نے بکری حاضر کر دی۔ آپ نے دوہا تو واقعی دودھ اور شہد نکلا۔ آپ نے پوچھا یہ بکری آپ کو کہاں ملی اس کا واقعہ بتائیں۔ ولیہ خاتون نے بیان کیا:

ہم نادار اور غریب لوگ تھے۔ ہمارے پاس ایک بکری تھی۔ میرے شوہر ایک صالح انسان تھے۔ عیدالاضحیٰ کا موقع آیا تو میرے خاوند نے کہا۔ چلو ہم لوگ اس بکری کی قربانی کریں۔ میں نے کہا دیکھئے ہم لوگ تو خود غریب ہیں۔ قربانی ہم پر فرض نہیں اگر ہم لوگ قربانی نہ بھی کریں تو مواخذہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے حال کا علم ہے کہ ہم لوگ اس بکری کے زیادہ محتاج ہیں۔ میرے خاوند نے میری بات مان لی اور قربانی نہیں کی۔ اس کے بعد اسی روز ہمارے گھر ایک مہمان آیا۔ میں نے خاوند کی خدمت میں عرض کی پروردگار عالم نے ہم لوگوں کو مہمان کی خاطر ومدارات کا حکم فرمایا ہے۔ اس لیے اب بکری ذبح کرنی چاہیے۔ اپنے بچوں کو ذبح کے منظر سے بچانے کیلئے انہیں لے کر میں گھر میں رہی اور خاوند دیوار کے باہر بکری ذبح کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک بکری دیوار پر کودی اور ہمارے گھر کے اندر آ گئی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید بکری قابو سے نکل گئی اور بھاگ کر دیوار پر چڑھ گئی۔ میں نے دیوار کے پیچھے شوہر کو دیکھا تو وہ بکری ذبح کر کے اس کی کھال اتار رہے تھے۔ میں نے اپنے شوہر سے دوسری بکری کا حال بتایا۔ انہوں نے کہا کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے اچھی بکری عنایت فرمائی ہو اور واقعتاً ایسا ہی ہوا، وہ بکری دودھ دیتی تھی اور یہ بکری دودھ کے ساتھ شہد بھی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہمان کی ضیافت کا یہ اجر عطا فرمایا۔

حضرت شیخ ابوالربیع مالقی کا بیان ہے، اس ولیہ خاتون نے اپنے اہل عقیدت کو مخاطب کر کے کہا:

میرے فرزندو! یہ ہماری بکری تمہارے قلوب میں چرتی ہے اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوں گے تو اس کا دودھ بھی عمدہ ہوگا اور اگر قلوب میں تغیر ہوگا تو دودھ بھی خراب ہو جائے گا۔ اس نے تمہیں اپنے قلوب کو پاکیز رکھنا چاہیے۔

بغیر رضائے الٰہی اور اخلاص کے عمل بیکار

ایک شخص حج کے ارادہ سے خراسان سے بغداد آیا اور اس کے ساتھ بہت مال تھا۔

اس نے کچھ مال زاہدوں میں سے ایک شخص کے پاس امانت رکھا اور اس سے کہا کہ میرے واپس آنے تک اس کی حفاظت کرنا اور وہ حج کیلئے چلا گیا جب واپس آیا تو وہ زاہد فوت ہو چکا تھا اس کے بعد اس نے اس کے عزیز و اقارب میں سے کسی سے اس امانت کے بارے پوچھا اور کہا کہ کیا زاہد نے کسی کیلئے کچھ مال کی وصیت کی تھی۔ اس کے جواب میں اس کے اقربا نے کہا کہ نہیں پھر اسی حاجی مسافر نے اپنے مال کے متعلق علماء سے دریافت کیا۔ یعنی اس نے کسی عالم سے پوچھا کہ اس مال کے ملنے کی کیا سبیل ہے اور وہ کیسے مل سکتا ہے تو علماء نے اس سے کہا کہ تم مکہ معظمہ واپس جاؤ اور چاہ زم زم پر کھڑے ہونا ہے۔ اس لیے کہ اس میں مومنوں کی روحیں ہیں اور تم اس شخص کا نام لے کر پکارنا اگر وہ جواب دے تو اس سے اپنے مال کے بارے میں پوچھنا ورنہ چاہ برہوت جو شہر حضر موت میں واقع ہے وہاں جانا اور اس پر کھڑے ہو کر پکارنا کیونکہ برہوت میں بدکاروں کی روحیں ہیں چنانچہ وہ شخص مکہ کی طرف گیا اور چاہ زم زم پر اس شخص کا نام لے کر پکارا تو کسی نے اس کو جواب نہ دیا۔ اس کے بعد وہ حضر موت گیا اور چاہ برہوت میں اس زاہد شخص کا نام لے کر پکارا تو اس نے جواب دیا پھر اس نے اس زاہد سے پوچھا کہ میرا مال کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں مقام میں ہے۔ تم میرے لڑکوں کے پاس جاؤ اور ان کو وہ جگہ بتاؤ۔ وہ تم کو تمہارا مال دے دیں گے۔ اس کے بعد اس شخص نے اس سے کہا کہ کیا تم عابد اور زاہد نہ تھے۔ کس چیز نے تم کو اس کنوئیں میں گرایا ہے۔ اس کے جواب میں زاہد نے اس سے کہا کہ میرے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہ تھے اور نہ ان اعمال میں اخلاص تھا۔

درود کی برکت سے سیاہ چہرہ روشن

ایک شخص کی حکایت ہے کہ اس نے سفر کیا اور اس کے ساتھ اس کا والد بھی تھا چنانچہ اس کا والد ایک شہر میں بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ ناقل کہتا ہے کہ میں نے اس کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا چہرہ اور جسم سیاہ ہو گیا ہے اور اس کا پیٹ شدت

سے پھول گیا ہے تو میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نیند کی وجہ سے مجھے اونگھ آگئی چنانچہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو نہایت ہی خوبصورت تھا اور اس کے بدن سے پاکیزہ اور عمدہ خوشبو آرہی تھی۔ وہ شخص میرے والد کے پاس آیا اور اس کے چہرہ اور بدن پر ہاتھ پھیرا۔ پس وہ سیاہی جو اس کے چہرہ وغیرہ پر تھی جاتی رہی اور اس کا چہرہ روشن ومنور ہوگیا۔ اس کے بعد میں نے تعجب کے ساتھ اس شخص سے کہا کہ اے شخص! تم کون ہو؟ کہ تمہارے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے والد پر احسان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ (ﷺ) ہوں اور تیرا والد گناہوں کی کثرت کے سبب اپنے نفس پر اسرار کرنے والا تھا لیکن اس کے ساتھ وہ کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا تھا۔ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو نور اپنے والد پر دیکھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی تجہیز وتکفین کے بعد اس کو دفن کر دیا اور اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ پر درود سے کبھی غافل نہ ہوا۔

ہلاکت سے نجات

ایک شخص امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قریب سے ایک شخص گزرا تو اس نے دیکھا کہ امام صاحب لوگوں کو وعظ فرما رہے ہیں چنانچہ وہ شخص بھی بیٹھ گیا تا کہ کچھ سنے۔ امام صاحب نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص اپنی قضائے حاجت کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھ لے۔ تو اس شخص نے اس مسئلہ کو یاد کرلیا پھر وہاں سے چلا گیا۔

ایک دن وہ سفر کر رہا تھا کہ تو اس کو پیشاب کی ضرورت ہوئی چنانچہ اس نے ایک جگہ دیکھی اور اس میں داخل ہوا تا کہ اس میں اپنی حاجت پوری کرے تو اس شخص کو امام صاحب کا مسئلہ یاد آگیا اور اس نے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر رکھ لیا اور اس جگہ اس شخص کا ایک دشمن تھا۔ اس دشمن نے چاہا کہ اس کو تیر سے مارے تا کہ اس کو ہلاک کر دے پھر اس میں اس کو شک ہوا اور کہا کہ ممکن ہے وہ نہ ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا ہو۔ اس خیال سے وہ ٹھہر گیا اور اس میں غور کرنے لگا۔ اس وجہ سے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنی

ناک پر رکھا تھا اور دشمن اس کو پہچان نہ سکا۔ اس کے بعد وہ واپس آ گیا اور اس سے کچھ نہ کہا اور وہ مسئلہ ہلاکت سے اس کی نجات کا سبب بن گیا۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کا تقویٰ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی خدمت میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لے گیا تا کہ آپ سے علم حاصل کرے۔

ایک دن ایک شخص فوت ہو گیا۔ لوگوں نے امام صاحب کو نماز جنازہ پڑھانے کیلئے بلایا۔ آپ تشریف لائے اور لوگ بھی جمع ہوئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک جگہ کے علاوہ کوئی دوسری جگہ ایسی نہیں تھی کہ جس میں آفتاب کی دھوپ سے بچاؤ کریں اور اس کے سایہ میں بیٹھیں تو لوگوں نے امام صاحب سے کہا کہ آپ اس جگہ بیٹھیں۔ امام صاحب نے دریافت فرمایا کہ یہ جگہ کس کی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ جگہ اس لڑکے کے باپ کی ہے جو آپ کے پاس زیر تعلیم ہے تو امام صاحب نے وہاں بیٹھنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ شاید میرے متعلق یہ گمان کیا جائے کہ میں اس کے لڑکے کو اس سایہ سے فائدہ لینے کے بدلہ میں پڑھاتا ہوں۔

ماں کا حق کوئی ادا نہیں کر سکتا

ایک بزرگ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک بہت ہی بوڑھی عورت کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہے اور اس کو لے کر گھوم رہا ہے۔ اس بزرگ نے اس بڑھیا کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میری ماں ہے اور میں سات برس سے اس کو اٹھائے ہوئے پھر رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے کہا:

اے شیخ! کیا میں نے ماں کا حق ادا کر دیا اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو گیا۔ بزرگ نے اس سے فرمایا کہ نہیں اور اگرچہ تیری عمر ہزار برس بھی ہو تو اور ہزار برس اسے اٹھائے پھرتا رہے پھر بھی تو ایک رات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

مشکلات کے حل کیلئے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ کتنی کتابیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام پر نازل فرمایا۔ وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ایک سو چار۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ان میں سے کچھ کتابیں اٹھالی گئیں۔ وہب بن منبہؒ نے کہا کہ ہاں ان میں سے بارہ کتابیں اٹھالی گئیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان میں سے تم نے کتنی کتابیں پڑھی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو باقی رہ گئی تھیں۔ ان سب کو میں نے پڑھا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے ان کتابوں میں کوئی ایسی دعا بھی دیکھی ہے جو رنج اور تکلیف میں فائدہ دے۔

وہب بن منبہؒ نے کہا کہ ہاں میں نے ان میں اس کیلئے جس کی نیت پاک ہو۔ دعا نافع اور کافی وشافی پائی ہے اور وہ دعا یہ ہے:

اللّٰهم یامن یملک حوائج السائلین و یعلم ضمائر الصامتین فان لک فی کل مسأ لة سمعًا حاضرًا جوابا عتید اوان لک بکل صامت علمًا محیطًا مواعیدک الصادقة وایادیک الفاضلة ورحمتک الواسعة

ترجمہ: اے اللہ اور اے وہ ذات جو سوال کرنے والوں کی ضرورتوں کی مالک ہے اور خاموش و بے زبان جانوروں کے دل کے بھیدوں کو جانتی ہے۔ بے شک تیرے لیے ہر سوال میں شنوائی حاضر ہے اور جواب موجود ہے اور بے شک تیرے لیے ہر خاموش کیلئے علم محیط ہے اور تیرے وعدے سچے اور تیرے احسانات بزرگ ہیں اور تیری رحمت وسیع ہے۔

وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ دعا بہت بہتر پائی ہے اور بارہا اس کو آزما چکا ہوں اور میں اس دعا کی حسن وخوبی کے برابر کسی دعا کو خیال نہیں کرتا۔

چار شخصیتوں پر مکڑی نے جالا تنا ہے

چار شخصیتوں پر مکڑی نے جالا تنا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ پر جبکہ آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار میں تھے اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ پر جبکہ سرکار دو عالم ﷺ نے ان کو بعض مشرکین کے قتل کیلئے بھیجا تھا چنانچہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کیا۔ اس کے بعد کفار نے ان کو پایا تو وہ غار میں گھس گئے اور مکڑی نے ان پر جالا تن دیا۔ اس وجہ سے کفار نے ان کو نہ دیکھا اور زید بن زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ پر جس وقت کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ ننگے کر کے ۱۲۱ھ میں سولی دیئے گئے اور سولی دیئے ہوئے چار برس قائم اور ٹھہرے رہے اور جب ان کے چہرہ کو قبلہ کی طرف سے ہٹایا جاتا تو لکڑی قبلہ کی طرف گھوم جاتی تھی پھر کفار نے ان کو سولی سے اتارا اور ان کے جسم کو جلایا۔ (خداوندتعالیٰ ان سے راضی ہو) اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بہت سے لوگوں نے بیعت کی تھی اور کوفیوں کی ایک جماعت ان سے کہتی تھی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم سے بری ہو، تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا۔ اس کے بعد اہل کوفہ نے کہا کہ اب ہم تم کو چھوڑتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس جماعت کا نام ''رافضہ'' اور ''روافض'' رکھا گیا ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے والی عراق عمرو ثقفی سے جو حجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا، جنگ کی تھی تو عمرو ثقفی حضرت زید رضی اللہ عنہ پر فتح یاب ہوگیا تھا۔ اس لیے اس نے ان کے ساتھ وہی کیا جو بیان ہو چکا ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا ظہور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں ہوا تھا لیکن جماعت زیدیہ یعنی پیروان زید رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھتے ہیں اور جو شخص ان حضرات سے تبرا کرتا ہے ہم اس سے بری ہوتے ہیں پھر وہ لوگ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے۔ اس وجہ سے وہ لوگ ''زیدیہ'' کہے جاتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام پر بھی مکڑی نے جالا تنا تھا جبکہ ان کو جالوت نے تلاش کیا تھا۔

عصاءِ موسوی کے کمالات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے سوال کیا گیا۔ اور وہ قول یہ ہے کہ وَلِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی یعنی اس عصا میں میرے دوسرے اغراض اور مقاصد بھی ہیں اور وہ حاجتیں کیا تھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں تیرہ حاجتیں تھیں:

(۱) جب آسمان پانی برساتا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو ڈھال کی طرح اپنے سر پر کھڑا کر دیتے تھے اور اس کے نیچے بیٹھ جاتے تھے تاکہ وہ بارش سے محفوظ رہیں۔

(۲) جب آفتاب ابر آلود ہوتا تھا اور بدلی میں چھپ جاتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وقت کے پہچاننے میں شبہ ہوتا تھا تو وہ عصا آفتاب کی شعاع کی طرح ان کیلئے روشن ہو جاتا تھا۔

(۳) بکریاں چرانے کی حالت میں جب ان پر سخت گرمی ہوتی تھی تو وہ عصا کو کھڑا کر دیتے تھے۔ تو وہ چوڑے پتے والا درخت بن جاتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے نیچے آرام کر لیتے تھے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بکریوں کو پانی پلانا چاہتے تھے تو وہ عصا کنوئیں کی دوری اور گہرائی کے بقدر لمبی رسی بن جاتا تھا اور اس کا سر ڈول کی طرح ہو جاتا تھا۔

(۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کسی خوفناک جگہ میں سوتے تھے اور اس کو اپنے ہاتھ سے پھینک دیتے تھے تو وہ دن میں شیر درندہ ہو جاتا تھا۔

(۶) رات میں خرمے کے درخت کے مثل اژدہا بن جاتا تھا۔

(۷) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ایک مقام سے دوسرے مقام میں توشہ لے جاتے تو وہ ایسا توشہ داں بن جاتا تھا جس میں اس کو بھر لیتے تھے۔

(۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب سخت پیاسے ہوتے تو اسکے کنارے سے پانی پی لیتے تھے۔

(۹) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب سخت سردی معلوم ہوتی تو اس کو رکھ دیتے تھے تو وہ خیمہ کی طرح ان کو چھپا لیتا تھا۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کسی دشمن سے ملتے تھے تو عصا کو اس کے سامنے ڈال دیتے تھے تو وہ عصا اس کو لقمہ بنا لیتا تھا۔

(۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنی بکریوں کیلئے درخت کے پتے فراہم کرنا چاہتے تھے تو عصا ایک ٹیڑھی شاخ ہو جاتا تھا جسکے ذریعہ سے آپ درخت کے پتوں کی ٹہنیاں جھاڑتے تھے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنا توشہ اور پانی لٹکانا چاہتے تھے تو ان کیلئے عصا میں ایسی شاخ بن جاتی تھی کہ جس پر وہ توشہ اور پانی لٹکا لیتے تھے۔

(۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب پھل کی خواہش ہوتی تھی وہ عصا پتی نکالتا تھا تو وہ اس کو کھاتے تھے۔

سید التابعین خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ کوڑے کرکٹ جمع ہونے کی وجہ سے پرانے کپڑے چن چن کر پاک کر لیا کرتے اور انہی سے گدڑی سی لیتے۔ سبزی فروشوں کے نکالے ہوئے پتے اور پھل وغیرہ کو کھانے کیلئے اٹھا لیتے۔
ایک روز مزبلہ کے پاس ایک کتا آپ پر بھونکنے لگا۔ آپ نے جواباً فرمایا:
''جو تیرے قریب ہے اس سے تو کھا، جو میرے قریب ہے اس سے میں کھا رہا ہوں تو مجھ پر بھونکتا کیوں ہے اگر پل صراط میں سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں ورنہ تو مجھ سے بہتر ہے۔''

آپ کا یہ حال تھا کہ گھر والے آپ کو مجنوں خیال کرتے تھے اور اہل رشتہ حقارت سے دیکھتے۔ تمسخر کرتے اور بچے پاگل سمجھ کر آپ کو کنکر پتھر مارتے تھے۔

زبان نبوت پر ذکر اویس قرنی ؒ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا:
اللہ تعالیٰ کی خلقت میں سے ان لوگوں کو پسند فرمایا جو متقی و مخلص ہوں۔ پاک و

صاف اور پوشیدہ زندگی گزارنے والے ہوں، ان کے بال بکھرے ہوئے، چہرہ غبار آلود اور شکم پیٹھ سے لگے ہوئے ہوں وہ اگر مالداروں کی مجلس میں جانا چاہیں تو اجازت نہ پائیں۔ خوش حال عورتوں سے نکاح کرنا چاہیں تو رشتے نہ ملیں اگر وہ کہیں چلے جائیں تو کوئی ان کا متلاشی نہ ہو اور جب کہیں سے آئیں تو دیکھ کر کوئی خوش ہونے والا نہ ہو، بیمار ہوں تو کوئی عیادت کو نہ آئے، مرجائیں تو کوئی جنازہ پر نہ پہنچے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم ان میں سے کسی شخص سے کیسے ملاقات کر سکتے ہیں؟

فرمایا: اویس قرنی ایسے ہی لوگوں میں سے ہوں گے۔

عرض: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کی نشانی کیا ہوگی؟

فرمایا: آنکھیں نیلگوں، بال خم آمیز، سینہ چوڑا، میانہ قد، سخت گندمی رنگ اپنی تھوڑی سینے کی طرف مائل اور نگاہ ہمیشہ جائے سجدہ اور اپنی نگاہ کی جانب جھکی رکھیں گے۔ اکثر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھ کر روتے ہوں گے۔ دو کمبل ساتھ رکھیں گے۔ ایک تہبند، دوسرا چادر کی جگہ استعمال کریں گے۔ اہل زمین میں گمنام ہوں گے مگر اہل آسمان میں ان کی شہرت ہوگی وہ اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ضروری پوری کر دے گا۔ ان کے بائیں مونڈھے کے نیچے تھوڑا سا سفید داغ ہوگا۔

لوگو! یاد رکھو روز حشر سب نیک بندوں سے تو جنت میں جانے کیلئے کہا جائے گا مگر اویس کو حکم ہوگا کہ تم ٹھہرو، لوگوں کی شفاعت کرو پھر اللہ تعالیٰ ربیعہ و مضر قبیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔

اے عمر اور اے علی! جب تم لوگ ان سے ملاقات کرنا تو ان سے اپنے حق میں دعا و استغفار کرانا۔ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔

حضرت عمر و علی المرتضیٰ اویس قرنی کی خدمت میں

اس کے بعد دس سال تک حضرت سیدنا عمر اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما خواجہ اویس

قرنی کی جستجو میں رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی بالا آخر جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی حیات کے آخری سال حج میں تھے تو آپ ابوقبیس کی پہاڑی پر چڑھے اور آواز بلند اہل یمن کو پکارا اور پوچھا کہ کیا تم میں اویس نام کا کوئی شخص ہے؟......

اس وقت ایک بوڑھا شخص جس کی ریش دراز تھی وہ کھڑا ہوا اور دست بستہ عرض کیا۔ ہمیں تو اویس کے بارے میں معلوم نہیں ہے مگر اس نام کا میرا ایک بھتیجا ضرور ہے جونہایت گمنام، کم مال، بے وقعت ہے وہ اس لائق نہیں کہ آپ کی خدمت میں لایا جائے۔ شتربانی کرتا ہے اور ہم لوگوں میں بہت معمولی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت عمر: وہ کہاں ہے؟ کیا وہ نزدیک کہیں ہے؟

ضعیف مرد: جی ہاں! میدان عرفات میں ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جلدی سے عرفات پہنچے تو انہیں ایک درخت کے پاس کھڑے نماز پڑھتے پایا اور ان کے گرد اونٹ چرنے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دور پر اپنی سواری روک کر یہ دونوں حضرات قریب پہنچے اور سلام کیا۔ خواجہ اویس نے نماز پوری کر کے ان کے سلام کا جواب دیا۔ ان لوگوں نے پوچھا آپ کون ہیں؟

ایک شتربان اور لوگوں کا ملازم،

آپ کی شتربانی اور اجرت کاری سے متعلق ہمارا سوال نہیں، اپنا نام بتائیے؟

عبداللہ (اللہ کا بندہ)

یہ تو ہم بھی جانتے ہیں، تمام اہل زمین و آسمان اللہ کے بندے ہیں۔ آپ ہمیں اپنا وہ نام بتائیں جو آپ کی والدہ نے رکھا۔ آپ حضرات کو آخر مجھ سے کیا غرض ہے؟

بات دراصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی صفت اور ان کا حلیہ بتایا تھا جس میں سے بالوں کی سرخی، آنکھوں کا نیلا پن تو ہم نے دیکھ لیا مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اویس کے بائیں مونڈھے تلے قدرے سفیدی ہوگی۔ کیا آپ ہمیں دکھانے کی زحمت کریں گے؟

یہ سن کر خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنا مونڈھا دکھایا تو وہ سفیدی موجود تھی۔ ان

حضرات نے اس سفیدی کو بوسہ دیا اور فرمایا:

ہم لوگ گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اویس قرنی رضی اللہ عنہ آپ ہی ہیں...... آپ ہمارے حق میں دعائے مغفرت کریں۔

خواجہ اویس: میں تو استغفار میں اپنی کسی فرزند آدم کی تخصیص نہیں کرتا (سب کی بخشش مانگتا ہوں) مگر بحروبر کے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات میں مستجاب الدعوات کون ہے؟

خواجہ اویس: آپ لوگوں پر خدا نے میرا حال ظاہر کر دیا ہے، بتائیں آپ کون لوگ ہیں؟

سیدنا علی المرتضیٰ: یہ ہیں امیر المومنین عمر بن خطاب اور میں ہوں علی بن ابی طالب خواجہ اویس قرنی یہ سن کر ادباً کھڑے ہو گئے اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ و برکاتہ دیلہ۔ ابن ابی طالب اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو اس امت کی جانب سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ آپ کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے۔

امیر المومنین: آپ کیلئے میں مکہ شریف جا کر کچھ خرچ اور کچھ کپڑے لانا چاہتا ہوں۔ اس وقت آپ یہیں ٹھہرے رہیں۔

خواجہ اویس: امیر المومنین ایسا کوئی وعدہ نہ لیں اور نہ ہم آج کے بعد دوبارہ ملیں گے اور بھلا اس پیسے اور کپڑے کو میں کیا کروں گا؟ آپ تو دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس اون کی چادر اور لنگی موجود ہے۔ میں انہیں اتنی جلد تو نہ پھاڑ ڈالوں گا۔ اس کے علاوہ آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ میرے پاس مضبوط سلا ہوا جوتوں کا جوڑا ابھی ہے۔ یہ ابھی کہاں ٹوٹتے ہیں؟ اور آپ کو تو خبر نہیں۔ میں اونٹ چرانے کی اجرت چار درہم لیتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں انہیں کب تک کھاؤں گا؟ امیر المومنین! ہمارے اور آپ کے مابین ایک نہایت سخت گھاٹی آنے والی ہے۔ اس پر سے وہی پار اترے گا جو ہلکا اور دبلا ہو گا لہٰذا آپ بھی ہلکے ہی رہیں۔

امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے خواجہ اویس کی یہ بات سنی تو اپنے کوڑے کو زمین پر مارا اور

بہ آواز بلند پکارا: اے کاش عمر! تجھے تیری ماں پیدا نہ کرتی تو بہتر تھا۔ کاش وہ عقیم ہوتی، تیرے حمل کی مصیبت نہ اٹھاتی، اس کے بعد امیر المومنین اور سیدنا علی مکہ کی طرف تشریف لے گئے اور خواجہ اویس قرنی نے اپنے اونٹوں کو ہنکایا اور سب اونٹ ان کے مالکوں کے حوالے کیے اور شتربانی چھوڑ کر صرف عبادت میں لگ گئے یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔ یہاں تک کہ وصال فرما گئے۔

صحیح مسلم میں فاروق اعظم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس اویس بن عامر بن بنی مراد پھر قرن کے یمنی لوگوں کے ساتھ آئے گا اسے برص تھا جس سے اس کو شفا مل گئی ہے صرف درہم کے برابر سفیدی رہ گئی۔ وہ اپنی ماں کا فرمانبردار ہے اگر کوئی قسم کھائے تو خدا پوری کر دے۔ اگر تم اپنے لیے اس سے دعائے مغفرت کرا سکو تو ضرور کراؤ پھر باقی حدیث حسب بالا بیان کی یہاں تک اپنی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا ذکر کیا اور یہ کہ ان سے دعائے مغفرت کو کہا تو انہوں نے دعائے مغفرت کی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے بتایا کہ کوفہ کا، فرمایا: کیا آپ کیلئے میں کوفہ کے گورنر کو لکھ دوں؟ کہا مجھے نادار اور گمنام رہنا زیادہ پسند ہے۔

مسلم کی ایک روایت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تابعین مین سب سے بہتر وہ شخص ہے جسے لوگ اویس کہتے ہیں۔ (اہل خانہ میں) اس کی محض ماں ہے۔ اس کے جسم پر ذرا سی سفیدی ہے تم لوگ ان سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرانا۔

امام یافعیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کہ اویس خیر التابعین ہیں۔ اس بارے میں صریح ہے کہ وہ تابعین سے مطلقاً بہتر ہے۔ اس ارشاد سے یہ دلیل بھی ملتی ہے کہ نفع لازم، نفع متعدی سے بعض اوقات افضل بھی ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا شناس، علمائے باطن احکام شناس علمائے ظاہر سے افضل ہیں۔

حضرت علقمہ بن مرثد کا فرمان ہے:

زہد تابعین میں آٹھ آدمیوں پر ختم ہے، انہی میں سے ایک اویس قرنی بھی ہیں۔

ان کے گھر والوں نے انہیں مجنوں خیال کر کے باہر ان کیلئے ایک حجرہ بنا دیا تھا اور وہ لوگ سالہا سال تک ان کو دیکھنے بھی نہ جاتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں انہوں نے آواز دی۔ اے لوگو! سب کھڑے ہو جاؤ سب لوگ سن کر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا: یمن والوں کے علاوہ سب بیٹھ جائیں۔ (چنانچہ یمن کے لوگ کھڑے ہو گئے اور تمام لوگ بیٹھ گئے) اس طرح پھر اہل یمن میں سب صرف ضلع مراد کے باشندوں کو، اس کے بعد مقام قرن کے باشندوں کو کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اس طرح سب لوگ بیٹھ گئے، محض ایک آدمی کھڑا رہ گیا جو حضرت اویس قرنی کا چچا تھا۔

حضرت عمر: کیا تم خاص قرن کے باشندے ہو؟

ضعیف مرد: ہاں! یا امیر المومنین

حضرت عمر: کیا تم اویس کو جانتے ہو؟

ضعیف مرد: امیر المومنین! آپ اویس کو کیا پوچھتے ہیں اس سے زیادہ بے وقوف مجنون اور محتاج ہم میں کوئی نہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بوڑھے کی یہ بات سن کر رو پڑے اور فرمایا یہ عیوب جو تو گنا رہا ہے تجھ میں ہیں اس میں نہیں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اویس کی شفاعت سے قبیلہ ربیع و مضر جتنے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

عمار بن یوسف ضبی کا بیان ہے۔

کسی نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا آپ صبح و شام کس طرح گزارتے ہیں؟

انہوں نے جواب دیا: صبح کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں رہتا ہوں اور شام کو اس کی حمد و ستائش میں، ویسے تم ایک ایسے انسان کا حال دریافت کرتے ہو جو صبح کو شام تک کی زندگی کا یقین نہیں رکھتا اور شام کو صبح تک کی زندگی کا، کیونکہ موت اور اس کی یاد نے مومن کیلئے کوئی خوشی باقی نہ رکھی اور مال میں اللہ تعالیٰ کے حق نے مسلمان کیلئے چاندی سونے کی گنجائش باقی نہ رکھی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے مسلمان کا کوئی دوست نہ رہنے دیا جب ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں تو وہ ہمیں برا جانتے ہیں بخدا نوبت بایں جا رسید کہ مجھ پر بڑے بڑے بہتان باندھ دیئے...... اتنا

کہہ کر اویس نے اپنا راستہ لیا اور مجھے تنہا چھوڑ گئے۔

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

میں اویس قرنی کے احوال سن کر کوفہ پہنچا۔ ان سے ملاقات کے علاوہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ دوپہر کے وقت میں نے انہیں دریائے فرات کے کنارے وضو کرتے ہوئے دیکھا ان کا جو حلیہ اور اوصاف میں نے سن رکھے ان سے انہیں فوراً پہچان گیا۔ گندم گوں، غمگین صورت، سر کے بال منڈے ہوئے، باہیبت شخص تھے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور میری جانب دیکھا میں نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا مگر انہوں نے مصافحہ نہیں کیا۔

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ آپ کو رحمت و مغفرت سے نوازے۔ آپ کس حال میں ہیں۔ (کہتے کہتے میں اپنے دل میں چھپی ان کی محبت کے سبب سے رونے لگا اویس بھی مجھے دیکھ کر رو پڑے۔)

اویس قرنی: اے ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش و خرم رکھے تم کس طرح ہو؟ اور تم کو میرا کہاں سے پتہ چل گیا۔

ہرم: اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی۔

اویس: بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ہمارا پروردگار، پاک اور منزہ ہے، اس کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

ہرم: آپ نے میرا اور میرے باپ کا نام کیسے جانا؟ آج سے قبل تو ہم لوگوں نے کبھی باہم ملاقات نہیں کی۔

اویس: **نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ** علیم و خبیر رب نے بتا دیا۔

ہرم: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں؟

اویس: مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و صحبت نصیب نہ ہوئی البتہ میں نے ان لوگوں کی زیارت کی ہے جنہوں نے حضور نبی کریم کی زیارت کی تھی مگر میں محدث، قاضی، یا مفتی ہونا پسند نہیں کرتا اور میری طبیعت لوگوں سے اکتاتی ہے۔

ہرم: قرآن مجید کی کچھ آیات ہی سنا دیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ سے کچھ سنوں اور مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جس میں یاد رکھوں۔

یہ سن کرانہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پڑھا:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

اور فرمایا کہ بے شک سب سے سچی بات میرے پروردگار کی ہے اور سب سے صادق قول اللہ ہی کا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ. لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَھْوًا لَّا تَّخَذْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ (الانبیاء۲۱......۱۲)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو کھیلتے ہوئے (بے مقصد) پیدا نہیں کیا اگر ہم کھیل تماشا بنانا چاہتے تو اپنے پاس سے اسے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

یہاں سے آخری سورہ تک تلاوت کیا اور ایک سرد آہ کھینچی جسے سن کر میں نے سوچا کہ آپ بے ہوش ہوئے پھر فرمایا:

اے ابن حیان! تمہارے والد تو فوت ہو چکے ہیں۔ عنقریب تم بھی فوت ہو جاؤ گے۔ معلوم نہیں، اس کے بعد تم جنت میں جاؤ گے یا جہنم میں۔ اس کے علاوہ دیکھو کہ بابا آدم اور اماں حوا بھی انتقال کر چکے۔ حضرت نوح نجی اللہ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، داؤد خلیفۃ اللہ، محمد رسول اللہ (**صلوٰت اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء المرسلین**) اور حضور کے خلیفہ ابوبکر صدیق اور میرے بھائی اور میرے دوست عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سب کے سب وفات پا چکے ہیں۔

ہرم: ابھی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو باحیات ہیں ان کا تو انتقال نہیں ہوا۔

اویس: نہیں، ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے، میں نے یہی سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھی یہی معلوم ہوا ہے اور میر دل بھی یہی کہتا ہے اور ہم تم بھی مرنے والوں ہی میں ہیں۔ اس کے بعد درود اور دعا پڑھی اور فرمایا:

اویس قرنی کی نصیحت

میری تمہیں بس اتنی ہی نصیحت ہے کہ موت کو یاد رکھنا اور زندگی میں پلک جھپکنے کے مقدار بھی اس ذکر کو دل سے الگ نہ کرنا اور جب اپنے اہل وعیال میں پہنچنا تو انہیں خوف خدا کی تاکید کرنا اور ساری امت کو سمجھانا۔ جماعت سے علیحدہ نہ رہنا ورنہ دین سے جدا ہوکر دوزخ میں پہنچ جاؤ گے اور تم میرے لیے اور اپنے لیے دعا کرو پھر دیر تک میرے لیے دعا کرتے رہے۔

اور فرمایا آج کے بعد اب تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ کیونکہ میں شہرت کو ناپسند کرتا ہوں اور تنہائی کو عزیز رکھتا ہوں۔ اب نہ کسی سے میرے بارے میں سوال کرنا اور نہ مجھے ڈھونڈنا۔ بس یاد کر کے دعا کرتے رہنا۔ میں بھی تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا اب تم چلے جاؤ میں بھی جا رہا ہوں۔

مجھے ان کے ہمراہ کچھ دیر چلنے کی خواہش تھی لیکن انہوں نے اسے قبول نہیں کیا اور میں روتا ہوا ان سے جدا ہوا۔ وہ بھی روتے رہے۔ میں انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ گلی میں داخل ہوگئے۔ اس کے بعد میں نے انہیں بہت تلاش کیا اور لوگوں سے دریافت کیا مگر کوئی ان کا سراغ بتانے والا نہیں ملا اور مجھ پر کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو بار انہیں خواب میں نہ دیکھوں۔

حضرت اصبغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رکوع اور سجود میں

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب شام ہوتی تو کہتے یہ رکوع کرنے کی رات ہے اور پھر پوری رات رکوع ہی میں گزار دیتے۔ کبھی فرماتے یہ رات سجدے کی رات ہے اور رات سجدہ ہی میں بسر ہو جاتی بعض اوقات شام کو کچھ کھانا بچ جاتا تو شام ہی کو خیرات کر دیتے پھر دعا کرتے: بار الہا! اگر کوئی بھوکا مر جائے تو مجھ سے

مواخذہ نہ فرمانا اور کوئی ننگا ہو تو بھی مجھ سے مواخذہ نہ فرمانا۔

حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

وصالِ اویس قرنی

دور فاروقی میں آذربائیجان میں جہاد ہوا تھا جس میں ہم لوگ شریک ہوئے تھے اس میں خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ہمراہ تھے جب ہم لوگوں سے واپس ہوتے تو اویس بیمار ہوئے ہم نے انہیں اٹھانا چاہا مگر ان کی طبیعت سنبھل نہ سکی اور وہیں انتقال فرما گئے وہاں کفن، خوشبو اور قبر تیار تھی۔ ہم لوگوں نے غسل و کفن دے کر نماز جنازہ ادا کی اور انہیں دفن کر کے چلے آئے۔ ہم میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم ان کی قبر جان لیتے تو اچھا ہوتا مگر لوٹ کر دیکھا تو نہ قبر نظر آئی، نہ نشان قبر۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں:

جنگ صفین میں کسی منادی نے آواز دی۔ کیا ان لوگوں میں اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں تو اس جگہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رفقاء میں شہید پا گئے۔ رضی اللہ عنہ

مومن اور کافر کی نیکی کا بدلہ

چوتھے آسمان پر دو فرشتے باہم ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ ایک عجیب کام ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک یہودی شخص ہے جس کے مرنے کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے مچھلی کھانے کی خواہش کی ہے لیکن دریا میں مچھلی نہیں ہے۔

مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ دریا کی طرف مچھلیاں ہانک دوں تاکہ لوگ ان میں سے ایک مچھلی یہودی کیلئے شکار کر لیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس یہودی نے کوئی بھی نیکی ایسی نہیں کی ہے کہ جس کا اللہ تعالیٰ نے بدلہ دنیا ہی میں اس کو نہ دے دیا ہو۔ اب صرف ایک نیکی باقی رہ گئی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی خواہش کی چیز اس تک پہنچا دے تا کہ وہ دنیا سے ایسے حال میں نکلے کہ اس کیلئے کوئی نیکی نہ ہو۔

اس کے بعد دوسرے فرشتہ نے کہا کہ میرے رب نے مجھے بھی ایک عجیب کام کیلئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے کہ فلاں شہر میں ایک ایسا مرد صالح ہے کہ اس نے جو برائی کی اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اس کا بدلہ اس کا پورا کر دیا اور اب اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے اور اس نے روغن زیتون کھانے کی خواہش کی ہے اور اس کے ذمہ صرف ایک گناہ ہے اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں روغن زیتون کو گرا دوں یہاں تک اس کے گرِ جانے سے جو اس کو رنج وغم ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے اس کے اس گناہ کو بھی مٹا دے گا حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوا۔

محمد بن کعبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان

فمن یعمل مثقال زرۃ خیریرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شریرہ

کے یہی معنے ہیں یعنی جب کافر ذرہ بھر اور چیونٹی برابر نیکی کرتا ہے تو اس کا ثواب دنیا ہی میں دیکھ لیتا ہے اور مومن جب ذرہ برابر برائی کرتا ہے تو آخرت کے پہلے دنیا ہی میں اس کی جزا دیکھ لیتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی سے گفتگو

حضرت سلیمان علیہ السلام جب چیونٹیوں کے میدان سے گزرے تو آپ نے ایک چیونٹی سے سنا کہ وہ اپنے ہاتھیوں سے خوف کی وجہ سے کہتی ہے کہ اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ۔ آخر آیت تک اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی کو سلام کیا۔ اس کے بعد جواب میں اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ آپ پر سلام ہو۔ اے فنا ہونے والے اور اپنے ملک میں مشغول ہونے والے، خدا کی قسم! میں کمزور چیونٹی ہوں اور میرے چالیس ہزار سپہ سالار ہیں اور ہزار افسر کے ماتحت چالیس صفیں ہیں اور ہر صف اس قدر لمبی ہے جتنا کہ مغرب و مشرق کے درمیان

فاصلہ ہے۔ اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب سیاہ کپڑا کیوں پہنتی ہو؟ تمہارے رنگ سیاہ کیوں ہیں؟ تو چیونٹی نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا مصیبت کا گھر ہے اور سیاہ کپڑا مصیبت والوں کا لباس ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کمر بند یعنی سیاہ لکیر جو تمہاری کمروں میں ہے یہ کیا چیز ہے؟ چیونٹی نے کہا کہ یہ کمر بندگی باندھنے کا پٹکا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ تم سب مخلوق سے دور رہتی ہو۔ اس نے کہا کہ اس لیے کہ مخلوق غفلت میں ہے تو غافلوں سے دور ہی رہنا بہتر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تم سب ننگی کیوں رہتی ہو؟ چیونٹی نے جواب دیا کہ اسی طرح ہم دنیا میں آئے اور اسی طرح اس سے نکلیں گے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے ایک چیونٹی کس قدر کھاتی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک دانہ یا دو دانہ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کیوں؟ اس نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسافر ہیں اور جب مسافر کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے تو اس کی پیٹھ ہلکی رہتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تجھے کوئی ضرورت ہے؟ چیونٹی نے کہا کہ آپ عاجز ہیں اور عاجز سے کچھ مانگنا جائز نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اپنی ایک حاجت مجھ سے ضرور طلب کر۔ چیونٹی نے عرض کیا کہ (اچھا) میری روزی یا میری عمر میں زیادتی کر دیجئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ سے ایسی چیز مانگ جو میرے ہاتھ میں ہو۔ چیونٹی نے کہا کہ بلاشبہ ضرورتوں کو پورا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام مندرہ ہے۔ میں اپنے یاروں کو جادوگر اور مکار دنیا سے ڈراتی ہوں پھر اس نے کہا کہ اے سلیمان علیہ السلام جو چیز سلطنت میں آپ کو دی گئی ہے اس میں سب سے زیادہ فخر کی کیا چیز ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ انگوٹھی ہے کیونکہ وہ جنت کی ہے۔ چیونٹی نے کہا کہ آپ اس کے معنی جانتے ہیں؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا سے جس قدر کہ آپ کی ملک اور ہاتھ میں ہے وہ بقدر انگوٹھی کے نگینہ کے ہے۔ اس کے بعد چیونٹی

نے کہا کہ انگوٹھی کے علاوہ اور کوئی چیز قابل فخر ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کا فرش ہے جو ہوا کی پشت پر رہتا ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ یہ اس پر دلیل ہے کہ جو کچھ آپ کے ساتھ ہے وہ سب ہوا کی مثل ہے۔ آج آپ کے ساتھ ہے اور کل آپ کے ماسوا دوسرے کے ساتھ ہوگا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اس فرش کے ساتھ ہوا پر صبح کی سیر کا زمانہ ایک مہینہ کی راہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ یہ اس پر دلیل ہے کہ بلاشبہ آپ کی عمر کم ہے اور آپ چلنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے چڑیوں کی زبان سمجھنے کا علم دیا گیا ہے۔ چیونٹی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مناجات میں مشغول ہو جائیے اور غیر کی مناجات کو چھوڑیئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جن اور انسان میری خدمت کرتے ہیں۔ چیونٹی نے کہا کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے مخلوق کو تمہاری خدمت میں لگا دیا ہے اس لیے تم میری خدمت میں مشغول رہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں انگوٹھی سے الفت حاصل کرتا ہوں اور تسکین پاتا ہوں کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہے۔ چیونٹی نے جواب دیا کہ اس ذات پاک سے محبت اور انس پیدا کرو جس کا یہ نام ہے اور محض نام سے انس پیدا نہ کرو۔

عرش الٰہی کی صفات

حضرت وہب بن منبہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو دو ہزار برس کرسی سے پہلے پیدا کیا اور عرش کیلئے تین سو برج پیدا کیے اور ہر دو برجوں کے درمیان تین سو برس کی مسافت ہے اور ہر برج کا طول ایک ہزار برس کی راہ ہے اور دو برجوں کے درمیان میں انسانوں اور جنوں کی مثل فرشتے ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نافرمانوں اور گنہگاروں کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

شیخ نسفیؒ نے فرمایا کہ عرش کیلئے تین سو ساٹھ پائے پیدا کیے گئے ہیں جس میں ہر ایک

دنیا کے بقدر ہے اور ہر دو پایوں کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ کے مثل ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح کو کرسی اور عرش کے درمیان پیدا کیا اور اپنے نور سے چند نور پیدا کیے اور ان میں سے ایک نور سے عرش پیدا کیا اور اس کیلئے ساٹھ ہزار تین سو پائے ہیں ہر پایہ کا طول بارہ ہزار برس کی مسافت ہے اور ہر دو پایوں کے درمیان ستر ہزار شہر ہیں اور ہر شہر میں ستر ہزار محل ہیں اور ہر محل میں فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں اور اس کے طول و عرض کی کوئی انتہا نہیں ہے اور دن میں ستر ہزار نور کے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ کوئی اس کی طرف دیکھنے کی قدرت نہیں رکھتا، اس کی شکل قبہ کی سی ہے اور اس کے دائرہ میں اتنی قندیلیں لٹک رہی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اور اس میں تمام مخلوقات کی خواہ وہ جاندار ہوں یا غیر جاندار ہوں صورتیں ہیں۔ اس کو دنیا میں چار فرشتے اٹھائیں گے اور آخرت میں آٹھ فرشتے۔

روایت کی گئی ہے کہ عرش کیلئے ستر ہزار زبانیں ہیں، وہ ان زبانوں سے قسم قسم کی لغت میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ عرش سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے اور دوسری روایت میں سبز یاقوت بھی آیا ہے اور فرشتگان حاملین میں سے ہر فرشتہ کے کان اور اس کے کندھے کے درمیان کا فاصلہ پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

اور ایک روایت میں سات سو برس ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو چار فرشتے عرش کو اٹھانے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ انسان کی صورت پر دوسرا بیل کی شکل، تیسرا گدھ ی صورت پر، چوتھا شیر کی شکل پر ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس نے فخر کیا اور جنبش میں آیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بڑی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک ایسے سانپ کا طوق پہنا دیا کہ جس کے ستر ہزار بازو ہیں اور ہر بازو میں ستر ہزار پر ہیں اور ہر پر میں ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں اور ہر زبان سے ہر روز بارش کے قطرات، درخت کے پتوں، کنکریوں، دنیا کے دنوں اور سب

فرشتوں کی تعداد اور ان تمام چیزوں کی اعداد کے برابر اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے تو وہ سانپ عرش کو لپٹ گیا تو عرش اس کے نصف تک ہوا۔ (واللہ اعلم)

لوح محفوظ کی صفات

لوح محفوظ سفید موتی سے بنا ہوا ہے یاقوت و سبز زمرد سے مرصع ہے اور اس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے اور اس کا طول اس قدر ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور لوح محفوظ عرش اور کرسی کے درمیان میں ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز تین سو ساٹھ بار اس کی طرف دیکھتا ہے اور ہر نظر سے پیدا کرتا ہے، رزق دیتا ہے، مارتا ہے اور جلاتا ہے، عزت دیتا ہے، ذلت دیتا ہے، معزول کرتا ہے، مالک بناتا ہے، محو کرتا ہے اور ثابت کرتا ہے۔

بعض صوفیہ نے کہا کہ اس کا طول اتنا ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان دوری ہے اور اس کا عرض اس قدر ہے جس قدر کہ مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے اور فقط دس (۱۰) سطریں اس میں لکھی ہوئی ہیں۔

قلم کی صفات

اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے پہلے قلم کو نور سے پیدا کیا ہے اور اس کا طول ایسا ہے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان میں دوری ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ہیبت کی نظر سے دیکھا تو وہ شق ہو گیا اور اس سے ایک قطرہ لوح محفوظ پر ٹپکا اور وہ الف ہو گیا پھر اللہ جل شانہ نے اس سے فرمایا کہ لکھ۔ اس نے کہا کہ کیا لکھوں تو اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ جو کچھ ہو چکا ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھ۔

کرسی کی صفات

کرسی کی تخلیق کی کیفیت یہ ہے کہ وہ سفید موتی سے بنی ہوئی ہے اور اس کی

طوالت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کے تین سو ساٹھ پائے ہیں۔ ہر پایہ کا طول بارہ (۱۲) ہزار سال کی مسافت ہے۔ اس کی بلندی دس ہزار برس کی راہ ہے۔

حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی میں ایسے ہیں جیسے کہ چٹیل زمین میں چند حلقے ڈالے ہوئے ہیں یعنی بہت ہی چھوٹے معلوم ہوتے ہیں۔

بیت المعمور کی صفات

بیت المعمور آسمان میں ایک مسجد ہے جو کعبہ کے بالمقابل واقع ہے۔

وہ سرخ سونے سے بنی ہوئی ہے اور اس کے تین سو ستر دروازے ہیں اور دو دروازوں کے درمیان کا فاصلہ ایک ہزار برس کی راہ ہے اور ہر دروازہ کا عرض پانچ سو برس کی راہ ہے اور اس کا طول بھی ایسا ہی ہے اور بیت المعمور کا ملائیکہ طواف کرتے ہیں اور بنی آدم کیلئے استغفار کرتے ہیں اور سب بنی آدم کے گنہگاروں پر روتے ہیں اس کے اوپر اونچی چھت ہے اور پانی سے بھرا ہوا دریا ہے۔ بیت المعمور فرشتوں سے پر ہے اور جو فرشتہ ان پر موکل اور افسر ہے اس کا نام کلکیائیل ہے اور اس کے اوپر ستر ہزار لوہے کے پردے ہیں۔ ہر پردہ کے نہ طول کی کوئی انتہا ہے اور نہ اس کے عرض کی کوئی حد ہے اور اس کی اونچائی ہزار برس کی راہ ہے اور اس کے اوپر یاقوت سرخ کے ستر ہزار پردے ہیں اور اس کے اوپر ستر ہزار زینت کے پردے ہیں (اور یہ سب پردے فرشتوں سے بھرے ہیں جو بنی آدم کی صورت میں ہیں اور وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔)

حوض کوثر کی صفات

حوض کوثر جنت سے ہے، اس کا عرض سو برس کی راہ ہے اور اس کا طول تین ہزار سال کی مسافت ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے قصر معلیٰ کے نیچے بلا حدود جاری ہے اور اس قصر کے چار ستون ہیں۔ ان میں سے ایک پر لکھا ہوا ہے کہ "میں ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں، صدیقین اور فرمانبرداروں کیلئے" اور دوسرے پر "میں عمر رضی اللہ عنہ ہوں، شہدا اور صلحاء کیلئے" اور تیسرے پر لکھا

ہوا ہے: ''میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوں، فقراء کیلئے'' اور وہ اہل اللہ اور خاصان خداں ہیں اور چوتھے پر لکھا ہوا ہے: ''میں علی رضی اللہ عنہ ہوں، مجاہدوں اور غازیوں اور اللہ کے مددگاروں کیلئے'' اور حوض کوثر کی مٹی مشک خالص اور تیز خوشبو کی ہے اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کے اعداد کے برابر ہیں اور اس کے دونوں کناروں پر موتی اور مونگے کے قبے ہیں۔

صور کی صفات اور احوال قیامت

صور جس کے مؤکل اسرافیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صور کو پیدا کیا۔ اس طرح کہ اس کا منہ بانس کی طرح ہے اور اس کی کشادگی دنیا کے مثل ہے اور اس کی چار شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک شاخ مشرق میں ہے، دوسری شاخ مغرب میں ہے، تیسری شاخ ساتویں زمین کے نیچے ہے اور چوتھی شاخ ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔

صور میں روحوں کے عدد کے برابر دروازے ہیں۔ اس میں سے ایک دروازہ انبیاء علیہم السلام کی روحوں کیلئے ہے، ایک دروازہ فرشتوں کی روحوں کیلئے ہے، ایک جنوں کی روحوں کیلئے اور ایک انسانوں کی ارواح کیلئے ہے اور اسی طرح شیطانوں اور درندوں، وحشی جانوروں اور حشرات الارض (یعنی زمین کے کیڑے مکوڑے حتیٰ کہ چیونٹی اور مچھر وغیرہ) کی روحوں کیلئے دروازے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے صور حضرت اسرافیل علیہ السلام کو عنایت کیا ہے، وہ اس کو اپنے منہ پر رکھے ہوئے ہیں اور منتظر ہیں کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اسے تین مرتبہ پھونکیں گے۔

پہلی مرتبہ ڈر اور گھبراہٹ کا نفخہ پھونکنا ہوگا تو ان لوگوں کے علاوہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا تمام مخلوق جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب کے سب ڈر جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا اور وہ اس کو پھونکیں گے تو پہاڑ چمکدار ریت کی طرح ہو جائیں گے، آسمان موج مارے گا اور سخت گردش میں آئے گا اور زمین جنبش میں آئے گی جس طرح کہ پانی میں کشتی (طوفان کے دوران) ہچکولے کھاتی ہے، حاملہ عورتیں

بچے گرا دیں گی اور دودھ پلانے والی عورتیں بچوں کو دودھ پلانا بھول جائیں گی، لڑکے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیطان بھاگیں گے یہاں تک کہ وہ زمین کے کناروں میں آئیں گے تو فرشتے ان سے ملیں گے، ان کے منہ پر ماریں گے اور واپس لے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ندا کا دن (یعنی قیامت کا دن) ایسا دن ہے کہ جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تا آخر آیت اور زمین پھٹ جائے گی اور لوگ آسمان دیکھیں گے تو ان پر ستارے جھڑیں گے، آفتاب میں گہن ہوگا، آسمانوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے پوست کھینچے جائیں گے۔ (یعنی الگ الگ ہر ہر آسمان کا پوست کھینچا جائے گا) اور ان کا پردہ اٹھا لیا جائے گا، مردے ان حالتوں میں غفلت میں رہیں گے اور یہ حالت چالیس برس تک یا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے قائم رہے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو مرنے اور بے ہوشی کے نفخہ کا حکم دے گا۔ اس وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے روحو! اللہ تعالیٰ کے حکم سے باہر نکلو تو آسمانوں اور زمین والے بے ہوش ہو جائیں گے اور مر جائیں گے مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے وہ نہ مریں گے اور یہ شہداء ہیں یا تیرہ نفوس ہیں اور وہ یہ ہیں:

حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور آٹھ وہ فرشتے جو حاملین عرش ہیں۔ اور ابلیس لعین، اس کے بعد دنیا بلا انس، جن اور حش کے باقی رہے گی۔

شیطان لعین کی موت

پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا کہ میں نے تیرے اگلوں اور پچھلوں کے عدد کے برابر مددگار پیدا کیے تھے اور میں نے آسمانوں اور زمین والوں کی قوت تجھ میں رکھی تھی اور آج میں تجھ کو غضب کے کپڑے پہناتا ہوں اور اگلے اور پچھلے لوگوں اور جنوں کی تلخی موت کی زیادہ قوت دیتا ہوں اور تیرے ساتھ فرشتگان دوزخ سے ستر ہزار فرشتے ہوں اور ہر فرشتہ دوزخ کے ساتھ آگ کے شعلے کی زنجیروں میں سے ایک ایک زنجیر ہو اور مالک داروغہ دوزخ کو آواز دے کہ وہ

دوزخ میں دروازوں کو کھول دے چنانچہ ملک الموت ایسی صورت میں آئیں گے کہ اگر اس صورت میں ان کی طرف زمین و آسمان والے دیکھیں تو ضرور مر جائیں گے تو وہ ابلیس کی طرف آئیں گے اور اس کو شدت سے گھڑ کی اور دھمکی دیں گے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو جائے گا اور اس کے گلے سے خرخر کی ایسی آواز نکلے گی کہ اگر اس کو اہل آسمان اور اہل زمین والے سن لیتے تو بے ہوش ہو جاتے، اس کے بعد ملک الموت اس سے کہیں گے کہ ٹھہر اے خبیث میں تجھے موت کا مزہ چکھاؤں گا تو نے کتنی عمر پائی اور کتنی صدیوں کے لوگوں کو گمراہ کیا ہے تو وہ ملعون مشرق کی طرف بھاگے گا جب ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان دیکھیں گے تو وہ مغرب کی طرف بھاگے گا اس وقت پھر ملک الموت اس کی آنکھوں کے درمیان نظر کریں گے اس کے بعد وہ دریاؤں میں غوطہ لگائے گا تو دریا اس کو قبول نہ کریں گے چنانچہ ہمیشہ بھاگتا رہے گا اور اس لیے پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوگی یہاں تک کہ وسط دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر کھڑا ہوگا اور کہے گا کہ اے آدم علیہ السلام تمہاری وجہ سے میں مردود و ملعون ہوا پھر وہ لعین ملک الموت سے کہے گا کہ تم مجھے کس پیالہ سے پلاؤ گے اور کس عذاب سے میری روح قبض کرو گے تو ملک الموت اس سے کہیں گے کہ شعلہ آتش اور گرم آگ کے پیالہ سے اور ابلیس خاک میں لوٹے گا کبھی چلائے گا اور کبھی بھاگے گا حتی کہ جب وہ اس جگہ ہوگا جہاں وہ اتارا گیا تھا اور ملعون ہوا تھا تو فرشتگان دوزخ اس کیلئے زنبورے اور آرے قائم کریں گے۔ زمین چنگاری کی طرح ہو جائے گی اور زبانیہ فرشتے اس کو گھیر لیں گے اور زنبوروں اور آروں سے اس کو چیریں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا اس وقت تک حالت نزع اور موت کے غصہ کا شکار رہے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ دریاؤں کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائیں بے شک ان کی مدت گزر چکی۔ دریا کہیں گے کہ ٹھہرو ہم اپنی جانوں پر توجہ کر لیں۔ ہائے ہائے خزانے اور وہ ہماری عجائبات گدھر گئے۔ اس کے بعد ملک الموت ان پر ایک سخت چیخ مارے گا تو ان کے نشان بھی نیست و نابود ہو جائیں گے گویا وہ تھے ہی نہیں پھر اللہ جل شانہ ملک الموت

کو حکم دے گا کہ وہ پہاڑوں کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائیں۔ اس لیے کہ ان کی مدت ختم ہو چکی ہے چنانچہ وہ کہیں گے کہ دم لو ذرا ہم اپنی جانوں پر رولیں۔ ہمارے خرمے کے درخت اور درختوں کی جمعیت کہاں ہے اور ہمارے تو دے کہاں ہیں؟ اس کے بعد ملک الموت ان پر ایک سخت چیخ مارے گا تو وہ پگھل جائیں گے پھر وہ زمین کو حکم دے گا کہ وہ فنا ہو جائے کیونکہ اس کی مدت تمام ہو چکی ہے تو زمین کہے گی کہ مہلت دو تا کہ ہم اپنی جانوں پر رولیں۔ ہائے ہمارے بادشاہ اور ہمارے درخت اور ہماری نہریں کہاں ہیں؟ تو ملک الموت اس پر سخت چیخ مارے گا اور اس کی دیواریں گر پڑیں گی اور اس کے پانی جوش ماریں گے پھر ملک الموت آسمان پر چڑھے گا اور اس پر ایک سخت چیخ مارے گا تو اس کے سورج اور چاند میں گہن لگے گا اور ستارے تاریک اور بے نور ہو جائیں گے۔

جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کی موت

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ملک الموت میری مخلوق میں سے اب کون باقی رہا۔ ملک الموت کہے گا کہ جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل وعزرائیل باقی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے گا کہ جبرئیل علیہ السلام کی روح قبض کرو چنانچہ وہ ان کی روح قبض کرے گا تو وہ بڑے تودہ کی طرح گر پڑیں گے پھر اللہ تعالیٰ ملک الموت سے فرمائے کہ میکائیل کی روح قبض کرو چنانچہ وہ اسی طرح قبض کرے گا پھر فرمائے گا کہ اسرافیل کی روح نکالو تو وہ ان کی بھی جان قبض کرے گا۔

ملک الموت کی موت

پھر اللہ جل شانہ ملک الموت سے فرمائے گا کہ اے ملک الموت تو بھی جا اور جنت و دوزخ کے درمیان مر جا تو ملک الموت بھی وہیں مر جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہت ہے؟ تو کوئی اس کا جواب نہ دے گا پھر اس کو دو تین مرتبہ فرمائے گا اور کوئی اس کو جواب نہ دے گا تو

اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا کہ اس یگانہ اور یکتا کی بادشاہت ہے جو بڑا قہر کرنے والا ہے پھر فرمائے گا کہ کہاں ہیں بادشاہان اور کہاں ہیں متکبران اور جابران؟ اس کے بعد پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی طرح کر دیئے جائیں گے پھر وہ زمین کہ جس پر گناہ کیے گئے ہیں ملا دی جائے گی اور اس پر جہنم قائم کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس زمین کے بدلے دوسری زمین جو نہایت ہی سفید ہوگی پیدا کرے گا تو اس پر جنت قائم کی جائے گی اور اس پر تمام مخلوق جمع کی جائے گی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور عزرائیل کے زندہ ہونے کا حکم دے گا چنانچہ سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام زندہ ہوں گے اور عرش سے صور لیں گے پھر رضوان داروغہ جنت کے پاس جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کیلئے جنت کو آراستہ کرو۔

یوم قیامت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے جلوہ گری

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام جنت سے براق لائیں گے کہ اس پر زین کسا ہوگا اور لگام دی ہوگی اور اس کے ساتھ نشان حمد اور جنت کی چادروں میں سے دو چادریں بھی ہوں گی اور وہ ہموار زمین سے گزریں گے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو نہ دیکھیں گے۔ اس کے بعد آپ کی قبر سے نور کا ایک ستون ظاہر ہوگا جو آسمان کے کناروں تک پہنچے گا اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے اسرافیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو۔ بے شک تمہاری ندا سے تمام مخلوقات جمع ہو جائے گی تو اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے جبرئیل علیہ السلام تم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں دوست تھے تم ہی ان کو پکارو۔ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ میں ان سے شرماتا ہوں پھر اسرافیل علیہ السلام اصرار کریں گے کہ تم ہی پکارو چنانچہ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر کوئی اس کا جواب نہ دے گا۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام و عزرائیل علیہ السلام کہیں گے کہ تم پکارو تو عزرائیل علیہ السلام کہیں گے کہ پاک روح مقدسہ اور حساب کے فیصلہ کیلئے اور اللہ رحمٰن کے حضور میں پیشی کیلئے اٹھ چنانچہ قبر شق ہوگی۔ تو دیکھیں گے کہ آپ اس میں بیٹھے

ہیں اور اپنے سر اور داڑھی سے خاک جھاڑ رہے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام حضور کی طرف آگے بڑھیں گے اور آپ کو دونوں حلے دیں گے پھر آپ فرمائیں گے کہ اے جبرئیل علیہ السلام یہ کونسا دن ہے؟ جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ یہ قیامت کا دن ہے اور یہ حسرت اور ندامت کا دن ہے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے کہ اے جبرئیل علیہ السلام! مجھے بشارت دو۔ جبرئیل علیہ السلام آپ سے کہیں گے کہ میرے ساتھ براق اور لوائے حمد اور تاج ہے۔ آپ فرمائیں گے کہ میں تم سے اس کا سوال نہیں کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ آپ کی تشریف آوری کیلئے جنت آراستہ کی گئی ہے اور آتش دوزخ بند کر دی گئی ہے پھر آپ فرمائیں گے کہ میں تم سے یہ بھی نہیں پوچھتا بلکہ میں تو اپنے گنہگار امت کے حال کے متعلق سوال کرتا ہوں۔ شاید تم نے ان کو پل صراط پر چھوڑا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت اسرافیل علیہ السلام کہیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ اب تک صور نہیں پھونکا پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمائیں گے کہ اب میرا دل خوش ہوا اور میری آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔ آپ تاج لیں گے اور براق کے قریب ہوں گے پھر براق کہے گا کہ مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم ہے کہ محمد بن عبداللہ نبی تہامی صاحب قرآن کے علاوہ دوسرا کوئی مجھ پر سوار نہیں ہوسکتا۔ آپ فرمائیں گے کہ میں ہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ (یہ کہہ کر) آپ اس پر سوار ہوں گے اور جنت کے دروازہ کی طرف تشریف لے جائیں گے اور سجدہ میں گر پڑیں گے تو منادی ندا دے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ یہ رکوع اور سجود کا دن نہیں ہے بلکہ حساب اور عذاب کا دن ہے۔ سر اٹھاؤ اور مانگو دیئے جاؤ گے تو آپ عرض کریں گے کہ الٰہی تو نے میری امت کے بارے میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تم کو وہ چیز دوں گا جس سے تم راضی ہو جاؤ گے پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا تو وہ صور پھونکیں گے اور کہیں گے کہ اے سڑی ہڈیو اور اے جسمو اور اے کھالو جو پارہ پارہ ہوگئی ہو اور گرنے والے بالو، حق اور باطل کے درمیان میں فیصلہ کیلئے اٹھو تو لوگ اللہ کے حکم سے اٹھیں گے اور آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ پارہ پارہ ہو چکا ہوگا اور زمین کی طرف دیکھیں گے کہ وہ بدل دی گئی

ہوگی اور آفتاب کی طرف دیکھیں گے کہ اس میں گہن لگا ہوگا اور وہ ماہہ گا بھن اونٹنیوں کی طرف دیکھیں گے کہ وہ چھوڑ دی گئی ہیں، ان کی کوئی حفاظت نہیں کرتا ہے اور ترازو ہائے عمل قائم کی گئی ہیں اور جنت قریب کی گئی ہے اور اسی طرح اور باتیں دیکھیں گے تو کافر کہیں گے کہ ہائے خرابی ہماری کس نے ہم کو ہماری خواب گاہ اور قبر سے اٹھایا ہے پھر مومنین ان سے کہیں گے کہ یہ وہ دن ہے جو رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا چنانچہ کفار قبروں سے بھوکے پیاسے نکلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر آگ بھیجے گا جو ان کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی تو وہ روتے ہوئے تین سو برس تک کھڑے رہیں گے۔

فرعون کا محل

جب فرعون کو اپنی قوم سے خوف ہوا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گی تو اس نے چاہا کہ ایک ایسی چیز بنائے جس سے اس کی سلطنت مضبوط ہو اور اس سے اس کے ستون مستحکم ہوں چنانچہ فرعون اپنے وزیر ہامان کو محل بنانے کا حکم دیا تو ہامان نے اینٹوں کے پکانے اور چونہ تیار کرنے میں کوشش شروع کی اور لکڑی وغیرہ اور جن چیزوں کی عمارت کی تیاری میں ضرورت تھی ان سب کا انتظام کیا اور روئے زمین کے کاریگروں کو جمع کیا چنانچہ مزدوروں کے علاوہ صرف کاریگروں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ ہامان نے سات برس میں محل تیار کرایا اور اس قدر اس کو بلند کیا کہ جب سے آسمان اور زمین پیدا کی گئی ہے اس وقت سے اس کی نظیر نہیں پائی گئی اور وہ محل فرعون کے حسب خواہش تیار ہوا جب اس سے فراغت ہوئی تو یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شاق گزرا۔ اس کے بعد للہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو چھوڑ دو، اس لیے کہ میں اس کو ایک ساعت میں تباہ کروں گا پھر فرعون اور اس کے بعض مخصوصین محل کے اوپر چڑھے اور آسمان کی طرف تیر پھینکنے لگے چنانچہ وہ تیر خون آلودہ واپس آئے یہ دیکھ کر فرعون اور فرعونیوں نے کہا کہ بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے معبود کو مار ڈالا ہے، اس کے بعد اللہ جل شانہ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا انہوں نے اپنے بازو مار کر اس کو تین ٹکڑے کر دیا تو ان میں سے ایک ٹکڑا

سمندر میں گرا اور ایک ٹکڑا ہندوستان میں اور ایک ٹکڑا مغرب میں گرا۔

روایت ہے کہ ان ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا قوم فرعون پر گرا اور فرعونیوں سے دس لاکھ لوگ ہلاک ہو گئے اور مروی ہے کہ جن جن لوگوں نے اس محل میں کام کیا تھا ان میں سے ہر ایک ڈوب کر یا جل کر یا کسی آفت سے مرا اور اللہ تعالیٰ نے فرعون کا محل صبح صادق یعنی طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان تباہ کیا تھا جب فرعون نے دیکھا اور اپنے کام کی بطالت کو معلوم کیا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ چھیڑی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معجزوں سے آزمایا اور وہ یہ ہیں:

(۱) عصائے موسیٰ، (۲) ید بیضا، (۳) طوفان، (۴) ٹڈی، (۵) جوئیں، (۶) مینڈکیں، (۷) خون، (۸) مسخ صورت، (۹) اور دریا کا پھٹنا۔

یہ سب معجزے اپنی اپنی جگہ یعنی کتب تفاسیر وغیرہ میں مذکور ہیں۔

صفات النفخ

پھونکنا پانچ طرح کا ہے: (۱) قیامت کے دن حضرت اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکنا، (۲) حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مریم علیہا السلام کے پیراہن میں روح پھونکنا، (۳) پرندوں کے زندہ کرنے کیلئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی میں پھونکنا، (۴) حضرت آدم علیہ السلام کے خمیر میں اللہ تعالیٰ کا روح پھونکنا، (۵) سکندر ذوالقرنین کا لوہے میں پھونکنا، جو یاجوج و ماجوج کی دیوار میں پھونکا تھا۔

دس چیزیں

دنیا میں دس چیزوں پر فخر کیا جاتا ہے جو آخرت میں کچھ بھی فائدہ نہیں دیتیں اور وہ یہ ہیں: (۱) مال، (۲) اولاد، (۳) خوبصورتی، (۴) فصاحت کلام، (۵) عزت، (۶) احباب، (۷) تابعین، (۸) حسب، (۹) سفارش، (۱۰) حیلہ۔

دس چیزیں ایسی ہیں جن میں تمام مخلوقات شریک ہیں: (۱) موت، (۲) حشر،

(۳) اعمال نامے کا پڑھنا، (۴) حساب، (۵) میزان، (۶) پل صراط، (۷) سوال، (۸) جزا، (۹) بعث اور (۱۰) صور کی آواز سے لوگوں کا بے ہوش ہونا۔

دنیا کے شہروں کی ویرانی کیسے ہوگی؟

مکہ معظمہ کی ویرانی حبشیوں سے ہوگی، بخارا کی بھوک سے، کوفہ اور عراق کی ترکوں سے، یمن کی ٹڈیوں سے، ہمدان کی اہل ویلم سے، آرمینہ کی بجلیوں سے، جلوان کی ہوا سے، بلخ کی پانی سے، ترمذ کی طاعون سے، مرو کی ریت سے، ہرات کی مچھلیوں کی بارش سے، (یعنی اہل ہرات پر مچھلیاں برسیں گی اور وہ اس کو کھائیں گے) اور کرمان کی ایک ایسے لشکر سے جو ان کو ہلاک کر دے گا۔ سجستان کی خرابی کندھک کے پہاڑ سے اس طرح ہوگی کہ اس میں آگ لگ جائے گی اور ان کو جلا دے گی۔ سندھ و ہند کے زنگیوں کے قتل سے، یعنی سندھیوں اور ہندوؤں کو زنگی اس لیے مار ڈالیں گے کہ یہ آزاد لوگوں کی بیع کرتے تھے۔ شمر فرغانہ و شاش وایلاق وخوارزم تو ان کو بنو قطورا نے قتل کیا تھا اور وہ سب گدھے کی لاش کی طرح مسخ ہوگئے اور بنو قطورا یا حبشی ہیں یا قطورا حضرت ابراہیم کی لونڈی کا نام تھا اور اسی کی نسل سے ترک ہیں۔ واللہ اعلم

جانوروں کا آپس میں قطع تعلق

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس صورت سے پیدا کیا تو درندے اور وحشی جانوروں اور پرندوں اور مچھلیوں نے تعجب کیا اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم سب الگ الگ ہو جاؤ، اس لیے کہ یہ مخلوق یعنی انسان تم سب پر غالب ہوگا اور جانوروں میں باہم دوستی تھی اور مچھلیاں عجائبات دریا سے خشکی کے جانوروں کو خبر دیتی تھیں اور یہ خشکی کے حالات ان سے بیان کرتے تھے تو ان جانوروں نے باہم تعلق قطع کر ڈالا۔ درندے جنگل کی طرف بھاگے، وحشی جانور پہاڑوں کی طرف، حشرات الارض یعنی کیڑے مکوڑے زمین کے سوراخوں کی طرف اور پرندے گھونسلوں کی طرف، اور مچھلیاں دریاؤں کی تہہ کی طرف چلی گئیں۔

عجیب وغریب جانور

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک انسان بلوع (بے صبرا) پیدا کیا گیا ہے۔
علامہ تبریؒ نے فرمایا کہ بلوع ایک جانور ہے جو کوہ قاف کے پیچھے رہتا ہے اور ہر روز سات میدانوں کی ہری گھاس کھا جاتا ہے اور سات دریاؤں کا پانی پی جاتا ہے۔ دوسرے دن کے رزق کے غم میں رات کاٹتا ہے اور روایت ہے کہ وہ جانور ہر روز تین سبزہ گاہ جو دنیا کے برابر مشرق سے مغرب تک ہیں ان کو کھا جاتا ہے اور اسی کی مثل پانی پیتا ہے اور عشاء کے وقت اپنے دو ہونٹوں میں سے ایک دوسرے پر مارتا ہے اور بند کرتا ہے۔

نمک حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے امت محمدیہ کیلئے ضیافت ہے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے قیامت تک کیلئے کوئی چیز بطور ضیافت ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ تم اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے معبود! تو میرا حال جانتا ہے اور تو میرے سوال کے قبول کرنے پر قادر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے اس کو قبول فرمایا اور جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ایک مٹھی جنت سے کافور لے جائیں اور وہ اس کو لے کر کوہ ابوقبیس پر چڑھ جائیں اور اس کو آسمان اور زمین کے درمیان میں پھونک دیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو کافور زمین میں منتشر ہو گیا اور جس مقام میں اس کافور سے کچھ بھی گرا وہ مقام قیامت تک کیلئے ہو گیا چنانچہ زمین میں جس قدر نمک ہے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت سے ہے۔

مخلوقات کی روزی

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کا رزق پیدا کیا ہے اور ان کا اندازہ کیا اور ان کے اسباب بیان فرمائے چنانچہ ایک قسم کا رزق پانی میں پیدا کیا اور اگر وہ اس سے باہر نکلے تو مر جائے۔ اور

ایک قسم کا رزق خشکی میں پیدا کیا اگر وہ دریا میں داخل ہو تو ضرور مر جائے۔ اور ایک قسم کا رزق شہد سے بنایا جیسے شہد کی مکھیاں، اور ایک قسم کا رزق گوبر سے بنایا ہے مثلاً گبریلا، اور ایک قسم کا رزق سرکہ سے بنایا مثلاً سرکہ کا کیڑا، اور ایک قسم کا رزق سونگھنے سے بنایا جیسے بعض جن کہ وہ ہمارے کھانوں کی خوشبو سونگھ کر زندہ رہتے ہیں اور ان کے جانور ہمارے جانوروں کی لید گوبر کی بو سے زندہ رہتے ہیں اور ایک قسم کا رزق انسان کے جسموں میں بنایا ہے جیسے جوئیں و مچھر، اور ایک قسم کا رزق سنگریزوں سے بنایا ہے جسے مرغ سنگ خوار، اور ایک قسم کا رزق خون سے بنایا جیسے پیٹ کے بچے، اور ایک قسم کا رزق گھاس سے بنایا ہے جیسے گھوڑے، اور ایک قسم کا رزق اللہ کی محبت ہے اور وہ عارفان خدا ہیں، اور ایک قسم کا رزق ذکر الٰہی ہے اور وہ فرشتے ہیں، اور ایک قسم کی رزق کیڑے ہیں مثلاً ہد ہد، فسبحان الحکیم القدر

یوم عاشورہ کے واقعات

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام جب پہلی بار آئے تو وہ یوم عاشورہ دس محرم کا دن تھا، اور اسی دن آسمان اور زمین لوح محفوظ، قلم، جبرئیل، فرشتے، پہاڑ، ستارے، براق، سیاہ چشم، حوریں، عرش، درخت طوبیٰ، رحمت، قسمت، حضرت آدم و حوا علیہم السلام کی تخلیق اور ان کا جنت میں داخل ہونا۔ اللہ کا آدم کی توبہ قبول کرنا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت اور ان کی کشتی کا کوہ جودی پر قائم ہونا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہونا، ملک سلیمان، علیہ السلام ولادت یونس علیہ السلام اور اندھیریوں سے ان کی نجات، اپنی قوم سے بلاؤں کا دور کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بدلے دنبہ کی قربانی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس آنا اور حضرت یوسف علیہ السلام کا کنوئیں سے اور قید خانہ سے نکلنا اور زلیخا سے نکاح ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور ان کا آسمان پر اٹھایا جانا۔

ایک روایت کے مطابق سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت، اور سرکار دو عالم ﷺ کا

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کرنا اور ایک روایت میں آپ کا مدینہ میں داخل ہونا اور ولادت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ، ولادت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کا ان سے کلام کرنا اور ان کا دریا میں ڈالا جانا اور حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے ان کا نکاح ہونا۔ فرعون کا غرق ہونا اور بنی اسرائیل کا نجات پانا، مصریوں کی عید کا دن، یہ تمام واقعات محرم کی دسویں تاریخ کو وجود میں آئے۔

یہ وہ واقعات ہیں جن کو بعض مورخوں نے ذکر کیا ہے تو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے لیکن کئی دانوں کو ملا کر پکانا جو مصر میں مشہور ہے تو اس کی اصل یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام طوفان سے فارغ ہوئے تو دانوں میں سے جو کچھ ان کے ساتھ باقی تھے وہ سات قسم کے دانے تھے۔ باقلا جو گیہوں، پیاز، مسور، چنا اور چاول چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو ملا کر پکایا اور وہ عاشورہ محرم کا دن تھا اور محرم کی دسویں کو روزہ رکھنا اور صدقہ دینا اور غسل کرنا اور سرمہ لگانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور علماء سے ملاقات کرنا اور نماز پڑھنا اور اپنے اہل وعیال پر کھانے میں وسعت کرنا اور ناخن کٹوانا اور ایک ہزار بار سورہ اخلاص پڑھنا مستحب ہے۔

مؤلف قلیوبی کہتے ہیں کہ ان باتوں کو میں نے خود اپنے قول سے نظم کیا ہے:

زرعالم وصُمْ وتصدق واكتحِلْ　　　وسِع على العيال وصل واغتسل

رأس اليتيم امسح و قلِّمْ ظفرا　　　وسورة الاخلاص الفاً تقرأ

ترجمہ: عالم کی ملاقات کرو اور روزہ رکھو اور صدقہ کرو اور سرمہ لگاؤ اور اپنے بال بچوں کو وسعت سے کھلاؤ پلاؤ اور نماز پڑھو اور غسل کرو اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور ناخن کٹواؤ اور ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھو۔

اور عاشورہ کا روزہ حضرت نوح علیہ السلام وموسیٰ علیہ السلام نے رکھا ہے۔

یوم عاشورہ کے روزہ کی برکت

علماء نے فرمایا ہے کہ اس دن کا روزہ حشرات الارض نے بھی رکھا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ ایک قیدی عاشورہ کے دن کافروں سے بھاگا چنانچہ کفار اس کی تلاش میں روانہ ہوئے اور اس کو پکڑ لیا تو اس کے اور کفار کے درمیان رات حائل ہو گئی جب مفرور شخص کو یہ معلوم ہو گیا کہ وہ گرفتار ہو گیا ہے تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے معبود اس مبارک دن کی حرمت کے طفیل مجھے ان کافروں سے نجات عطا فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں کو اندھا کر دیا وہ ان سے بچ گیا اور وہ شخص اس دن روزہ سے تھا تو اس نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی کہ جس سے افطار کرے چنانچہ وہ سو گیا اس کے بعد ایک فرشتہ اس کے پاس آیا اور اس کو پانی پلایا۔ اس کے بعد وہ بیس برس تک زندہ رہا مگر اس کو کھانے اور باقی کسی قسم کی احتیاج نہیں ہوئی۔

جمعہ کے دن درود پڑھنے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ستر حاجتیں تو آخرت کی حاجتوں سے ہوں گی اور تیس دنیا کی حاجتوں سے ہوں گی اور جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کیلئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس درود کو میری خدمت میں حاضر کرتا ہے جس طرح تم کو ہدیہ دیئے جاتے ہیں اور فرشتہ مجھے درود بھیجنے والے کے نام کی اطلاع دیتا ہے تو میں اس کو سفید صحیفہ میں اپنے پاس لکھ لیتا ہوں اور قیامت کے دن اس کی جزا اس کو دلاؤں گا۔

یوم قیامت امت محمدیہ کے عالم کا مقام

حدیث میں ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء میں سے ایک عالم قیامت کے دن لایا جائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے جبرئیل علیہ السلام اس کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جائیں گے اور آپ

حوض کوثر کے کنارے تشریف فرما ہوں گے اور لوگوں کو آبخوروں سے پانی پلا رہے ہوں گے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم ﷺ کھڑے ہوں گے اور اس عالم کو اپنے چلو سے پانی پلائیں گے تو لوگ عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ لوگوں کو ظروف سے پانی پلا رہے ہیں اور اس کو اپنی ہتھیلی اور چلو سے پلاتے ہیں آپ فرمائیں گے کہ ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ دنیا میں تجارت کے ساتھ مشغول تھے اور یہ علم میں مشغول تھا پھر اس کو پل صراط پر سے گزرنے کا حکم دیا جائے گا جو پل کے نیچے ہوگا وہ اس کو پکارے کہ اے فلانے میری مدد کر۔ وہ کہے گا کہ تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ میں تمہارے دوستوں میں سے ایک دوست ہوں۔ اس کے بعد وہ عالم کہے گا کہ اے میرے رب! میرا یہ دوست ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی عالم کے ساتھ جنت میں بھیج دے گا۔

جنت میں ملاقات کے دن

ابو محمد الہروی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل جنت ہفتہ کے دنوں میں جنت میں باہم ملاقات کریں گے چنانچہ روز شنبہ کو اولاد اپنے والدین سے ملے گی اور یکشنبہ کے دن والدین اپنی اولاد سے ملیں گے اور دو شنبہ کے روز مرید اور شاگرد اپنے علماء اور استادوں سے ملاقات کریں گے اور سہ شنبہ کے دن علماء اپنے شاگردوں سے ملیں گے اور چار شنبہ کو امتیں اپنے نبیوں کی زیارت کریں گی اور پنج شنبہ کو انبیاء اپنی امتوں سے ملیں گے اور یوم جمعہ کو تمام مخلوقات اپنے رب تعالیٰ کی زیارت کرے گی۔

حسن وحسین رضی اللہ عنہما دنیا میں پھول ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے ایک شخص نے مچھر کے خون کے متعلق سوال کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ کہاں کا رہنے والا ہے؟ اس نے کہا کہ میں اہل عراق سے ہوں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہم صحبتوں سے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو کہ مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے حالانکہ عراقیوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ کو قتل کیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرماتے تھے:

هما ريحا نتاى من الدنيا

حسن وحسین رضی اللہ عنہما دنیا میں میرے پھول ہیں۔

دس شخصوں کے جسم محفوظ

دس شخصوں کے جسم پرانے نہ ہوں گے یعنی نہ سڑیں گے وہ محفوظ ہی رہیں گے اور وہ یہ ہیں: (۱)غازی، (۲)عالم، (۳)موذن، (۴) حافظ قرآن، (۵) نبی، (۶) شہید، (۷)اور وہ عورت جو حالت نفاس میں مر جائے، (۸)اہل سنت، (۹)وہ شخص جو ظالم کو مار ڈالے گا، (۱۰)اور وہ شخص جو جمعہ کے دن مرے گا۔

مقام شہداء

اخبار میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو پانچ کاموں کے ساتھ مخصوص کیا ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو بھی ان سے خاص نہ کیا اور وہ یہ ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ شہیدوں کی ارواح کے قبض کا خود متولی اور مالک ہوتا ہے۔

(۲) شہیدوں کو غسل نہیں دیا جاتا ہے اور نہ ان پر نماز پڑھی جاتی ہے،

(۳) وہ آخرت کے کپڑوں میں دفن کیے جاتے ہیں،

(۴) وہ اپنی قبروں میں زندہ رکھے جاتے ہیں،

(۵) اور وہ ہر روز شفاعت کرتے ہیں' انکے علاوہ دوسروں کو یہ امتیاز حاصل نہیں ہے۔

چار کا عدد

حکماء عقلا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بزرگ مہینے چار بنائے ہیں جس طرح کہ

بزرگ فرشتے چار ہیں: (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام، (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام، (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام، (۴) اور حضرت عزائیل علیہ السلام۔

برگزیدہ کتابیں بھی چار ہیں: (۱) تورات، (۲) انجیل، (۳) زبور، (۴) اور قرآن مجید۔ وضو میں چار فرض ہیں: (۱) دونوں ہاتھوں کا دھونا، (۲) چہرے کا دھونا، (۳) سر کا مسح کرنا، (۴) اور دونوں پاؤں کا دھونا۔

تسبیح کے الفاظ بھی چار ہیں:

سبحان اللہ، الحمد للہ ولآ الہ الا اللہ واللہ اکبر

عدد کے اصول بھی چار ہیں: (۱) اکائیاں، (۲) دہائیاں، (۳) سیکڑا، (۴) اور ہزارا۔ اوقات بھی چار ہیں: (۱) گھڑی، (۲) دن، (۳) مہینہ، (۴) اور سال۔ فصلیں بھی چار ہیں: (۱) ربیع، (۲) خریف، (۳) گرمی، (۴) اور چارہ۔

طبیعتیں بھی چار ہیں: (۱) گرمی (۲) سردی (۳) تری، (۴) اور خشکی۔ بدن کے خلط چار ہیں: (۱) صفرا، (۲) وسودا، (۳) بلغم، (۴) اور خون۔

عناصر بھی چار ہیں: (۱) ہوا، (۲) آگ، (۳) پانی، (۴) اور مٹی۔

خلفائے راشدین بھی چار ہیں: (۱) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، (۴) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

پہاڑوں کے سردار بھی چار ہیں: (۱) طور سینا، (۲) زینا، (۳) احد، (۴) اور جودی۔ انبیاء علیہم السلام کی زینت چار ہیں: (۱) حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام، (۲) حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، (۳) حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام، (۴) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آسمانوں کی زینت چار ہیں: (۱) عرش، (۲) کرسی، (۳) جنت، (۴) اور فرشتے۔ مخلوقات کی زینت چار ہیں: (۱) علماء، (۲) شہداء، (۳) اولیاء، (۴) اور اہل تقویٰ۔

جانوں کی زینت چار ہیں: (۱) وضو، (۲) نماز، (۳) روزہ، (۴) اور حج۔ قلب کی زینت چار ہیں: (۱) معرفت، (۲) علم، (۳) عقل اور (۴) توحید۔

اعضا کی زینت چار ہیں: (۱) آنکھ، (۲) کان، (۳) ہاتھ، (۴) اور پاؤں۔

وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان شخص اس کے جنازہ کو قبر تک لے جانے کے وقت بھیجے جاتے ہیں وہ بھی چار ہیں: ان میں سے ایک پکارتا ہے کہ مدتیں ختم ہو چکیں ہیں، اعمال اور امیدیں منقطع ہو گئیں۔ دوسرا ندا دیتا ہے کہ مال جاتے رہے اور اعمال باقی رہے۔ تیسرا پکارتا ہے کہ دنیا کی مشغولی جاتی رہی اور وبال باقی رہا۔ چوتھا ندا دیتا ہے کہ اس کیلئے خوشخبری ہے کہ جس کا کھانا حلال سے تھا اور اس کا شغل اللہ ذوالجلال کی خدمت تھا۔

پانچ پوشیدہ چیزیں

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں پانچ چیزوں میں چھپا رکھا ہے۔ اس نے اپنی خوشنودی کو ایک بندگی میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ اس امید پر سب اطاعتوں میں کوشش کریں کہ اس کو حاصل کر لیں، اور اس نے اپنے غضب کو گناہوں میں سے ایک گناہ میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ اس خوف سے تمام گناہوں سے بچیں کہ کہیں اس گناہ میں پھنس نہ جائیں، اور اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو رمضان میں چھپا رکھا ہے تاکہ اس امید پر کہ اس کو پا جائیں اس کی تمام راتوں کو شب بیداری میں کوشش کریں، اور اس نے اپنے اسم اعظم کو اپنے سب ناموں میں چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ اس امید پر کہ اس کو پا جائیں، دعا میں اس کے تمام ناموں کا ورد رکھیں، اور اس نے اپنے اولیاء کو اپنی جملہ مخلوق میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ ان میں سے کسی کی تحقیر نہ سمجھیں ار ان میں سے ہر ایک سے دعا طلب کریں۔ اس امید پر کہ یہ لوگ اولیاء کی دعا کی برکت سے اپنے مقصدوں کو حاصل کریں۔

بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت کو چھپا رکھا ہے تاکہ لوگ اس کی تمام ساعتوں میں دعا کی کوشش کریں، اور درمیانی نماز کو پانچوں نمازوں میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ سب نمازوں کی حفاظت کریں۔

رزق کی تقسیم

بھیڑیا لومڑی کھاتا ہے، لومڑی خارپشت (ساہی) کھاتی ہے۔ ساہی سانپ کھاتی

ہے۔ سانپ کنجشک کھاتا ہے۔ کنجشک ٹڈی کھاتی ہے۔ ٹڈی بھیڑوں کے بچے کھاتی ہے۔ بھیڑیں شہد کی مکھی کھاتی ہیں۔ مماکھی مکھی کھاتی ہے، مکھی مچھر کھاتی ہے، مچھر جو اس کو مل جاتا ہے اس کو سونگھ کر زندہ رہتا ہے۔

ٹڈی کی شکل

عقل مندوں نے کہا ہے کہ ٹڈی کی شکل بڑے بڑے دس حیوانوں سے مشابہ ہے اور وہ یہ ہے کہ گھوڑے کا منہ، ہاتھی کی آنکھ، بیل کی گردن، بارہ سنگھا کا سینگ، شیر کا سینہ، گدھ کے زو، اونٹ کی رانیں، شترمرغ کے پاؤں اور بچھو کی دم چنانچہ اس بارہ میں کسی شاعر نے کہا ہے:

لها فخذ ابل و ساقا نعامة　　وقاد متا نسرو جوء جوء ضيغم

حكتها افاعى الارض بطنا فانعمت　　عليها جياد الخيل بالوجه والفم

حكت عين فيل عنيها ثم قرنها　　يحاكى قرون الايل ياذا التفهم

و عنق كعنق الثوريبد ولناظر　　و ذنب كذب العقرب الحى فافهم

ترجمہ۔ ٹڈی کیلئے شتر کی دورانیں، شترمرغ کے دو پاؤں ہیں اور دو بازو گدھ کے اور سینہ شیر کا ہے۔ زمین کے سانپ پیٹ کے اعتبار سے اس کے مشابہ ہوئے تو باریک بال والے گھوڑوں نے چہرہ اور منہ سے اس پر بخشش کی اور ہاتھی کی آنکھ اس کی آنکھ سے مشابہ ہوئی پھر ٹڈی کا سینہ بارہ سنگھا کے سینگوں سے مشابہ ہوا۔ اے صاحب فہم اور اس کی گردن بیل کی گردن کی طرح ہے جو دیکھنے والے کیلئے ظاہر ہوتی ہے۔ اور دم زندہ بچھو کے مثل ہے۔ سمجھو وقال بعضهم اور بعض شعرا نے کہا کہ

فسد الزمان وقد نشافيه الريا　　بين الخلائق فالجميع مرائى

مثل الجرا ديعفّ عن اهل العفا　　ويلفّ مايلقاه للفقراء

ترجمہ: زمانہ خراب ہو گیا اور مخلوقات کے درمیان ریاکاری پیدا ہو گئی۔ سب ریاکار ہی ہیں جیسے ٹڈی کہ زیادہ مال والے سے تو پرہیز کرتی ہے اور فقیروں کی جو چیز ہے اس میں سے جو کچھ باقی ہے اس کو جمع کرتی ہے یعنی غریبوں کی زراعت کھا جاتی ہے۔

بنی آدم کیلئے سات قلعے

بعض عارفین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کیلئے سات قلعے بنا دیئے حالانکہ دین قلعوں کے اندر ہے اور شیطان ان سے باہر ہے اور وہ کتے کی طرح بھونکتا ہے جب انسان ان قلعوں سے ایک کو پھاڑتا ہے تو اس میں شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ اس لیے ان قلعوں کی نگرانی بالخصوص اول قلعہ کی حفاظت ضروری ہے اور جب تک کہ چھٹا قلعہ آباد ہے اس وقت تک کوئی ہرج نہیں ہے۔ پس اول قلعہ تروتازہ موتی کا ہے اور وہ ادب نفس ہے اور اس کے اندر زمرد کا قلعہ ہے اور وہ سچ اور اخلاص ہے اور اس کے اندر کنکریوں کا قلعہ ہے اور وہ امر اور نہی پر قائم رہتا ہے۔ اس کے اندر پتھر کا قلعہ ہے وہ شکر اور رضائے الٰہی ہے۔ اس کے درمیان میں لوہے کا قلعہ ہے اور وہ توکل ہے اس کے درمیان میں چاندی کا قلعہ ہے۔ وہ اللہ عزوجل کی معرفت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

انه لیس له سلطان علی الدین أمنو و علی ربهم یتو کلون

ترجمہ: بے شک شیطان کیلئے ان لوگوں پر غلبہ نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

گھوڑا

حضرت ابومسلم خولانی ؒ کے سامنے ایک عمدہ گھوڑا پیش کیا گیا۔ انہوں نے سائیوں سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کس کام کی صلاحیت رکھتا ہے؟ تو سائیوں نے کہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے ابومسلم خولانیؒ نے فرمایا کہ نہیں پھر سائیوں نے کہا کہ دشمن سے مقابلہ کیلئے مناسب ہے۔ ابومسلم خولانی ؒ نے فرمایا کہ نہیں پھر سائیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے آپ ہی فرمائیے کہ یہ گھوڑا کس کام کے لائق ہے تو حضرت ابومسلمؒ نے فرمایا کہ اس پر انسان سوار ہو اور بدخو عورت اور برے پڑوسی سے بھاگے۔

نبوت کی نشانی

حضرت وہب بن منبہؒ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسی نبی کو بھیجا تو اس کے داہنے ہاتھ پر ایک روشن خال ہوتا تھا اور یہ اس کی نبوت کی نشانی ہوتی تھی لیکن ہمارے نبی کریم ﷺ کیلئے مشہور انگوٹھی تھی۔

مردہ چیل زندہ ہوگئی

میرے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو وعظ سنا رہے تھے کہ ادھر سے اڑتی ہوئی ایک چیل گزری اور وہ چلائی جس حالت شوق میں حاضرین تھے سب کو اس نے پریشان کیا اور تشویش میں ڈال دیا۔ (یہ دیکھ کر) حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے ہوا اس کا سر لے، تو اس کا سر ایک طرف اور اس کا بدن دوسری طرف اڑ گیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ منبر سے اترے اور چیل کے سر اور بدن کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو وہ زندہ ہوگئی اور لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کو دیکھتے رہے اور ہم نے ان کی برکتوں سے نفع اٹھایا۔

چیل کا گوشت لے جانا اور واپس کرنا

اور ایسی ہی وہ حکایت ہے جو شبل مروزیؒ سے مروی ہے۔ وہ یہ ہے کہ انہوں نے نصف درہم کا گوشت خریدا تو چیل ان کے ہاتھ سے وہ گوشت لے گئی۔ اس کے بعد وہ بزرگ مسجد میں آگئے اور اس میں نماز پڑھی پھر جب اپنے گھر پلٹے تو ان کی بیوی نے گوشت پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا؟ بیوی نے کہا کہ ہمارے گھر کے اوپر دو چیلیں لڑ رہی تھیں یہ گوشت ان کے درمیان سے گرا چنانچہ میں نے اس کو پکا لیا تو شیخ شبلؒ نے کہا کہ اس خدا کا شکر ہے جو شیخ شبل کو نہ بھولا اگرچہ شیخ شبل اس کو بھول گیا تھا۔

(نوٹ: یہاں پر ''ایک لڑکے اور گدھے'' اور ''ایک لڑکے'' کی حکایات تھیں جو کہ حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایات شامل کی گئی ہیں۔)

اولیاء اللہ کا مرکز

بحری سفر درپیش تھا۔ تاجروں کے ساتھ مال تجارت بھی تھا اور عزم حج بھی اچانک کشتی ٹوٹ گئی۔ بہت جتن کیے گئے مگر اموال تجارت بچانے کی کوئی سبیل پیدا نہیں ہوئی۔ ادھر حج کے ایام بالکل قریب آ گئے۔ فرصت اگر چند روز کی اور اجازت دیتی تو ممکن تھا مال تجارت بچانے کی راہ نکل آتی۔ ایک تاجر جس کا پچاس ہزار دینار کا سرمایہ ساتھ تھا۔ اس نے سب چھوڑ کر حج کی حاضری کو مقدم کیا۔ اس کے چند ہمراہی تاجروں نے کہا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا بخدا اگر مجھے دنیا بھر کا مال مل جائے پھر بھی میں اسے ادائے حج اور اولیاء اللہ کی ملاقات پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ اس لیے کہ میری نگاہوں نے ان کی عظمت پہچان لی ہے، ہمراہیوں نے دریافت کیا آخر کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ اس نے کہا:

ایک مرتبہ ہم خشکی کے راستے سفر حج کر رہے تھے، پانی ختم ہو گیا سب پیاس سے پریشان تھے۔ میں نے پورے قافلہ کا چکر لگایا مگر قیمت دینے پر بھی کہیں پانی میسر نہیں آیا۔ پیاس کے غلبہ نے بے حال کر دیا۔ اس وقت میں ایک طرف چل پڑا وہاں ایک درویش سے ملاقات ہوئی۔ اس کے پاس ایک برچھی تھی اور ایک چھاگل، اس نے میری پیاس دیکھی تو حوض جیسی ایک جگہ پر اپنی برچھی زمین میں ماری اور پانی نالی بنا کر برچھی کی جڑ سے جاری ہو گیا۔ دیکھتے دیکھتے حوض بھرنے لگا، میں نے پہلے تو خوب پی کر سیرابی حاصل کی، اس کے بعد اپنا مشکیزہ بھرا اور تمام ساتھیوں کو جا کر بتایا، اس طرح سب آسودہ ہوئے۔

اب آپ ہی لوگ بتائیں جہاں ایسے ایسے مردان حق جمع ہوتے ہیں، ان مقدس مقامات کی حاضری کیسے ترک کی جا سکتی ہے۔

جنت کی ضمانت

ایک مرد صالح روایت کرتے ہیں۔ میں ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گیا وہاں ایک عابد اور ایک تاجر پہلے سے موجود تھے، عابد دعا کر رہا تھا: بارالٰہا! آج میں ایسا ایسا کھانا اور اس قسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔ تاجر نے سنا تو کہا اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اسے ضرور کھلاتا مگر یہ تو بہانہ سازی کر رہا ہے۔ مجھے سنا کر اللہ سے دعا کر رہا ہے تاکہ میں سن کر اسے کھلاؤں، بخدا میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا...... عابد دعا سے فارغ ہوکر مسجد کے ایک گوشہ میں سو رہے کچھ دیر بعد ایک شخص ہاتھ میں سرپوش سے ڈھکا ہوا ایک خوان لیے آیا چاروں طرف نگاہ دوڑا کر عابد کے پاس گیا اور اسے جگایا اور دسترخوان عابد کے روبرو رکھ کر دور ہٹ گیا۔ تاجر نے دیکھا تو اس میں وہ تمام کھانے موجود تھے۔ عابد جن کیلئے دعا کر چکے تھے...... عابد صاحب نے خواہش کے مطابق تناول فرمایا اور بقیہ واپس کر دیا۔ تاجر نے کھانا لانے والے شخص سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کیا تم انہیں پہلے سے جانتے ہو؟

اس نے جواب دیا: بخدا ہرگز نہیں، میں ایک مزدور ہوں، میری بیوی اور بیٹی سال بھر سے ان کھانوں کی خواہش رکھتی تھیں مگر مہیا نہیں ہو پاتے تھے۔ آج میں نے ایک شخص کی مزدوری کی تو اس نے مجھے ایک مثقال سونا دیا۔ میں نے اس سے گوشت وغیرہ خریدا اور میری بیوی کھانا پکانے لگی۔ اتنے میں میری آنکھ جو لگی تو میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا: آج تمہارے علاقہ میں اللہ کا ایک ولی آیا ہوا ہے۔ اس کا قیام مسجد میں ہے جو کھانا تم نے اپنے بال بچوں کیلئے تیار کرائے ہیں اور ان کھانوں کا اسے بھی شوق ہے۔ اس کے پاس لے جا۔ وہ اپنی اشتہا کے مطابق کھا کر واپس کر دے گا۔ بقیہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا اور میں تیرے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ خواب سے اٹھ کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔

تاجر: میں نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے انہی کھانوں کیلئے دعا کرتے سنا تھا تو نے

ان کھانوں پر کتنا پیسہ لگایا ہے؟

مزدور: مثقال بھر سونا۔

تاجر: کیا یہ وہ سکتا ہے کہ تو مجھ سے دس مثقال سونا قبول کر کے اپنے اس عمل خیر میں سے مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنالے۔

مزدور: یہ ناممکن ہے۔

تاجر: اچھا میں اتنے کیلئے تجھے بیس مثقال سونا دیتا ہوں۔

مزدر نے پھر بھی انکار کر دیا۔ تاجر نے سونے کی مقدار بیس سے بڑھا کر پچاس اور سو مثقال تک پہنچائی تو مزدور نے اس سے کہا: ''واللہ جس شئے کی ضمانت رسول اکرم ﷺ نے دی ہے اگر تو اس کے بدلے ساری دنیا کی دولت بھی دے دے پھر بھی میں اسے فروخت نہیں کروں گا۔''

تاجر اپنی اس غفلت پر نہایت نادم ہو کر حیران و پریشان مسجد سے نکل گیا گویا اس نے اپنی کوئی متاع گراں بہا گم کر دی ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا جنازہ

محمد بن سیرینؒ بزاز تھے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دوستوں میں سے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ابن سیرینؒ ان کو غسل دیں اور ان کا نماز جنازہ پڑھائیں جبکہ وہ انتقال کریں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ان دونوں پر اور سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

بحتری اور بختری

بحتری (حائے بے نقطہ کے ساتھ) مشہور شاعر ہے اور بختری (خائے نقطہ دار کے ساتھ) طے کے پدر قبیلہ کی طرف منسوب ہے۔ مدینہ رسول اللہ ﷺ کے قاضی تھے اور امام ابو یوسف شاگرد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد وہ قاضی بنائے گئے اور ۱۸۰ ہجری میں خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔

(نوٹ: یہاں ابن ملک المظفر کی حکایت تھی جوکہ حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

اہل قبر کیلئے سفارش

اولیاء اللہ اور بزرگان دین میں سے بعض کشف وکرامت کے ذریعہ اہل قبر کے احوال پر مطلع ہوتے ہیں اور کچھ ایسے بلند مرتبہ بھی ہوتے ہیں جو مردوں کو زندوں کے مانند دیکھتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں اوران کی حاجت روائی بھی فرماتے ہیں جیسے شیخ عارف باللہ، صاحب مقامات، ابوالذبیح اسماعیل بن محمد یمنی حضرمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں روایت ہے۔

حضرت شیخ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ ملک یمن میں ایک مقبرہ سے گزرے آپ پر گریہ طاری ہوا اور سخت رنج وکلف سے روئے پھر کچھ دیر بعد خوب ہنسے اور مسرت وفرحت ظاہر ہوئی۔ حاضرین نے حضرت کے یہ حالات دیکھ کر تعجب کیا اور وجہ دریافت کی۔ فرمایا: اس قبرستان کے لوگوں کی خستہ حالی مجھ پر ظاہر ہوئی۔ میں نے انہیں عذاب میں مبتلا دیکھا تو غم ناک ہوکر رویا۔ رب تعالیٰ کے حضور ان کیلئے گریہ وزاری کی ارحم الرحمین کا حکم ہوا کہ ان کے حق میں تیری سفارش قبول ہوئی یہ سن کر اس فلاں قبر کے مردنے کہا میں بھی انہی میں سے ہوں۔ میں فلاں گانے والی عورت ہوں اس پر مجھے ہنسی آگئی اور میں نے کہا تو بھی انہی کے ساتھ ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ شیخ نے گورکن سے پوچھا: فلاں نئی قبر کس کی ہے؟ اس نے بھی بتایا کہ فلاں مغنیہ کی قبر ہے۔

شیخ ابومحمد عبداللہ اسعد یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

مردوں کو اچھی یا خراب حالت میں دیکھنا زندوں کیلئے ایک طرح کا کشف ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ اس کے ذریعہ کوئی خوشخبری، کوئی نصیحت، کوئی اچھائی، ایصال خیر، ادائے قرض یا اور کوئی مصلحت وابستہ ہوتی ہے...... یہ کشف کبھی خواب کے ذریعہ ہوتا ہے اور کبھی بیداری میں، ایسا اکثر خواب ہی میں ہوتا ہے۔ اس بارے میں حکایات بہت ہیں۔

قبر سے نکل کر بیعت لی

شیخ اسعد یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد بن ابوبکر حکمی اور حضرت ابوالغیث بن جمیل علیہ الرحمہ اپنے دور میں سرزمین یمن کے ممتاز عارفین کاملین میں ہوئے ہیں۔ ان کا وصال ہو جانے کے بعد ایک درویش ان کی خدمت میں حصول فیض کا ارادہ لے کر آئے چنانچہ حضرت محمد بن ابوبکر حکمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی قبر سے باہر تشریف لائے اور درویش سے بیعت لی اور بہت کچھ عہد و شرط لیا جس کا ذکر طویل ہے۔ اسی طرح حضرت ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قبر سے ہاتھ باہر نکال کر بیعت فرمایا۔ مولا کریم ہمیں ان کی برکتوں سے نوازے۔ آمین

اہل قبر سے بات چیت

فقیہ محب الدین طبری سے عارف وقت شیخ اسماعیل بن محمد حضرمی نے ایک بار دریافت کیا، کیا تمہارا کلام موتیٰ (مردوں کا بات کرنا) پر ایمان ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی! بیشک فرمایا۔

یہ قبر والا مجھ سے کہتا ہے کہ میں جنت کے ادنیٰ لوگوں میں سے ہوں۔

ہر چیز اپنی شکل کے ساتھ الفت کرتی ہے

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ شخص معاشرت میں متفق نہ ہوں گے مگر اس حالت میں کہ ان کے درمیان کوئی وصف مشترک اور ایک قسم کا ہو اور دو قسم کے پرندے متفق ہوں گے مگر اسی صورت مذکورہ میں، اس کے بعد مالک نے کبوتر اور کوے کو ایک ساتھ دیکھا باوجود اختلاف کے اس اتفاق سے ان کو تعجب ہوا۔ اس کے بعد جب وہ دونوں چلے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں لنگڑے ہیں۔ حضرت مالک نے فرمایا کہ اسی وجہ سے ان میں اتفاق ہے۔ اس لیے کہ ہر انسان اپنی ہی شکل کے ساتھ

الفت کرتا ہے اور ہر پرند اپنی جنس سے مالوف ہوتا ہے ورنہ ان دونوں میں جدائی ضروری ہے چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے:

وقائل کیف تفرقتما　　فقلت قولا فیہ انصاف
لم یکن من شکلی ففارقتہ　　والناس اشکال و الاف

ترجمہ: کسی قائل نے کہا کہ تم دونوں کیسے جدا ہوئے؟ پس میں نے ایک ایسی بات کہی جس میں انصاف ہے اور وہ بات یہ ہے کہ وہ میرے ہم جنس سے نہ تھا۔ پس میں نے اس کو چھوڑ دیا اور لوگ ہم شکل کے یار و ہمدم ہیں۔

اعوذ باللہ کی برکت

ایک شخص نے کہا کہ میں دوستوں کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ رات کو ایک چرواہے نے ہمیں ٹھہرنے کیلئے جگہ دی اور ہم رات کو اس کے پاس ٹھہرے جب آدھی رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس کی بکریوں میں سے ایک بچہ اٹھا لیا (یہ دیکھ کر) چرواہا کودا اور کہا اے جنگل کے آباد کرنے والے تو نے اپنے پڑوسی کو اذیت دی تو ایک منادی نے ندا دی کہ اے بھیڑیے اس کو چھوڑ دے چنانچہ وہ تیز دوڑتا ہوا آیا اور بکریوں میں داخل ہو گیا۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انہ کان رجالٌ من الانس یعوذون برجالٍ من الجن

ترجمہ: بے شک انسانوں میں کچھ لوگ تھے جو بعض مردان سے پناہ مانگتے تھے، یعنی اعوذ باللہ کہتے تھے۔

انسان مچھلی اور گدھ

جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین کی طرف آئے تو خشکی میں گدھ اور دریا میں مچھلی کے علاوہ اور کوئی چیز زمین پر نہ تھی اور گدھ مچھلی کے پاس قیام کرتا تھا اور اس کے پاس رات گزارتا تھا جب گدھ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ مچھلی کے پاس

آیا اور اس نے کہا کہ میں نے آج زمین پر ایک ایسا شخص دیکھا ہے جو اپنے دو پاؤں پر چلتا ہے اور اپنے دو ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ (یہ سن کر) مچھلی نے اس سے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے لیے اس سے نہ خشکی میں پناہ ہے اور نہ دریا میں ٹھکانا ہے چنانچہ وہ دونوں اسی وقت سے جدا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے

ایک شخص امام الحرمینؒ کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ مجھ پر ایک ہزار اشرفیاں قرض ہیں وہ امام موصوف کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کے بعد کسی نے امامؒ سے پوچھا کہ کیا اللہ عزوجل کیلئے جہت ہے۔

امامؒ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ جہت اور سمت سے بالاتر ہے تو لوگوں نے کہا کہ اس کی کیا دلیل ہے۔ امامؒ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا یہ فرمان کہ مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو۔ لوگوں نے امامؒ سے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو امامؒ نے فرمایا کہ میں اس کی وجہ بیان نہ کروں گا جب تک کہ تم لوگ میرے اس مہمان کو ایک ہزار اشرفیاں نہ دو گے، جن سے وہ اپنا قرض ادا کرے چنانچہ ان میں سے دو آدمیوں نے اشرفیوں کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ اس کے بعد امامؒ نے کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ جب شب معراج رفرف اعلیٰ تک پہنچے اور لوح محفوظ پر مقدرات قلم سے لکھنے کی آواز آپ کے گوش مبارک تک پہنچی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے سرگوشی کی جس چیز کے ساتھ سرگوشی کی اور اس نے سرکار دو عالم ﷺ کی طرف وحی بھیجی جو کچھ بھیجی باوجود اس قرب کے سرکار دو عالم ﷺ یونس علیہ السلام سے جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اور دریا کی اندھیری میں اور رات کی ظلمت میں تھے۔ اللہ جل شانہ کے زیادہ قریب نہ تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

ونحن اقراب الیہ من حبل الورید

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی، اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔

حیوانوں کی دعوت کرنا

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں تمام حیوانوں کی ایک دن دعوت کروں چنانچہ آپ کو اجازت دی گئی۔ اس کے بعد آپ نے مدت دراز تک کھانا جمع کیا پھر انہوں نے ایفائے وعدہ کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول کیا چنانچہ دریا سے ایک مچھلی نکلی اور سب کھانا کھا گئی پھر اس مچھلی نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے سلیمان علیہ السلام میرے لیے کچھ اور منگواؤ کیونکہ میں آسودہ نہیں ہوئی ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ میرے پاس کچھ باقی نہیں ہے اور کیا ہر روز تیرا رزق اسی طرح ہے تو مچھلی نے کہا یہ میری ہر روز کی روزی سے اس کا تین گنا ہے لیکن اللہ تعالیٰ آج کے دن سوائے اس کھانے کے کچھ اور مجھے نہیں کھلایا اور آج بقیہ دن میں، میں بھوکی رہوں گی۔ کاش تم میری دعوت نہ کرتے۔

اے بھائی! اللہ تعالیٰ کے کمال قدرت اور اس کی فضل کی وسعت کو دیکھو کیونکہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام باوجود اپنی قوت سلطنت کے اپنے مالک حقیقی کے ایک جاندار کی روزی سے عاجز رہے۔

حیوانوں کی خوراک کھانے کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے صرف حیوان ہی کو خوراک اور غذا حاصل کرنے اور کھانے کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اس کے غیر کو نہیں کیونکہ حیوان میں اللہ تعالیٰ کی بعض صفتیں ہیں (مثلاً بعض امور پر قدرت خصوصاً انسان میں یہ قدرت زیادہ ہے) اور اگر حیوان بلا خوراک اور بلا غذا کے چھوڑ دیا جاتا تو وہ معبود کا دعویٰ کرتا تو اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت عجیبہ سے خوراک کی طرف اس کی احتیاج اور اس کے فقر کو اس دعویٰ کے نہ ہونے میں سبب بنایا: وھو الحکیم الخبیر

انسانوں اور جنوں کی اقسام

حدیث میں آیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جنوں کو تین قسم پر پیدا کیا ہے ایک قسم سانپوں کی طرح ہے اور ایک قسم بچھوؤں کی طرح ہے اور ایک گبریلوں کی قسم ہے اور ایک قسم زمین اور آسمان کے درمیان میں ہوا کی طرح ہے اور اللہ جل شانہ نے انسانوں کو بھی تین قسم پر پیدا کیا۔ ایک قسم چار جانوروں کی طرح ہیں کہ ان کے ایسے دل ہیں کہ ان سے وہ بات نہیں سمجھتے اور ان کے ایسے کان ہیں کہ ان سے سنتے نہیں ہیں اور ان کیلئے ایسی آنکھیں ہیں کہ ان سے دیکھتے نہیں ہیں اور ایک قسم ہیں کہ ان کے جسم اولاد آدم علیہ السلام کے اجسام جیسے ہیں اور ان کی روحیں شیطانوں کی روحیں جیسی ہیں اور ایک قسم فرشتوں کی طرح ہیں جو اللہ کے سایہ میں ہوں گے جس دن کہ اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

انسان اور شیطان

شیطان لعین، حضرت یحییٰ بن زکریا علیہم السلام کے پاس آیا، اس ملعون نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا: کہ اے لعین! میں تیری نصیحت نہیں سننا چاہتا لیکن تو مجھے اولاد آدم کے بارے میں بتا۔ تو شیطان نے کہا کہ میرے نزدیک تین طرح سے ہے: ایک قسم تو وہ ہے جو ہم پر بہت ہی سخت ہے۔ اس لیے کہ ہم اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ اس کے اور اس کے دین میں فتنہ ڈالیں چنانچہ ہم اس پر قابو پا جاتے ہیں۔ اس لیے وہ گھبرا کر اور ڈر کر استغفار کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس لیے نہ ہم اس سے ناامید ہوتے ہیں اور نہ اس پر قابو پاتے ہیں۔ اس لیے اس کے ساتھ رنج اور کلفت میں ہیں اور ایک قسم تم جیسی ہے کہ جو ہم سے محفوظ ہیں ہم ان کے ساتھ کسی چیز پر قادر نہیں ہوتے ہیں اور ایک قسم ہمارے ہاتھوں میں گیندوں کی طرح ہیں، ان کے ساتھ ہم جس طرح چاہتے ہیں کھیلتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام اور ابابیل

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین کی طرف اتارے گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحشت کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ساتھ آپ کو مانوس کیا اور بنی آدم کو مانوس کرنے کیلئے ابابیلوں کو گھروں میں لازم کر دیا اور ابابیلوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے چند آیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے:

لو انزلنا ھذا القراٰن علےٰ جبل لرایتہٗ خاشعا متصدعا من خشیة اللّٰہ ط و تلک الامثال نضربھا للناس لعلھم یتفکرون. ھو اللہ الذی لآ الہ الا ھو ج علم الغیب و الشھادة ج ھو اللہ الرحمن الرحیم. ھو اللہ الذی لآ الہ الا ھو ج الملک القد وس السلم المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ط سبحن اللہ عما یشرکون. ھو اللہ الخالق الباریٔ المصور لہ الاسمآء الحسنیٰ ط یسبح لہٗ ما فی السموت والارض ج وھو العزیز الحکیم۔

ترجمہ: اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے، اور یہ مثالیں لوگوں کیلئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا، ایمان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

(کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر فرشتوں کی طرح نوری ہیں

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا تو ان پر عنایات فرمائیں اور خلعت پہنائی یعنی فرشتوں کی طرح ان کو نوری کر دیا اور ان سے کھانے کی حاجت کو دور کر دیا تو آپ فرشتوں کے ساتھ عرش کے گرد اڑتے ہیں۔

اپنا شعر باعث موت بنا

ابوالطیب (صاحب دیوان مشہور) بلاد فارس سے بغداد کی طرف وہ انعام لے کر واپس آ رہا تھا جو شاہ عضد الدولہ نے اس کو عطا کیا تھا اور اس کے ساتھ سواروں کی ایک جماعت تھی۔ اثنائے راہ میں متنبّی پر ڈاکوؤں نے حملہ کیا چنانچہ متنبّی بھاگ نکلا۔ (یہ دیکھ کر) اس کے غلام نے اس سے کہا کہ تم بھاگتے ہو حالانکہ تم نے اپنے شعر میں کہا ہے کہ

الخیل واللیل والبیداء تعرفنی
وانصرب والحرب والقرطاس والقلم

ترجمہ: سوار اہر رات اور میدان و مارنا اور جنگ و کاغذ اور قلم مجھے پہچانتے ہیں۔

یہ سن کر متنبّی نے پلٹ کر حملہ کیا اور ۳۵۴ھ میں مارا گیا تو یہ شعر اس کے قتل کا سبب بنا، اسی لیے خطائی کے قول کو جو گوشہ نشینی سے متعلق ہے لوگوں نے اچھا خیال کیا ہے۔ نظم

أنست بوحدتی ولزمت بیتی — فدام الانس لی ونما السرور
وادّبنی الزمان فلا ابالی — ھجرت فلا أُزار ولا ازور
ولست بسائل مادمت حیا — اسار الخیل امر رئب الامیر

ترجمہ: میں نے اپنی تنہائی کے ساتھ الفت اختیار کی ہے اور اپنے گھر کو لازم پکڑا ہے پس میرے لیے الفت ہمیشہ رہی اور سرور زیادہ ہوا اور مجھے زمانہ نے ادب سکھایا۔ پس میں پروانہیں کرتا ہوں کہ میں چھوڑ دیا جاؤں۔ پس نہ میں ملاقات کرتا ہوں اور نہ میں خود کسی سے ملتا ہوں اور جب تک کہ میں زندہ ہوں اس وقت تک سائل نہ ہوں گا آیا سوار گئے یا امیر سوار ہوا۔

شاگرد استاد کا محتاج ہے

امام ابن جنی نے امام ابوعلی فارسی سے کتابیں پڑھیں یعنی ابن جنی، ابوعلی کا شاگرد تھا۔ ابن جنی بعد فراغت موصل میں درس دینے کیلئے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ایک دن ابوعلی اس کے قریب سے گزرے۔ اس کو اس کے حلقہ درس میں دیکھا اور اس سے فرمایا کہ انگور پختہ ہو گئے حالانکہ تم ابھی خوشہ خام ہو یعنی تم استاد بن بیٹھے باوجود اس کے کہ ابھی تم علم میں ناقص ہو۔ اس کے بعد ابن جنی نے درس دینا ترک کر دیا اور اپنے استاد کی طرف گیا اور ان سے جدا نہ ہوا حتی کہ ماہر اور مشاق ہو گیا۔ ان دونوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

گھوڑے کی تخلیق انسان سے پہلے ہوئی ہے

امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ سے گھوڑے کے متعلق پوچھا گیا کہ آیا گھوڑے حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے تھے یا ان کے بعد ہوئے اور کیا گھوڑیوں کے پہلے گھوڑے پیدا ہوئے اور آیا عربی گھوڑے مخلوط النسل گھوڑوں کے پہلے پیدا کیے گئے اور کیا اس بارے میں کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی کچھ تفصیل ہے۔ آپ اس کے بارے میں فتویٰ دیجئے۔

امام سبکیؒ نے اس طرح جواب دیا کہ گھوڑے تقریباً دو روز حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے پیدا کیے گئے اور امام موصوف نے آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کیا۔ چنانچہ ان میں سے بعض یہ ہے کہ چار پائے سہ شنبہ یا چارشنبہ کو پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور نر مادہ سے پہلے ہیں کیونکہ نر میں شرافت اور حرارت اور ان سے فائدہ لینا زیادہ ہے اور اسی وجہ سے عربی گھوڑے دوغلے گھوڑوں کا وجود باپ یا ماں میں کسی علت کی وجہ سے ہے اور اسی وجہ سے دوغلے گھوڑے ردی گھوڑوں میں سے ہیں اور ردی اور ناقص اپنے غیر پر مقدم نہیں ہو سکتا اور بلاشبہ گھوڑے کی شرافت اور اس کی برکت اور اس کے دانہ گھاس کی تلاش اور اس کی خدمت اور اس کے منہ اور پیشانیوں کو پونچھنا اور

اس کی آنکھ اور اس کی قیمت کی تلاش کرنے کے بارے میں اور اس کے خصی کرنے اور اس کی پیشانی وغیرہ کے بال کاٹنے کی ممانعت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور مطلقاً مخلوقات میں سب سے پہلے جمادات ہیں پھر نباتات، پھر حیوانات اور پھر انسان ہیں۔

روٹی کی تکمیل کیسے ہوتی ہے؟

اخبار میں نقل ہے کہ روٹی گول نہیں ہوتی اور نہ کھانے والے کے سامنے رکھی جاتی ہے یہاں تک کہ اس پر تین سو ساٹھ کاریگروں کے ہاتھ گھومتے ہیں اور یکے بعد دیگرے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔ ان میں سب سے اول میکائیل علیہ السلام ہیں جو رحمت کے خزانوں سے پانی کو ناپتے ہیں پھر وہ فرشتے ہیں جو ابر کو چلاتے ہیں پھر سورج و چاند و آسمان اور ہوا کے فرشتے اور زمین کے جانور اور سب سے آخری کاریگر روٹی پکانے والا ہے۔

غصہ پر قابو پانا

ربیع جیزی، شاگرد امام شافعیؒ ایک دن مصر کی گلیوں میں گزرے۔ تو راکھ کا بھرا ہوا ایک طشت ان کے سر پر ڈالا گیا تو وہ اپنے جانور سے اترے اور اپنے کپڑے جھاڑنے لگے کسی نے ان سے کہا کہ آپ ان کو ڈانٹتے دھمکاتے کیوں نہیں؟ اس کے جواب میں ربیع جیزی نے فرمایا کہ جو شخص آگ کا مستحق ہو اور اس سے لاکھ صلح کی جائے تو اس کو غصہ کرنے کا حق نہیں ہے اور انہوں نے ۲۵۰ھ یا ۲۵۶ ہجری میں انتقال کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

اللہ کے بندوں سے مدد مانگو

جب تم میں سے کسی کا کوئی جانور میدان میں چھوٹ جائے تو اس کو چاہیے کہ آواز دے: "**فلیناد یا عباد اللہ**" اے اللہ کے بندو اس کو روکو تو بے شک اللہ عزوجل ایک روکنے والا بھیجتا ہے جو اس جانور کو اس کیلئے روک لیتا ہے۔

خراب عادت چھڑانے کا عمل

جب تم میں سے کسی کا جانور یا اس کے غلام یا اس کی اولاد کی عادت خراب ہو جائے اور وہ شرارتیں کرے تو اس کو چاہیے کہ اس کے کان میں یہ آیت پڑھے:

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم بن فی السموات و الارض طوعا و کرھا والیہ یرجعون

ترجمہ: وہ لوگ اللہ کے دین کے سوا طلب کرتے ہیں۔

اور روایت ہے کہ ربیع جیزیؒ ایک جانور پر سوار ہوئے تو اس نے سرکشی کی چنانچہ انہوں نے حکم دیا کہ کوئی شخص اس کے کان میں قل اعوذ برب الفلق پڑھے۔ ایک شخص نے اس کو پڑھا تو وہ جانور ٹھہر گیا اور ٹھیک ہو گیا۔

جانور پر سواری کرتے وقت کی دعا

روایت ہے کہ جو شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اس نے کہا کہ

بسم اللہ الذی یایضر مع اسم شئی فی الارض والا فی اسماء و ھو السمیع العلیم. سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہٗ مقرنین وانا الٰی ربنا المنقلبون الحمد للہ رب العالمین. وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم

ترجمہ: میں اس اللہ پاک کے نام سے سوار ہوتا ہوں کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں کرتی ہے۔ پاک ہے وہ اللہ جس نے اس کو ہمارے لیے تابع کیا اور یہ ہمارے قابو نہ تھی اور بے شک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا محمد ﷺ اور آپ کی آل اور ان کے اصحاب پر رحمت کاملہ نازل فرمائے۔

تو وہ جانور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو میری پیٹھ پر ہلکا ہوا اور تو نے اپنے رب کی اطاعت کی اور اپنے نفس کے ساتھ بھلائی کی۔ خدا تجھے برکت دے اور

تیری حاجت پوری کرے۔

کھانا بے ضرر کرنے کا علاج

بعض علماء نے فرمایا کہ جو زیادہ کھانا کھا گیا اور اس نے اپنی جان پر تخمہ کا خوف کیا تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر پھیرے اور کہے کہ

اللیلة لیلة عیدی و رضی اللہ عن سیدی ابی عبد اللہ

ترجمہ: برأت میری عید کی رات ہے اور اللہ ہمارے سردار ابوعبداللہ قرشی سے راضی ہو۔

اس کو تین مرتبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھانا اس کو ضرر نہ کرے گا۔

دنیا میں محبوب چیز کا ملنا اللہ کی ڈھیل ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ جب تم محتاجی کو دیکھو کہ وہ تمہارے سامنے آ رہی ہے اور تم پر متوجہ ہے تو تم کہو:

مرحبا بشعار الصالحین

ترجمہ: نیکوکاروں کے شمار اور علامات کے ساتھ تو خوش آمدید

اور جب تم دیکھو کہ تمہاری جانب مالداری متوجہ ہے تو کہو:

ھو ذنب عجلت عقوبة فی الدنیا

ترجمہ: یہ انسان کا گناہ ہے کہ جس کا عذاب دنیا ہی میں جلد مجھے دیا گیا۔

اور یاد رکھو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جب بندہ کو اس کے گناہوں کے باوجود دنیا میں اس کو وہ چیز عطا کرتا ہے جو اس کو محبوب ہوتی ہے تو یہ منجانب اللہ بندہ کیلئے ڈھیل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کی عمر مبارک

حضرت مریم والدہ ماجدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاملہ ہوئیں اور ان کے رحم پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے حالانکہ ان کی عمر تیرہ سال کی تھی اور ملک شام میں بیت اللحم

مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی حالانکہ ان کی عمر تیس برس کی تھی اور وہ آسمان پر اٹھا لیے گئے، اس وقت حضرت عیسیٰؑ کی عمر تینتیس (۳۳) سال تھی اور آپ کی ماں حضرت مریم آپ کے بعد چھ برس زندہ رہیں۔

انسان کو ہر چیز کا علم نہیں

مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ ایک دن بیٹھے تھے تو ان کے نفس نے ان کو خود بینی اور تکبر میں مبتلا کر دیا چنانچہ انہوں نے کہا کہ سوائے عرش کے اور جو چاہو مجھ سے پوچھ لو تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو ان کا سر کس نے مونڈا تھا اور اس نے کہا کہ چیونٹی کی آنتوں میں سے اخیر آنت اس کے بدن کے آگے کے حصہ میں ہوتی ہے یا اس کے پیچھے کے حصہ میں واقعہ ہے تو مقاتلؒ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ کیا کہیں پھر انہوں نے کہا کہ یہ میرے علم سے نہیں ہے لیکن مجھے میرے نفس نے خود بینی اور خود پسندی میں مبتلا کر دیا تھا چنانچہ میرا امتحان لیا گیا۔

انسانی جسم کے جوڑ

حکیم جالینوس نے کہا کہ انسان کے دماغ سے لے کر سرین تک استخوان پشت کے سب فقرات (گریاں) چوبیس فقرے اور مہرے ہیں۔ سات گردن میں ہیں اور بارہ پیٹھ میں اور پانچ سرین میں ہیں اور یہ پیٹ سے ملے ہیں اور پہلو کی ہڈیاں چوبیس ہیں ہر طرف بارہ ہیں اور انسان کے بدن میں سب ہڈیاں دو سو اڑتالیس ہیں لیکن یہ تعداد قلب کی ہڈی کے اور ان جوڑوں کے علاوہ ہے جن کا نام سمسمیہ رکھا گیا ہے کیونکہ ان کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے تل کے ساتھ ان کی تشبیہ دی گئی ہے۔

بعض حکماء نے ذکر کیا ہے کہ ۳۶ مفاصل ہیں اور انسان کے بدن میں جو سوراخ کھلے ہوئے ہیں سب بارہ ہیں اور ناف اور مسامات کی تعداد کا حصر و احاطہ نہیں ہے۔ جالینوس کا قول ختم ہوا۔

سہیل بن عبداللہ قشیری نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں۔ ان میں سے نصف ساکن ہیں اور نصف متحرک ہیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انسانی جسم کے سب تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اور چھ سو ساٹھ کی روایت مردود ہے اور بے شک بدن میں پانچ سو ساٹھ عضلہ (پارہ گوشت سخت) ہیں جو گوشت اور پٹھے سے مرکب ہیں۔

حضرت قیس بن سعد کی سخاوت

ایک عورت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ چوہے میرے گھر میں مٹی تک گزر گئے ہیں (یعنی کچھ بھی کھانے کو نہیں پاتے ہیں اس لیے کمزور ہو گئے ہیں اور مٹی پر چلتے ہیں نہ غلہ وغیرہ پر) تو قیس نے کہا کہ عنقریب میں ان کو چھوڑوں گا کہ وہ شیروں کی طرح کودیں گے۔ اس کے بعد انہوں نے ہر قسم کے دانے اور کھانے وغیرہ اس قدر اس کے پاس بھیجے کہ اس کا گھر بھر گیا اور قیس حلیم اور سخی شخص تھا اور عفا کے معنی خاک اور مٹی کے ہیں اور اس عورت کا مقصد یہ تھا کہ اس کے گھر میں کوئی ایسی چیز باقی نہیں ہے جس کو کھائیں۔

بلی کے ذریعہ پیغام رسانی

امیر رکن الدولہ کے پاس ایک بلی تھی جو اس کی مجلس میں حاضر رہتی تھی اور جب رکن الدولہ کو اپنے کسی بھائی کی اپنے پاس حاضری کی ضرورت ہوتی تھی یا کوئی حاجت پیش آتی تھی تو وہ ایک پرچہ لکھتا تھا اور اس بلی کے گلے میں لٹکا دیتا تھا چنانچہ وہ اس شخص کے پاس جاتی تھی تو وہ خود حاضر ہوتا تھا یا اس کے جواب میں لکھتا تھا اور اس کی گردن میں لٹکا دیتا تھا پھر وہ بلی رکن الدولہ کے پاس واپس آتی تھی اور جب وہ بلی کسی مقام سے مانوس ہو جاتی تھی تو دوسری بلیوں کو وہاں سے بھگا دیتی تھی اور ان سے سخت جنگ کرتی تھی۔

بہترین اور بدترین چیز

حکیم لقمان بن عنقاء بن بروق شہرایلہ کے رہنے والے تھے، ان کو مالک نے ایک بکری دی اور حکم دیا کہ ذبح کرو اور اس میں جو سب سے بدتر عضو ہو اس کو کاٹ کر میرے پاس لاؤ چنانچہ انہوں نے بکری کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان اس کے پاس لائے پھر مالک نے ان کو ایک اور بکری دی اور حکم دیا کہ اس کو ذبح کرو اور اس میں جو عضو سب سے بہتر عضو ہو وہ لاؤ۔ انہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کا دل اور زبان اس کے پاس لائے تو مالک نے اس کی وجہ پوچھی۔ لقمان نے کہا کہ اے میرے آقا جب یہ دونوں عضو برے ہو جاتے ہیں تو ان سے بدتر اور کوئی عضو نہیں ہوتا اور جب یہ دونوں اچھے ہوتے ہیں تو ان سے بہتر دوسرا عضو نہیں ہو سکتا۔

(نوٹ: یہاں سے حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

اولیاء مرتے نہیں زندہ ہیں

حضرت شیخ ابوسعد خراز رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں باب بنی شیبہ سے گزر رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا راستے میں ایک لاش رکھی ہوئی ہے۔ شیخ نے لاش کا چہرہ دیکھا وہ ایک نوجوان تھا..... شیخ کو دیکھ کر مسکرایا اور بولا:

ابوسعید! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب مر کر بھی زندہ ہوتے ہیں وہ تو صرف ایک عالم سے دوسرے میں منتقل ہوتے ہیں۔

خدا کا ہر محبوب زندہ ہے

شیخ ابویعقوب سنوسیؒ کے پاس مکہ معظمہ میں ایک مرید آیا اور عرض کیا میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ یہ دینا حاضر خدمت ہے۔ آدھے سے کفن کا اور آدھے سے دفن کا انتظام کیجئے گا۔ دوسرے روز ٹھیک وہ ظہر کے وقت حرم شریف میں آیا، طواف کعبہ کیا

پھر ذرا دور ہٹا اور انتقال کر گیا۔ شیخ سنوسی فرماتے ہیں:

میں نے غسل وغیرہ دے کر اسے کفن پہنایا جب قبر میں اتارا تو اس نے آنکھ کھول دی۔ میں نے کہا کہ موت کے بعد بھی زندگی؟ اس نے کہا کہ شیخ! میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر محبوب زندہ ہوتا ہے۔

ایک بزرگ ایک میت کو نہلا رہے تھے۔ اس نے بزرگ کا انگوٹھا پکڑ لیا۔ انہوں نے فرمایا: بیٹا! انگوٹھا چھوڑو۔ مجھے معلوم ہے تو مردہ نہیں ہے۔ یہ تو ایک دنیا سے دوسری دنیا کی طرف انتقال ہے۔ اس نے چھوڑ دیا۔

ایک غسالہ عورت نے میت کو غسل دیتے وقت ناخن تراشے، ایک ناخن کاٹنے میں کچھ اندیشہ محسوس کیا تو میت نے اپنی انگلی کھینچ لی اور مسکرانے لگی۔ غسالہ اور مرنے والی دونوں نیک خواتین تھیں۔

موت کے بعد ہنسنا

حضرت شیخ ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے:

میرے والد صاحب علیہ الرحمہ کا انتقال ہوا اور غسل کرنے کیلئے انہیں تختہ پر رکھا گیا تو ہنسنے لگے، کسی کو انہیں غسل دینے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ کہتے یہ تو زندہ ہیں۔ آخرکار ان کے ہم رتبہ بزرگوں میں سے ایک بزرگ آئے تو انہیں غسل دیا......

جانوروں کو بھی اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بکری لٹائی تاکہ اس کو ذبح کروں تو ابو ایوب سجتانی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس آئے (ان کو دیکھ کر) میں نے چھری ہاتھ سے ڈال دی اور کھڑا ہو گیا تاکہ ان سے باتیں کروں اور میں گوشہ چشم سے بکری کو دیکھنے لگا تو وہ ایک دیوار کے کنارے گئی اور ایک گڑھا گودھا اور چھری لی اور اس میں اس کو ڈال دیا اور اس پر مٹی بھر دی۔ اس کے بعد ابو ایوبؒ نے مجھ سے

کہا کہ کیا تم دیکھتے ہو تو ہم نے سخت تعجب کیا پھر میں نے اپنی جان پر قسم کھائی کہ اس کے بعد کبھی کوئی جانور ذبح نہ کروں گا۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی وصیتیں

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نام صادق اس وجہ سے رکھا گیا کہ اپنی گفتگو میں سچ ہی بولتے تھے اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہی علم جفر مشہور ہوا ہے۔ یعنی علم جفر کے موجد آپ ہی تھے اور اکثر علماء کا یہ خیال ہے کہ ان کے جداعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس علم کو ایجاد کیا اور بکری کی کھال میں اس کو لکھا۔ اس لیے یہ علم جفر کی طرف منسوب ہوا اور اس علم میں وہ باتیں ہیں جن کی طرف قیامت تک ان کی ذریت محتاج ہوگی اور علم کیمیا وغیرہ میں بھی امام موصوف کی کتاب اور کلام ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے صاجزادہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو جو وصیتیں کیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ اے میرے بیٹے جس نے قناعت کی اس پر جو اللہ نے اس کی قسمت میں لکھ دیا ہے وہ غنی ہوا اور جس نے اپنی آنکھ اس مال کی طرف بڑھائی جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے تو محتاج ہوا اور جو شخص کہ اس پر راضی نہیں ہوا جو اللہ نے اس کیلئے تقسیم کی تو اس نے اللہ کو اس کی قضا و قدر میں مہتم کیا۔ اور جس نے لوگوں کا پردہ کھولا اس کے گھر کے پردے کھل جائیں گے اور جس نے بغاوت کی تلوار میان سے کھینچی اور اسی سے قتل ہوگا اور جس نے اپنے بھائی کیلئے کنواں کھودا وہ اسی میں گرے گا۔ اور جو شخص جہلاء میں آمدورفت کرے گا وہ حقیر ہوگا اور جو شخص علماء سے تعلق رکھے گا، اس کی توقیر ہوگی اور جو کوئی بری جگہوں میں داخل ہوگا وہ مہتم ہوگا اور جس نے اپنے نفس کی ذلت کو کم شمار کیا اس نے دوسرے کی ذلت کو بڑا سمجھا۔

پتھروں کا سلام کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور استن حنانہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کیلئے تنہ خرما اور پتھر کا

سلام کرنا ثابت نہیں ہے اور بعض لوگوں نے اس بارے میں نظم کہی ہے اور وہ یہ ہے:

وحن الیه الجذع شوقاورِقّة ورجّع صوتا کالعشارورّدا

فبادره ضما فقر لوقته لکل امریٔ من دھره ماتعودا

ترجمہ: سرکار دو عالم ﷺ کی طرف ستون خرما شوق اور رقت سے مشتاق ہوا اور اس نے آواز کو گلے میں گھمایا اور پھیرا جس طرح حاملہ اونٹنیاں اپنی آواز کو پھیرتی ہیں تو آپ نے اس ستون کو گود میں لینے کی طرف جلدی کی چنانچہ اس نے اسی وقت قرار پکڑا ہر شخص کیلئے زمانہ کی طرف سے وہی نصیب ہوتا ہے جس کا وہ عادی کیا گیا ہے۔

دعا کی قبولیت کیسے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دعا کر رہا ہے اور اپنی حاجت کیلئے گریہ وزاری کر رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب اگر اس کی حاجت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں اس کو ضرور پورا کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! اس کی بکریاں ہیں اور اس کا دل بکریوں کے پاس ہے اور میں ایسے بندہ کی دعا نہیں قبول کرتا ہوں جو دعا تو مجھ سے کرے اور اس کا دل غیر کے پاس ہو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو بتایا تو وہ اللہ کی طرف مائل ہوا اور اس کے غیر سے قطع تعلق کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت کو پورا کیا۔

جہنم کے کتے

ایک عالم کہتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوریؒ کی خدمت میں مکہ معظّمہ میں حاضر ہوا تو آپ بیمار تھے اور انہوں نے دوا پی رکھی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں آپ سے چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے لیے ظاہر ہو اور جو کچھ تم کو ضرورت ہو کہو چنانچہ میں نے کہا کہ مجھے بتلایئے کہ مرد کامل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ فقہا ہیں۔ میں نے کہا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا

کہ زاہد لوگ ہیں۔ میں نے کہا کہ شرفاء کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ پرہیزگار لوگ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہے جو حدیث لکھتا ہے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کا مال کھاتا ہے۔ میں نے آپ سے کہا کہ کمینے لوگ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ کمینے ظالم ہیں اور یہی لوگ جہنم کے کتے ہیں۔

اللہ بندوں پر ماں سے بھی زیادہ شفیق ہے

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی شخص آیا اور آپ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس آرہا تھا کہ ایک جھاڑی سے گزرا۔ میں نے اس میں چڑیا کے بچوں کی آوازیں سنیں چنانچہ میں نے ان کو پکڑ لیا اور ان کو اپنی چادر میں رکھ لیا۔ اس کے بعد ان کی ماں آئی اور اس نے میرے سر پر چکر لگا۔ یا میں نے ان کیلئے بچوں کو چادر سے چھوڑ دیا چنانچہ وہ ان پر گری پھر میں نے ان کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا۔ (یہ سن کر) سرکار دو عالم ﷺ نے اس بدو سے فرمایا ان کو رکھ دو چنانچہ اس نے ان کو رکھ دیا تو ان بچوں کی ماں ان کو کھلانے لگی۔

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کیا اس پر تعجب کرتے ہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ بے شک اللہ کریم اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ پھر آپ نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ واپس جاؤ اور ان کو اس جگہ پر چھوڑ دو چنانچہ وہ بدو کہتا ہے کہ میں ان کو لے کر واپس آیا حالانکہ ان کی ماں میرے سر پر اپنے بازو ہلاتی رہی اور اڑ رہی تھی یہاں تک کہ میں نے ان کو ان کی جگہ پر رکھ دیا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ کی توبہ کا واقعہ

حضرت ذوالنون مصریؒ سے کہا گیا کہ آپ کی توبہ کا سبب کیا ہے تو حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ میں مصر سے سفر کرتا ہوا بعض دیہات کی طرف نکلا چنانچہ ایک راستہ میں

جنگل میں سو گیا تو میں نے ایک اندھی ابابیل کو دیکھا کہ وہ اپنے گھونسلے سے نیچے گری اور زمین شق ہوئی اور اس سے دو پیالیاں ایک چاندی کی اور دوسری سونے کی نکلیں اور ایک پیالی میں تل تھے اور دوسری پیالی میں پانی تھا چنانچہ وہ ابابیل تل کھانے لگی اور پانی پینے لگی۔ (یہ دیکھ کر) میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اس نے میری توبہ قبول فرمائی۔

انبیاء کے وارث

اللہ تعالیٰ نے امت کو پانچ قسموں پر تقسیم کیا ہے: (۱) علماء، (۲) زاہد، (۳) غازی، (۴) امراء اور (۵) تاجر۔

علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔ پرہیز گار لوگ زمین کے بادشاہ ہیں۔ غازی اللہ کے مددگار ہیں۔ امراء مخلوق الٰہی کے چرواہے ہیں اور تاجر لوگ اللہ کے امین ہیں۔

جب علماء نے مال جمع کرنے میں طمع کی تو پھر کس سے ہدایت حاصل کی جائے اور جب زاہدوں نے ریاکاری کی تو پھر کس کی اقتدا کی جائے اور جب غازیوں نے جنایت کی تو پھر کس سے فتح ہوگی اور جب تاجروں نے خیانت کی تو پھر کون امین بنایا جائے گا اور جب چرواہے بھیڑیوں کی طرح ہیں تو پھر کس سے رعیت کی حفاظت کی جائے گا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو چند قسم پر پیدا کیا ہے۔ ایک قسم وعظ اور نصیحت کیلئے ہے، ایک قسم عبادت کیلئے ہے، ایک قسم بہادری کیلئے ہے، ایک قسم معاش کیلئے ہے، ایک قسم امامت کیلئے ہے اور ان کے علاوہ تلچھٹ اور کیچڑ ہیں جو پانی کو میلا کرتے ہیں اور قیمتوں اور نرخوں کو گراں کرتے ہیں۔ اور راستوں کو تنگ کرتے پھرتے ہیں اور رجرجۃ۔ دورے بے نقطہ اور دو جیم بانقطہ سے ہے اور وہ لوگوں میں سے ذلیل اور کمینہ لوگ ہیں۔

امام علی بن رضا رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام علی بن رضا بن موسےٰ کاظم ابن جعفر صادق بن محمد باقر بن زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے یحیی بن اکثم یہ خلیفہ مامون کے دربار

کے قاضی القضاۃ تھے سے خلیفہ مامون کے دربار میں ایک مسئلہ پوچھا تو علی بن رضا نے یحیٰ ؒ سے کہا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس نے شروع دن میں ایک عورت کی طرف حرام نظر سے دیکھا۔ پھر وہ عورت اس کیلئے آفتاب بلند ہونے کے وقت حلال ہوگئی پھر ظہر کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہوگئی پھر وہ عورت عصر وقت اس پر حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت وہ عورت اس پر حرام ہوگئی۔ پھر وہ عورت اس کیلئے عشا کے وقت حلال ہوگئی پھر وہ آدھی رات کو اس پر حرام ہوگئی۔ پھر فجر کے وقت وہ اس پر حلال ہوگئی۔

تو قاضی یحیٰ نے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھے یہ معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد خلیفہ مامون نے علی بن رضا سے کہا: اے امیر المومنین کے صاجزادے اس مسئلہ کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمائیں تو صاجزادہ نے کہا کہ بے شک یہ عورت ایک لونڈی ہے اس کو شروع دن میں ایک اجنبی نے دیکھا پھر بلند ہونے کے وقت اس اجنبی نے وہ لونڈی خرید لی پھر اس نے ظہر کے وقت اس کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد اس نے عصر کے وقت اس سے نکاح کر لیا پھر مغرب کے وقت اس نے اس عورت سے ظہار کیا یعنی اس عورت کو اپنے کسی کے محرم کے ساتھ تشبیہ دی پھر اس نے عشا کے وقت اس کا کفارہ دیا پھر اس نے اس کو آدھی رات میں طلاق رجعی دی پھر اس نے فجر کے وقت اس سے رجعت کر لی تو مامون نے علی بن رضا رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے نہایت اچھا جواب دیا ہے اور مامون نے اسی مجلس میں آپ سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ اس کے بعد وہ اپنی بیوی کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف آئے پھر مامون کی لڑکی نے اپنے باپ کے پاس خط بھیجا اور اس سے یہ شکایت کی میرے شوہر نے مجھ پر لونڈی کر لی ہے۔ اس کے باپ نے اس کو لکھا کہ میں نے تیرا ان سے نکاح اس لیے نہیں کیا ہے کہ جو چیز اللہ نے ان کیلئے حلال کی ہے اس کو میں ان پر حرام کر دوں تو ایسی شکایت دوبارہ میرے پاس نہ آئے پھر اس کے باپ کے مرنے کے بعد اس کو خلیفہ معتصم کے پاس بھیجا تو خلیفہ نے اس کو ان کے پاس اس وقت بھیجا جب کہ ماہ محرم ۲۰۲ھ کی دو راتیں باقی تھیں اور علی بن رضا رضی اللہ عنہ اسکے ساتھ ہمیشہ رہے کہ انہوں نے ۲۰۳ھ میں انتقال کیا اور مقبرہ میں اپنے دادا حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی پشت کی طرف دفن ہوئے۔

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

حضرت امام علیؒ بن رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں اور ان میں حسن عسکری رضی اللہ عنہ نہایت ہی حسین اور بزرگ تھے۔ حسن رضی اللہ عنہ عسکری لقب کے ساتھ اس لیے موصوف ہوئے کہ انہوں نے شہر سر من رائے میں سکونت اختیار کی اور سر من رائے کو مدنیۃ العسکر کہا جاتا تھا اور علی بن رضا رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے علم و معرفت اور شجاعت وراثت میں پائی تھی اور وہ ۱۵۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ میں وفات پائی جیسا کہ گزر چکا ہے اور اتفاق یہ ہوا کہ خلیفہ متوکل نے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو قید کیا۔ اس کے بعد لوگ خشک سالی میں مبتلا ہوئے تو مسلمانوں نے تین روز استسقاء کی نماز پڑھی اور طلب باراں کی دعا کی اور بارش نہ ہوئی پھر خلیفہ متوکل نے مسلمانوں کے ساتھ یہود اور نصاریٰ کو بھی استسقاء کیلئے نکلنے کا حکم دیا چنانچہ وہ لوگ بھی مسلمانوں کے ہمراہ نکلے اور ان کے ساتھ ایک راہب (عابد نصرانی) بھی تھا تو اس راہب نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا۔ اتفاقاً بارش ہوئی پھر دوسرے دن میں ایسا ہی ہوا۔ (یہ دیکھ کر) بعض عوام الناس نے دین اسلام میں شک کیا اور ان میں سے بعض مرتد ہو گئے۔ اس سے مسلمانوں کو بہت دکھ ہوا اور یہ خلیفہ متوکل پر شاق گزرا اور اس نے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو جیل سے حاضری کا حکم دیا اور آپ سے کہا کہ اپنے جد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی خبر لیجئے اس سے پہلے کہ وہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کل ان کو نکلنے کا حکم دو انشاء اللہ یہ اشکال اور شک جاتا رہے گا پھر لوگوں نے امام موصوف کے جیل سے رہائی کے بارے میں خلیفہ سے کلام کیا چنانچہ خلیفہ نے ان کو آزاد کر دیا اور وہ لوگوں کے سامنے نماز استسقاء کیلئے باہر نکلے تو راہب نے نصاریٰ کے ساتھ اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا تو ابر موجود ہو گیا۔ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے راہب کے ہاتھ پکڑنے کا حکم دیا چنانچہ وہ پکڑ لیا گیا اور دیکھا گیا تو اس کے ہاتھ میں انسانی ہڈی تھی تو امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے وہ ہڈی اس کے ہاتھ سے

لے لی پھر راہب سے فرمایا کہ اپنا ہاتھ اٹھا چنانچہ اس نے ہاتھ اٹھایا۔اس کے بعد ابر جاتا رہا اور آفتاب نکل آیا تو لوگوں کو اس سے تعجب ہوا پھر خلیفہ نے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یا ابا محمد! یہ کیا بات ہے؟ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ یہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی ہڈی ہے۔ یہ راہب کو کسی جگہ سے مل گئی ہے۔اور واقعہ یہ ہے کہ جب کسی نبی کی ہڈی آسمان کی طرف کی جائے گی تو آسمان پانی برسائے گا چنانچہ لوگوں نے اس کا امتحان کیا تو اس کو ایسا ہی پایا جیسا کہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اس کے بعد لوگوں کا شبہ دور ہو گیا اور جو مرتد ہو گئے تھے انہوں نے اسلام کی طرف رجوع کیا اور امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ عزت واکرام کے ساتھ اپنے گھر واپس آئے اور خلیفہ نے امام رضی اللہ عنہ کو انعام بخشا۔

شیروں کا برکت حاصل کرنا

خلیفہ متوکل مذکور کے زمانہ میں ایک عورت نے اس کے دربار میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ شریف ہے تو خلیفہ نے پوچھا کہ کون شخص مجھے اس کی صحیح خبر دیگا چنانچہ لوگوں نے خلیفہ سے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو بتلایا اور ان کو حاضر کیا۔ خلیفہ نے ان کو اپنے ساتھ اپنے تخت پر بٹھلایا اور ان سے اس عورت کی حالت دریافت کی تو امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے خلیفہ سے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے درندوں پر حسنین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو کھانا حرام کیا ہے تم اس عورت کو درندے کے سامنے ڈال دو اگر درندہ نے اس کو نہ کھایا تو یہ سچی ہے چنانچہ لوگوں نے یہ شرط اس عورت پر پیش تو اس نے اقرار کرلیا کہ وہ جھوٹی ہے۔اس کے بعد بعض لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ جو بات امام حسن رضی اللہ عنہ نے کہی تھی آپ اس کا امتحان لیں چنانچہ خلیفہ متوکل نے تین درندے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اپنے محل کے نیچے ایک میدان میں ان کو رکھا۔ خلیفہ محل میں ایسی جگہ پر بیٹھا کہ وہ درندوں کو دیکھ سکے اور محل کا دروازہ بند کر دیا اور امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کی حاضری کا حکم دیا تا کہ وہ اس میدان سے ہوکر محل میں داخل ہوں چنانچہ

لوگوں نے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کو میدان میں داخل کیا اوران پر محل کا دروازہ بند کردیا اور درندوں کی یہ حالت تھی کہ اپنی آوازوں سے کان کو بہرے کررہے تھے جب درندوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو چپ ہوگئے اوران کی طرف آئے اورآپ سے برکت حاصل کی اورآپ کے گرد گھومنے لگے اورامام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ان کی پیٹھوں کو تھپکا پھر وہ درندے اپنے رہنے کی جگہ پر چلے گئے اس کے بعد محل کا دروازہ کھلا اور وہ خلیفہ کی طرف بالاخانہ پر چڑھے اورتھوڑی دیر اس سے باتیں کیں پھر اترے، اس کے بعد درندوں نے ان کے ساتھ ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا یہاں تک کہ آپ وہاں سے باہر چلے گئے پھر خلیفہ نے آپ کے پیچھے انعام بھیجا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں سے کہا کہ کیا تم میرا ہلاک ہونا پسند کرتے ہو اور حکم دیا کہ وہ میرا یہ معاملہ کسی پر ظاہر نہ کریں۔ واللہ اعلم

مسلمان کے مسلمان پر حقوق

امام اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ترغیب میں باب قضاء حوائج کے بیان میں حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کیلئے اپنے مسلمان بھائی پر تیس حق ہیں کہ ان حقوق سے اس کی برأت نہیں ہوسکتی مگر ادا کرنے یا معاف کرنے سے سبکدوشی ہوسکتی ہے۔ (۱) ایک مومن دوسرے کی لغزش کو معاف کرے، (۲) اس کے آنسو پر رحم کرے، (۳) اس کے عیب چھپائے، (۴) اس کے گناہ کو معاف کرے، (۵) اس کی عذرخواہی کو قبول کرے، (۶) اس کی غیبت کو رد کرے، (۷) ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرے، (۸) اس کی دوستی کو محفوظ کرے، (۹) اس کے عہد کو نگاہ رکھے، (۱۰) اس کے مریضوں کی عیادت کرے، (۱۱) اس کے جنازہ پر حاضر ہو، (۱۲) اس کی دعوت قبول کرے، (۱۳) اس کا ہدیہ قبول کرے، (۱۴) اس کے انعام وصلہ کا بدلہ دے، (۱۵) اس کی نعمت کا شکریہ ادا کرے، (۱۶) اچھی طرح اس کی مدد کرے، (۱۷) اس کی عزت کی حفاظت کرے، (۱۸) اس کی حاجت پوری کرے، (۱۹) اس کی سفارش قبول

کرے، (۲۰) اس کے مقصد کو ناکام نہ کرے، (۲۱) اس کے چھینکنے کا جواب دے، (۲۲) اس کی گمشدہ چیز کی راہ بتائے، (۲۳) اس کے سلام کا جواب دے، (۲۴) اس سے اچھی بات کرے، (۲۵) اس کے انعام کا بدلہ دے، (۲۶) اس کی قسموں کو سچ کرے، (۲۷) اگر وہ ظالم ہے تو اس کی اس طرح مدد کرے کہ ظلم سے اس کو روکے اور اگر وہ مظلوم ہے تو اس کا حق پورا کرنے پر اس کی مدد کرے، (۲۸) اس کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی نہ کرے، (۲۹) اس کو ذلیل نہ کرے، اور نہ اس کو گالی دے، (۳۰) جو بھلائی اپنے لیے پسند نہ کرے وہ اس کیلئے بھی پسند نہ کرے اور جو برائی اپنے لیے بری سمجھے اس کو بھی اس کیلئے بری خیال کرے تو ان تمام حقوق میں سے کسی کو ترک نہ کرے، ورنہ قیامت کے دن مسلمان اس سے اس کا مطالبہ کرے گا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے۔

ڈر اور خوف کا علاج

فاضل یونانی نے السر البدیع والحرز المنیع کے لمعہ نورانیہ میں فرمایا ہے جب کوئی شخص اپنے متعلق قتل اور عذاب وغیرہ کا خوف کرے تو اس کو چاہیے کہ ایک فربہ میڈھا جو قربانی کیلئے کافی ہو لے اور اس کو قبلہ رو جلدی سے ذبح کرے اور اس کے ذبح کے وقت یہ کہے کہ

اللّٰھم ھذا لک اومنک اللھم انہ فدائی فتقبلہٗ منی

ترجمہ: اے اللہ! یہ تیرے لیے اور تیری طرف سے ہے اور اے اللہ! یہ میرا فدیہ ہے۔ پس تو مجھ سے اس کو قبول فرما۔

اور اس کے خون کیلئے ایک گڑھا کھودے اور اس میں اس کو بند کر دے تا کہ پاؤں سے روندا نہ جائے پھر اس کو پارہ پارہ کر کے ساٹھ ٹکڑے کرے۔ اس کی کھال ایک جز، اس کا سر ایک جز، اس کا پیٹ ایک جز اور اسی طرح سب اجزا کو الگ الگ کرے اور اس سے نہ تو خود کچھ کھائے اور نہ وہ کھائے جو اس کی کفالت میں ہو۔ (یعنی اس کے متعلقین جن کا نفقہ اس کے ذمہ ہو وہ بھی نہ کھائیں) اور ان اجزاء کو ساٹھ مسکینوں کو دے دے تو اس خوفناک چیز کا یہ بدلہ ہے جس سے یہ ڈرتا ہے اور یہ

ترکیب مجرب ہے اور اگر جس چیز سے وہ خوف کرتا ہے قتل سے کم ہو تو اس کو چاہیے کہ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلائے اور ان کو آسودہ کرے اور کہے کہ

اللّٰھم انی استکفی لھذا الامر الذی اخافة بھمم ھؤلاءِ و اسئالک بانفاسھم وارو احھم ان تخصلنی مما اخاف واحذر

ترجمہ: اے اللہ! ان لوگوں کے ذریعہ سے جس کام سے کہ میں ڈرتا ہوں کفایت چاہتا ہوں اور ان کی جانوں اور روحوں کے واسطہ سے تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس چیز سے میں خوف کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں اس سے مجھ سے نجات دے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے نجات عطا کرے گا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کسب یہ ہیں: چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم بزاز تھے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بائع اور مشتری کے درمیان میں سعی کرتے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تیر تراشتے تھے اور ولید بن مغیرہ لوہے کا کام کرتے تھے

اور اسی طرح ابوالعاص برادر ابوجہل بھی لوہے کا کسب کرتا تھا اور عقبہ بن ابی معیط شراب فروش تھا اور ابوسفیان بن حرب روغن زیتون اور سالن بیچتے تھے اور عبداللہ بن جدعان لونڈیاں بیچتا تھا اور نضر بن الحارث بربط بجاتا تھا اور حکیم بن العاص اور حریث بن عمرو وضحاک بن قیس فتی اور ابن سیرین بکریاں ذبح کرتے تھے اور عاص بن وائل مویشیوں کا سلوتری تھا اور عاص کا بیٹا عمرو اور عباس اونٹ کاٹتے تھے۔

اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ وقیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ (کلید بردار خانہ کعبہ) درزی تھے اور مالک بن دینار کاغذ تراش یا منشی تھے اور یزید بن مہلب رضی اللہ عنہ باغبان تھا اور قتیبہ شتربان تھے اور سفیان بن عینیہ اور ضحاک بن مزاحم وعطاء بن ابی رباح اور کیث شاعر اور حجاج بن یوسف ثقفی وعبدالحمید اور قاسم بن سلام کسائی معلم تھے۔

شفاعت مصطفی ﷺ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک رات سوئے تو آپ نے ایک عجیب خواب دیکھا چنانچہ خواب میں آپ روئے حتیٰ کہ پڑوسیوں نے رونے آواز سنی اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اتفاقاً گزرے اور رونے کی آواز سنی۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور دروازہ جلدی سے کھولا حالانکہ ان کے آنسو جاری تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ رونا کیسا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو میرے پاس بلا لاؤ تا کہ میں ان حضرات کو اس بارے میں بتاؤں چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو جمع کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک میں نے خواب دیکھا ہے کہ قیامت قائم ہے اور میں نے نور کے منبروں پر ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے چہرے روشن ستارے کی طرح تھے۔ میں نے ایک فرشتے سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام ہیں اور حضرت محمد ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں اس لیے کہ ان کے ہاتھ میں شفاعت کی چابی ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ کہاں ہیں؟ مجھے ان کے پاس لے چلو۔ اس لیے کہ میں ان کا خادم اور ان کا یار ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں چنانچہ وہ فرشتہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ میں نے آپ کو عرش کے پایہ کے نیچے دیکھا اور آپ کا عمامہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا اور آپ اپنا داہنا ہاتھ عرش کے پایہ کی طرف دراز کیا ہوا تھا اور بایاں ہاتھ دوزخ کی طرف پھیلایا ہوا تھا جس کی وجہ سے دوزخ کا دروازہ بند تھا اور آپ (ﷺ) فرما رہے تھے کہ الٰہی میری امت کو بخش دے۔ اس لیے کہ اس میں علماء و صلحاء اور حاجی لوگ اور عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہیں۔ آواز آئی کہ اے محمد (ﷺ) تم مطیع گروہ کو یاد کرتے ہو اور دوسرے گروہ کو یاد نہیں کرتے، ظالموں اور شراب خواروں اور سود خواروں کو یاد کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے رب! وہ لوگ ویسے ہی ہیں جیسا کہ تو نے

فرمایا لیکن ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس نے تیرے ساتھ شرک کیا ہو اور نہ اس نے بت پوجا اور نہ تیرے لیے لڑکا ٹھہرایا اور نہ وہ توحید سے پھرا، اے میرے معبود! ان کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما اور ان لوگوں پر میرے آنسو بہانے پر رحم کر فرما۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مشقت میں دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی مبارک جان پر نرمی کیجئے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ میں نے اپنے رب کے حضور مین گریہ وزاری کی اور اس نے میری امت کے بارے میں میری شفاعت قبول فرمائی۔ میں نے آپ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بخش دیا یا بعض کو بخشا بعض کو نہیں۔ اے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ تم نے جواب سے پہلے مجھ پر دروازہ کھٹکھٹایا۔ اسی اثناء میں ایک منادی نے گھر کے اندر سے آواز دی کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ سب کے سب بخش دیئے گئے، اس کو منادی نے تین مرتبہ کہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

کوئی نہیں جانتا کہ اس کا حشر کیا ہوگا؟

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ اگر آپ مسجد میں بیٹھیں اور ہمیں کچھ اصلاح کی باتیں سنائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں چار چیزوں میں مشغول ہوں اگر میں ان سے فارغ ہو جاؤں تو تمہارے لیے بیٹھوں گا۔ کسی نے کہا کہ وہ چار چیزیں کیا ہیں؟ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ ان میں سے پہلی چیز یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جس وقت کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ لوگ جنت کیلئے ہیں اور مجھے اس کی پروا نہیں ہے اور یہ لوگ دوزخ کیلئے ہیں اور مجھے اس کی بھی پروا نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں فریقوں میں سے میں کس فریق میں ہوں گا اور دوسری یہ کہ میں یاد کرتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے لڑکے کی خلقت کا اس کی ماں کے پیٹ میں حکم دیا اور اس میں روح پھونکی گئی جو فرشتہ کہ اس پر مقرر ہے وہ کہتا ہے کہ اے میرے رب! آیا یہ بدبخت ہے یا کمبخت ہے تو مجھے نہیں معلوم کہ ان دونوں

میں سے میرا کونسا حصہ ہوگا اور تیسری یہ ہے کہ میں اس وقت کو یاد کرتا ہوں جس وقت کہ قبض ارواح کیلئے ملک الموت آئیں گے اور کہیں گے کہ یہ اہل اسلام کے ساتھ ہے یا کافروں کے ساتھ ہے تو میں نہیں جانتا کہ کیسا جواب نکلے گا اور چوتھی چیز یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان:

فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر

ترجمہ: ایک جماعت جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔

اس میں، میں غور کرتا ہوں تو مجھے معلوم نہیں کہ ان دونوں فرقوں میں سے کس میں ہوں گا۔

ہر عیب سے پاک عورت کی تلاش

فضیل بن عبدالرحمٰن نے رقیہ دختر عتبہ بن ابی لہب سے کہا کہ میرے لیے کوئی ایسی عورت تلاش کرو جو نسب میں مشہور، حسب میں بزرگ، حسن میں برتر، ناز میں نمکین اور خوب تر ہو اور اگر وہ بیٹھے تو روشن کر دے اور اگر وہ کھڑی ہو تو بے ہوش کر دے اگر چلے تو خراماں چلے اور دور سے تعجب میں ڈالے اور قریب سے فتنہ میں مبتلا کرے اور جس کے ساتھ وہ معاشرت کرے اس کو خوش کر دے اور وہ جس کے ہمسایہ میں ہو اس کو بزرگ کر دے اور اس کی ایسی خالت ہو کہ شوہر سے محبت کرنے والی ہو اور زیادہ بچے دینے والی ہو اور وہ سوائے اپنے اہل کے دوسرے کو نہ پہچانے اور اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے کو خوش نہ کرے۔

اس کے جواب میں رقیہ نے فضیل سے کہا کہ اے میرے چچا کے لڑکے! اپنے رب سے آخرت میں ایسی عورت سے منگنی کرو کیونکہ تم ایسی عورت دنیا میں نہ پاؤ گے۔

بے عیب گدھے کی تلاش

ابو موسیٰ نابینا نے گدھے بیچنے والے سے کہا کہ میرے لیے ایک ایسا گدھا تلاش کرو جو نہ بہت ہی چھوٹا ہو اور نہ بہت زیادہ بڑا ہو، اگر راستہ خالی ہو تو کودے اور زیادہ

بھیڑ ہو تو نرمی کرے اور آہستہ چلے، مجھے ستونوں سے دھکا نہ دے اور بوریوں کے نیچے مجھے داخل نہ کرے جب اس کا دانہ گھاس زیادہ ہو تو شکر کرے اور جب کم ہو تو صبر کرے اگر میں اس پر سوار ہوں تو خوش رفتار اور تیز رو ہو اور اگر میرے سوا دوسرا اس پر سوار ہو جائے تو سو جائے۔

تو گدھا بیچنے والے نے ابوموسیٰ سے کہا کہ صبر کرو۔ (اللہ تیری عزت بڑھائے) عنقریب اللہ تعالیٰ قاضی کی صورت مسخ کر کے گدھا بنائے گا اس وقت تم اپنی ضرورت پاؤ گے۔

اولیاء اللہ کی موجودگی میں موت

حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ایک روز ابوجہیر نابینا سے ملاقات کی نیت سے نکلا۔ شہر کے باہر انہوں نے ایک مسجد بنا لی تھی جس میں وہ عبادت کرتے تھے، پاس ہی ان کا حجرہ تھا۔ راستہ میں مجھے محمد بن واسع ملے پوچھنے پر معلوم ہوا کہ وہ بھی انہی کے پاس جا رہے ہیں۔ اس طرح یکے بعد دیگرے حضرت حبیب عجمی، مالک بن دینار، حضرت ثابت بنانی بھی حضرت ابوجہیر ضریر ہی کی ملاقات کے لیے جاتے ہوئے راستے میں ملتے گئے۔ راستے میں ایک خوشنما مقام ملا۔ حضرت ثابت بنانی نے فرمایا: آئیے ہم لوگ یہاں دو رکعت نماز پڑھ لیں تاکہ یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور شاہد رہے۔ نماز پڑھ کر ہم لوگ ایک ساتھ ابوجہیر کی مسجد میں پہنچے۔ ہم نے دستک دینا مناسب نہ سمجھا اور انتظار میں بیٹھ گئے۔ ظہر کی نماز کے وقت وہ گھر سے نکلے، اذان واقامت کے بعد نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔ ہم نے بھی ان کے ہمراہ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد حضرت محمد بن واسع نے کھڑے ہو کر ان سے مصافحہ کیا۔ پوچھا کون؟

جواب: آپ کا بھائی محمد بن واسع

ابوجہیر: اچھا تو آپ ہی ہیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے عمدہ نماز پڑھنے والے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ثابت بنانی نے ملاقات کی تو پوچھا آپ کون ہیں؟ انہوں

نے نام بتایا تو فرمایا: ''آپ ہی کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے ہیں۔''

پھر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ملے تو ان سے بھی نام دریافت کرنے کے بعد کہا سبحان اللہ آپ ہی ہیں جن کے متعلق مشہور ہے کہ بصرہ کے سب سے بڑے زاہد ہیں ان کے بعد حضرت حبیب عجمی نے ملاقات کی تو حسب سابق نام وغیرہ پوچھنے کے بعد کہنے لگے ''اچھا آپ ہی ہیں جن کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مستجاب الدعوات ہیں۔ اس کے بعد میں (صالح مری) نے ملاقات کی۔ مجھ سے بھی نام دریافت کرنے کے بعد فرمایا: آپ ہی کے بارے میں مشہور ہے کہ اہل بصرہ میں سب سے زیادہ خوش آواز ہیں۔ میں آپ کی آواز کا مدت سے مشتاق تھا۔ آیئے مجھے کتاب اللہ کی پانچ آیتیں سنا دیجئے۔ میں نے صرف یہ دو ہی آیات پڑھیں:

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَابُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْراً. وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان)

ترجمہ: جس دن وہ (عذاب کے) فرشتوں کو دیکھیں گے (اس دن ان) مجرموں کیلئے کوئی خوشخبری نہ ہوگی اور وہ کہیں گے (ہمارے ان کے درمیان) کوئی آڑ کی ہوئی روک ہو جاتی اور (اپنے خیال میں) انہوں نے جو بھی (نیک) کام کیے ہم ان کی طرف قصد فرمائیں گے پھر ہم انہیں بکھرے ہوئے ذرے بنادیں گے۔

جنہیں سن کر وہ بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آیا تو فرمایا پھر وہی پڑھو میں نے وہی آیات پھر تلاوت کیں۔ اس بار ایسی چیخ بلند ہوئی کہ اسی کے ساتھ ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ان کی بیوی حجرہ سے نکل کر آئیں اور پوچھا آپ کون لوگ ہیں؟ ہم لوگوں نے اپنے نام بتائے تو کہا کیا ابوجہیر انتقال کر گئے؟ میں نے کہا: ہاں۔ خدا اس مصیبت پر تمہیں اجر سے نوازے مگر تمہیں کیسے پتہ چلا وہ بولیں، میں انہیں اکثر یہ دعا کرتے ہوئے سنتی تھی کہ اے اللہ! میری موت کے وقت اولیاء اللہ کو جمع فرمانا آپ تمام حضرات کو یکجا دیکھ کر سمجھ گئی کہ اس اجتماع کا سبب ان کی موت ہی ہے۔

خاموشی بہتر ہے

حضرت ابوسلیمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گزر بسر کیلئے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کیا کرتے تھے اور نہایت محتاط زندگی گزارتے تھے۔ فرماتے ہیں: ایک شب میں نے خواب میں اولیاء بصرہ کو یکجا دیکھا جہاں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرقد سنجی اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ میں نے ان حضرات سے پوچھا کہ آپ حضرات مسلمانوں کے امام ہیں مجھے رزق حلال کا ایسا ذریعہ بتائیں جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گرفت نہ ہو اور نہ ہی لوگوں میں سے کسی کا احسان ہو۔

ان حضرات نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے طرطوس سے باہر لے گئے اور ایک برج میں لے جا کر دکھایا جہاں بہت سے سرغاب موجود تھے اور فرمایا: یہ ایسی روزی ہے جس کی نہ اللہ تعالیٰ کی یہاں گرفت ہے نہ کسی شخص کا احسان۔

ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں تین ماہ تک وہی پرندے ذبح کر کے کھاتا رہا اور میرا قیام ایک مسافر خانہ میں تھا۔ اس کے بعد جب مجھے مسافر خانہ کے حالات کا علم ہوا تو میں نے اسے فتنہ قرار دے کر اسے ترک کر دیا مگر پرندوں پر گزر کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو اس طرح پاکیزہ بنا دیا کہ میں کہتا: اللہ جنتیوں کو ایسا قلب عطا کرے تو وہ بہتر رہیں گے۔ لوگوں کی باتوں سے مجھے کوئی رغبت نہیں تھی۔

ایک روز میں ایک ایسے راستہ پر بیٹھا تھا۔ ایک نوجوان کو دیکھا جو لامش کی طرف سے آ کر طرطوس جا رہا تھا۔ میرے پاس لکڑی فروخت کرنے کے زمانہ میں کچھ نقد بچ گئے تھے۔ دل میں بات آئی کہ میں تو پرندوں پر گزر کرتا ہوں یہ نقد نوجوان درویش کو دے دوں تاکہ طرطوس میں کچھ خرید کر کھا لے۔ نوجوان میرے نزدیک آیا تو میں نے اس ارادے سے جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ درہم نکالوں، اتنے میں نوجوان نے اپنی زبان ہلائی۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے چاروں طرف کی ساری زمین سونا بن گئی ہے اور چمک رہی ہے۔ لگتا تھا اس کی چکاچوند سے میری آنکھیں بیکار ہو جائیں گی۔ اس شخص

کی ہیبت وجلال مجھ پر طاری تھا، میں سلام بھی نہ کر سکا اور وہ چلا گیا۔

اس کے بعد میں نے اس جوان صالح کو طرطوس کے باہر ایک برج میں بیٹھے ہوئے دیکھا، سامنے پانی سے بھرا ہوا پیالہ رکھا تھا۔ میں نے سلام کر کے نصیحت چاہی۔ نوجوان نے پاؤں دراز کر کے پیالہ کو لڑھکا دیا پانی زمین پر گر گیا...... پھر کہا:

''زیادہ باتیں نیکیوں کو اسی طرح چوس لیتی ہیں جیسے زمین نے پانی کو چوس لیا، تمہیں اتنی نصیحت ہی کافی ہے۔''

تمام صفات کا تعلق اخلاق سے ہے

اللہ تعالیٰ نے جب اخلاق کو پیدا کیا تو قناعت نے کہا کہ میں حجاز کی طرف جاؤں گا تو صبر نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور علم نے کہا کہ میں عراق کی جانب جاؤں گا تو عقل نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور کرم نے کہا کہ شام کی طرف جاؤں گا تو تلوار نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور غناء نے کہا کہ میں مصر کی طرف جاؤں گا تو ذلت نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور بدخلقی نے کہا کہ میں مغرب کی جانب جاؤں گا تو بخل نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور حسن خلق نے کہا کہ میں یمن کی طرف جاؤں گا تو بردباری نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور شفا نے کہا کہ میں بادیہ اور میدان کی طرف جاؤں گا تو مروت نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور فسق نے کہا کہ میں روم کی طرف جاؤں گا تو بغی اور بدکاری نے کہا کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔

ساربانوں کی خوشحالی

حدیث میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ حدی (خوش الحانی سے اونٹ چلانے) کا کب سے وجود ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہم اس کو نہیں جانتے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا باپ مضر اپنے مال کے ساتھ نکلا اس نے اپنے غلام کو دیکھا اور اس کے اونٹ اس سے متفرق ہو گئے

ہیں چنانچہ مضر نے غلام کے ہاتھ پر لاٹھی ماری۔ غلام نے میدان میں بیٹھ کر ہائے میرا ہاتھ کہہ کر چیخنا شروع کیا جب اونٹوں نے اس کی آواز سنی تو اس کی طرف آیا۔ اس کے بعد مضر نے کہا کہ اگر ایسا کلام مشتق کیا جائے تو یہ ایسا کلمہ ہوگا کہ جس پر اونٹ جمع ہوں گے چنانچہ حدی نکالی گئی۔ اس واقعہ کو مستطرف میں ذکر کیا ہے۔ ابومنذر ہشام نے فرمایا کہ سرود تین قسم پر ہے: (۱) نصب (ایک قسم کا راگ ہے جو حدی سے زیادہ نرم ہوتا ہے) اور جوانوں اور سواروں کا سرود ہے۔ (۲) سناد (ایک قسم کی راگنی ہے) اور وہ بھاری کثیر نغموں کو گلے میں گھوماتا ہے۔ (۳) ہزج (سرود ترانہ کی ایک قسم کی راگنی ہے) اور وہ ہلکی آواز ہے جو دلوں کو پھاڑتی ہے اور بردبار کو برانگیختہ کرتی ہے اور اصل سرود اور اس کا معدن قریات کے اصول ہیں اور وہ یہ ہیں: مدینہ و طائف و خیبر و فدک و وادی القرایٰ دولومۃ الجندل یمامہ واللہ اعلم

جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے نام اور کنیت

شیخ عینی شارح صحیح بخاری نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نام عبدالجلیل اور ان کی کنیت ابوالفتوح ہے اور حضرت میکائیل علیہ السلام کا نام عبدالرزاق اور ان کی کنیت ابو الغنائم ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نام عبدالخالق اور ان کی کنیت ابوالمنافع ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا نام عبدالجبار اور ان کی کنیت ابویحییٰ ہے۔ واللہ اعلم

اللہ کی ذات ہر صفات سے اعلیٰ ہے

علامہ جاراللہ زمخشری (صاحب تفسیر کشاف وغیرہ) نے امام غزالیؒ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان

الرحمٰن علی العرش استوی کے متعلق سوال کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ مکان و زمان سے پاک ہے پھر اس کے عرش پر برآمد ہونے کی کیا

صورت ہے اور وہ کیسے اس پر برآمد ہوا۔

تو امام غزالیؒ نے اپنے ان اشعار سے ان کو جواب دیا:

قل لمن یفھم عنی ما اقول　　اترک البحث فھذا شرح یطول
قصرت و اللہ عناق الفحول　　انت لا تعرف ایاک ولا
لا و لا تدری صفات رکبت　　فیک حارت فی خفا ماھا العقول
ھل تراھا اوتری کیف تحول　　ھذہ الانفاس قد تحصرھا
این منک العقل و الفھم اذا　　غلب النوم فقل لی یا جھول
کیف یجری فیک امر کیف بتول　　فاذا کانت طوایاک التی
کیف تدرے من علے العرش استوےٰ　　لا تقل کیف استوے کیف الوصول
ھو رد الکیف و الکیف یحول　　وھو و فوق الفوق لا فوق لہ
جل ذاتا و صفاتا و علاً　　و تعالیٰ ربنا عما تقول

ترجمہ: اس سے کہو جو میری اس بات کو سمجھے جو میں کہتا ہوں کہ بحث کو چھوڑیئے بے شک طویل شرح کرتا ہوں اس مقام میں باریک اور پوشیدہ راز ہے۔ واللہ اس کے قرب سے مردوں اور عالموں کی گردنیں کوتاہ ہیں تو تو اپنے آپ کو نہیں جانتا ہے اور تو تو یہ بھی نہیں جانتا کہ تو کون ہے؟ اور نہ تجھے یہ معلوم ہے کہ اس کی کنہ تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے اور نہ ان صفات کو جانتا ہے جو تیری ذات میں ملے جلے ہیں۔ ان کی پوشیدگیوں میں عقل حیران ہے اور روح اپنے جوہر اور کنہ حقیقت میں تجھ سے دور ہے کیا تو اس کو دیکھتا ہے یا تو دیکھا ہے کہ وہ کیسے چلتی پھرتی ہے کیا تو ان سانسوں کو کبھی شمار کر سکتا ہے؟ نہیں اور نہ تو یہ جانتا ہے کہ وہ کب تجھ سے دور ہوگی تجھ سے عقل اور سمجھ کہاں چلی جاتی ہے جب نیند غالب ہوتی ہے۔ پس اے جاہل مجھ سے کہہ تو تو روٹی کے کھانے کو نہیں پہچانتا ہے کہ وہ کیسے تیرے اندر جاتی ہے یا کیسے تو پیشاب کرتا ہے۔ پس جب تو اپنی ان پیچیدہ آنتوں کو جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہیں نہیں جانتا ہے تو اس ذات کو کیسے جان سکتا ہے جو عرش پر برآمد اور برقرار ہے تو مت کہہ کہ

وہ کیسے عرش پر برآمد ہوا اور کیسے تو اس کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ وہ ذات پاک بے چون ہے اور اس کیلئے مکان اور جہت نہیں ہے وہ کیف اور چگونگی کا خداوند ہے اور چگونگی اور کیف اس کے گرد گھومتی ہے اور وہ فوق الفوق ہے اس سے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور وہ تمام اطراف میں ہے۔ اس کو زوال نہیں ہے وہ ذات اور صفات کے اعتبار سے بزرگ ہے اور ہمارا رب جو کچھ کہ تو کہتا ہے تو اس سے بلند و برتر ہے۔

(نوٹ: یہاں سے حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

سلاطین روحانی

ایک بندہ روشن ضمیر فرماتے ہیں جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد میں بیت المقدس کے اندر منبر سلیمان علیہ السلام کے نزدیک بیٹھا تھا۔ اتنے میں دو شخص آئے ان میں سے ایک کا قد میری طرح تھا اور دوسرے ہم لوگوں سے بہت دراز قد اور قوی الجثہ تھے، ان کی پیشانی ایک ہاتھ سے زیادہ کشادہ تھی۔ اس پر ایک چوٹ کا نشان تھا وہ سل دی گئی تھی جو شخص میری طرح تھے وہ سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے صاحب دور بیٹھے۔

میں نے پوچھا: یرحمک اللہ، آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں خضر ہوں۔ اور وہ کون بزرگ ہیں؟ فرمایا: وہ میرے بھائی الیاس ہیں۔ مجھے خوف محسوس ہوا انہوں نے فرمایا کہ ڈرو مت ہم تم سے محبت رکھتے ہیں پھر فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن نماز عصر کے بعد قبلہ رخ بیٹھے اور سورج ڈوبنے تک یَا اللہ یَارَحْمٰنُ'' پڑھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے جو چیز مانگے اسے دی جائے گی۔ میں نے عرض کیا: آپ نے مجھ سے انس فرمایا: رب تعالیٰ آپ کو اپنے ذکر کا انس بخشے۔ کیا روئے زمین پر جتنے اولیاء اللہ ہیں آپ سب کو جانتے ہیں؟

فرمایا: معدودین کو جانتا ہوں۔

عرض: معدودین سے مراد؟

فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو زمین نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ میں قیامت تک کیلئے انبیاء کے قدم سے محروم ہوگئی اب مجھ پر کوئی نبی نہیں

چلے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی بہت جلد اس امت کے اندر میں ایسے لوگوں کو پیدا کروں گا جو انبیاء کرام کی طرح ہوں گے ان کے قلوب، قلوب انبیاء پر ہوں گے۔

عرض: وہ لوگ کتنے ہیں؟ فرمایا: تین سو اولیاء، ستر نجباء، چالیس اوتاد، دس نقباء، سات عرفاء، تین مختار اور ایک غوث جب غوث کا انتقال ہو جاتا ہے تو تین مختاروں میں سے ایک کو ان کی جگہ رکھا جاتا ہے۔ تین مختاروں میں سے کسی ایک کی جگہ سات عرفاء میں سے کسی ایک کو ملتی ہے اور دس میں سے ایک اس کی جگہ اور چالیس میں سے ایک ان کی جگہ، ستر میں سے ایک ان کی جگہ، تین سو میں سے ایک ان کی جگہ، اور اہل دنیا میں سے ایک ان کی جگہ رکھا جاتا ہے اور یہی سلسلہ صور پھونکے جانے تک قائم رہے گا۔ ان میں سے بعض کا قلب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہے اور بعض کا قلب، قلب نوح علیہ السلام کی طرح ہے اور بعض مثل قلب ابراہیم علیہ السلام ہے۔

عرض: قلب ابراہیم علیہ السلام کے مثل (میں نے تعظیماً کہا)

فرمایا: ہاں اور بعض کے قلب حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح ہوتے ہیں۔

کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (ترجمہ: ہر نبی کا انتقال ہونے سے پہلے اس کی طرح ایک انسان پیدا ہو جاتا ہے۔)

جو نبی کے نقش قدم پر چلتا ہے ایسا قیامت تک ہوگا۔ ان چالیس آدمیوں میں سے اگر کوئی ان دس کے قلب پر مطلع ہو، تو اس کا قتل وخون حلال جانیں گے، اسی طرح ستر میں سے کوئی اگر چالیس میں سے کسی کے قلب پر مطلع ہو تو ان کا قتل حلال سمجھیں گے۔ کیا تم نے میرا اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نہیں سنا؟

عرض: آپ کیا تناول فرماتے ہیں؟ فرمایا: کرفس اور کماۃ (کرفس اجوائن کے مثل ایک چیز ہوتی ہے جسے ہندی میں اجموہ کہتے ہیں اور کماۃ سماروغ کو کہتے ہیں۔)

عرض: اور حضرت الیاس علیہ السلام کیا تناول فرماتے ہیں؟

فرمایا: ان کیلئے روزانہ دو روٹیاں لائی جاتی ہیں۔

عرض: آپ دونوں حضرات کا مقام کہاں ہے؟

فرمایا: سمندر کے جزیروں میں۔

عرض: آپ حضرات آپس میں کب ملتے ہیں؟

فرمایا: جب کسی ولی اللہ کا وصال ہوتا ہے تو ہم نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور جب حج کا زمانہ آتا ہے تو حج میں شریک ہوتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے بال علق کرتے ہیں۔

عرض: جن اولیاء کرام کا آپ نے ذکر فرمایا ہے برائے کرم مجھے ان کے اسماء سے باخبر فرمائیں۔ اس کے جواب میں میں جیب سے ایک کاغذ نکالا جس پر سب کے نام تحریر تھے۔ اس کے بعد جانے کیلئے کھڑے ہوئے تو میں بھی اٹھ کھڑا ہوا پوچھا! کہاں جانا چاہتے ہو؟

عرض: آپ کے ساتھ، فرمایا: میرے ساتھ نہیں جا سکتے۔

عرض: آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا: اس کا مطلب؟

عرض: میں آپ کے ساتھ رہ کر حصول برکت چاہتا ہوں۔ فرمایا: میں صبح کی نماز مکہ معظّمہ میں ادا کر کے حطیم میں رکن شامی کے قریب طلوع آفتاب تک رہوں گا۔ پھر سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھوں گا اور نماز ظہر مدینہ منورہ میں ادا کروں گا۔ عصر کی نماز بیت المقدس میں پڑھوں گا اور نماز مغرب کوہ طور پر، اس کے بعد عشاء کی نماز سد سکندری پر گزار کر صبح تک اس کی اور تمام مذکورہ حضرات کی حفاظت کروں گا۔

ترک دنیا سے اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے

ابن ابی الدنیاؒ نے وہب بن منبہؒ سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایسے دو شخص تھے کہ جن کو عبادت نے اس مرتبہ کو پہنچا دیا تھا کہ وہ پانی پر چلتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ دونوں پانی پر چل رہے تھے تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہوا پر چل رہا ہے

چنانچہ ان دونوں نے اس سے کہا کہ اے بندہ خدا تو نے یہ مرتبہ کس طرح حاصل کیا ہے۔ اس نے کہا کہ ترک دنیا سے اور میں نے اپنے نفس کو شہوتوں سے باز رکھا اور جو بات میرے لیے مفید نہ تھی اس میں، میں نے اپنی زبان کو روکا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میں جس بات کی طرف بلایا گیا اس کی رغبت کی اور خاموشی کو لازم پکڑا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ پر قسم کھاتا ہوں تو وہ میری قسم کو پوری کر دیتا ہے اور اگر میں اس سے کوئی سوال کرتا ہوں تو وہ مجھے عطا کرتا ہے۔

خوف خدا رضائے حق

حضرت شفیق بلخیؒ نے اپنی بیوی کیلئے خربوزہ خریدا لیکن وہ خربوزہ اچھا اور میٹھا نہ نکلا آپ کی بیوی کو غصہ آیا۔ حضرت شفیقؒ نے اس سے فرمایا کہ تم کس پر غصے ہو رہی ہو۔ بائع پر یا مشتری پر یا کاشتکار پر یا خالق پر۔ بائع کو اگر پہچان ہوتی تو یہ خربوزہ ایسا پاکیزہ اور عمدہ ہوتا ہے کہ اس سے رغبت کی جاتی۔ مشتری کو اگر پہچان ہوتی تو جو چیزوں میں سب سے بہتر ہوتی اس کو ہی خریدتا۔ کاشتکار کو اگر پہچان ہوتی تو چیزوں میں جو سب سے بہتر ہوتی اس کو اگاتا تو اب تیرا غصہ صرف خالق پر باقی رہ گیا اس لیے تو اللہ سے ڈر اور اس کے حکم پر راضی ہو۔ (یہ سن کر) آپ کی بیوی روئی اور توبہ کی اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا، اس پر راضی ہوئی۔ واللہ الموفق

صبر کی اقسام اور اس کی ضد

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں:

(۱) پیٹ کی خواہش پر صبر کرنا اس کا قناعت نام رکھا جاتا ہے اور اس کی ضد شرہ (حرص لالچ) ہے۔

(۲) شرم گاہ کی شہوت پر صبر کرنا اسکو عفت کہتے اور اسکی ضد شبق عورت کی آرزو کرنا ہے۔

(۳) مصیبت پر صبر کرنا، اسکو صبر کہتے ہیں اور اسکی ضد بے قراری اور بے صبری ہے۔

(۴) مالداری پر صبر کرنا اس کو ضبط نفس کہتے ہیں اور اس کی ضد تکبر اور اترانا ہے۔
(۵) لڑائی کے وقت صبر کرنا اس کو شجاعت کہتے ہیں اور اس کی ضد نامردی ہے۔
(۶) غصہ کے وقت صبر کرنا اس کو حلم کہتے ہیں اور اس کی ضد حماقت ہے۔
(۷) مصیبتوں کے وقت صبر کرنا، اس کو سعۃ الصدر (کشادہ سینہ) کہتے ہیں اور اس کی ضد تنگ دلی ہے۔
(۸) بھید کی حفاظت پر صبر کرنا اور اس کو کتمان (چھپانا) کہتے ہیں اور اس کی ضد حرق (پھاڑنا) ہے،
(۹) فضول معیشت سے صبر کرنا اس کو زہد کہتے ہیں اور اس کی ضد حرص ہے،
(۱۰) اور کسی کام کے توقع کے وقت صبر کرنا اور اس کو توریہ کہتے ہیں اور اس کی ضد طیش اور سخت غضب ہے۔

متوکل کی سات نشانیاں

متوکل (اللہ پر بھروسہ کرنے والا) کی سات نشانیاں ہیں: (۱) جب بھوکا ہو تو طلب نہ کرے، (۲) جب بیمار ہو تو علاج نہ کرے، (۳) جب غمگین ہو تو سرد سانس نہ لے، (۴) جب ایذا پہنچے تو فریاد نہ کرے، (۵) جب ظلم کیا جائے تو بدلہ نہ لے، (۶) جس بلا میں کہ مبتلا کیا جائے پروانہ کرے، (۷) اور اللہ تعالیٰ سے کچھ نہ مانگے کیونکہ وہ اس کے حال کو اچھی طرح جانتا ہے۔

پانچ قسم کے لوگ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پانچ قسم کے لوگوں کے متعلق سوال کیا گیا چنانچہ آپ سے کہا گیا کہ لوگوں میں
(۱) سب سے سخی کون ہے؟
(۲) لوگوں میں زیادہ بردبار کون ہے؟

(۳) لوگوں میں زیادہ بخیل کون ہے؟

(۴) لوگوں میں زیادہ چور کون ہے؟

(۵) لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز کون ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (۱) لوگوں میں زیادہ سخی وہ ہے جو اس شخص کو عطا کرے جو اس کو محروم کرے، (۲) ان میں زیادہ بردبار وہ ہے جو اس شخص کو معاف کرے جو اس پر ظلم کرے، (۳) لوگوں میں بخیل وہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے سے بخل کرے، (۴) لوگوں میں زیادہ چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرے، (۵) اور ان میں زیادہ عاجز وہ ہے جو دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے سے عاجز ہو۔

چھ قسم کے لوگ

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا کہ تمہارے زمانہ میں لوگ چھ قسم پر ہیں: (۱) شیر، (۲) بھیڑیا، (۳) سور، (۴) کتا، (۵) لومڑی، (۶) بکری۔ شیر تو دنیا کے بادشاہ ہیں جو لوگوں کو پھاڑ کھاتے ہیں اور ان کو کوئی نہیں پھاڑتا ہے اور بھیڑیا تاجر ہیں کیونکہ جب وہ کوئی چیز خریدتے ہیں تو اس کی مذمت کرتے ہیں اور جب اس کو فروخت کرتے ہیں تو اس کی تعریف کرتے ہیں اور ان کی ہمت میراث جاری کرنے کے لیے مال کا جمع کرنا ہے وہ دنیا پر لالچ کی وجہ سے رات اور دن کو ملانا چاہتے ہیں اور سور وہ شخص ہے جو عورتوں نے تشبیہ کرتا ہے اور جس ہیئت اور لباس کی طرف وہ بلایا جاتا ہے اس کو قبول کر لیتا ہے اور کتا بدکار ہے جو مخلوق کی طرف دوڑتا ہے اور اس سے لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے تاکہ اپنی دنیا حاصل کرے اور بکری مومن ہے کہ اس کا اون کاٹا جاتا ہے اور اس کا دودھ دوہا جاتا ہے اور اس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور اس کی کھال پھاڑی جاتی ہے اور اس کی ہڈی توڑی جاتی ہے۔ پس ان موذیوں کے درمیان اس کا رنج کھینچنا کیسے ہے۔

(نوٹ: یہاں سے حکایات حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایات شامل کی گئی ہیں۔)

شفاعت اولیاء

ایک شیخ طریقت کے پاس حضرت ابوبکر محمد بن شفیق رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا۔ خط میں ان امانتوں کا ذکر تھا جو ان کے ذمہ تھیں۔ انہوں نے شیخ سے اس کے متعلق دعا کی درخواست کی تھی تاکہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں انہیں ان امانتوں سے سبکدوش فرمائے۔

شیخ فرماتے ہیں: (خط پڑھ کر) میں ظہر کی نماز پڑھنے کیلئے اپنے سے گھر نکلا تو دروازے پر ایک شخص سبز لباس اور جواہرات کا تاج پہنے کھڑا تھا۔ فرمایا: محمد بن شفیق کے خط کا کیا جواب دینا ہے؟ میں نے عرض کیا آپ کیا فرماتے ہیں: فرمایا لکھ دو کہ آج کے سولہ روز بعد وہ قبر کے اندر ہوں گے۔ میں نے دریافت کیا: یہ آپ کی جانب سے لکھوں یا اپنی طرف سے؟ فرمایا: اپنی طرف سے ہی لکھو وہ تصدیق کریں گے۔ چنانچہ میں نے تین خط لکھے جن کے ذریعہ انہیں موت کی خبر دی۔ خط انہیں ملا تو انہوں نے وصیت نامہ تحریر کرایا اور امانتوں سے سبکدوش ہوکر سولہویں روز وفات پائی۔

میں نے خواب میں انہیں دیکھا اور کہا آپ اچھے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میرے اور ان کے مابین ایک وعدہ تھا کہ دونوں میں سے جو پہلے جنت میں جائے وہ دوسرے کیلئے شفاعت کرے۔ میں نے کہا کیا آپ کو معاہدہ یاد ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے وعدہ پر ثابت قدم ہوں بلکہ مجھے تو اور بھی بہت سی مخلوق دی گئی ہے جن سے میرا ایسا کوئی معاہدہ نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ میں بھی انہی میں ہوں۔ فرمایا: بلکہ آپ سب سے خاص اور افضل ہیں۔

رسول اکرم ﷺ اور عیادت روحانی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سخت بیمار ہوا، لوگ میری زندگی سے مایوس ہوگئے اور خود مجھے کوئی امید نہ رہی، شدید تکلیف تھی کہ شب جمعہ میں نے خواب میں

دیکھا کہ ایک نورانی صورت والے شخص تشریف لائے ان کے پیچھے اور بہت سے لوگ مکان میں داخل ہوئے۔ وہ لوگ مکان میں آتے وقت فرشتوں کی طرح تھے اور بیٹھے تو آدمی کی شکل تھے وہ لوگ آتے رہے اور میں ان کی آمد کا منظر دیکھتا رہا جب سب لوگ آچکے۔ ایک نے میری طرف اشارہ فرمایا: دوسرا صالح خلقانی۔ (میں انہیں اس سے قبل نہیں جانتا تھا) تیسری ایک خاتون، جس کا نام نہیں لیا، اس کے بعد اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھی:

بسم اللہِ ربی اللہ حسبی اللہ توکلتُ علیٰ اللہ اعتصمت باللہ فوِّضت امری الیٰ اللہ مَا شاء اللہ لا قوۃ الاّ باللہ

پھر مجھ سے فرمایا یہ کلمات کثرت سے پڑھا کرو۔ ان میں بیماری سے شفاء ہر تکلیف سے آرام اور ہر دشمن پر فتح مندی ہے سب سے پہلے ان کلمات کو حاملین عرش علیہم السلام نے پڑھا تھا جب انہیں عرش اٹھانے کا حکم ہوا اور وہ ان کلمات کو تا قیامت پڑھتے رہیں گے۔

آپ کے دائیں یا بائیں جانب سے کسی نے پوچھا: یَا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمْ اگر کوئی انہیں دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے: ارشاد فرمایا: بہت اچھا ہے اس میں فتح و کامرانی اور ظفر مندی ہے۔ میں نے سوچا شاید یہ پوچھنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں؟

فرمایا: یہ میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دست مبارک سے اپنے بائیں جانب سے لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شہداء ہیں۔ پیچھے والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ صالحین ہیں۔ اس کے بعد تشریف لے گئے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الہ واصحابہ و شھدائہ و صلحائہ و اھل محبتہ اجمعین الی یوم الدین

راوی کہتے ہیں کہ میں بیدار ہوا تو میری بیماری رخصت ہو چکی تھی اور صبح کو میں پہلے سے کہیں زیادہ تندرست ہوگیا۔ والحمد للہ رب العالمین

خوشبودار جسم

بزرگوں کا بیان ہے کہ شہر بصرہ میں ایک شخص تھا لوگ جنہیں خوشبو والا کہا کرتے تھے کیونکہ ان کے جسم سے ہمیشہ مشک کی خوشبو اٹھتی جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تو لوگوں کو پتہ چل جاتا کہ کون آیا ہے؟ اسی طرح بازار سے گزرتے تو بھی یہی کیفیت رہتی۔

ایک بزرگ ان سے ملنے گئے بیان کرتے ہیں کہ میں رات کو ان کے پاس رہا۔ میں نے کہا: برادر محترم آپ کو خوشبو پر بہت رقم خرچ کرنا پڑتی ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی اور نہ ہی خوشبو جسم اور کپڑے پر لگائی ہے۔ میں تم سے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے حق میں دعائے رحمت کرو۔ فرمایا:

''میں بغداد میں پیدا ہوا میرے والد مالدار تھے اور جس طرح امراء اپنی اولاد کو تعلیم دلواتے ہیں میری بھی اسی طرح تعلیم ہوئی۔ بچپن میں میں بہت خوبصورت اور حیا دار تھا۔ میرے والد سے کسی نے کہا کہ اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ یہ لوگوں سے گھل مل جائے اور حیا کم ہو۔ مجھے ایک کپڑا بیچنے والے کی دکان پر بٹھایا گیا۔ میں ہر صبح و شام دکان پر جا کر بیٹھتا۔ ایک روز دکان پر ایک بڑھیا آئی اور اس نے قیمتی کپڑے نکلوائے۔ انہیں دیکھا اور کہا کہ میرے ساتھ کسی کو لگا دو تا کہ جو پسند ہو اسے لینے کے بعد اس کی قیمت اور بقیہ کپڑے واپس لائے۔

بزاز نے مجھ سے کہا تم ہی چلے جاؤ، تمہارا دل بھی بہل جائے گا۔ میں چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی۔ اس میں ایک قبہ تھا اور گیٹ پر پاسبان بیٹھے تھے، دروازہ پر پردے لٹک رہے تھے۔ بڑھیا نے مجھ سے کہا کہ تم قبہ میں چل کر بیٹھو، میں وہاں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں ایک تخت کے منقش قالین پر بیٹھی ہے اور تخت و فرش سب کے سب زریں ہیں اور اس قدر نفیس کہ ویسے آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لڑکی لباس و زیورات سے آراستہ تھی مجھے دیکھ کر تخت سے اتری اور میرے پاس آئی اور میرے سینے پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔ میں نے کہا اللہ سے خوف کر، اللہ سے خوف کر۔

وہ بولی ڈرنے کی بات نہیں تجھے جو چاہیے میں دوں گی۔ میں نے کہا کہ مجھے استنجاء کی ضرورت ہے۔ اس نے آواز دی چاروں طرف سے لونڈیاں آگئیں۔ اس نے کہا کہ اپنے آقا کو بیت الخلاء میں لے جاؤ۔ میں جب وہاں گیا تو مجھے بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آئی۔ میں نے پاخانہ اپنے ہاتھ وغیرہ میں لگایا اور بڑی بڑی آنکھیں کر کے اس کنیز کو ڈرایا جو باہر رومال اور پانی لیے کھڑی تھیں۔ میں جب اس پر چلا کر دیوانوں کی طرح جھپٹا تو وہ ڈر کر بھاگی اور شور مچایا کہ یہ دیوانہ ہے، پاگل ہے۔ سب لونڈیاں اکٹھی ہوگئیں اور مجھے ایک ٹاٹ میں لپیٹا اور اٹھا کر ایک باغ میں ڈال دیا۔ میں نے جب یقین کر لیا کہ سب جا چکی ہیں تو اٹھ کر اپنے کپڑے اور بدن دھویا اور گھر گیا مگر کسی کو یہ بات نہیں بتائی۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے تم کو حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام سے کیا ہی مناسبت ہے اور کہتا ہے کہ کیا تم مجھے جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا میں جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے میرے منہ اور جسم پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اسی وقت سے میرے جسم سے یہ خوشبو آنے لگی۔ یہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے دست مبارک کی خوشبو ہے۔

پیٹھ کے درد کا بہترین علاج

روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی نے اللہ تعالیٰ سے اپنے ضعف اور پیٹھ میں درد کی شکایت کی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ گوشت کو گیہوں کے ساتھ پکاؤ اور اس کو کھاؤ اس لیے میں نے ان دونوں میں قوت رکھی ہے۔

دنیا میں جنت کے پھل

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کے پھلوں میں سے تیس قسم کے پھل زمین پر آئے اور ان میں سے دس ایسے پھل ہیں کہ ان کا ظاہر کھایا جاتا ہے ان کا باطن

نہیں کھایا جاتا اور وہ یہ ہیں: خرمائے تر، زرد آلو، شفتالو، آلو بخارا، زعرور (ایک قسم کا میوہ ہے) لسوڑہ، خرنوب (ایک جنگلی درخت ہے اس کا پھل سیب کی طرح ہے) عناب، بیر اور گنا۔ اور ان میں سے دس ایسے پھل ہیں کہ جن کا اندر کا حصہ کھایا جاتا ہے اور ان کا باہر کا حصہ نہیں کھایا جاتا اور وہ یہ ہیں: انار، ناریل، بادام، اخروٹ، شابلوط، پستہ، چلغوزہ، سیتا سپاری، جلوز، مسکور (یہ دونوں میوہ ہیں)۔ اور ان میں سے دس ایسے پھل ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں کھائے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں: انگور، انجیر، سیب، امرود، بہی، توت، لیموں، نارنگی، کیلا اور محجزہ (ایک میوہ ہے اس کی تحقیق نہیں ہوئی۔)

بغیر سوال کے رزق

شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس تھیلی میں پچاس دینار ہدیہ آئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سے عطارؒ نے حدیث بیان کی اور وہ سرکار دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ جس کے پاس بغیر سوال کے اس کا رزق آیا اور اس نے واپس کر دیا تو اس نے اس کو اللہ تعالیٰ کو واپس کیا پھر انہوں نے تھیلی کھولی اور اس میں سے ایک دینار لے لیا اور بقیہ واپس کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت

ابو العتاہیہؒ سے پوچھا گیا کہ تم نے صبح کیسے کی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جو اللہ دوست رکھتا ہے اور جو میں محبوب رکھتا ہوں اور جو ابلیس کو دوست رکھتا ہے۔ ان سب کے غیر پر میں نے صبح کی تو اس سے پوچھا گیا کہ اس کی شرح بیان کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے کہ میں اس کی اطاعت کروں اور میں ایسا نہیں ہوں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے لیے دولت ہو اور میں ایسا نہیں اور ابلیس مجھ سے گناہ محبوب رکھتا ہے اور میں ایسا نہیں ہوں۔

بوسہ کی اقسام

بوسے پانچ قسم کے ہیں: (۱) بوسہ رحمت یعنی اولاد کا بوسہ ہو۔ (۲) بوسہ تعظیم اور وہ والد کے سر کا بوسہ ہے، (۳) بوسہ بزرگی اور وہ بادشاہ کے ہاتھ کا بوسہ ہے، (۴) بوسہ عبادت اور وہ حجر اسود کا بوسہ ہے، (۵) بوسہ شہوت اور وہ عورتوں کا بوسہ ہے۔

نشہ کی اقسام

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نشے پانچ ہیں: (۱) شراب کا نشہ، (۲) جوانی کا نشہ، (۳) مال کا نشہ، (۴) خواہشات نفسانی کا نشہ، (۵) غلبہ کا نشہ۔

سات چیزوں کیلئے بقا نہیں

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ سات چیزوں کیلئے بقا نہیں ہے۔ (۱) بدلی کا سایہ، (۲) عوام کی سخت گیری، (۳) دنوں کا گزرنا، (۴) عورتوں کا عشق، (۵) جھوٹی تعریف، (۶) میراث کا مال، (۷) اور غلبہ۔

نو چیزیں بیکار

بعض نے کہا ہے کہ نو چیزیں بیکار ہیں: (۱) میدان میں سیڑھی، (۲) آفتاب میں چراغ، (۳) کھنڈر میں قفل، (۴) جوان کیلئے خضاب، (۵) قبرستان میں مور، (۶) اندھے کے ساتھ حسین عورت، (۷) بہرے کو ملامت، (۸) عاشق کو نصیحت کرنا، (۹) کمینوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔

دنیا کا مدار

کہا گیا ہے کہ دنیا کا مدار دالوں پر ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں جن کے شروع میں

دال ہے۔ مثلاً دین و دنیا، دولت، دینار، درہم، دابہ، دسم (چربی اور چربی دار گوشت)
اور دلیس (پستان) واللہ اعلم

اللہ کی طرف صدق دل سے رجوع ہونا

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا جس نے بیس برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بیس سال تک اس کی نافرمانی کی پھر اس نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو اس نے کہا کہ اے میرا بوڑھاپا یعنی سفید بال دیکھے چنانچہ وہ غم میں مبتلا ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ اے میرے اللہ! میں نے بیس برس تیری فرمانبرداری کی اور بیس سال تیری نافرمانی کی۔ اب اگر تیری طرف رجوع کروں تو کیا تو مجھے قبول فرمائے گا چنانچہ اس نے گوشہ خانہ سے ایک ایسے ہاتف غیب سے سنا جس کا جسم دیکھا نہ جاتا تھا وہ کہتا تھا:

ان جئتنا جئناک و ان ترکتنا ترکناک و ان عصیتنا امھلناک و ان رجعت الینا قبلناک

ترجمہ: اگر تو ہمارے پاس آئے گا تو ہم بھی تیرے پاس آئیں گے اور اگر تو ہمیں چھوڑ دے گا تو ہم بھی تجھ کو چھوڑ دیں گے اور اگر تو ہماری نافرمانی کرے گا تو ہم تجھ کو مہلت دیں گے اور اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو ہم تجھے قبول کریں گے۔

شہروں کے اوصاف

سب سے اول مکہ معظّمہ اور مدینہ منور ہیں۔ ان کا وصف پوشیدہ نہیں ہے اور اسی وجہ سے مدینہ کا نام طابہ یا طیبہ رکھا گیا ہے کیونکہ جس نے اس میں قیام کیا اس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے اور اس میں عمدہ خوشبوئیں پھیلتی ہیں اور اس میں جذامی نہیں پایا جاتا ہے اور اس کے اندر طاعون اور دجال داخل نہ ہوگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بغداد میں گیارہ چیزیں ہیں: ظلمت، نادان عورت، وزن دومو یعنی کچھ بال سفید اور کچھ سیاہ بال والی عورت اور نازو کرشمہ والی عورت اور زن لاغر

سرمہ کشیدہ اور گنجی عورت ہاتھ پاؤں میں خضاب لگانے والی، اور بغداد کی ہوا خواری کرنے والی ہے، اس کی نسیم ضرر کرنے والی ہے اور اس کے تاجر پھاڑ کر کھانے والے شیر ہیں اور اس کے کاریگر ایسے چور ہیں جو اچک لینے والے ہیں اور اس کے پڑوسی حاسد اور اس کا مزاج فاسد ہے اور عراق کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ برائی کے دس حصوں سے نو حصوں پر شامل ہے اور اس میں سخت بیماری کی علامت ہے۔

بصرہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے پانی جاری ہیں اور اس کی نہریں خوش آئند ہیں اور اس کے پھل تر و تازہ ہیں اور اس کی زمین سونا ہے اور اس کی گرمی سخت اور اس کی برائی شدید ہے وہ ہر تاجر کا ٹھکانہ اور ہر گزرنے والے کا راستہ ہے۔

کوفہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی رات عمدہ ہے اور اس کی بھلائی زیادہ ہے۔

شام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ شام عورتوں کے درمیان اس دلہن کی مثل ہے جو خالق کی مصیبت میں سب لوگوں سے زیادہ مخلوق کی فرمانبردار ہے۔

خراسان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا پانی بس ہے اور اس کا دشمن کوشاں اور سرکش ہے اس کا خوف سخت اور اس کا شر شدید ہے۔

کرمان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اگر اس کی گھاس کم ہو تو لوگ ضائع ہو جائیں اور اگر زیادہ ہو تو لوگ بھوکے رہیں۔

اصفہان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ شاہراہ سے کج ہونے والا ہے اور اس کی گھاس زعفران ہے اور اس کی مکھیاں شہد کی مکھی ہیں۔

شہر نہاوند کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی مٹی زعفران ہے اور اس کی دیواریں عسل ہیں اور پھل خرمے ہیں۔

ہندوستان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا پہاڑ قوت ہے اور اس کا دریا موتی ہے اور اس کا درخت عود ہے اور اس کا پتہ عطر ہے۔

اور کہا گیا ہے کہ نو شخص نو چیزوں سے خالی نہیں: قزدین کا رہنے والا آرام سے، یمنی جنون سے، واسطہ کا باشندہ غفلت سے، بصری اور کوفی جھوٹ سے، بغدادی تباہی

عقل سے، خوارزمی نالائقی اور کنجوسی سے، طبرستان کا باشندہ سبکی عقل سے، اور ہمدان کا رہنے والا حماقت سے خالی نہیں۔

حیوانات کے بارے میں عجیب معلومات

حیوانات میں سے انسان اور کبوتر کے علاوہ اور کوئی جانور بوسہ لیتے نہیں پایا گیا اور حیوانوں سے کسی جانور کیلئے سوائے انسان اور لکلک پرند کے بیاہ کرنا ثابت نہیں ہے اور حیوانات میں سے انسان اور کلنگ پرند اور شہد کی مکھی کے علاوہ اور کسی جانور کیلئے ریاست نہیں ہے اور ان میں سے انسان بھیڑ، بکری اور خرگوش کے سوا اور کسی جانور میں خنثیٰ نہیں ہے اور جانوروں میں کوئی ایسا جانور نہیں ہے جو اپنے غیر جنس کی صورت پر پیدا ہو۔ خچر کے علاوہ کہ وہ گھوڑے اور گدھے کے درمیان میں اور شیر کے کہ وہ بجو اور بھیڑیے کے درمیان میں پیدا ہوتا ہے، ریگ ماہی کے علاوہ کہ وہ گھڑیال اور گوہ کے درمیان میں پیدا ہوتی ہے اور شتر گاؤ پلنگ کے کہ وہ سات یا نو جانوروں کے مشابہ ہوتا ہے۔

زیارت قبور

زیارت قبور کا قصد فنا سے عبرت حاصل کرنے کیلئے اور اہل قبور سے برکت لینے کیلئے اور ان کیلئے قرآن پڑھنے کیلئے کرنا چاہیے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اپنے چہرہ سے میت کا استقبال کرنا اا ور اس کو پہچانتا ہو تو اس پر سلام کرنا چاہیے اور قبر کو مسح کرنا اور اس پر سجدہ کرنا اور اس کے گرد طواف کرنا اور قرأت کرنا اور اس کیلئے اور اپنے لیے قبر پر جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔

(نوٹ: یہاں پر حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

عجائب

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صالح بزرگ نے فرمایا کہ دنیا میرے روبرو

بدصورت بڑھیا کی شکل میں بیس برس سے میرا کھانا پینا اٹھا کر لاتی رہی۔ اس قسم کا لذیذ کھانا مجھے کبھی نہیں ملا۔ میں اس کی تعریف سے قاصر ہوں، رنگ مزا، خوشبو کے لحاظ سے بھی اور برتنوں کی خوبصورتی کے لحاظ سے بھی۔ اس کے کھانے پینے مجھے شہد، حلوا، گوشت، دودھ وغیرہ ہر چیز کا مزا مل جاتا اگرچہ حقیقتاً وہ یہ نہ ہوتا کچھ اور ہی ہوتا۔

جنگل میں شیر چلتے اور درندے میرے پہلو میں بیٹھتے اور جو وہاں آتا وہ میری موافقت کرتا، عین میں بیٹھتا تو وہ بیٹھتے اور جب میں لیٹتا تو وہ لیٹتے۔ ہرن کا شکار کر کے لاتے اور میرے سامنے بیٹھ کر کھاتے۔ رات کے وقت کوئی میرے پاس آتا تو زمین پر دستک دے کر مجھے بیدار کرتے۔ بسا اوقات جن وانس میں سے اولیاء اللہ کی بڑی تعداد میرے پاس جمع ہوتی تھی اس وقت ہر شب عشاء کی نماز کے بعد ہمارے لیے ایک بڑا دستر خوان نازل ہوتا، اس میں ایسا کھانا ہوتا جس کی تعریف نہیں کی جا سکتی۔ کبھی جمع ہونے والوں کی تعداد چار سو تک پہنچ جاتی اور سب لوگ اس دستر خوان سے کھاتے تھے اور ہمارے کھانے سے دستر خوان میں کوئی کمی نہیں آتی تھی۔ اور فاقہ کے دور میں بھی میرے لیے ہوا سے خوان اترتا اگر میں التفات کرتا کہ واپس چلا جائے تو واپس ہو جاتا اور اگر میں عبادت وغیرہ میں مشغول ہوتا تو اتر کر سامنے آجاتا اور میں اس میں سے ضرورت کے مطابق کھا لیتا۔

اللہ کیلئے دنیا سے انقطاع کی ابتداء میں ساتویں دن مجھے شدت کی بھوک لگی اور بھوک کی سب سے زیادہ سختی پانچویں دن جمعرات میں ہوئی اس کے بعد آسانی ہوتی گئی۔ اس وقت ایک عظیم نور اترا جس نے میرے پیکر کو اپنے احاطے میں لے لیا۔ (اس دور میں) شیاطین ہیبت ناک شکلوں میں آکر مجھے ڈراتے تھے۔ شیطانوں کا بادشاہ بڑی فوج کے ساتھ ہتھیاروں سے لیس، اچھی اچھی وردیوں میں نقارے بجاتا میرے سامنے سے گزرتا، یونہی کبھی میرے سامنے ایک خوفناک چیز گزر کر جاتی جس کے ستر سر ہوتے تھے۔

بھیڑیا بکریوں کی حفاظت کرتا رہا

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن اپنی بکریوں کو لے کر ایسے جنگل میں پہنچے، اس میں بھیڑیے بکثرت تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ تھکے ہوئے تھے اور پریشان بھی تھے کہ بکریوں کی حفاظت کس طرح کی جائے اور اگر راحت و آرام کرتے ہیں تو بھیڑیے بکریوں پر زیادتی کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھ سے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ الٰہی تیرے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور تیرا ارادہ جاری ہے اور تیری تقدیر سبقت کر چکی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گئے جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا آپ کی لاٹھی اپنے کندھے پر رکھے ہوئے بکریاں چرا رہا ہے اور اپنے غیر سے ان کی حفاظت کر رہا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس وحی بھیجی:

یا موسیٰ کن لی کما ارید رکن لک کما ترید

ترجمہ: اے موسیٰ علیہ السلام! تو میرے لیے ہو جا جیسا کہ میں چاہتا ہوں تو میں تیرے لیے ہو جاؤں گا جیسا کہ تو چاہتا ہے۔

اللہ ظلم کو پسند نہیں کرتا

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک شیر کے پاس سے گذرے اس کو اپنے پاؤں سے مارا۔ اس کے بعد شیر نے اپنا سر ان کی طرف اٹھایا اور ان کی پنڈلی زخمی کر دی۔ حضرت نوح علیہ السلام درد کی وجہ سے اپنی پنڈلی زمین پر مارنے لگے اور اس رات نہ سوئے اور کہتے تھے کہ اے میرے رب تیرے کتے نے مجھے کاٹ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ظلم کو اللہ پسند نہیں کرتا پہلے تم ہی نے اس کو ایذا دی۔

(نوٹ: یہاں سے حکایت حذف کر کے مندرجہ ذیل حکایت شامل کی گئی ہے۔)

حضرت شعیب علیہ السلام کا رونا

حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے کہ آپ دس برس تک برابر روتے رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی جاتی رہی پھر اللہ نے ان کی آنکھیں روشن کیں۔ اس کے بعد پھر آپ گیارہ برس تک روتے رہے پھر آنکھیں جاتی رہیں، پھر اللہ نے انہیں روشن کر دیا۔ پھر آپ گیارہ برس تک روتے رہے یہاں تک کہ آنکھوں کی روشنی تیسری مرتبہ جاتی رہی اور پھر اللہ نے روشنی عطا کی۔ اور خطاب ہوا کہ اے شعیب! اگر تم جنت کی طلب میں روتے ہو تو ہم نے تجھے (جنت) عطا کی۔ اور اگر تم دوزخ کے خوف سے روتے ہو تو تم پر (دوزخ) حرام ہے۔ آپ نے جواب دیا: اے پروردگار! مجھے نہ جنت کی خواہش ہے نہ دوزخ کا خوف ہے، میں تو فقط تیرے اشتیاق میں روتا ہوں۔ ارشاد ہوا کہ روتے رہو پھر آپ دس برس اور روتے رہے اور نابینا ہو گئے۔

مجنوں کی ظرافت

ایک شخص مجنوں تھا جب وہ بازاروں سے گزرتا تھا تو لوگ اس سے مذاق کرتے اور لڑکے اس کو پتھروں سے مارتے تھے۔ چنانچہ ایک امیر ادھر سے گزرا۔ اس کے سر پر ٹوپی تھی اور اس کے بڑے بڑے بال تھے تو یہ دیوانہ اس سے لٹک گیا اور اس سے فریاد کرنے لگا اور کہتا تھا کہ اے ذوالقرنین مجھے یاجوج ماجوج سے بچائیے۔ (یہ دیکھ کر) لوگ اس کی لطافت سے تعجب کرنے لگے اور ہنسنے لگے۔

اللہ کی تسبیح باقی رہے گی

حضرت سلیمان بن داوٗد علیہ السلام اپنی سواری میں بیٹھے ہوئے بکریوں کے ایک چرواہے کے پاس سے گزرے چرواہے نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داوٗد علیہ السلام کو بڑا ملک دیا گیا ہے۔ ہوا نے اس کلمہ کو سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈالا۔

اس کے بعد آپ اپنے تخت سے اترے اور چرواہے کے پاس آئے اور اس سے فرمایا کہ اے چرواہے بے شک ایک تسبیح بندہ کے نامہ اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سلیمان علیہ السلام کے ملک سے بہتر ہے۔ اس لیے کہ سلیمان علیہ السلام کا ملک فنا ہو جائے گا اور تسبیح اس کے مالک کیلئے باقی رہے گی اور وہ قیامت کے دن اس سے فائدہ اٹھائے گا۔

شب معراج انبیاء کرام کا اللہ کی حمد کرنا

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد لله الذی حلقنی بیدهٖ و اسجد لی ملا ئکته و جعل الانبیاء من ذریتی.

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے مجھے سجدہ کرایا اور انبیاء کو میری ذریت سے بنایا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد لله الذی اجاب دعوتی و فضلنے بالنبوة و نجانی و من معی من الغوق بالسفینة.

تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے میری دعا قبول فرمائی اور نبوت میں مجھے فضیلت دی اور کشتی کے ذریعہ سے مجھے اور جو لوگ میرے ساتھ تھے ان کو ڈوبنے سے بچایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد لله الذی ا تخد نی خلیلا و اعطا نی ملکا عظیما و اصطفانی بالرسالة و ا نقذنی من النار و جعلها علی بر داو سلاماً.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھ کو بڑا ملک عطا فرمایا رسالت کے ساتھ مجھے برگزیدہ کیا۔ آگ سے مجھے بچایا اور اسکو مجھ پر ٹھنڈی اور سلامتی والا بنایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد لله الذی کلمنی تکلیما و اصطفانی علی الناس برسالة و

انقذنی من الغرق و انزل علی التورایته والقی علی محبه منه

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے کلام کیا اور رسالت سے لوگوں پر مجھے برگزیدہ کیا اور غرق ہونے سے مجھ کو بچایا مجھ پر تورات نازل کی اور مجھ پر اس سے محبت ڈالی۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد للہ الذی انزل علی الزابور والان الی الحدید

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھ پر زبور نازل کیا اور میرے لیے لوہے کو نرم کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ:

الحمد للہ الذی سخر لی الریاح والانس والجن و علمنی منطق الطیرو اعطانی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہوا، انسان اور جن کو میرا مطیع بنایا اور مجھے پرندوں کی زبان سمجھائی اور مجھے ایسا ملک عطا فرمایا کہ وہ میرے بعد کسی اور کو عطا نہ ہوگا۔

میکائیل علیہ السلام کی پیدائش

اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے پانچ برس بعد پیدا کیا اور اس کے سر سے قدم تک منہ اور بازو پیدا کیے اور ان میں سے ہر ایک پر میں ہزار آنکھیں ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں پر رحم کھا کر روتی ہیں تو ہر آنکھ سے ستر قطرہ ٹپکتے ہیں اور ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ مقرب فرشتے ہیں۔

مقربین فرشتے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب پانچویں آسمان کی طرف چڑھے تو آپ نے اس میں ایسے فرشتے دیکھے جن کے سروں اور پاؤں کے درمیان منہ اور بازو تھے اور وہ خوف الٰہی سے رو رہے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ مقربین فرشتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسرافیل علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں اور ہواؤں کی قوت اور انسان اور جن کی طاقت عطا فرمائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ عنایت فرمائی اور ان کے سر سے قدموں تک منہ اور بال و زبانیں اور بازو عطا کیے، جن کی تعداد کو سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا اور وہ دس لاکھ لغت سے ہر زبان میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور ہر تسبیح سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے اور وہ مقربین فرشتے ہیں۔

وفادار عورت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب ہدبہ بن خشرم کے قتل کا حکم دیا تو اس نے رات کو اپنی بیوی کے پاس آدمی بھیجا چنانچہ وہ ریشمی کپڑوں میں اس کے پاس آئی اور اس سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی وہ تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت تھی چنانچہ جب میاں بیوی دونوں جمع ہوئے تو باتیں کیں اور دونوں روئے۔ ان کے درمیان از حد محبت تھی۔ جب صبح ہوئی اور لوگ ہدبہ کو قید خانہ سے مقتل کی طرف لے گئے تو وہ اپنی بیوی کی طرف متوجہ ہوا جب اس کو دیکھا تو یہ شعر پڑھا:

اقلی علی اللؤم وارعی لمن رعیٰ ولا تجزعی مما اصاب واوجعا
ولا تنکحی ان فرق الدھر بیننا اغم القفا والجہ لیس بالنزعا

ترجمہ: مجھ پر ملامت کم کر اور جو شخص رعایت کرے، اس سے رعایت کر اور جو مصیبت اور دکھ پہنچائے اس سے گریہ وزاری مت کر اور اگر زمانہ ہمارے درمیان میں جدائی کر دے تو تو ایسے شخص سے نکاح نہ کرنا جس کی پیشانی اور گردن تنگ ہو حالانکہ وہ ایسا شخص نہیں ہے کہ اس کی پیشانی کے دونوں طرف کے بال جاتے رہے ہیں۔

تو اس عورت نے اپنے شوہر سے یہ سنا تو وہ دیوار باغ کی طرف جھکی اور چھری سے اپنی ناک کاٹ ڈالی پھر وہ اپنے شوہر کی طرف متوجہ ہوئی اور اس سے کہا کہ کیا اس کے بعد بھی نکاح ہے تو ہدبہ نے کہا کہ اب موت اچھی ہے۔

صابر اہل جنت سے ہے

عتبی نے ذکر کیا ہے کہ میں بصرہ کی شاہراہ پر جا رہا تھا تو ایک ایسی عورت کو دیکھا جو عورتوں میں نہایت ہی خوبصورت اور بہت ہی عقل مند تھی وہ ایک بوڑھے احمق اور بدشکل سے کھیل رہی ہے اور جب وہ بڈھا اس سے بات کرتا تھا تو وہ اس کے سامنے ہنستی چنانچہ میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ یہ شخص کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرا شوہر ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ اس کی حماقت اور بدشکلی کے باوجود اپنے حسن و جمال کے تو کیسے صبر کرتی ہے؟ بے شک یہ عجیب بات ہے۔ اس عورت نے مجھ سے کہا کہ اے شخص اللہ تعالیٰ نے مجھ جیسی عورت اس کی قسمت میں دی ہے اس نے شکر کیا اور میں نے اس جیسا شوہر پا کر صبر کیا اور شکر و صبر کرنے والا اہل جنت سے ہوتا ہے کیا میں اس پر راضی نہ ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تقسیم کیا ہے اور میری قسمت میں لکھ دیا ہے چنانچہ اس کے جواب نے مجھے عاجز کر دیا اور میں چلا گیا اور اسی قسم کے بارے میں کہا گیا ہے:

کن من مدبرک الحکیم عزوجل علے وجلّ

وارض القضاء فانہ حتم اجل ولہ اجل

ترجمہ: اپنی تدبیر کرنے والے حکیم سے جو برتر اور بزرگ ہے خوف پر ہو اور قضا و قدر سے راضی رہ کیونکہ وہ حکم واجب اور ضروری ہے اور اس کیلئے انتہا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی قسم

حضرت ایوب علیہ السلام کی جب آزمائش کی گئی اور آپ مصیبت میں مبتلا کیے گئے تو آپ کی ازواج نے آپ کو چھوڑ دیا لیکن آپ کی بیوی مسماۃ رحمت دختر افرائیم بن یوسف علیہ السلام آپ کے ساتھ رہیں اور ابلیس لعین نے رحمت سے حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں کچھ برائی ذکر کی تھی لیکن رحمت نے اس کو جھڑکا نہ تھا۔ اس وجہ سے حضرت

ایوب علیہ السلام رحمت پر غصہ ہو گئے تھے اور آپ نے قسم کھائی تھی کہ اس کو سو درے ماروں گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو عافیت دی تو آپ کا بیوی کو مارنا اچھا نہ لگا اور آپ پریشان تھے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ سے کہتا ہے کہ سنبل کی جڑوں میں سے سولکڑی اپنے ہاتھ میں لو اور اس سے ایک مرتبہ رحمت کو مارو، تم اپنی قسم سے باہر ہو جاؤ گے اور تم اپنی قسم میں سچے ہو جاؤ گے چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس پر عمل کیا اور وہ اپنی قسم سے آزاد ہو گئے اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے اشعار میں یہ کہا:

مذغیبت رحمة فقلبی　　　فی نارا شواقھا بغمه

یار بنا ردھا علینا　　　وھب من لدنک رحمه

ترجمہ: جب سے میں نے رحمت کو غائب کیا ہے پس میرا دل اس کے اشتیاق کی آگ اور تاریکی کے غم میں ہے۔ اے رب ہمارے اس کو ہم پر رد کر دے اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت عطا فرما۔

پانچ فرمانبرداروں پر عتاب الٰہی

حضرت وہب بن منبہؒ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے پانچ فرمانبرداروں کو پانچ نافرمانوں کے بارے میں عتاب کیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرعون کی وجہ سے عتاب کیا اور جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم پر بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب کیا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان تین لوگوں کو بددعا کی جنہوں نے نافرمانی کی اور وہ فوت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب کیا اور جب قارون زمین میں دھنسنے لگا تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد طلب کی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی فریاد رسی نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر عتاب کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپ نے ان کو جھڑکی دی، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ عتاب کیا اور فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ کرو۔ (واللہ اعلم)

بدشگونی سے بچو

عام لوگ بعض باتوں سے بدشگونی لیتے ہیں حالانکہ اس کی کچھ اصل نہیں ہے مثلاً ان کا یہ کہنا کہ رات کو آئینہ نہ دیکھو اور وہ کہتے ہیں کہ عورت نے جب رات کو آئینہ دیکھا تو اس کا شوہر دوسری عورت سے نکاح کرے گا اور انسان اپنا کپڑا ایسی حالت میں نہ سیے کہ اس کو پہنے ہو، اس سے موت کی فال لیتے ہیں۔ اور نمک کو پراگندہ نہ کرے اس لیے کہ اس سے برائی واقع ہوتی ہے۔ اور مسافر کے پیچھے اس کی عدم واپسی کیلئے فال لینے کی غرض سے جھاڑو نہ دے اور اسی غرض کیلئے اس کے پیچھے گھڑا نہ توڑے اور جب آگ کی چنگاریاں واقع ہوتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ضعیف مقیم یعنی مہمان مقیم ہے اور جب ایک شخص دوسرے کو اپنا رومال دیتا ہے تاکہ وہ اس سے اپنا منہ پونچھے تو وہ اس میں تھتکارتا ہے تاکہ برائی نہ واقع ہو اور جب رات کو جھاڑو دیتے ہیں تو جھاڑو کا سرا جلا دیتے ہیں۔ اس لیے ان باتوں کی کوئی اصل نہیں ہے بس یہ لوگوں کی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔

تلاوت قرآن کرتے وقت کسی کے آنے پر کھڑا ہونا

جب کوئی شخص قرآن پڑھ رہا ہو اور کوئی بزرگ آجائے تو وہ قاری اس کیلئے کھڑا ہو جائے اور قرآن شریف اس کے ساتھ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا کہ سائل کے جواب یا مسئلہ کے بیان یا قضائے حاجت میں مشغول ہوتا ہے۔ بالخصوص آکر نہ کھڑے ہونے سے قاری کو خوف ہو۔

علو درجہ کی وجہ سے ولی کرامت سے مستغنی ہے

جاننا چاہیے کہ اولیاء کی کرامتیں کبھی ان کی طرف انسان کی حاجت کے اعتبار سے ہوتی ہیں تو وہ انسان کے ہاتھ پر جاری ہوتی ہیں تاکہ اس کا ایمان قوی ہو جائے اور جو شخص اس سے اعلیٰ ہے اس کے ہاتھ پر کرامت جاری نہیں ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنے

علو درجہ کی وجہ سے اس سے مستغنی ہے اور اپنی ولایت کے ناقص ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں ہوا ہے اس لیے تابعین میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعتبار سے کرامت قوی ترتھیں۔

مصر کی عورتوں کا دبدبہ

جب فرعون اور اس کا لشکر اور اس کے امراء ہلاک ہوئے اور مصر میں عام لوگوں اور رعایا کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہا تو ان لوگوں نے امراء کی عورتوں سے نکاح کیا اور اس وقت عورتیں سے کم درجہ کے لوگ تھے اور ان عورتوں کا مردوں پر دبدبہ اور غلبہ آج تک ہمیشہ باقی رہا ہے۔

کس عورت سے نکاح مناسب نہیں

حکماء نے چند مخصوص چیزوں میں چند امور شمار کیے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جب عورت میں دس وصف پائے جائیں تو اس سے نکاح کرنا مناسب نہیں ہے۔ (۱) کوتاہ قد والی عورت، (۲) جھوٹے بال ہونا، (۳) فربہ اندام ہونا، (۴) زبان دراز ہونا، (۵) منقطع الاولاد یعنی اولاد نہ ہونا، (۶) گھر والوں سے لڑنے والی ہونا، (۷) فضول خرچ اور بے جا صرف کرنے والی ہونا، (۸) لمبے ہاتھ والی ہونا، (۹) باہر نکلتے وقت زینت کو محبوب رکھنا، (۱۰) اور غیر سے اس کا مطلقہ ہونا۔

بدن کو قوی اور خوبصورت بنانے کا علاج

دس چیزیں ایسی ہیں جو بدن کو قوت دیتی ہیں اور ذہن کو صفائی بخشتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) میٹھی چیز کھانے پر ہمیشگی کرنا، (۲) گردن کے قریب کا گوشت کھانا، (۳) گیہوں کا آش اور پانی پینا، (۴) ٹھنڈی روٹی کھانا، (۵) سرخ منقے کھانا، (۶) شہد کھانا، (۷) شیریں سیب کھانا، (۸) چاول کھانا، (۹) تر اور خشک خرما کھانا، (۱۰) سر پر تیل ملنا۔

طبیعت کو خراب کرنے والی چیزیں

بارہ چیزیں ایسی ہیں جو طبیعت کو خراب اور فراموشی زیادہ کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) گردن کے مہرہ سے خون لینا، (۲) چوہے کا جھوٹا کھانا، (۳) ترش چیزیں کھانا، (۴) زندہ جوں پھینک دینا، (۵) تکیہ لگا کر کھانا، (۶) پاک پانی میں پیشاب کرنا، (۷) انگلیوں سے کھیلنا، (۸) عورتوں کے درمیان سے گزرنا، (۹) قبروں کے کتبہ کو پڑھنا، (۱۰) بغیر بسم اللہ کے کھانا، (۱۱) عصر کے بعد سونا، (۱۲) جو شخص کہ سولی دیا گیا ہے، اس کی طرف دیکھنا۔

دل کو سخت اور رنج وغم پیدا کرنے والی چیزیں

گیارہ چیزیں ایسی ہیں کہ جو دل کو سخت اور رنج وغم پیدا کرتی ہیں، وہ یہ ہیں کہ (۱) کھڑے ہو کر پاجامہ پہننا، (۲) چوکھٹ پر بیٹھنا، (۳) گھر میں خاکروبہ اور کوڑا باقی رکھنا، (۴) بکریوں کے درمیان سے گزرنا، (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا، (۶) بائیں ہاتھ سے کھانا، (۷) آستینوں سے منہ پونچھنا، (۸) انڈوں کے چھلکوں پر چلنا، (۹) پتھروں سے کھیلنا، (۱۰) داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا، (۱۱) رات کو اکیلے چلنا۔

جلدی بڑھاپا لانے والی چیزیں

نو چیزیں ایسی ہیں جو بڑھاپا بہت جلد لاتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) نیند سے اٹھنے کے وقت ٹھنڈا پانی پینا، (۲) عرق گلاب سے بالوں کا دھونا، (۳) عورتوں کے ساتھ سونا، (۴) عورت کے ستر کی طرف دیکھنا، (۵) منہ کے بل سونا، (۶) بدن کے لباس سے منہ پونچھنا، (۷) بکثرت جماع کرنا، (۸) غم کا زیادہ ہونا، (۹) رزق کی تنگی۔

محتاجی پیدا کرنے والی چیزیں

چھ چیزیں ایسی ہیں جو محتاجی پیدا کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) پھٹے کپڑے سے

جھاڑو دینا، (۲) ہتھیلی پر کھانا، (۳) قضائے حاجت کے وقت ناک صاف کرنا، (۴) چولہے میں پیشاب کرنا، (۵) دانتوں سے ناخن کاٹنا، (۶) لکڑیوں پر سرنگوں ہونا۔

بینائی کو تیز کرنے والی چیزیں

چار چیزیں ایسی ہیں جو بینائی کو روشن اور تیز کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) سبزی کی طرف دیکھنا، (۲) ماں باپ کی طرف نظر کرنا، (۳) قرآن مجید کی طرف دیکھنا، (۴) بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا۔

بینائی کو کمزور کرنے والی چیزیں

چار چیزیں ایسی ہیں جو بینائی کو کمزور کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) نمکین چیز کا کھانا، (۲) گرم پانی کا سر پر گرانا، (۳) آفتاب کی طرف نظر کرنا، (۴) دشمن کی طرف دیکھنا۔

بدن کو فربہ کرنے والی چیزیں

چار چیزیں ایسی ہیں جو بدن کو فربہ کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) ریشمی کپڑا پہننا، (۲) ریاح پیدا کرنے والی غذاؤں کا کھانا، (۳) ہمیشگی کی مسرت، (۴) رنج نہ ہونا۔

بدن کو متغیر کرنے والی چیزیں

چار چیزیں بدن کو متغیر کر دیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) ایک کم کھانا، (۲) کثرت سے جماع کرنا، (۳) حمام میں زیادہ بیٹھنا، (۴) غروب آفتاب کے بعد سونا۔

دل کو خشک کرنے والی چیزیں

چار چیزیں ایسی ہیں جو دل کو خشک کر دیتی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ (۱) کثرت سے باتیں کرنا، (۲) زیادہ ہنسنا، (۳) زیادہ کھانا، (۴) حرام کھانا۔

تمام کائنات میں سرکار دو عالم ﷺ اولوالعزم ہیں

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے اصحاب ارواح کو منتخب کیا پھر ان میں سے بنی آدم کو چنا پھر ان میں سے عقل مندوں کا انتخاب کیا پھر ان میں سے علماء کو چنا پھر ان میں سے عمال اور حکام کو منتخب کیا پھر ان میں سے اولیاء اللہ کو چنا پھر ان میں سے انبیاء کا انتخاب کیا پھر ان میں سے رسولوں کو چنا پھر رسولوں میں سے اولوالعزم رسولوں کو منتخب کیا پھر ان میں سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو رفعت عطا فرمائی۔

چار اولوالعزم فرشتے

اللہ نے جب فرشتوں کو پیدا کیا تو ان میں سے محافظین اور نیکوکار اور اعمال کو لکھنے والے اور مقربین فرشتوں کو چنا پھر مقربین سے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو منتخب کیا اور وہ روحانی فرشتے ہیں پھر ان میں سے چار سردار فرشتوں کو چنا اور وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

شراب خوری کی سزا

امیر ماحقی کے پاس دو شخصوں نے قرض کے بارے میں مقدمہ دائر کیا چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے کے دعویٰ کا اقرار کیا۔ امیر ماحقی نے اس کو حکم دیا کہ مدعی کو قرض ادا کر چنانچہ مدیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کا بھلا کرے میں ایسا شخص ہوں کہ اپنے بال بچوں کی خوراک کیلئے کماتا ہوں اور اپنی کمائی سے جب میں نے کچھ جمع کیا تو اس کو لایا تاکہ اس کا حق اور قرض ادا کروں تو میں نے اس کو نہ پایا کیونکہ یہ شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ شراب وغیرہ میں مستغرق رہتا ہے۔

چنانچہ امیر نے صاحب حق یعنی قرض خواہ کو قید کا حکم دیا اور مدیوں سے کہا کہ تم اپنی کمائی میں مشغول رہو اور جب تم کچھ جمع کر لو تو اس کو قید خانہ میں اس کے حوالہ کرو

تا کہ تم کو اس کی تلاش کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ قرض خواہ شخص اسی دن سے قید میں ٹھہرا حتی کہ صرف ایک دینار اس کا باقی رہ گیا۔ اس کے بعد اس نے امیر کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ وہ امیر سے کہے کہ اگر امیر کی رائے مجھے چھوڑنے کی ہو تو اس کا حکم دے، اس لیے اب میرا صرف ایک دینار اس پر باقی رہ گیا ہے۔ امیر نے کہا کہ نہیں بخدا جب تک تم اپنا پورا حق نہ لے لو گے اس وقت تک تمہاری رہائی نہ ہوگی۔

ظلم سے شہید کیے جانے والے بزرگوں کے نام

ان اولوالعزم صحابہ رضی اللہ عنہم اور اسلاف کے اسماء طیبہ جن کو ظلم کے ساتھ قتل کیا گیا اور پھانسی پر لٹکایا گیا، ان میں حضرت عثمانؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت امام حسین علیہ السلام، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت نعمان بن بشیرؓ، حضرت سعید بن جبیرؒ اور حضرت ماہان حنفیؒ شہید کیے گئے۔

اور جو شخص کہ قتل سے پہلے یا اس کے بعد سولی دیئے گئے وہ حضرت حبیب بن عدی رضی اللہ عنہ ہیں۔ مشرکین نے ان کو سولی دی تھی اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف ظالم نے سولی دی تھی اور حضرت احمد بن نصر رضی اللہ عنہ کو واثق نے سولی دی تھی اور جو حضرات کوڑوں سے مارے گئے وہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ ہیں ان کو چار سو کوڑے مارے گئے تھے اور حضرت سعید بن مسیبؒ، حضرت ابوالزنادؒ، حضرت ابوعمرو بن العلاءؒ، حضرت عطیہ عوفیؒ، حضرت ثابت بنانیؒ، حضرت عبداللہ بن عوفؒ، حضرت مالک بن انسؒ، حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم کو بھی کوڑے مارے گئے تھے۔

توحید الٰہی کی بہترین دلیل

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دہریہ فرقہ کی ایک جماعت قتل کے ارادہ سے آئی۔ امام صاحب نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ ٹھہرو حتی کہ میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں پھر جو کچھ تم کو منظور ہو کر لینا چنانچہ انہوں نے امام صاحب سے کہا کہ جو

آپ چاہتے ہیں وہ پوچھئے، تو امام صاحب نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ اس کشتی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو وسط دریا میں نہایت ہی عمدگی کے ساتھ جا رہی ہے جیسا کہ اس کو چلنا چاہیے اور اس میں کوئی شخص نہیں ہے جو اس کے کام کی تدبیر کرے آیا یہ ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں دہریوں نے کہا کہ یہ محال ہے تو امام صاحب نے ان سے فرمایا کہ جب کشتی کی یہ حالت ہے تو دنیا اور آسمان اور زمین کا کیا حال ہوگا (اور یہ سب بلامدبر اور خالق کے کیسے بانظام رہ سکتے ہیں) یہ جواب سن کر وہ سب امام صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ کے قدم چومنے لگے اور توبہ کی اور اپنے عقیدہ فاسدہ سے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے بے زار ہوئے۔

مخلوق کی تین قسمیں

بعض علماء نے فرمایا کہ مخلوق تین قسم کی ہیں: ربانی، رہبانی اور جنانی۔
رہبانی وہ شخص ہے جو آتش دوزخ کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور جنانی وہ ہے جو جنت کی طمع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے اور ربانی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں اس کی عبادت کرتا ہے نہ کہ دوزخ کے خوف نہ جنت کی وجہ سے نہ قیامت کے دن کی وجہ سے۔

رہبانی سے کہا جائے گا کہ تو نے آگ سے نجات پائی تو وہ کہے گا:

الحمد لله الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا الغفور شکور.

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمارا غم دور کیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

جنانی سے کہا جائے گا بے شک تیرے لیے جنت واجب ہو چکی ہے تو وہ کہے گا:

الحمد لله الذی صدقنا وعده و اورثنا الارض نتبوا من الجنة حیث نشاء فنعم اجر العلمین

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جس نے وعدہ ہم سے سچا کیا اور ہمیں اس زمین کا

وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا ثواب اچھے کام کرنے والوں کا۔

ربانی سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دیدار بلاواسطہ اور بلا کیف تجھ کو عطا فرمایا تو وہ کہے گا:

الحمد للہ الذی ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ

ترجمہ: سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی اور ہم راہ نہ پاتے اگر اللہ ہمیں راہ نہ دکھاتا۔

(کنز الایمان)

مصر میں داخل ہونے والے انبیاء

ان انبیاء کرام کے اسماء طیبہ جو مصر میں داخل ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ مصر میں داخل ہوئے تھے۔ وہ تین سو سے کچھ زائد ہیں۔

کشتی نوح علیہ السلام کی صفات

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ میں کشتی کیسے بناؤں تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا سکھا دیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام ساگون کی لکڑی سے تختے چیرتے اور کاٹتے تھے اور تختوں کو آپس میں ملاتے تھے اور کیلوں سے اس کو مضبوط کرتے تھے اور آپ نے کشتی کا سر مور کے سر کی طرح بنایا اور اس کی دم، مرغ کی دم کی طرح اور اس کی چونچ باز کی چونچ کی طرح بنائی اور اس کے بازو عقاب کے بازوؤں کی طرح اور اس کا منہ کبوتر کے منہ کی طرح بنایا اور کشتی کے تین طبقے بنائے۔

بعض نے کہا کہ سات طبقے بنائے تھے اور اس کا طول ایک ہزار گز تھا اور اس کا عرض چھ سو گز کا تھا اور اس کی بلندی تین سو گز کی تھی۔

اور بعض نے کہا کہ اس کا طول چار سو گز کا تھا اور اس کا عرض دو سو گز تھا اور اس کے سات طبقے بنائے اور ہر طبقہ کے درمیان دس گز کا فاصلہ تھا اور ہر طبقہ کا ایک دروازہ بنایا اور کشتی کیلئے لوہے کی زنجیریں بنائیں اور اس پر روغن قیر و قارہ ملا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس کے چاروں کناروں پر چار کیلیں گاڑیں اور ہر کیل پر لفظ عین کا نشان کر دیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کا فائدہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہیں: عتیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ)، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کشتی میں پانی کا ایک حوض بنایا پھر کشتی میں چھ ماہ کی خوراک رکھ لی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام نمازوں کے اوقات اور رات و دن کے گھڑیوں کو پہچانتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے میں چالیس سال لگے۔

اور کہا گیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم رات کو اس کشتی کی طرف آتی تھی اور اس میں آگ ڈالتی تھی تا کہ وہ اس کو جلا دیں لیکن آگ کچھ اثر نہیں کرتی تھی۔ اس پر وہ کہتے تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے جادو کا اثر ہے اور جب کشتی تیار ہو چکی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی زبان سے با آواز بلند گو ما دیا کہ لوگ اس کو پہچانتے تھے تو کشتی نے کہا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے اور وہ اگلوں اور پچھلوں کا معبود ہے اور میں نجات کی کشتی ہوں جو شخص مجھ پر سوار ہوگا اس نے نجات پائی اور جو مجھ سے پیچھے رہا وہ ہلاک ہوا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تم اب ایمان لاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں اے نوح (علیہ السلام)! یہ صرف تمہارے جادو کی قوت سے ہے پھر حضرت نوح علیہ السلام نے بحکم الٰہی تمام وحشی جانور اور پرند اور حشرات الارض جانوروں کو آواز دی کہ تم سب کشتی کی طرف آؤ اور عذاب نازل ہونے سے پہلے اس میں سوار ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کو

مشرق اور مغرب تک پہنچایا چنانچہ سب جانور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام ہر نوع کائنات سے جوڑا لینے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرف درختوں کے اقسام کو لے جائے تو انہوں نے درختوں کی ہر قسم سے ایک ایک کو کشتی میں لادلیا اور کشتی کے پہلے طبقہ میں مردوں اور عورتوں کو سوار کیا اور وہ یہی لوگ تھے اور ان کے ساتھ تابوت (صندوق) تھا جس میں حضرت آدم علیہ السلام وحوا کا جسم اور حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام اور انبیاء مرسلین کے عدد کے موافق ان کی لاٹھیاں تھیں اور ہر لاٹھی پر اس کے مالک کا نام تھا اور حضرت نوح علیہ السلام نے دوسرے طبقہ میں وحشی جانور اور زمین پر چلنے والے جانور اور چوپایوں کو لادا اور تیسرے طبقہ میں پرندوں کو اور چوتھے طبقے میں درختوں کو اور پانچویں طبقہ میں پنجہ والے جانور کو اور شیر وغیرہ کو اور چھٹے طبقہ میں سانپ اور بچھو اور ساتویں طبقہ میں ہاتھی وغیرہ کو کشتی میں سوار کیا۔

شہر ارم کی داستان

بعض مورخین نے کہا کہ شداد بن عاد ان کتابوں کے پڑھنے پر فریفتہ اور حریص تھا جو انبیاء علیہم السلام اجمعین پر نازل ہوئی تھیں اور جب وہ جنت کی عظمت وشان اور داستان کتاب میں دیکھتا تھا تو اپنے دل سے بہت [illegible] تھا کہ اپنے لیے ایسی ہی جنت بنائے تو اس نے اپنے وزیروں کو حکم دیا کہ ایک ایسی زمین تلاش کرو کہ اس کا میدان وسیع ہو اور وہاں پانی بکثرت ہو اور اس کی ہوا پاکیزہ ہو۔ اور ان وزراء کے ساتھ انجینئر اور کاریگر بھی ہوں۔

چنانچہ ان لوگوں نے یہ صفت عدن کی زمین میں جو یمن کی طرف سے پائی تو انہوں نے اس زمین میں ایک ایسے شہر کی بنیاد ڈالی جو ہر طرف سے مربع تھا اور ہر طرف دس فرسخ تھا۔ یعنی ہر طرف کی بنیاد کی مسافت تیس میل کی تھی اور انہوں نے اس کی بنیاد میں رنگ برنگ سنگ مرمر کے ٹکڑے ڈالے، اس کے بعد شداد نے اپنے وزیروں کو حکم دیا کہ وہ لوگ تمام کائنات [illegible] جائیں (کیونکہ شداد بڑے حصہ زمین پر حاکم تھا۔) اور جس قدر سونا، چاندی اور معدنی اقسام کی تمام چیزیں اور مشک وعنبر ہوں

ان سب کو جمع کریں چنانچہ وزراء نے ایسا ہی کیا اور کسی کے پاس درہم و دینار باقی نہ رہا اور لوگ ان کھالوں سے کاروبار کرنے لگے۔ جن پر بادشاہ کے نام کی مہر لگی ہوتی تھی اور ان چیزوں کو بادشاہ کے پاس حاضر کیا تو بنیاد کے اوپر سونے اور چاندی سے پانچ سو گز بلند دیوار بنائی گئی اور مشک کو روغن بان اور شہد میں گوندھ کر اس کا گارا بنایا گیا۔ اس سے ہزار کمرے اور بالا خانہ خالص سونے اور چاندی کے بنائے جو یاقوتوں اور زبرجد کے ستونوں پر قائم تھے اور نیز وہ کمرے ایسے تھے کہ وہ سونے اور چاندی کے درختوں کے نگراں تھے۔ یعنی یہ درخت اُن مکانوں کے سامنے بنائے گئے تھے اور ان درختوں میں زبرجد اور رنگ برنگ یاقوت بڑے بڑے موتیوں کے پھل بنائے گئے تھے اور ان لوگوں نے ان مکانوں اور درختوں کو عجیب صنعتوں اور نادر ایجادوں سے مزین کیا تھا اور ان کے نیچے جاری شدہ نہریں بنائیں اور نہروں میں مشک اور زعفران کے ٹیلے بنائے گئے اور اس کی تعمیر تین سو برس میں پوری ہوئی، اس کے بعد کارکنوں نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی تو شداد نے وزیروں اور امیروں کو حکم دیا کہ اس مکان کی آرائش کیلئے قسم قسم کے عمدہ فرش اور نفیس و عجیب وغریب ظروف بھیجے جائیں چنانچہ انہوں نے بیس برس میں اس کا انتظام کیا پھر وزراء نے شداد کو اس کی اطلاع دی۔ اس کے بعد شداد ایک بڑے لشکر کے ساتھ سوار ہوا اور اس میں وزراء، امراء اور عورتیں ہودجوں میں سوار تھیں جو جواہر اور یاقوت اور سونے چاندی کے مرصع تھے اور شداد کروفر سے چلا حتی کہ جب وہ شہر کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو حکم دیا تو اس نے ان لوگوں پر ایک سخت چیخ ماری چنانچہ وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے اور ان میں سے کوئی بھی اس مکان میں داخل نہ ہو سکا اور وہ شہر مخفی علم اللہ تعالیٰ میں اب تک باقی ہے۔

تابوت سکینہ

حضرت وہب بن منبہؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ تورات کیلئے بیت المقدس میں ایک مسجد اور سکینہ کیلئے ایک تابوت

(صندوق) بنائیں اور قربانی کیلئے ایک قبہ تیار کریں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ہر شخص پر ایک مثقال سونا مقرر کیا تاکہ اس سے مسجد و قبہ اور تابوت بنایا جائے۔ (بنی اسرائیل چھ لاکھ سات سو پانچ لوگ تھے) چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مسجد بنائی جس کا طول ستر گز اور عرض بھی ستر گز تھا اور ایک قبہ بنایا جس میں سونے کی قندیلیں تھیں جو سونے کی زنجیروں پر لٹک رہی تھیں اور وہ زنجیریں موتیوں اور یاقوت سے آراستہ تھیں۔ اس میں چار دروازے بنائے گئے۔ ایک دروازہ سے صرف فرشتے داخل ہوئی تھی اور ایک دروازہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہوتے تھے اور ایک دروازہ سے حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد داخل ہوتے تھے اور ایک دروازے سے بنی اسرائیل داخل ہوتے تھے اور اس میں سفید سنگ مرمر کے ایک پتھر کو نصب کیا جس میں سوراخ تھا۔ آسمان سے بغیر دھوئیں کے آگ اس میں اترتی تھی اور جو قربانی اس میں ہوتی تھی اس کو کھالیتی تھی اور قندیلوں کو روشن کر دیتی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شمشاد کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جس کا طول ڈھائی گز اور عرض دو گز، اونچائی ڈیڑھ گز تھی اور اس میں وہ سکینہ رکھا جو حضرت آدم علیہ السلام پر اس وقت اتارا گیا تھا جس وقت جنت سے وہ نیچے اتارے گئے تھے اور انبیاء علیہم السلام اجمعین اس کے وارث ہوتے رہے حتی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا اور وہ بنی اسرائیل میں اس وقت رہا جب تک کہ قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے اس کو چھین نہ لیا پھر وہ قوم عمالقہ میں رہا حتی کہ طالوت نے اس کو ان سے چھینا اور اس کو بنی اسرائیل کی طرف واپس کیا۔

علماءؒ نے اس سکینہ کی حقیقت میں اختلاف کیا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سونے کا طشت ہے۔ اس میں انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل دھوئے جاتے تھے۔

حضرت وہب بن منبہؒ نے فرمایا: کہ وہ منجانب اللہ ایک روح ہے جو لوگوں سے کلام کرتی تھی جبکہ لوگ کسی چیز میں اختلاف اور جھگڑا کرتے تھے اور فیصلہ چاہتے تھے

جب بنی اسرائیل کسی معاملہ میں جھگڑا کرتے تھے تو اس سکینہ کی طرف قبہ کے اندر آتے تھے تو سکینہ سے ان کیلئے ایسا کلام نکلتا تھا جو ان کے درمیان میں اظہار حق اور باطل سے فیصلہ کرتا تھا۔ یعنی جس معاملہ کیلئے وہ سکینہ کے پاس آتے تھے اس کے دو سر تھے اور اس کا منہ انسان کے منہ جیسا تھا اور جب بنی اسرائیل کو جنگ پیش آتی تھی تو وہ اس تابوت کو اپنے آگے رکھتے تھے جب وہ بلی چیختی تھی تو بنی اسرائیل جان جاتے تھے تو کہ ان کے دشمن پر ان کو مدد و فتح ہوگی۔

اور بعض نے کہا کہ اس تابوت سے ایک شخص نکلتا تھا جو ان کے دشمن سے لڑتا تھا اور ان کو شکست دیتا تھا۔

اور بعض نے کہا کہ سکینہ سے مراد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دو جوتیاں اور عصا کا ایک ٹکڑا اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور کسی قدر من جو بنی اسرائیل پر اترا تھا اور کچھ الواح کے تختے تھے جو اس وقت ٹوٹ گئے تھے جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو ڈال دیا تھا جب قوم عمالقہ نے بنی اسرائیل سے تابوت لے لیا تو وہ ان کے پاس دس برس اور سات مہینے رہا اور اس کی یہ حالت تھی کہ جو چیز خواہ وہ انسان ہو یا کوئی دوسری شے ہو اس کے قریب پہنچتی تھی تو جل جاتی تھی۔ پس ایک مرد صالح نے کہا کہ اس تابوت کو تم لوگ اپنے پاس سے نکال دو، اس لیے کہ جب تک یہ تمہارے پاس رہے گا اس وقت تک تم ہرگز فلاح نہیں پا سکتے چنانچہ انہوں نے نے اس کو ایک گاڑی پر رکھا اور اس کو دو بیلوں پر لٹکایا اور ان کو ہانک دیا۔ وہ بیل بغیر اس کے کہ کوئی ان کو ہانکے وہاں سے چلے یہاں تک کہ جب وہ بنی اسرائیل کی زمین تک پہنچے تو ان بیلوں نے گاڑی کو پھینک دیا اور چلے گئے اور کوئی ان سے خبردار نہ ہوا۔ اس کے بعد فرشتوں نے تابوت کو گاڑی سے اٹھایا اور اس کو لے کر آسمان اور زمین کے درمیان اڑے اور لوگ اس کی طرف دیکھتے رہے حتی کہ فرشتوں نے اس کو طالوت کے گھر میں رکھا۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ وہ تابوت اب تک بحیرہ طبریہ میں موجود ہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو وہاں سے نکالیں گے۔

صفات زنجیر حضرت داؤد علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت داوٗد علیہ السلام کو ایک زنجیر عطا فرمائی جب کہ آپ کی قوم میں جھوٹ اور دروغ گوئی زیادہ ہوگئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کیلئے کوئی نشان بنائے تاکہ وہ اس کے ذریعہ حق کو باطل سے پہچان لیں۔ یہ زنجیر حضرت داوٗد علیہ السلام کے محراب میں تھی اور یہ زنجیر مضبوط لوہے کی تھی اور اس کا رنگ آگ کی طرح تھا اور وہ جواہرات اور یاقوت اور موتی کی شاخوں سے آراستہ تھی اور لوگ اس سے فیصلہ چاہتے تھے اور جب کوئی بات جدید وجود میں آتی تھی تو وہ زنجیر آواز دیتی تھی اور وہ ہلتی تھی۔

حضرت داوٗد علیہ السلام کو اس کا علم ہو جاتا تھا۔ اس زنجیر کو جو مریض چھوتا تھا وہ فوراً تندرست ہو جاتا تھا اور جب کوئی مسلمان ہوتا اور اس کو اپنے ہاتھ سے چھوتا اور اپنے سینہ کو اس پر ملتا تو اس کے سینہ سے شرک جاتا رہتا تھا جب کسی شخص کا دوسرے پر کوئی حق ہوتا تو وہ دونوں اس کے پاس آتے تو جو حق پر اور سچا ہوتا وہ زنجیر کو پالیتا ورنہ اس کو نہ پاتا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کے پاس ایک بے بہا موتی امانت رکھا اور خود کئی سال لاپتہ رہا جب وہ آیا اور موتی طلب کیا تو اس نے اس سے انکار کر دیا پھر موتی کے مالک نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ زنجیر کے پاس چلو، ہم اس کے پاس انصاف چاہیں گے چنانچہ جس کے پاس موتی تھا اس نے ایک چھڑی لی اور سوراخ کیا اور اس کے سوراخ میں موتی رکھا اور اس کو بند کر دیا۔ جب وہ زنجیر کے پاس پہنچے تو اس شخص نے جس کے پاس موتی تھا۔ موتی کے اصلی مالک سے کہا کہ تم میری یہ چھڑی اپنے پاس رکھ لو اور اس کی حفاظت کرو حتیٰ کہ میں زنجیر کو پکڑوں چنانچہ موتی کے مالک نے وہ چھڑی لے لی اور وہ شخص زنجیر کی طرف بڑھا اور کہا کہ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ جو امانت میرے پاس تھی اس کو میں نے مالک کے حوالہ کر دیا تو زنجیر کو میرے قریب کر دے اور اس نے اپنا ہاتھ پھیلایا اس کو پکڑ لیا۔ اس موتی کا مالک متعجب ہوا۔ جب صبح ہوئی تو اس کو نہ دیکھا کیونکہ وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئی تھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا کسب

حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صورت بدل کر لوگوں کے درمیان پھرتے تھے اور اپنی رعیت کے بارے میں انصاف کے متعلق اپنی روش اور طریقہ دریافت کرتے تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک آدمی کی شکل میں حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی رعیت کے بارے میں اپنی سیرت اور عادت کے بارے میں پوچھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ داؤد (علیہ السلام) اچھا بندہ ہے لیکن وہ مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ. مجھے کوئی ایسی کاریگری کی تعلیم فرما کہ اس کے ذریعہ سے میں بیت المال سے کھانے سے مستغنی ہو جاؤں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زرہ کا بنانا سکھایا اور آپ کیلئے لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا تو حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ بناتے تھے اور چھ ہزار درہم میں اسے فروخت کرتے تھے اور اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر اسے خرچ کرتے تھے اور جو کچھ باقی رہتا تھا اس کو مسلمان محتاجوں پر صدقہ کرتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے زرہیں بنائیں اور ان سے پہلے کسی نے نہ بنائی تھیں۔

گناہوں کا کفارہ کیسے ادا کریں

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں فرمایا کہ بندوں کے حقوق ظلم کا ظاہر کرنا اور اس پر قادر کرنا یعنی ان کے مالکوں سے معافی چاہنا یا ان کی قیمت ادا کرنا ضروری ہے۔ یہ استثناء حقوق العباد ہے۔ مستحب یہ ہے کہ ہر گناہ کا ایسی چیز سے کفارہ دے جو اس کے مشابہ ہو چنانچہ ایسی چیز کا دیکھنا کہ وہ حلال نہیں ہے اس کیلئے قرآن مجید دیکھنے سے کفارہ دے، گیت اور بے ہودہ لہو ولعب منے کا قرآن سننے سے کفارہ دے اور حالت

جنابت میں مسجد میں ٹھہرنے کا۔ مسجد میں اعتکاف سے کفارہ دے اور شراب نوشی کا کفارہ حلال شرب کا صدقہ کرنا ہے اور مسلمانوں کو ایذا دینے کا کفارہ ان پر احسان کرنا ہے اور قتل کا کفارہ گردنوں یعنی غلاموں کو آزاد کرنا ہے۔

دعا کی قبولیت کے اوقات

بعض علماء نے کہا ہے کہ رات اور دن میں نوے (۹۰) وقت ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے: اذان کے وقت، تکبیر کے وقت، وضو کے بعد، گھر یا مسجد میں داخل ہونے کے بعد، مسجد سے نکلنے کے بعد، سورہ فاتحہ کے بعد، آمین کے وقت **سمع اللہ لمن حمدہ** سننے کے وقت، رکوع سے اٹھنے کے وقت، سجدہ میں، تشہد میں، مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں ظہر کے پہلے زوال کے وقت، مغرب وعشاء کے درمیان، ختم قرآن کے وقت، طواف کعبہ میں، امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت، شب قدر، شب جمعہ اور ان دونوں کے دنوں میں سحر کے وقت، آخر رات کی تہائی کے وقت، اور ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

دعا قبول نہ ہونے کے اسباب

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ دعا قبول نہ ہونے اسباب دس ہیں اور وہ یہ ہیں:
(۱) حقوق اللہ ادا نہ کرنا، (۲) سنت رسول اللہ ﷺ کو چھوڑنا، (۳) قرآن پر عمل نہ کرنا، (۴) نعمتوں کا شکر نہ کرنا، (۵) امر ونہی میں ابلیس کی موافقت کرنا، (۶) جو چیز جنت واجب کرے اس پر عمل نہ کرنا، (۷) جو چیز دوزخ واجب کرے اس پر عمل کرنا، (۸) موت کیلئے تیار نہ ہونا، (۹) لوگوں لے عیبوں میں مشغول ہونا، (۱۰) اور موت سے عبرت حاصل نہ کرنا۔

قید سے آزادی کا عمل

بیان کرتے ہیں کہ ایک بادشاہ ایک فقیر پر ناراض ہوا۔ اس نے اس کو ایک کمرہ

میں قید کیا اور اس کا دروازہ بند کر دیا، کھانا پانی روک دیا پھر تین دن کے بعد بادشاہ کو اطلاع دی گئی کہ فقیر قید خانہ سے صحیح وسالم باہر آ گیا ہے۔

چنانچہ بادشاہ نے اس کی حاضری کا حکم دیا جب وہ فقیر اس کے سامنے حاضر ہوا تو اس نے فقیر سے کہا کہ کس نے تجھے قید خانہ سے نکالا ہے اور تیری آزادی کا سبب کیا ہے؟ فقیر نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دعا کی برکت ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کہ وہ دعا کیا ہے؟ فقیر نے کہا کہ وہ دعا یہ ہے:

هوا اللهم انی اسألک یالطیف یالطیف یالطیف یا من وسع لطفه اهل السموات والارض اسألک اللّٰهم ان تلطفنی بلطفک الخفی (تین مرتبہ) الذی اذالطفت به احدا من عبادک کفیٰ فانک قلت و قولک الحق الله لطیف بعبادہٖ یرزق من یشاء و هو القوی العزیز.

ترجمہ: وہ ذات جس نے اپنے لُطف سے آسمانوں اور زمین والوں کو گھیر لیا ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ! تو اپنے لطف پوشیدہ سے مجھ پر مہربانی فرما۔ (تین مرتبہ) وہ لطف کہ جب تو نے اپنے بندوں سے کسی پر وہ لطف کیا تو وہ اس کیلئے کافی ہو گیا۔ بے شک تو نے فرمایا ہے اور تیرا فرمان حق ہے اور وہ یہ ہے کہ

الله لطیف بعبادہ یرزق من یشاء و هو القوی العزیز

اس کے بعد بادشاہ نے فقیر کو رہا کر دیا اور اس پر احسان کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے آنسو

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو وہ خشکی اور دریا میں روئے تو ان کا آنسو جو خشکی پر گرا وہ لونگ بن گیا اور جو دریا میں گرا وہ کچھوا بن گیا کیونکہ وہ باب التوبہ سے نیچے اتارے گئے تھے۔

حضرت حوا علیہا السلام کے خشکی اور دریا میں آنسو گرے چنانچہ خشکی میں گرنے والا آنسو

حنا بن گیا اور دریا میں موتی بن گیا کیونکہ وہ باب الرحمۃ سے زمین میں اتاری گئی تھیں۔

سانپ' مور اور ابلیس کا رونا

سانپ خشکی اور دریا میں رویا تو خشکی سے اس کا آنسو بچھو بن گیا اور دریا میں کیکڑا بن گیا، اس لیے کہ وہ باب السخط سے نیچے اتارا گیا تھا۔ اور طاؤس خشکی اور دریا میں رویا تو خشکی میں اس کا آنسو مچھر بن گیا اور دریا میں جونک ہو گیا کیونکہ وہ باب الغضب سے نیچے اتارا گیا تھا۔ اور ابلیس لعین خشکی اور دریا میں رویا چنانچہ خشکی میں اس کا آنسو کانٹا بن گیا اور دریا میں مگرمچھ اور گھڑیال بن گیا کیونکہ وہ باب اللعنت سے نیچے گرایا تھا۔

نصرانی لڑکی کا کلمہ پڑھنا

ایک فقیر شخص بلاد روم میں داخل ہوا تو وہاں اس نے ایک خوبصورت لڑکی دیکھی تو اس پر عاشق ہو گیا اور اس کو شادی کا پیغام دیا۔ اس لڑکی کے والدین نے اس سے نکاح کرنے سے انکار کیا جب تک کہ وہ نصرانی نہ ہو جائے چنانچہ اس مرد فقیر نے ان کی اس شرط کو قبول کیا تو ان لوگوں نے نصرانی علماء کو بلایا اور انہوں نے اس کو نصرانی کر دیا۔ اس کے بعد وہ لڑکی آئی اور اس فقیر کے منہ پر تھوک دیا اور اس سے کہا کہ تیری خرابی ہو، تو نے شہوت کی وجہ سے دین حق کو چھوڑ دیا۔ میں ہمیشگی کی نعمت کی وجہ سے دین باطل کو کیوں نہ چھوڑوں۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ

اشھد ان لا آلہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ

میں کریم کا دروازہ کیوں چھوڑوں

بنی اسرائیل میں ایک عابد شخص تھا تو اس کی تعریف بادشاہ سے کی گئی چنانچہ بادشاہ نے اس کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور درخواست کی کہ آپ ہمیں خدمت کا موقع دیں اور ہمارے ہاں تشریف لائیں تاکہ آپ کی خدمت کریں۔ عابد نے بادشاہ سے کہا کہ

بے شک تیرا یہ کہنا بہتر ہے لیکن اگر میں ایک دن تیرے گھر میں داخل ہوں اور تو مجھے دیکھے کہ میں تیری لڑکی کے ساتھ کھیل رہا ہوں تو اس حالت میں تو میرے ساتھ کیا کرے گا؟ بادشاہ غضب ناک ہوا اور اس سے کہا کہ اے بدکار تو ایسی جرأت کرے گا۔ اس کے بعد عابد نے اس سے کہا کہ بے شک میرا رب ایسا کریم ہے کہ اگر میرے ایک دن میں ستر گناہ دیکھے تو مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا اور نہ مجھے اپنے دروازہ سے نکالتا ہے اور نہ مجھے اپنے رزق سے محروم کرتا ہے تو میں اس کا دروازہ کیسے چھوڑ سکتا ہوں اور ایسے شخص کا دروازہ کیسے پکڑوں جو مجھ سے گناہ واقع ہونے سے پہلے ناراض ہوتا ہے تو اس وقت کیا حال ہوگا اگر مجھے گناہ میں دیکھے گا عابد بادشاہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام دس چیزوں میں مبتلا

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام نے جنت میں درخت سے کھایا تو وہ دونوں دس چیزوں میں مبتلا ہوئے:

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان سے عتاب کیا اپنے فرمان

الم انهكما عن تلكما الشجرة

سے یعنی کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔

(۲) ان دونوں کے جسم سے جنت کا لباس گر گیا یہاں تک کہ ان کی شرم گاہیں ظاہر ہوگئیں۔ (۳) ان دونوں سے نور چھین لیا گیا۔ (۴) وہ دونوں جنت سے نکالے گئے۔ (۵) حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے سو برس تک جدا رہے۔ (۶) ان دونوں کی ابلیس لعین سے عداوت، (۷) ان دونوں کا معصیت پر نادم ہونا، (۸) ابلیس کا ان کی اولاد پر مسلط ہونا، (۹) مومنین بنی آدم کیلئے دنیا کو قید خانہ بنانا، (۱۰) رزق کی طلب میں ان کا تکلیف اٹھانا۔

شیطان دس چیزوں سے معتوب

اور جب ابلیس جنت سے ایلہ میں اتارا گیا اور وہ بصرہ ہے اور کہا گیا کہ بلسان

میں اتارا گیا تو وہ دس چیزوں سے معتوب ہوا: (۱) اس کا اپنی ولایت سے معزول ہونا کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کے فرشتوں کا پیشوا اور افسر اور جنت کے داروغوں میں سے ایک داروغہ تھا، (۲) ہمیشہ کیلئے اس پر جنت کا حرام ہونا، (۳) اس کی صورت کا مسخ ہونا، (۴) اس کے نام کا بدلنا، اس لیے کہ اس کا نام عزازیل تھا تو بدل کر ابلیس رکھ دیا گیا اور ابلاس کے معنی رحمت سے ناامید ہونے کے ہیں، (۵) اس کو بدبختوں کا امام بنایا گیا، (۶) قیامت تک اس پر لعنت برستی رہے گی، (۷) اس سے معرفت کا چھین لینا، تو تعظیم الٰہی ذرہ بھر بھی اس کے پاس باقی نہ رہی، (۸) توبہ کا دروازہ اس پر بند ہونا، (۹) ہر بھلائی سے اس کا خالی ہونا، (۰) دوزخیوں کا خطیب بنایا گیا۔

سورۃ مجادلہ کی برکتیں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کتاب اللہ میں ایک سورۃ پاتا ہوں اور اس کی تیس آیتیں ہیں جس نے سوتے وقت اس کو پڑھا اس کیلئے اس کے عوض میں تیس نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس سے تیس برائیاں مٹائی جائیں گی اور اس کیلئے تیس درجے بلند کیے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو اپنا بازو اس پر پھیلائے گا اور اس کو ہر چیز سے محفوظ رکھے گا حتی کہ وہ نیند سے بیدار ہو اور وہ سورۃ ''مجادلہ'' ہے اور جو اپنے پڑھنے والے کی طرف سے قبر میں لڑے گی وہ سورۃ ''ملک'' ہے۔

ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رہنے کا بہترین علاج

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل امین علیہ السلام نے ایک ایسی دوا بتائی ہے کہ اس کے علاوہ کسی اور دوا اور طبیب کی ضرورت نہ ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سی دوا ہے ہمیں بھی اس کے بارے میں بتائیں

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بارش کے پانی سے تھوڑا پانی لیا جائے اور اس پر سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص، سورہ فلق، سورہ ناس اور آیۃ الکرسی ہر ایک ستر بار پڑھی جائے اور سات دن تک صبح و شام وہ پانی پیا جائے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ بے شک مجھ سے جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کہ جس نے اس پانی کو پیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے ہر بیماری کو دور کرے گا اور تمام بیماریوں اور دردوں سے آرام پائے گا اور جس نے اس پانی سے اپنی بیوی کو پلایا اور اس کے ساتھ خلوت کی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاملہ ہو جائے گی۔ وہ پانی آنکھوں کو شفا دیتا ہے اور جادو کو دور کرتا ہے اور بلغم کو چھانٹا ہے اور سینہ اور دانتوں کے درد اور تخمہ اور پیاس اور پیشاب رکنے کو دور کرتا ہے اور پچھنے کی حاجت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں جن کی گنتی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

حاجت پوری ہونے کا عمل

خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے عبید بن محمد عیسیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کنانیؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ اولیاء اللہ میں سے نقباء کا مسکن مغرب ہے اور نجباء کا مسکن مصر ہے اور وہ ستر ہیں اور ابدال تین سو ہیں اور ان کی جائے سکونت ملک شام ہے اور غوث کا مسکن مکہ ہے اور اوتاد چالیس ہیں اور اخیار زمین میں سیر کرتے رہتے ہیں اور عمدہ زمین کے گوشوں میں ہیں تو جب تجھے کوئی مشکل پیش آئے تو اللہ تعالیٰ سے نقباء کے واسطہ سے پھر قطب غوث فرد جامع کے واسطہ سے دعا کرو پھر انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔

تنگ دستی دور کرنے کا بہترین وظیفہ

رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اپنے رزق کی کمی کی شکایت کی، آپ نے اس سے فرمایا کہ **سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم** صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھو اور ایک سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو

تو دنیا تیرے پاس ناک رگڑتی ہوئی آئے گی۔

قرض دور ہونے اور غنی ہونے کا وظیفہ

جس شخص نے بعد نماز جمعہ کہا:

یاغنی یاحمید یامبدیٔ یامعید یارحیم یاودود اغنٰی بحلا لک عن حرامک و اکفنی بفضلک عمن سواک قضی اللہ دینہ واغناہ عن خلقہ

ترجمہ: اے بے نیاز اے ستودہ اے ابتدأ پیدا کرنے والے۔ اے دوبارہ پیدا کرنے والے۔ اے رحم کرنے والے دوست مجھے اپنے حلال کے ذریعہ سے اپنے حرام سے بے پرواہ کردے گا اور اپنی مخلوق سے مجھے غنی کردے گا۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اگر اس نے ہر نماز کے اس پر ہمیشگی کی تو دوسرا جمعہ آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو غنی کردے گا۔

ہر رنج وغم دور کرنے کا وظیفہ

حدیث میں ہے کہ جب کسی شخص کو غم اور رنج پہنچے تو وہ یہ دعا پڑھے:

اللّٰھم انی عبدک وابن عبدک و ابن امتک نا صیتی بیدک و ماضٍ فیَّ حکمک عدل فیّ قضائک اسألک بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک اوانزلتہ فی کتاب من کتبک اوعلمتہ احدا من خلقک اواستأ ثرت بد فی علم الغیب عندک ان تجعل القراٰن العظیم ربیع قلبی و نور صدری و جلاء حزنی و ذھاب ھمی وغمی

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا بیٹا اور تیری بندی کا لڑکا ہوں میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے تو اپنے حکم میں جاری اور گزرنے والا ہے تو اپنے حکم میں عادل ہے میں تیرے ہر اس نام سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے بعد تو نے

اپنی ذات کا نام رکھا یا تو نے اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل کیا اور وہ سوال یہ ہے کہ تو قرآن عظیم کو میرے دل کو بہار اور تازگی اور میرے سینہ کا نور اور میرے غم کا جلا اور میرے غم کا دور ہوتا قرار دے۔

اللہ تعالیٰ اس کے رنج وغم کو خوشی اور مسرت سے بدل دے گا۔

دس کڑور نیکیاں

رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شب جمعہ کو دس مرتبہ کہا:

یادائم الفضل علی البریۃ یا باسط الیدین بالعطیۃ یا صاحب المواھب السنیۃ صل علیٰ محمّد خیر الوری سجیۃ واغفرلی

ترجمہ: اے مخلوق پر فضل کرنے والے اے بخشش کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلانے والے اے بخششوں کے مالک محمد ﷺ پر جواز روئے عادت کے تمام مخلوق سے بہترین رحمت بھیج اے اس زندگی میں صاحب بلندی کے میری مغفرت فرما۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس کڑور نیکیاں لکھے گا اور اس کی دس کڑور برائیاں مٹا دے گا اور اس کے لیے دس کڑور درجے بلند کرے گا۔

غنی اور مال دار ہونے کا وظیفہ

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بعد نماز جمعہ **"قل ھو اللہ احد"** ایک سو مرتبہ پڑھا اور رسول اللہ ﷺ پر ایک سو مرتبہ یہ دعا پڑھی:

اللّٰھم اکفنی جلالک عن حرامک واغنیٰ بفضلک عمن سواک

ترجمہ: اے اللہ! حلال کے ساتھ میری کفایت کر اور حرام سے بچا اور اپنے فضل سے اپنے ماسوائے مجھے بے پرواہ کر۔

تو دو جمعہ بھی اس پر نہ گزریں گے کہ اللہ تعالیٰ اس کو غنی کردے گا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک سو حاجتیں پوری کرے گا۔ ستر

آخرت کی حاجتوں سے اور تیس دنیا کی حاجتوں سے اور جو شخص جمعہ کے بعد "**سبحان اللہ العظیم بحمدہ**" ایک سو مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے ایک لاکھ گناہوں کو معاف کرے گا اور ایک لاکھ گناہ اس کے ماں باپ کے بخش دے گا۔ واللہ علم

عمر اور رزق میں برکت اور دشمن سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

حدیث میں ہے کہ جو شخص چاہے کہ اس کی عمر میں زیادتی کی جائے اور اس کے دشمن کے مقابلے میں اس کی مدد کی جائے اور اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور بری موت سے بچایا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ صبح شام یہ دعا پڑھے:

سبحان اللہ ملاء المیزان الخ والحمد للہ ملاء المیزان الخ ولآ الہ الا اللہ ملاء المیزان الخ و اللہ اکبر ملاء المیزان الخ

ناگہانی موت اور ایمان محفوظ رکھنے کا عمل

جو دعا ناگہانی موت کو باز رکھتی ہے اور رزق کو کشادہ کرتی ہے اور آگ سے آزاد کرتی ہے اور ایمان کو محفوظ رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ چار رکعتیں پڑھے ہر رکعت میں سورۃ "فاتحہ" اور کوئی دوسری سورۃ پڑھے اور قرأت کے بعد ایک سو مرتبہ استغفار پڑھے۔ اور اپنے ہر رکوع، سجدہ، قومہ اور جلسہ میں پچیس مرتبہ استغفار پڑھے پھر تشہد پڑھے اور سلام پھیرے اور پھر جو چاہے اس کی دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ واللہ اعلم

آخر سال کی دعائیں

ماہ ذی الحجہ میں جس نے سات مرتبہ حسب ذیل دعا کی تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ گناہ بخش دے گا جو اس سال میں ہوئے ہیں تو شیطان کہے گا کہ ہائے خرابی اور افسوس کہ اس شخص نے ایک ساعت میں جو گناہ ہوئے اس نے کیے ہیں ان سے توبہ کر لی ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم ماعملت من عمل فی ھذہ السنة مما نھیتنی عنه ولم ترضه و نسیته و لم تنسه و حملت عنی بعد قدر تک علی عقوبتی و دعوتنی الیٰ التوبة بعد جوأتی علیک فاغفرلی یا غفور

ترجمہ: اے اللہ! جس کام سے تو نے مجھے منع کیا تھا اور تو اس سے راضی نہ تھا میں نے اس سال میں اس کام کو کیا اور میں اس کو بھول گیا اور تو اس کو نہیں بھولا اور میرے عذاب پر قدرت کے باوجود مجھ سے تو نے اس کو اٹھایا دیا اور میری جرات گناہ کے باوجود تو نے توبہ کی طرف بلایا۔ پس اے غفور تو مجھے بخش دے۔

اور ایک روایت میں ہے: زوال سے قبل ذی الحجہ کے آخر دن میں چار رکعتیں اس طرح پڑھے اور ہر رکعت میں سات مرتبہ سورۃ ''اخلاص'' اور دس مرتبہ سورۃ ''کوثر'' پڑھے۔ پھر سلام پھیرے اور بعد میں یہ پڑھے:

لا اله الا اللہ و حدہ لا شریک له له الملک و له الحمد یحیی ویمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئٍ قدیر.

ترجمہ: کوئی معبود سوائے اللہ کے نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی زندہ ہے' مرے گا نہیں اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

پھر تین سو ساٹھ مرتبہ کہے:

استغفر اللہ الذی لا اله الا ھو الحی القیوم اتوب الیه

ترجمہ: مغفرت چاہتا ہوں اس اللہ پاک سے جس کا کوئی معبود نہیں مگر وہی اور وہی زندہ ہے اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ میں اپنے تمام گناہوں اور برے اعمال سے اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر بارہ مرتبہ درود بھیجے پھر:

اللّٰھم اغفرلی

سو مرتبہ کہے پھر سجدہ کرے اور ''یا رب'' سات مرتبہ کہے تو آسمان سے ایک فرشتہ

پکارے گا کہ خوش ہو جا بے شک اللہ نے وہ گناہ بخش دیئے جو تو نے اس سال میں کیے تھے لیکن اول سال کی دعا محرم کے پہلے دن میں یہ ہے کہ

اللّٰهم انت الا بدى القديم الحى القوى الكريم الحنان المنان و هذه سنة جديدة السألک فيها العصمة من الشيطان الرجيم و اوليائه و العون علے هذا النفس الا مارة بالسوء و الشَغل بما يقر بنى اليک يا ذا الجلال و الاكرام

ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیشہ رہنے والا قدیم زندہ قوی کریم احسان کرنے والا ہے۔ یہ جدید سال ہے میں تجھ سے شیطان مردو اور اس کے دوستوں سے محفوظ رہنے کی التجا کرتا ہوں اور اس نفس کے مقابلہ میں جو برائی کا حکم کرنے والا ہے مدد کی درخواست کرتا ہوں اور اے بزرگی اور اکرام کے مالک جو کام کہ مجھے تیرے قریب کردے اس میں مشغول رہنے کی استدعا کرتا ہوں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے شروع محرم میں دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ ''اخلاص'' تین مرتبہ پڑھی اور الذين قال لهم الناس الآيه۔ ہزار مرتبہ پڑھا پھر

يا كافى موسىٰ فرعون و يا كافى محمد الاحزاب.

ہزار مرتبہ کہا ''واكفتى ماهمنى'' سو مرتبہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ تمام سال سب غموں سے اس کی کفایت کرے گا اور جو شخص یہ دعا ضرور حاجت اور مشکل وقت میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ حاجت پوری ہوگی اور مشکل حل ہو جائے گی۔

ظالم اور بدزبان سے حاجت ہو تو یہ دعا پڑھے

جب تیری کوئی حاجت کسی کنجوس احمق شخص سے یا ظالم بادشاہ، یا ایسے بدزبان سے ہو جس کی بدزبانی سے ڈرتا ہو تو یہ دعا پڑھے:

اللّٰهم انت العزيز الكبير وانا عبدک الذليل الضعيف الذى لا

حول ولا قوة الا بک اللھم سخّرلی فلانا کما سخرت فرعون موسیٰ ولین لی قلبه کما لینت الحدید لھا ودفا نه لا ینطق الا باذنک ناصیته فی قبضتک و قلبه فی یدک جل ثناء و جھک یا ارحم الراحمین

ترجمہ: اے اللہ! تو بڑا غالب ہے اور میں تیرا ضعیف اور ذلیل بندہ ہوں گناہوں سے پھرنا اور اطاعت کی قوت تیرے ہی مدد سے ہے، اے اللہ میرے لیے فلاں شخص کو اس طرح مسخر کر دے جس طرح تو نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے فرعون کو تابع کیا تھا اور میرے لیے اس کا دل اس طرح نرم کر دے جس طرح تو نے حضرت داوٗد علیہ السلام کیلئے لوہے کو نرم کیا تھا، اس لیے کہ وہ صرف تیرے ہی حکم سے بولتا ہے اور اس کی پیشانی تیرے قبضہ میں ہے اور اس کا دل تیرے ہاتھ میں تیری ذات کی ثناء اور حمد بزرگ ہے۔اے ارحم الرحمین

داڑھوں کے درد کیلئے عمل

جو شخص داڑھوں کے درد میں مبتلا ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھے اور ان دونوں رکعتوں میں ''قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق'' پڑھے یا پہلی رکعت میں:

اولم یر الانسان انّا خلقنه من نطفةٍ فاذا ھوا خصیم مبین. و ضرب لنا مثلاً و نسی خلقهٗ ط قال من یحیی العظام وھی رمیم. قل یحییھا الذیٓ انشاھآ اول مرّة ط وھو بکل خلق علیم. الذی جعل لکم من الشجر الا خضر نارًا فاذآ انتم منه توقدون. اولیس الذی خلق السموات و الارض بقدرٍ علٓی ان یخلق مثلھم بلٰیق و ھوا الخلق العلیم. انمآ امرهٗ اذآ اراد شیئًا ان یقول لهٗ کن فیکون. فسبحٰن الذی بیدهٖ ملکوت کل شیٔ و الیه ترجعون.

اور دوسری رکعت میں سورۃ ''زالزال'' پڑھے۔

اذازلزلت الارض زلزالھا. واخرجت الارض اثقالھا وقال انسان مالھا. یومئذٍ تحدث اخبارھا بان ربک اوحی لھا یومئذٍ یصدر الناس اشتاتا لیثروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃٍ خیرًا یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃٍ شرًا یرہٗ

پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کیلئے چار رکعتیں پڑھے اور اس کی مثل یہ ہے کہ اس داڑھ پر **من یحیی العظام** سے آخر سورۃ تک پڑھے یا **لن ینال اللہ لحومھا** سے **المحسنین** تک پڑھے یا "**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**" پڑھے یا ایک لقمہ پر "**افا منوا ان یأتیھم غاشیۃ من عذاب اللہ**" پڑھے اور اس کو داڑھ کے اوپر رکھے یہاں تک کہ وہ لقمہ تر ہو جائے پھر وہ لقمہ کتے کو ڈال دے۔

ہر جائز دعا قبول ہونے کا عمل

مقاتل بن سلیمانؒ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے صبح کی نماز اپنے وقت پر پڑھی پھر اس دعا کے ساتھ دو سو مرتبہ دعا کی۔ کلام کرنے سے پہلے اگر اس کی دعا مقبول نہ ہوئی تو وہ مقاتل پر لعنت کرے اور وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم یا حی یا قیوم یا فرو یا وتر یا صمد یا سیّد یا من الیہ المستند یا من لم یلد ولم یو لد ولم یکن لہ کفواً احد.

اے اللہ، اے زندہ، اے ہمیشہ قائم رہنے والے، اے یگانہ، اے یکتا، اے بے نیاز، اے سردار، اے وہ ذات کہ اس کی طرف تکیہ ہے اے وہ ذات جو کسی کا باپ نہیں ہے میں تجھ سے ایسا اور ایسا سوال کرتا ہوں۔

ہر جائز حاجت پوری ہوگی

اور میں نے دوسرے نسخہ میں دیکھا ہے کہ امام شافعیؒ کا معمول یہ معمول تھا کہ جو شخص ایک سو مرتبہ کہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا دائم یافرد یا وتر یا احد یا صمد یا حیی یا قیوم

پھر سجدہ کرے اور اپنی حاجت طلب کرے تو اس کی حاجت پوری کی جائے گی۔

اور ایک دوسرے نسخہ میں دیکھا ہے کہ ایک سو مرتبہ پڑھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ما شاء اللہ کان لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یا قدیم یا وافی یا خفی یا قائم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

اور ایک نسخہ میں ہے کہ اس دعا کو تین دن متواتر پڑھے، انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔

علم حاصل کرتے وقت کی دعا

سبق پڑھتے وقت پڑھا جائے:

اللّٰھم الھمنی علما افقہ بہٖ اوا مرک و نواھیک وارزقنی فھما اعلم بہ کیف انا جیک یاارحم الراحمین اللھم ارزقنی فھم النبیین و حفظ المرسلین والھام الملائکۃ المقربین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم اکرمنی بنور الفھم اخرجنی من ظلمات الوھم وافتح لی ابواب رحمتک و اننشر علی حلتک یا ارحم الراحمین و من کلام الخضرا و غیرہ ینقتفع بھاقا ئلھا اوحاملھا

ترجمہ: اے اللہ! ایسا علم الہام کر کہ اس سے تیرے احکام اور نواہی کو خوب سمجھوں اور مجھے ایسی سمجھ عطا فرما کہ میں تجھ سے مناجات کرنا جان لوں۔ اے ارحم الرحمین۔ اے مولیٰ کریم! مجھے انبیاء کی سمجھ اور رسولوں کی یاد اور فرشتگان مقربین کا الہام اپنی رحمت سے عطا فرما اے ارحم الرحمین۔ اے مولیٰ کریم! نور فہم سے میرے سینہ کو منور کر دے اور وہم کی اندھیریوں سے مجھے نکال اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اے ارحم الراحمین۔ اور کلام خضر علیہ السلام یا ان کے غیر سے جس سے اس کا

کہنے والا یا اس کا اٹھانے والا نفع حاصل کرے۔

سألتک با لحواميم العظيمة وبالتسع المطولة القديمة
و بلامين والفرد المبدا به قبل الحروف المستقيمه
و بالقطب الكبير وصاحبيه و بالارض المقدسة الكريم
و بالقصر الذی عكفت عليه و فيه طيور اصحاب العزيمه
و بالمبسوط فی رق المعانی و بالميسور فی اهل الوليمه
و بالكهف الذی يدخل فيه ابوفتيا نها و ائ رقيمه
تفينی فی فؤا دی عين حب يروّی فی مسارحها ضميمه

ان بڑی سورتوں کے وسیلہ سے جن کے اول میں حٰم ہے اور قدیم بڑی نو سورتوں کے واسطہ سے اور آمین اور اس حرف فرد کے توسل سے کہ جس کے ساتھ ابتداء کی جاتی ہے جو حروف بماء مستقیم کے پہلے ہیں اور بڑے قطب اور ان کے دو صاحبوں کے بزرگ اور مقدس زمین کے ذریعہ سے اور کاخ بلند یعنی اس بیت المعمور کے توسل سے جس کے اوپر اور اس کے اندر اصحاب غرمیت کے پرندے یعنی انبیاء علیہم السلام کی روحیں معتکف ہیں اور بذریعہ لوح محفوظ جو باریک معانی کے بیان میں چھپایا گیا ہے اور اس آسانی کے توسل سے جو اصحاب دعوت ولیمہ کے حق میں ہوتی ہے اور اس غار اور شگاف کے واسطہ سے جس میں جوانان اصحاب کہف داخل ہیں اور آیت رقیم کے توسل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل میں محبت کا چشمہ جاری کر دے کہ اس چشمہ کی سیرگاہوں میں جو باہم ملے ہوئے ہیں دل سیراب ہو جائے۔

سایہ کا طول دیکھنے کا طریقہ

اذا اردت طول شئی عال
كالنخل والنبيان والجبال

جب کسی بلند چیز کے طول کو دیکھنے کا ارادہ ہو مثلاً درخت، خرما، عمارتیں اور پہاڑ

تو اپنے سایہ کی طرف قدموں سے دیکھو (قدم سے قد کا چھٹا حصہ مراد ہے) تو بے شک یہ ہمیشگی پر اصل اور قاعدہ ہے اگر اپنے قد کے طول کے سایہ کو چھ قدم پاؤ تو اس کے قوام اور اصل کو لو اگر ہر چیز کے سایہ کو دیکھنے کا ارادہ ہو اپنے وقت حاضر میں تو یہ اس کی مثل ہوگا اگر اس کے سایہ کو گزوں سے حساب کرنا ہو تو یہ اس شے کا طول ہوگا اور اگر میزان میں اس کے سایہ کو قد سے زیادہ پاؤ تو ایک قدم قد کا چھٹا حصہ ہے اور اس کا سایہ اس کے چھٹے حصہ کی نشانی ہے اور ایسے ہی نصف قدم یا دو قدم میں کر تو اس کو نشان کے مثل اعتبار کرو اور اگر اپنے سایہ کو دو قدم پاؤ تو بغیر شک کے سایہ اس کی دو مثل ہوگا پھر قیاس قریب سہل کے ساتھ سایہ کے کم ہونے کی وجہ سے قریب زوال کے ہے۔

مسئلہ اگر سایہ دو قدم ہے تو ہر چیز کا سایہ اس کا چھٹا حصہ ہے اگر سایہ دس گز ہے تو اس کا طول ساٹھ گز ہے یا اس کا سایہ بیس گز ہے تو اس کا طول ایک سو بیس گز ہوگا اور اسی طرح اور حساب کرو۔

کھٹملوں کو دور کرنے کا وظیفہ

تم کہو:

یھا البراغیث السودا نکم فرقة من الجنود من عهد عاد و ثمود اقسمت علیکم بالواحدا المعبود ان تکونوا عن جلدی بعود وان لا تقربو امنی الجا و دارسلت علیکم صاعقة مثل صاعقة عاد و ثمود و لکم علی من العهود انا لا اقتل منکم و الدا ولا مولود انفرو افور اعجلا بارک الله فیکم

ترجمہ: اے سیاہ کھٹملو! بے شک تم ایک فرقہ ہو عاد اور ثمود کے زمانہ کے لشکروں سے، میں تم پر اللہ واحد معبود کی قسم دیتا ہوں کہ میری کھال سے دور ہو جاؤ اور میری کھال کے قریب مت ہو، ورنہ میں تم پر عاد اور ثمود کی بجلی کے مثل بھیجو گا اور تمہارے لیے میری طرف سے وعدہ ہے کہ میں تم سے والد اور نو مولود کو نہ قتل کروں گا جلد نکلو اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے۔

نبی کریم ﷺ کے حج اور عمروں کی تعداد

نبی کریم ﷺ نے ہجرت سے پہلے ایک حج کیا تھا اور ہجرت کے بعد ایک ہی حج کیا تھا اور وہ حجۃ الوداع ہے اور آپ نے چار عمرے کیے تھے۔ ایک عمرہ (۶) چھ ہجری میں جس میں آپ عمرہ سے روک دیئے گئے تھے اور ایک عمرہ (۷) سات ہجری میں جو (۶) چھ ہجری والے عمرہ کی قضا تھی اور ایک عمرہ فتح مکہ کے سال اور ایک عمرہ اپنے طائف سے واپسی کے بعد کیا تھا۔

خلفاء راشدین کے حج اور عمروں کی تعداد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی مدت میں حج کے امیر ہو کر حج کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آخر خلافت میں ان کے ساتھ سرکار دو عالم ﷺ کی ازواج پاک نے حج کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں تین عمرے کیے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ کیا لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حج اور عمروں کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

حج کرنے والا آگ سے محفوظ رہا

بعض اخبار میں مذکور ہے کہ مغرب کے بعض مشائخ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص بنو کنانہ نے قتل کیا اور اس پر آگ جلا دی تو آگ نے اس پر کچھ اثر نہ کیا تو اس بزرگ نے فرمایا کہ شاید اس نے تین حج کیے ہوں تو لوگوں نے کہا کہ ہاں چنانچہ اس شخص نے فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ جس نے ایک حج کیا۔ اس نے اپنا فرض ادا کیا اور جس نے دو حج کیے۔ اس نے اپنے پروردگار کو فرض دیا اور جس نے تین حج کیے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بال اور اس کی کھال کو آگ پر حرام کیا۔

حیا اور بے حیائی

حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ حمام میں داخل ہوئے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ستر کھولے ہوئے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے اپنی آنکھیں بند کرلی تاکہ اس کے ستر کیلئے پردہ ہو جائے اور ان کی آنکھ سے وہ پوشیدہ رہے۔ اس مرد بے حیا نے امام ابوحنیفہؒ سے کہا کہ اللہ نے تمہاری آنکھیں کب سے لے لی ہیں؟ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ جس وقت سے اللہ نے تجھ سے حیا کو دور کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حمام سے چلے گئے۔

بنی آدم کے سال اور عمر کا حال

امام علی رضی اللہ عنہ سے بنی آدم کے سال اور عمر کا حال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان کو بارہ برس تک صبی کہا جاتا ہے پھر چوبیس سال تک غلام پھر چھتیس سال تک حدث (نوجوان) پھر اڑتالیس سال تک شباب (جوان) پھر ساٹھ برس تک کہل (ادھیڑ) پھر اسی (۸۰) سال تک شیخ پھر اس کے بعد ہرم (پیری) اور خرف (زیادہ عمر ہونے سے عقل کا تباہ ہونا) کہا جاتا ہے۔

زمین و آسمان کے طبقات کے مکین

شیخ سدیؒ نے اپنے استادوں سے نقل کیا ہے کہ زمین کے پہلے طبقہ میں رہنے والے انسان ہیں اور دوسرے طبقہ میں بانجھ ہوا یعنی بے کار ہوا اور تیسری تہہ میں جہنم کے وہ پتھر ہیں جن سے وہ بھڑکائی جاتی ہے اور چوتھی تہہ میں دوزخ کی گندھک ہے اور پانچویں تہہ میں جہنم کے سانپ ہیں اور چھٹی تہہ میں دوزخ کے بچھو ہیں اور وہ خچروں کی طرح ہیں اور ان کی دم نیزوں کی طرح ہیں اور ساتویں طبقہ میں ابلیس اور اس کا لشکر ہے۔

اور جو کہا گیا ہے کہ ہر زمین میں انسان ہیں تو یہ کسی خبر اور اثر میں ثابت نہیں ہے اور نہ اس سے انس حاصل ہے اگرچہ بعض صوفیہ سے مذکور ہے۔

اور جو لوگ تمام زمین کے مالک ہوئے ہیں وہ چار بادشاہ ہیں: دو مومن ہیں ایک سکندر ذوالقرنین اور دوسرے سلیمان علیہ السلام، اور دو کافر ہیں: ایک نمرود اور دوسرا شداد بن عاد۔

اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جو تمام دنیا کے بادشاہ ہیں وہ آٹھ ہیں: تین جنوں سے اور پانچ انسانوں میں سے، انسانوں میں بخت نصر کو زیادہ کیا ہے اور تین جنوں سے شمہورث، کمورث اور اسخ ہیں تو اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

آسمان پر رہنے والوں کی شکلیں پہلے آسمان کے رہنے والے بیلوں کی صورت پر ہیں اور وہ حفظہ کہے جاتے ہیں اور وہ لشکر ہے جن کے مالک اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ دوسرے آسمان کے صاحب دریائیل ہیں اور ان کا لشکر گھوڑوں کی صورت پر ہے اور تیسرے آسمان کے صاحب جحبائیل ہیں اور ان کا لشکر پرندوں کی شکل پر ہے اور وہ ہر قسم کے رنگوں پر ہیں اور ان میں سے ہر ایک کیلئے ستر بازو ہیں اور چوتھے آسمان کے صاحب صلصائیل ہیں اور ان کا لشکر عقاب کی صورت پر ہے ان میں سے ہر ایک کیلئے ہزار بازو ہیں اور پانچویں آسمان کے مالک سمخیائیل ہیں اور ان کا لشکر لڑکوں کی شکل پر ہے اور ان میں سے ہر ایک کیلئے ستر ہزار لغت ہیں اور چھٹے آسمان کے صاحب صوریائیل ہیں ان کا لشکر سیاہ آنکھ والی حوروں کی صورت پر ہے۔ ان کی تسبیح سے مشک خالص کی خوشبو نکلتی ہے اور ساتویں آسمان کے صاحب بنیائیل علیہ السلام ہیں اور ان کا لشکر بنی آدم کی صورت ہے۔ وہ بنی آدم کیلئے استغفار کرتے ہیں اور جو ان میں سے فوت ہے اس پر وہ روتے ہیں۔

جھوٹا مدعی نبوت

ایک شخص نے خلیفہ مامون رشید کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی اور اس کو حاضر کیا گیا اس سے پوچھا کہ تیری نبوت کی کیا علامت ہے۔ اس مدعی نبوت نے خلیفہ سے کہا کہ میری نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل میں ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم کہتے ہو کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس کے بعد خلیفہ نے اس کو ایک مدت تک قید رکھا پھر اس

کو حاضر کیا گیا اور اس سے خلیفہ نے پوچھا کہ کیا تیری طرف کچھ وحی آئی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ خلیفہ نے کہا: یہ کیوں؟ اس نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرشتے قید خانہ میں داخل نہیں ہوتے۔ خلیفہ اس سے ہنسا اور اس کو آزاد کر دیا اور ایک دوسرے شخص نے بھی خلیفہ مامون کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا تو خلیفہ کے سامنے اس کو حاضر کیا گیا اور ثمامہ کو حکم دیا کہ اس سے پوچھے کہ اس کی نبوت کی کیا علامت ہے؟ ثمامہ نے اس سے نبوت کی نشانی دریافت کی اس نے کہا کہ میری نبوت کی علامت یہ ہے کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے اور میں تیرے سامنے اس سے نکاح کروں اور اس لیے ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو اپنی ولادت کے وقت گواہی دے گا کہ میں نبی ہوں۔ یہ سن کر ثمامہ نے اس سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ تو نبی ہے۔ مامون نے اس سے کہا کہ اے ثمامہ کس قدر جلدی تو اس پر ایمان لایا۔ ثمامہ نے کہا کہ کیا آپ پر یہ بات زیادہ آسان ہے کہ وہ میری بیوی کے ساتھ ایسا اور ایسا کرے اور اس کی طرف دیکھوں۔ یہ سن کر مامون ہنسے اور اس پاگل کو دربار سے نکال دیا۔

طلسمی شمعدان

سلطان کامل کے پاس ایک طلسمی شمعدان تھا، اس میں دروازے تھے جب ایک گھنٹہ گزر جاتا تھا تو ایک دروازہ سے ایک شخص نکلتا تھا اور سلطان کی خدمت میں کھڑا رہتا تھا یہاں تک کہ وہ گھنٹہ گزر جاتا تھا پھر دوسرے دروازہ سے ایک شخص نکلتا تھا اور وہ بھی گھنٹہ بھر کھڑا رہتا تھا اور یہی حالت بارہ گھنٹے تک تمام دروازوں کی رہتی تھی جب رات ختم ہو جاتی تھی تو ایک شخص شمعدان کے اوپر سے نکلتا تھا اور کہتا تھا کہ اے سلطان! صبح ہوگئی ہے چنانچہ وہ باخبر ہو جاتا تھا کہ فجر طلوع ہوگئی اور نماز کیلئے تیار ہوتا تھا۔

بولنے والا آبخورہ

سلطان موید کیلئے ایک آبخورہ بنایا گیا تھا جب وہ پانی پی کر فارغ ہوتا تھا تو اس

نے ایک آواز سنتا تھا وہ اس سے کہتا تھا کہ تیرے لیے صحت اور عافیت ہے۔

یحییٰ بن خالد برمکی کا دلچسپ فیصلہ

ایک شخص نے یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس ایک قصہ پیش کیا وہ کہتا تھا کہ ایک تاجر مسافر مر گیا ہے اور اس نے ایک حسینہ لڑکی اور ایک شیر خوار لڑکا اور مال کثیر چھوڑا ہے اور وزیران کا زیادہ مستحق ہے تو یحییٰ نے اس کی درخواست پر لکھا کہ مرنے والے پر اللہ رحم کرے۔ لڑکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ لڑکے کی پرورش کرے اور مال محفوظ رکھے اور جو شخص کہ ہمارے پاس اس کی سعی کرنے والا اور چغلی کھانے والا ہے، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

آگ سے محفوظ رہے

حضرت ابراہیم آجریؒ اینٹوں کے بھٹے میں آگ جلاتے تھے۔ ایک یہودی کا آپ نے قرضہ دینا تھا تو وہ یہودی قرض مانگنے کیلئے آیا۔

حضرت ابراہیم آجریؒ نے اس سے کہا کہ اسلام آگ میں داخل نہ ہوگا۔ اس یہودی نے کہا کہ ہم تم ضرور آگ میں داخل ہوں گے کیونکہ تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو کہ **وان منکم الا واردھا** تم میں سے ہر ایک کا جہنم سے گزر ہوگا اگر تم محبوب رکھتے ہو کہ میں اسلام لاؤں تو مجھے کوئی چیز دکھلاؤ کہ میں اس سے اسلام کی بزرگی پہچان جاؤں۔ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ اپنی چادر لاؤ تو اس نے چادر دے دی تو آپ نے اس کی چادر کو اپنی چادر میں لپیٹا اور دونوں چادروں کو بھٹے میں ڈال دیا۔ بھٹہ آگ سے شعلہ مار رہا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابراہیمؒ بھٹے میں داخل ہوئے اور دونوں چادروں کو نکال لائے تو دیکھا کہ یہودی کی چادر جل گئی تھی اور حضرت ابراہیمؒ کی چادر نہ جلی تو ابراہیمؒ نے کہا کہ اسی طرح ہمارا آگ میں داخل ہونا ہوگا کہ تم جل جاؤ گے اور میں سلامت رہوں گا چنانچہ یہودی پر اسلام حقانیت ظاہر ہوگئی اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ایک بڑھیا

حضرت سلیمان علیہ السلام خشک کدو سے تونبیاں (یعنی کاسہ جو فقیروں کے پاس ہوتا ہے۔) بناتے اور ان کی قیمت سے اپنے اور اپنی اولاد پر خرچ کرتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ فلاں مکان کی طرف جائیں اور اس میں ایک صالح عورت ہے اور اس کی لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو خوراک، کپڑے اور جس چیز کی ان کو ضرورت ہو وہ پوری کریں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ یقیناً جانتا ہے کہ میں محتاج ہوں، دنیا سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ دنیا سے جو کچھ چاہو ہم سے مانگ لو جب آپ کو طلب دنیا میں اجازت ملی تو آپ نے ایسا ملک مانگا کہ میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو جب دنیا ان پر وسیع ہوگئی تو اس عورت کو ایک مدت تک بھول گئے پھر اس کو یاد کیا اور اس کے پاس پیدل گئے جب اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی ایک لڑکی باہر نکلی اور اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اندر داخل ہونے کی اجازت دی چنانچہ اندر داخل ہوئے۔ ایک بڑھیا عورت کو دیکھا کہ وہ ایک اندھیری کوٹھری میں بیٹھی ہوئی ہے۔ اس عورت نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ اے سلیمان علیہ السلام! تمہارے رب نے میرے لیے وصیت کی ہے لیکن تم دنیا میں مشغولی کی وجہ سے مدت دراز تک مجھے بھول گئے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے معذرت کی اور اس کیلئے اس قدر وظیفہ مقرر کر دیا جو اس کو کافی ہو۔

ایک عابد کا کھانے کیلئے قید ہونا

ایک زاہد و پرہیز گار نے کھانے کی خوشبو سونگھی اور دل میں کو اس کے کھانے کی خواہش ہوئی چنانچہ وہ بازار کی طرف اس شخص کے پیچھے چل پڑے جو کھانے لیے جا رہا تھا اور اس نے ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ پکار رہا ہے کہ مرغابی فروش نے فلاں کی

جیب سے کچھ درہم چرائے ہیں چنانچہ لوگوں نے زاہد کو پکڑ لیا۔ حاکم نے اس کو جیل خانہ میں بھیج دیا اور وہ مذکورہ کھانا جیل میں پڑے لوگوں میں سے کسی کیلئے بھیجا گیا تھا چنانچہ جب وہ کھانا اس امیر کے سامنے رکھا گیا تو اس نے زاہد سے کہا کہ ہمارے ساتھ کھاؤ تو زاہد نے اس کے ساتھ کھایا یہاں تک کہ آسودہ ہوگیا پھر اس نے کہا کہ اے میرے معبود تو اس پر قادر تھا کہ چوری کی تہمت کے بغیر مجھے یہ کھانا کھلا دیتا تو اس نے ہاتف غیبی سے سنا وہ کہتا تھا کہ جس نے مردار طلب کیا تو اس کو کتے کے کاٹنے پر صبر کرنا چاہیے اور اس نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ ہم نے اس چور کو پایا جس نے درہم لیے تھے، اس لیے مرد مسافر کو چھوڑ دو چنانچہ لوگوں نے زاہد کو رہا کر دیا۔

ہر شخص کے ساتھ فرشتے ہیں

علامہ قرطبیؒ نے فرمایا کہ ہر شخص کے ساتھ یکے بعد دیگرے آنے والے بیس فرشتے ہیں جو حکم الٰہی سے اس کی حفاظت کرتے ہیں اور زمین کی کوئی زراعت اور درختوں پر پھل اور زمین کی اندھیریوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں ہے کہ جس پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** نہ لکھا ہوا ہو کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے۔

امیر کا خزانہ زمین میں دھنسنا اور فقیر کو ملنا

دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں پھر دونوں پلٹے اور آسمان پر باہم ملے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ تم کہاں تھے؟ اس نے کہا کہ میں مشرق میں تھا۔ مجھے میرے پروردگار نے ایک شخص کے خزانہ کی طرف بھیجا تھا۔ میں نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور دوسرے نے کہا کہ مجھے میرے رب نے بھیجا تھا کہ خزانہ کو لوں اور اس کو مغرب میں ایک شخص کے گھر میں رکھ دوں اور اس کے پاس نہ تو کوئی درہم ہے اور نہ کوئی دینار۔ اس قصہ کو رضوان جنت نے سنا اور ان سے کہا کہ میرا قصہ تم دونوں کے قصہ سے زیادہ عجیب ہے۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا کہ اس فقیر کے گھر

جاؤں اور اس خزانہ کو شمار کروں کہ وہ کتنے درہم اور کتنے دینار ہیں تو میں نے اس کو گنا پھر مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا کہ فقیر اور صاحب خزانہ کیلئے ہر درہم اور دینار کے عدد کے موافق جنت میں محل بناؤں تو ان دونوں فرشتوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے رب! اس کرامت پر جس کی وجہ سے تو نے صاحب خزانہ اور فقیر کو بزرگی دی ہے ہم کو مطلع فرما تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ صاحب خزانہ جبکہ اس کا خزانہ زمین میں دھنسا دیا گیا تو اس نے کہا:

الحمد لله الذی جعلنی راضیا بقدرہ

ترجمہ: پہلے سب تعریف اس ذات پاک کی ہے جس نے مجھے اپنے قدر پر راضی کیا۔
اور فقیر خزانہ سے اترایا نہیں اور اس نے کہا:

الحمد لله الذی فی خزائنة مالا یحوجنی الیٰ غیدہ

ترجمہ: اس اللہ کا شکر ہے کہ جس کے خزانوں میں ایسی چیز ہے جو مجھے اس کے غیر کی طرف محتاج نہیں بناتی ہے۔

جهد البلا کے معنی

صلی الله تعالیٰ و علیه اله وسلم من جهد البلاء و اختلف فی معناه فقال عمر رضی الله عنه هو قلة المال و کثرة العیال و قال غیره هو الجار السؤو الرسول البطی والمرأة المخاصمة والحطب الرطب و السراج المظلم والبیت الذی یند لف با لمطرو انتظار غائب علی مائدة حضرت و هرة تعوی

ترجمہ: سرکار دو عالم ﷺ نے مصیبت کی سختی سے پناہ مانگی اور جهد البلا کے معنی میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مال کی قلت اور اولاد کی کثرت ہے اور ان کے غیر نے کہا کہ اس سے برا پڑوسی اور سست چال قاصد اور جھگڑالو عورت مراد ہے اور تر لکڑی اور اندھیرا چراغ اور گھر جو بارش سے گر جاتا ہے اور دستر خوان حاضرہ پر غائب کا انتظار کرنا حالانکہ بلی بولتی ہے مراد ہے۔

ایمانداری کا صلہ

ایک شخص محتاج تھا اور اس کی بیوی نیک عورت تھی چنانچہ بیوی نے اس سے کہا کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ وہ شخص حرم کعبہ کی طرف نکلا تو اس نے ایک ایسی تھیلی دیکھی جس میں ایک ہزار اشرفیاں تھیں۔ (یہ دیکھ کر) وہ خوش ہوا اور اس کو اپنی بیوی کے پاس لایا۔ بیوی نے اس سے کہا کہ حرام کی پڑی ہوئی چیز کیلئے منادی کرنا ضروری ہے چنانچہ وہ شخص حرم کی طرف نکلا تا کہ اس کی منادی کرے تو اس نے ایک پکارنے والے کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ کس نے ایسی تھیلی پائی ہے جس میں ہزار اشرفیاں ہیں۔ (یہ سن کر) اس شخص نے کہا کہ وہ تھیلی مجھے ملی ہے تو پکارنے والے نے کہا کہ وہ تیرے لیے ہے اور اس کے ساتھ نو ہزار اور ہیں۔ اس نے کہا کہ اے شخص! کیا تم مذاق کر رہے ہو، اس نے کہا کہ بخدا نہیں۔ ایک عراق کے باشندہ نے مجھے دس ہزار اشرفیاں دی تھیں اور مجھ سے کہا تھا کہ اس میں سے ایک ہزار تھیلی میں رکھو اور اس کو حرم کعبہ میں پھینک دو اور لوگوں کو ندا دو تو جس شخص نے اس کو لیا ہوگا اگر وہ تیرے پاس آئے تو اس کو بقیہ نو ہزار بھی دے دینا کیونکہ وہ امین ہے اور امین خود بھی کھاتا ہے اور صدقہ بھی کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی محبوب چیزیں

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری دنیا سے تین چیزیں مجھے محبوب ہیں: عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: حضور نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھنا، حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھنا اور اپنا مال آپ (ﷺ) پر خرچ کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: اچھے کاموں کا حکم کرنا، برے کاموں سے منع کرنا اور حق بات کہنا اگرچہ وہ کڑوی ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسندیدہ ہیں: کھانا کھلانا، اسلام کا پھیلانا اور ظاہر کرنا اور رات میں نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبوب چیزیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: تلوار سے مارنا، مہمان نوازی کرنا اور گرمیوں میں روزہ رکھنا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی محبوب چیزیں

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: امانت کا ادا کرنا، رسالت کا پہنچانا اور مسکینوں کو محبوب رکھنا۔

اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزیں

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: ذکر کرنیوالا دل، مصیبت پر صبر کرنے والا بدن اور شکر کرنے والی زبان۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب چیزیں

امام ابوحنیفہؒ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک مجھے بھی تین چیزیں

محبوب ہیں: لمبی راتوں میں علم حاصل کرنا، بڑائی اور تعلّی کا ترک کرنا اور دنیا کے کاموں سے دل کا خالی ہونا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب چیزیں

امام مالکؒ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: رسول اللہ ﷺ کے روضہ میں آپ کی ہمسائیگی میں رہنا، آپ کے روضہ انور کی ملازمت کرنا، اہل بیت اور آپ کے خاندان کی تعظیم کرنا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی محبوب چیزیں

امام شافعیؒ کے پاس جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی تین چیزیں پسند ہیں: لوگوں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے معاشرت کرنا، جو کام تکلیف تک نہ پہنچائے اس کو ترک کرنا اور تصوف کے طریقہ کی پیروی کرنا۔

امام احمد بن حنبلؒ کی محبوب چیزیں

امام احمد بن حنبلؒ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے بھی تین باتیں محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ان کے اخبار میں متابعت کرنا، آپ کے انوار عظیمہ سے برکت حاصل کرنا اور آپ کے اور آثار میں ادب کے ساتھ چلنا۔

عورت کی عیاری

ایک شخص بہت ہی غیرت مند تھا اور نیک تھا۔ اس کی بیوی خوبصورت تھی۔ اس کے پاس ایک بات کرنے والا پرندہ تھا جو باتیں کرتا تھا، اس نیک بندہ نے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے پرندہ کو حکم دیا کہ اس کی غیر موجودگی میں جو بات اس کی بیوی کو پیش آئے اس سے اس کو آگاہ کرے۔ بیوی کا ایک یار تھا جو ہر روز اس کے پاس آتا تھا

چنانچہ جب وہ سفر سے آیا تو پرندہ نے اس کو اطلاع دی۔ اس نے اپنی بیوی کو زدوکوب کیا عورت نے سمجھا کہ یہ کام پرندہ کا ہے چنانچہ اس نے اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ رات کو چھت پر چکی پیسے اور اس نے پرندہ کے پنجرہ پر بوریا رکھ دیا اور اس پر پانی چھڑک دیا اور چراغ کی روشنی میں آئینہ ظاہر کیا۔ اس کی شعاع دیواروں پر پڑی (یہ دیکھ کر) پرندہ نے گمان کیا کہ یہ آواز رعد (بادل کی کڑک کی ہے) اور پانی بارش کا ہے اور چمک بجلی کی ہے۔

جب دن نکلا تو پرندہ نے اس شخص سے کہا کہ اے میرے مالک! اس کڑک، بارش اور بجلی میں رات کے وقت تیرا کیا حال تھا؟ یہ سن کر اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے۔ رات تو گرمی تھی۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا کہ اس کے جھوٹ کو دیکھو اس نے جو کچھ میرے بارے میں تم سے کہا ہے وہ سب جھوٹ کہا ہے چنانچہ اس شخص نے اپنی بیوی سے صلح کر لی اور راضی ہو گیا پھر اس نے پرندہ سے کہا کہ تو تہمت باندھتا ہے۔ پرندہ نے اپنی چونچ سے اپنے بدن میں مارا یہاں تک کہ اس کو خون آلودہ کر دیا پھر اپنے مالک سے بیع کا مطالبہ کیا چنانچہ اس نے اپنی بیوی کے حکم سے اس کو فروخت کر دیا تاکہ بیوی کو اس سے راحت مل جائے۔ واللہ اعلم

جس گھر میں کتا یا تصویر ہو تو اس گھر میں فرشتے نہیں آتے

جس گھر میں کتا یا تصویر ہوتی ہے تو اس میں فرشتوں کے داخل نہ ہونے کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ کتا ابلیس لعین کے لعاب دہن سے پیدا کیا گیا ہے کیونکہ اس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کے اوپر تھوک دیا تھا حالانکہ وہ مٹی تھے تو اس تھوک کو فرشتوں نے صاف کیا اور وہ ان کی ناف کی جگہ ہوئی اور کتا اس مٹی سے پیدا کیا گیا جس پر ابلیس نے تھوکا تھا۔ تصویر اور کتا جہاں ہو وہاں فرشتے جمع نہیں ہو سکتے اور بے شک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والوں پر لعنت کی ہے۔

کتے کی اچھی عادتیں

بعض لوگوں نے کہا کہ کتے میں چند ایسی عادتیں ہیں کہ اگر وہ بنی آدم میں

ہوتیں تو وہ اعلیٰ درجات پر پہنچ جاتا۔ ان میں چند یہ ہیں کہ نیک لوگوں کی طرح ہے اور متوکلوں کی طرح اس کیلئے کوئی مکان معروف نہیں ہے اور محبوں کی شکل کہ کتا رات کو بہت ہی کم سوتا ہے اور پرہیز گاروں کی طرح اس کیلئے مال نہیں ہے اور مریدوں کی طرح وہ اپنے مالک کو چھوڑتا نہیں اگرچہ وہ اس پر ظلم کرے اور تواضع کرنے والوں کی طرح وہ زمین سے راضی رہتا ہے اور راضی لوگوں کی طرح جس مکان سے وہ دوسری جگہ نکال دیا جاتا ہے تو پہلے مکان کی طرف پھر واپس آتا ہے اور خشوع کرنے والوں کی طرح جب وہ مارا جاتا ہے پھر اس کو کوئی چیز ڈالی جاتی ہے تو وہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے اور بلا کینہ کے اس کو لے لیتا ہے۔

مخلوق پر شفقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مولیٰ کریم مجھے وصیت فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم مخلوق پر شفقت کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ٹھیک ہے مولیٰ کریم جیسے تیرا حکم ہو تو اللہ جل شانہ نے چاہا کہ فرشتوں کیلئے موسیٰ علیہ السلام کی شفقت ظاہر کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو چڑیا کی صورت میں اور جبرئیل علیہ السلام کو شاہین کی صورت میں بھیجا کہ یہ اس کو ہنکائے تو چڑیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آئی اور کہا کہ مجھے شاہین سے پناہ دیجئے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا۔ اس کے بعد شاہین آیا اور کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھ سے یہ چڑیا بھاگی ہے اور میں بھوکا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے گوشت سے تیری بھوک کو ختم کرتا ہوں تو شاہین نے کہا کہ میں سوائے آپ کی ران کے اور کچھ نہ کھاؤں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اچھا پھر شاہین نے کہا کہ میں تو صرف آنکھیں کھاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں ہاں۔ اس کے بعد شاہین نے کہا کہ یا کلیم اللہ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کیلئے بھلائی ہے۔

میں جبرئیل امین علیہ السلام ہوں اور یہ چڑیا میکائیل علیہ السلام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ

نے آپ کے پاس ہمیں بھیجا ہے تا کہ وہ آپ کی شفقت فرشتوں پر ظاہر کرے اور یہ فرشتوں کی قول کی تردید کیلئے ہے اور وہ قول یہ ہے کہ

اتجعل فیھا من یفسد فیھا الآیہ

یعنی اے اللہ! تو زمین میں ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد کرے گا۔

ہر چیز جوڑا پیدا ہوئی ہے

حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کرسی پر یہ کہتے سنا کہ مجھ سے عرش کے نیچے اور اس کی علاوہ کی جو بات چاہو پوچھ لو تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تیری داڑھی کے بال جفت ہیں یا طاق۔ یہ سن کر وہ پریشان ہو کر خاموش ہو گیا پھر اس نے عرض کیا کہ اے نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس کے بارے میں معلوم نہیں آپ ہی بتا دیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ جفت ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ من کل شئی خلقنا زوجین یعنی ہر چیز ہم نے جوڑا پیدا کی ہے۔

داڑھی میں کنگھی کرنا

حضرت وہب بن منبہؒ نے فرمایا کہ جس نے بغیر پانی کے اپنے داڑھی میں کنگھی کی تو اسے غم زیادہ ہوگا اور جس نے پانی کے ساتھ کنگھی کی تو اس کا غم کم ہوگا اور جس نے یکشنبہ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی خوشی زیادہ کرے گا اور جس نے دوشنبہ کو کنگھی کی تو اس کی ضرورتیں پوری ہوں گی اور سہ شنبہ کو جس نے کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی امید کو پورا کرے گا اور جس نے چارشنبہ کو کنگھی کی تو اللہ جل شانہ اس کیلئے نعمت کو زیادہ فرمائے گا اور جس نے پنج شنبہ کو کنگھی کی تو خداوند کریم اس کی نیکیوں میں زیادتی کرے گا اور جس نے جمعہ کے دن کنگھی کی تو اللہ اس کی خوشی زیادہ کرے گا اور جس نے شنبہ کو کنگھی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بری باتوں سے پاک کرے گا اور جس نے کھڑے ہو کر کنگھی کی تو اس پر قرض کا بار ہوگا اور جس نے بیٹھ کر داڑھی میں کنگھی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا۔

انسان کو جو سب سے بہترین چیز دی گئی ہے وہ عقل ہے

بعض علماء سے پوچھا گیا کہ جو چیزیں انسان کو دی گئی ہیں ان میں سے سب سے بہتر کونسی چیز ہے؟ انہوں نے کہا کہ عقل کامل۔ پوچھا گیا کہ اگر عقل کامل نہ ہو تو فرمایا کہ عمدہ ادب، کہا گیا کہ اگر عمدہ ادب بھی نہ ہو تو؟ جواب دیا کہ طویل سکوت۔ پوچھا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا اپنے نیک بھائی سے مشورہ کیا کرے۔ دریافت کیا گیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو کہا کہ فوری موت اس کیلئے سب سے بہتر ہے۔

اسی وجہ سے کہا گیا کہ آدمی تین قسم کے ہیں: ایک مرد کامل ہے وہ عقل مند ہے۔ (۲) آدھا مرد ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اسے عقل تو نہ ہو لیکن اپنے عزیز سے مشورہ لیتا ہو اور (۳) مرد لاشے ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ نہ تو اسے عقل ہو اور نہ اپنے غیر سے مشورہ لیتا ہو۔ اور یہ تیسرا شخص وہ ہے جو اس حکایت سے ثابت ہوتا ہے اور وہ حکایت یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے ایک پچھنا لینے والے شخص کے پاس ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ بادشاہ کی فصد لے چنانچہ بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے اس حجام سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ بادشاہ کی ایسے مقام سے فصد لے کہ اس میں اس کی ہلاکت ہو جائے جس کے معاوضہ میں تجھے ایک ہزار اشرفیاں دی جائیں گی جب حجام بادشاہ کے پاس آیا تو اس نے اپنی عقل کے ذریعہ سے اس کام کو انجام تک پہنچانے کیلئے غور کیا چنانچہ بادشاہ نے اس کو فکر مند دیکھا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تم فکر مند نظر آرہے ہو کیا وجہ ہے؟ تو اس حجام نے بادشاہ کو تمام قصہ سنایا تو یہ سن کر بادشاہ نے حجام کو دس ہزار اشرفیاں دیں اور اپنے چچازاد بھائی کو قتل کر دیا کیونکہ اس کو عقل تھی اور صاحب مشورہ تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارے گئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مروت اور دین لے کر آدم علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت آدم علیہ السلام سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ ان میں جس کو چاہو اختیار کر لو چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے عقل کو اختیار کیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مروت اور دین سے کہا کہ تم دونوں آسمان پر چڑھ جاؤ۔ ان دونوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم عقل سے جدا نہ ہوں۔

خاموشی کے فوائد

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ خاموشی میں سات ہزار بھلائیاں ہیں اور وہ سات کلموں میں جمع کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے پہلا کلمہ یہ ہے کہ خاموشی بغیر تکلیف کے عبادت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ وہ بغیر زیور کے زینت ہے اور تیسرا یہ ہے کہ وہ بغیر سلطنت اور غلبہ کے ہیبت ہے اور چوتھا کلمہ یہ ہے کہ بغیر دیوار کے قلعہ ہے اور پانچواں یہ ہے کہ فضول کلام سے عذر کرنے سے غناء ہے اور چھٹا یہ ہے کہ کراماً کاتبین کیلئے راحت ہے۔ ساتواں یہ ہے کہ اس میں ان عیبوں سے پردہ پوشی ہے جو بیہودہ کلام سے پائے جاتے ہیں اور جن سے جاہل پہچانا جاتا ہے۔

جاہل کی عادتیں

جاہل کی چھ عادتیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ بغیر کسی وجہ کے غصہ کرنا، (۲) بلانفع کے کلام کرنا، (۳) بغیر موقع بخشش کرنا، (۴) ہر شخص سے راز ظاہر کرنا، (۵) ہر شخص کے ساتھ فراخی سے پیش آنا، (۶) اپنے دوست کو اپنے دشمن سے نہ پہچاننا (یعنی اپنے دوست اور دشمن میں تمیز نہ کرنا۔)

چغل خوری کا وبال

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خشک سالی کی وجہ سے بارش کیلئے تین مرتبہ نکلے لیکن بارش نہ ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: مولیٰ کریم! تیرے بندوں نے تین مرتبہ باران رحمت کو طلب کیا لیکن تو نے پانی نہ برسایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ بے شک ان میں سے ایک شخص چغل خور ہے اور وہ چغل خوری پر جما ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے مولیٰ کریم! وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! میں چغلی سے منع کرتا ہوں اور میں ہی چغل خور بنوں چنانچہ سب نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر باران رحمت نازل فرمایا۔

گناہ کبیرہ کی تعداد

علماء نے کبیرہ گناہوں کی تعداد میں اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا گناہ کبیرہ وہ ہے جو حد شرعی واجب کرے اور بعض نے کہا کہ گناہ کبیرہ وہ ہے جس کے کرنے والے کو وعید شدید لاحق ہو۔

اور بعض نے کہا کہ اس کے علاوہ ہے اور کبیرہ گناہوں کو ابو طالب مکیؒ نے جمع کیا ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ان میں سے چار گناہ دل میں ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) معصیت پر اصرار کرنا، (۳) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، (۴) امر مکروہ سے مامون ہونا، اور تین شکم میں ہیں: (۱) شراب پینا، (۲) سود کھانا، (۳) یتیم کا مال کھانا اور دو شرم گاہ سے تعلق رکھتے ہیں: زنا اور اغلام۔ اور دو گناہ ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں: چوری اور قتل۔ ایک گناہ پاؤں سے تعلق رکھتا ہے: جنگ سے بھاگنا۔ اور چار زبان سے تعلق رکھتے ہیں: (۱) جھوٹی گواہی دینا، (۲) پارسا پاک عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا، (۳) جادو اور (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ ایک گناہ تمام بدن میں ہے: وہ والدین کو اذیت دینا اور ان کی نافرمانی کرنا اور روضہ میں ایک بات زیادہ ہے یعنی وہ جھوٹ جس میں ضرر ہے یا بیوی کا اپنے میاں سے انکار کرنا ہے اور نیز اہل اصلاح کے بارے میں چغلی اور غیبت کرنا ہے۔

پانچ تاریکیاں اور پانچ چراغ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تاریکیاں پانچ ہیں اور ان کے چراغ بھی پانچ ہیں: گناہ تاریکی ہے اس کا چراغ توبہ ہے۔ قبر اندھیری ہے اور اس کا چراغ نماز ہے۔ ترازوئے عمل اندھیری ہے اور اس کا چراغ توحید ہے۔ قیامت تاریکی ہے اور اس کا چراغ عمل صالح ہے۔ پل صراط اندھیری ہے اور اس کا چراغ یقین ہے۔

زندہ شخص کا جنت کی سیر کرنا

شریک عمری رضی اللہ عنہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس کنوئیں کی طرف گئے جو بیت المقدس میں واقع ہے تاکہ اس سے پانی بھریں لیکن ڈول ٹوٹ گیا چنانچہ وہ کنوئیں میں اترے تاکہ ڈول نکالیں، انہوں نے جنت کی طرف ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا اس نے ان کا ہاتھ پکڑا اور ان کو جنت میں داخل کر دیا۔

شریک عمری رضی اللہ عنہ جنت میں چلے اور انہوں نے جنت کے ایک درخت کے پتے توڑے اور کنوئیں کی طرف واپس آئے اور ان پتوں کو لے کر کنوئیں سے باہر نکلے اور بیت المقدس کے مہتمم کو اس کی اطلاع دی تو مہتمم بیت المقدس نے ان کے ہمراہ چند آدمی بھیجے تاکہ جنت کو دیکھیں لیکن ان لوگوں نے نہ تو دروازہ پایا اور نہ جنت کو دیکھا۔ اس کے بعد مہتمم نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص بھیجا تاکہ وہ آپ کو اس بارے میں بتائے۔ قاصد آیا اور اس نے آپ کو اس واقعہ کے بارے میں اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ شریک عمری رضی اللہ عنہ سچا ہے۔ اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس امت کا ایک شخص جنت میں داخل ہوگا حالانکہ وہ تمہارے درمیان زندہ ہوگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پتوں کو دیکھو اگر وہ متغیر ہوں تو وہ جنت کے پتے نہیں ہیں کیونکہ جنت کی چیز متغیر نہیں ہوتی چنانچہ انہوں نے دیکھا کہ متغیر نہیں ہوئے۔

لوگ کہتے ہیں کہ ہم شریک بن حباسہؒ کے پاس آتے تھے اور ان سے اس کے بارے میں پوچھتے تھے تو وہ ہم کو اپنے جنت میں داخل ہونے اور جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا اور پتوں کے لینے کی اطلاع دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے ساتھ صرف ایک پتہ باقی تھا اس کو انہوں نے اپنے قرآن مجید کے ورقوں کے درمیان میں ذخیرہ بنا کر رکھا تھا تو ہم ان سے درخواست کرتے تھے کہ ہم کو وہ پتہ دکھائیں چنانچہ وہ اپنا مصحف طلب کرتے تھے اور اس کو قرآن پاک کے ورقوں کے درمیان میں سے نکالتے تھے اور اس کو

بوسہ دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر رکھتے تھے پھر ہم کو بھی وہی پتہ دیتے تھے اور ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر اس کو واپس کر دیتے تھے تو وہ اس کو قرآن مجید میں رکھ دیتے تھے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس پتے کو ان کے کفن اور سینہ کے درمیان رکھ دیا جائے چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس پتے کی صفت اور صورت زرد آلو شفتالو کے پتے کی طرح کف دست کے برابر تھی۔

اللہ کے پسندیدہ چار شہر

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہروں میں سے چار شہروں کو پسند کیا: (۱) مکہ معظّمہ اور اس کو بلد بھی کہتے ہیں۔ (۲) مدینہ منورہ اور اس کو نخلہ بھی کہتے ہیں۔ (۳) بیت المقدس اور اس کا نام زیتونہ بھی رکھا گیا ہے۔ (۴) دمشق اور اس کو تینیہ بھی کہتے ہیں۔

سرحدوں میں سے چار کو منتخب کیا ہے: (۱) اسکندریہ مصر، (۲) قزوین خراسان، (۳) عبادان عراق، (۴) عسقلان شام۔

چشموں میں سے چار کا انتخاب کیا، دو چشمے جاری ہیں: اور وہ دونوں چشمہ نیساں اور چشمہ سلوان ہیں اور دو چشمے سونے والے اور جوش مارنے والے ہیں۔ چشمہ زمزم اور چشمہ عکا اور نہروں میں سے چار نہروں کو چنا: (۱) سیحان، (۲) جیحان، (۳) فرات، (۴) اور نیل مصر۔

رات کو پانی سے ڈرنے کا علاج

جو شخص رات کو پانی پینے سے ڈرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ کہے:

ایھا الماء المقدس یقرؤک السلام

ترجمہ: اے پانی! بے شک بیت المقدس کا پانی تجھ کو سلام کرتا ہے تو اس کو وہ پانی نقصان نہ کرے گا۔

زمین کی تخلیق اور چار مقدس جگہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے ہوا کو پانی کی طرف بھیجا چنانچہ ہوا نے اس کا مسح کیا اور اس پر سے گزری تو اس سے جھاگ پیدا ہوا اور اس کو چار قسم پر تقسیم کیا گیا چنانچہ ایک قسم سے مکہ معظمہ پیدا کیا گیا، ایک قسم سے مدینہ منورہ، ایک قسم سے بیت المقدس اور ایک قسم سے کوفہ کو پیدا کیا گیا۔

بیت المقدس کے فضائل

مصنف قلیوبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان فضائل کو بہت سی کتابوں سے اخذ کیا ہے تو اسی بیت المقدس میں حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ علیہ السلام کو حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی گئی۔ اور حضرت مریم علیہا السلام کو تمام عالم کی عورتوں پر بزرگی کی بشارت دی گئی اور ان کیلئے خرما کے درخت کا اگانا اور اس کا پختہ خرما پھلنا اور حضرت مریم علیہ السلام کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا اور ان کی ولادت اور گہوارہ میں کلام کرنا اور بچپن میں ان کو نبوت اور حکم کا عطا ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا اور ان سے عجیب وغریب باتوں کا صدور ہونا۔ مٹی کے پرند میں ان کا دم کرنا، ان پر مائدہ کا اترنا، روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) سے ان کی مدد کرنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدہ (نانی) کا مریم علیہ السلام کیلئے دعا کرنا اور ان کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا اور آسمان سے ان کا نزول اور دجال کو ان کا مار ڈالنا اور بیت المقدس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں کا دفن ہونا۔

جیسا کہا گیا ہے کہ غرضیکہ یہ سب باتیں بیت المقدس ہی میں ظاہر ہوئیں اور اسی بیت المقدس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام پر محراب میں داخل ہوئے اور ان کیلئے لوہے کا نرم کرنا اور

پہاڑوں اور پرندوں کو ان کیلئے مسخر کرنا اور حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے لڑکے حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کی بولی سمجھنا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا مریم علیہا السلام کی کفالت اور مریم علیہا السلام کے پاس غیر اوقات اور غیر فصل اور میووں کا پایا جانا اور بیت المقدس کا دخول دجال اور یاجوج و ماجوج سے محفوظ ہونا اور تابوت اور سکینہ کا بیت المقدس میں داخل ہونا اور ان کا وہاں سے اٹھایا جانا اور سلسلہ (زنجیر) کا بیت المقدس کی طرف اترنا اور اس سے اس کا اٹھایا جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی طرف سیر کرانا اور وہاں سے آسمان کی طرف آپ کا تشریف لے جانا پھر اس کی طرف آپ کا واپس آنا اور اسی میں آپ کا انبیاء علیہم السلام وغیرہ کو نماز پڑھانا اور امامت کرنا اسی میں آپ کا حورعین کو دیکھنا اور آپ کا مالک داروغہ جہنم کو دیکھنا اور آپ کیلئے جنت کی آرائش کرنا جو شخص بیت المقدس میں سکونت کرے اس کیلئے فرشتوں کا سفارش کرنا۔

اللہ تعالیٰ کا ہر روز بیت المقدس کے رہنے والوں کی طرف خیر اور بھلائی سے دیکھنا۔ گناہوں کا معاف کرنا اور ان کے رزق کا آسان کرنا اور ان پر جنت کے دروازے کھولنا۔ اس کی طرف نزول نور اور رحمت کی وجہ سے اس کا روشن ہونا اور اس کے مقابل میں آسمان ہے دروازہ کشادہ ہونا اور جو شخص اس میں نماز پڑھے یا جو شخص اس میں صدقہ کرے یا جو شخص اس کی زیارت کرے اور اس میں نماز پڑھے اگرچہ ایک ہی دن ہو۔ اس کے گناہوں کا معاف کیا جانا اس میں ایک نماز اس کے غیر میں پانچ سو نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔ علاوہ مسجد حرام اور مسجد نبوی کے۔

اور بعض نے کہا کہ پانچ سو سے بھی زیادہ ہے اور منکر و نکیر دونوں فرشتوں کا سوال نہ ہونا اور قبر کا تنگ نہ ہونا، اس کیلئے جو بیت المقدس میں دفن کیا جائے اور اس کے گناہ بخشے جانا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا اپنی قوم سے نجات پانا اور بیت المقدس میں اس صخرہ (پتھر) کا پایا جانا جو جنت کا ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء کا قبلہ ہے۔ ایسا ہی کہا گیا ہے اور ہر روز بیت المقدس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو تسبیح (سبحان اللہ) اور تہلیل (لا الہ الا اللہ) کہتے

ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہیں پھر اس سے نکلتے ہیں تو روز قیامت تک اس کی طرف واپس نہیں آتے اور بیت المقدس حضرت اسرافیل علیہ السلام کے صور میں پھونکنے کا مقام ہے اور اس کا صخرہ وہ مقام قریب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں

واستمع یوم یناد المناد من مکان قریبo یوم یسمعون الصیحة بالحق ذالک یوم الحروج o انا نحن و نمیت والینا المصیرo یوم تشقق الارض عنهم سراعا ذالک حشر علینا یسیرo نحن اعلم بما یقولون و ماانت انت علیهم بجبار فذکر بالقرآن من یخاف و عیه

ترجمہ: اور کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا ایک پاس جگہ سے جس دن چنگھار سنیں گے حق کے ساتھ یہ دن ہے قبروں سے باہر آنے کا۔ بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں اور ہماری طرف پھرنا ہے جس دن زمین ان سے پھٹے گی تو جلدی کرتے ہوئے نکلیں گے۔ یہ حشر ہے ہم کو آسان ہم خوب جان رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں اور کچھ تم ان پر جبر کرنے والے نہیں تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے۔

(کنزالایمان)

دعائے عرش کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو شخص اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ اس دعا کے ساتھ دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ نور سے اس طرح چمکے گا جس طرح چودھویں رات کا چاند اپنے مکمل ہونے کی حالت میں چمکتا ہے یہاں تک کہ لوگ گمان کریں گے کہ وہ نبی یا فرشتہ ہے اور ہم تم اس کی قبر پر کھڑے ہوں گے اور اس کیلئے ایک براق لایا جائے گا تو وہ اس پر سوار ہوگا حتی کہ وہ بے حساب وعذاب جنت میں داخل ہوگا اور پل صراط پر بجلی کی طرح گزرے گا اگرچہ اس کے گناہ دریاؤں کے پانی، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، ریگ اور پتھروں کے ذروں

سے زیادہ ہوں اور اس کیلئے ہزار مقبول حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جائے گا اور اگر اس دعا کو خوفزدہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے خوف کرے گا اگر پیاسا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو سیراب کرے گا اگر بھوکا پڑھے تو رزاق مطلق اس کو کھلائے گا اگر ننگا پڑھے تو اللہ جل شانہ اس کو کپڑا پہنچائے گا اگر مریض پڑھے تو شافی مطلق اس کو شفا دے گا اگر اس دعا کو کوئی شخص بیمار پر اگر دنیا و آخرت کی حاجتوں میں سے طالب حاجت پر پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی مراد کے مطابق اس کی حاجتوں کو پورا کرے گا اگر دشمن یا بادشاہ سے خوف کرنے والے پر اس کو پڑھے تو اللہ دشمن کے شر سے کفایت کرے گا اور اذیت یا نقصان کے پہنچنے سے اس کو بچائے گا اگر قرض دار پڑھے تو اللہ اس کے قرض کو ادا کرے گا اور وہ کسی کا محتاج نہ ہوگا اور اس دعا کو آفت رسیدہ باندھ لے تو وہ اچھا ہو جائے گا اگر بیوی اس کی باندھ لے تو اس کا شوہر اس سے محبت و عزت سے پیش آئے گا۔

اس دعا کو باندھنے والا جن انس سرکشوں شیطانوں دردوں اور بیماریوں سے محفوظ رہے گا اور اگر وہ غائب ہے تو اپنے اہل و عیال کی طرف سلامتی سے واپس آئے گا۔ اس دعا کو پڑھنے والے کیلئے ہر وہ شخص استغفار کرے گا جس نے اس کو سنا ہوگا۔ خواہ وہ انسان ہو یا جن یا فرشتہ ہو اور اس کیلئے اس کی عمر میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس دعا کو پانچ مرتبہ پڑھا تو وہ اسی رات خواب میں سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس دعا کو رات اور دن میں پڑھا تو میں نے سرکار دو عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جس ضرورت کیلئے اس دعا کے ساتھ دعا کی وہ پوری ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں قرآن حفظ کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یاد نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ (ﷺ) نے مجھے یہ دعا سکھائی چنانچہ میں نے اس دعا کے ساتھ دعا کی چنانچہ قرآن مجھے یاد ہو گیا اور میں اس کے ذریعہ سے بدلا لیتا تھا اور فرمایا کہ جس نے سورہ فاتحہ، سورہ کافرون، سورہ اخلاص (**قل ھوا اللہ**) اور معوذتین (**قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق**) تین مرتبہ پڑھا اور اس دعا کو پڑھا

تو اللہ تعالیٰ اس کو اس شر سے کفایت کرے گا جو وہ پاتا ہے اور حافظ حقیقی اس کو ہر آفت اور ہر ظالم کے شر سے محفوظ رکھے گا اور جو کچھ اس نے طلب کیا ہے وہ اس کو عطا فرمائے گا اس دعا کا باندھنا اس کے پڑھنے کے برابر ہے اور جس نے اس دعا کو اپنے سر کے نیچے رکھا اور سویا تو جو کچھ اس کے مال سے چوری ہو گیا ہے اور جو اس کے غلاموں میں سے بھاگا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے پاس واپس کر دے گا اور جو شخص اس دعا کو آب جاری پر پڑھے گا تو ٹھہر جائے گا اگر آگ پر پڑھے تو وہ بجھ جائے گی۔ اگر پہاڑ پر پڑھے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور جس نے اس دعا کو سات مرتبہ پڑھا اور اس کے ذمہ بہت قضا نمازیں ہیں جن کی تعداد وہ نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ ان نمازوں کو اس کے ذمہ سے ہٹا دے گا اور ہر نماز کے بدلے اس کیلئے تین نمازیں لکھے گا اور جس نے دو یا چار رکعت نماز پڑھی اور اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھا اور سلام کے بعد اس دعا کو پڑھا تو وہ اپنا ہر وہ مقصد پائے گا جس کیلئے اس نے دعا کی ہے۔ خواہ دنیا کے کاموں سے ہو یا آخرت کی حاجتوں سے ہو اور اس دعا میں اس قدر فضائل ہیں جو شمار میں نہیں آ سکتے اور اس دعا کی فضیلتوں سے جو کچھ لوگوں نے ذکر کیا ہے اس کو میں نے مختصر کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور وہ دعا یہ ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لا اله الا الله (تین مرتبہ) الملک الحق المبینؕ لا اله الا الله الحکم العدل المتینؕ و ربنا ابآئنا الاولین لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمینo لا اله الا الله وحده لا شریک له. له الملک وله الحمد یحی ویمیت وهو حی دائما ابد الا یموت بیده الخیر الیه المصیر وهو علی کل شیءٍ قدیرؕ وبه نسعین ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیمؕ لا اله الا الله شکر النعمته لا اله الا الله اقرارا بربو بیته وسبحان الله تنزیها

لعظمته اسالک اللّٰھم بحق اسمک المکتوب علی جناح
جبرئیل علیک یا رب وبحق اسمک المکتوب علی نا صیة
میکائیل علیک یارب وبحق اسمک المکتوب علی جبھة
اسرافیل علیک یا رب و بحق اسمک المکتوب علی کف
عزرائیل علیک یا رب وبحق اسمک الذی سمیت به منکرا
ونکیرا علیک یارب وبحق اسمک واسرار عبادک علیل یا
رب و بحق اسمک الذی تم به الاسلام علیک یارب وبحق
اسمک الذی تلقاہ ادم لماھبط من الجنه قاداک فبیت دعاء ہ
علیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به شیث علیک یا
رب و ربحق اسمک الذی سمیت به حملة العرش علیک یا
رب و بحق اسمائک المکتوبات فی التوراۃ و ازبوروالانجیل
وافرقان علیک یا رب و بحق اسمک الی منتھے رحمتک
علی عبادک علیک یا رب و بحق تمام کلا مک علیک یا
رب و بحق اسمک الذی ناداک به ابراھیم فجعلت انار علیه
برداوسلاما علیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به
اسمعیل فنجیه من الذبح علیک یا رب و بحق اسمک الذی
ناداک به اسحاق فقضیت حاجته علیک یا رب و بحق
اسمک الذی ناداک به ھود علیک یا رب و بحق اسمک
الذی دعاک به یعقوب فرددت علیه بصرہ وو لدہ
یوسفعلیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به داود
فجعلته خلیفة فی الارض والنت له الحدید فی یدہ علیک یا
رب و بحق اسمک الذی دعاک به سلیمان فاعطیته ملک
الارض علیک یا رب و بحق اسمک الذی دعاک به ایوب

فنجیته من الغم الذی کان فیه علیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به موسی لما خاطبک علی الطورعلیک یا رب و بحق اسمک الذی نادتک به اسیة امرا ۃ فرعون فرز قتها الجنة علیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به بنو اسرائیل اما جاوزوا البحر علیک یا رب و بحق اسمک الذی ناداک به الخضر لما مشے علی الماء علیک یا رب و بحق اسمک الذیناداک به محمد ﷺ یوم الغار فنجیته علیک یا رب انک انت الکریم الکبیرو حسبنا الله ونعم الوکیل والا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم وصلے الله علی سیدنا محمد وعلی اله وصحبه وسلم.

ترجمہ دعا: وہ بادشاہ حق اور ظاہر ہے سوائے اللہ کے کوئی معبود برحق نہیں ہے وہ حکم کرنے والا اور انصاف کرنے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔ اے ہمارے رب اور ہمارے اگلے باپ دادوں کے پروردگار! کوئی معبود نہیں ہے سوائے تیرے، تو پاک ہے میں ظلم کرنے والوں سے ہوں، کوئی معبود برحق نہیں ہے مگر اللہ اکیلا اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی کا ملک ہے اور اسی کیلئے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے مرے گا نہیں۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور اسی کی طرف پھرنا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور نہ پھرنا ہے اور نہ قوت ہے مگر اللہ برتر اور بڑے کی مدد سے کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ اس کی نعمت کے شکر کی وجہ سے کوئی خدا نہیں ہے مگر اللہ اس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں اور اللہ کیلئے پاکی ہے، اس کی عظمت کی تنزیہ کی وجہ ہے۔ اے اللہ! تیرے اس نام کے حق کیلئے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو جبرئیل امین علیہ السلام کے بازو پر لکھا ہوا ہے اور اے میرے رب تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو میکائیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔

اے میرے رب! میں تجھ ہی پر توکل کرتا ہوں اور تیرے اس نام کے حق کیلئے تجھ سے مانگتا ہوں جو اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اے میرے رب! تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق سے جس کے ساتھ تو نے منکر ونکیر نام رکھا ہے تجھی پر بھروسہ ہے اے میرے رب! اور تیرے نام کے حق سے اور تیرے بندوں کے اسرار سے اے میرے رب تجھی پر بھروسہ ہے۔ اے میرے پروردگار اور تیرے اس نام کے حق کیلئے جس کو آدم نے سیکھا جبکہ وہ جنت سے نیچے اتارے گئے ہیں۔ پس انہوں نے تجھے پکارا اور تو نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کیلئے جس کے ساتھ شیث علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کیلئے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ تو نے ان فرشتوں کا نام رکھا جو عرش اٹھانے والے ہیں۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے ان ناموں کے حق کے ذریعہ تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھی پر توکل ہے اے میرے پروردگار تیرے کلام کے پورے ہونے کے حق کیلئے اے میرے رب تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تجھ کو پکارا تھا۔ پس تو نے ان پر آگ کو سرد اور سلامتی کے قابل کر دی۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق سے جس سے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کو ذبح سے نجات دی۔ اے میرے پروردگار! تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کی حاجت پوری کی۔ تجھی پر توکل ہے۔ اے میرے رب اور تیرے اس نام کے حق کیلئے جس کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ علیک یا رب اور تیرے اس نام کے حق سے جس کے ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی تھی۔ پس تو نے ان کی بینائی اور ان کے لڑکے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے پاس واپس کر دیا۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا

ہوں جس کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام نے تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ان کے ہاتھ میں لوہے کو نرم کر دیا۔ تجھی پر توکل ہے اے میرے رب اور تیرے اس نام کے حق کے واسطے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے پکارا پس تو نے ان کو زمین کا ملک عطا فرمایا۔ علیک یا رب اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے مانگتا اور طلب کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام نے تجھ سے دعا کی پس تو نے ان کو اس غم سے نجات دی جس میں وہ تھے علیک یا رب اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت عیسیٰ بن مریم نے تجھے پکارا۔ پس تو نے ان کے واسطے مردوں کو زندہ کیا۔ اے میرے رب تجھی پر بھروسہ ہے اور تیرے اس نام کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تجھے پکارا جبکہ انہوں نے تجھ سے کوہ طور پر کلام کیا تھا۔ علیک یا رب اور تیرے اس نام کے حق کے واسطہ سے تجھ سے مانگتا ہوں جس کے ساتھ بنی اسرائیل نے تجھ کو پکارا تھا جبکہ انہوں نے دریا سے تجاوز کیا تھا۔ اے میرے رب تجھی پر توکل ہے اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ حضرت خضر نے تجھے پکارا تھا جبکہ وہ پانی پر چلے تھے۔ علیک یا رب اور تیرے اس نام کے حق کے ذریعہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غار کے دن تجھے پکارا تھا۔ پس تو نے ان کو نجات دی تھی اے میرے رب تجھی پر بھروسہ ہے بے شک تو بزرگ اور بڑا ہے اور ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے۔ **ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ و صحابہ وسلم**

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے علمائے یہود کا عجیب وغریب سوال

علمائے یہود نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جو چیز آسمانوں سے بڑی ہے اور زمین سے۔ جو چیز اس سے زیادہ وسیع ہے اور آگ سے جو چیز زیادہ گرم ہے اور

ہوا سے چیز زیادہ تیز ہے اور دریا سے چیز زیادہ غنی ہے اور پتھر سے جو چیز زیادہ سخت ہے، اس کے بارے میں بتائیں؟ اور ایسی چیز بتایئے جس کو ہم دیکھتے ہیں اور اللہ اس کو نہیں دیکھتا ہے ایسی چیز جو صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور نیز ایسی چیز بتایئے جو خاص ہمارے لیے ہے اور نیز ایسی چیز بتایئے جو ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مشترک ہے اور یہ بھی بتایئے جو گھوڑا اپنے ہنہنانے میں اور اونٹ اپنے بلبلانے میں اور بیل اپنی باں باں میں اور گدھا اپنی آواز میں اور بکری اپنی بولی میں اور کتا اپنے بھونکنے میں اور لومڑی اپنے چیخنے میں اور بلی اپنے میاؤں میں اور شیر اپنی ڈھکار میں اور گدھ اپنی آواز میں اور کوا اپنی بولی اور چیل اپنی زبان میں اور کبوتر اپنی آواز میں اور مینڈک اپنی بولی میں اور ہد ہد اپنی آواز میں اور تیتر اپنی بولی میں اور قمری اپنی آواز میں اور ابابیل اپنی بولی میں اور کنجشک اپنی آواز میں اور بلبل اپنی آواز میں اور مرغ اپنی آواز دینے میں اور مرغی اپنی بولی میں اور آگ اپنے بھڑکنے اور جوش مارنے میں اور ہوا اپنے چلنے میں اور پانی اپنے ابلنے کی آواز میں اور زمین اپنی گھاس میں اور آسمان اپنے ابر میں اور دریا اپنی لہر مارنے میں اور آفتاب اپنی ضیاء میں اور چاند اپنی روشنی میں کہتے ہیں اور ہمیں یہ بھی بتایئے کہ محمد ﷺ کے کتنے نام ہیں اور قرآن پاک کا نام قرآن کیوں رکھا گیا ہے؟ اور جن لوگوں کی صورتیں مسخ کر دی گئی ہیں ان کی تعداد اور ان کے مسخ ہونے کی وجہ بھی بتایئے۔ اگر آپ نے ہمیں ان کا جواب دے دیا تو ہم اقرار کریں گے کہ آپ حق پر ہیں ورنہ ہم اقرار کریں گے کہ آپ باطل پر ہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علمائے یہود سے فرمایا کہ بے شک میرے پاس علم کے ساٹھ دروازے ہیں اور ان میں ہر دروازہ کاغذ کے ہزار بوجھ کا محتاج ہے تم جو چاہو پوچھو، بے شک تمہارا جواب مجھ پر آسان تر ہے۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم

پھر آپ نے جواب دینا شروع کیا کہ جو چیز آسمان سے زیادہ بڑی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے اور جو چیز زمین سے زیادہ وسیع ہے وہ حق ہے جو چیز آگ سے

زیادہ گرم ہے وہ مال جمع کرنے پر حریص کا دل ہے جو چیز ہوا سے زیادہ تیز ہے وہ مظلوم کی دعا ہے جو چیز دریا سے زیادہ غنی ہے وہ قانع کا قلب ہے۔ جو چیز پتھر سے زیادہ سخت ہے وہ بدکار اور فاسق وگنہگار کا دل ہے کیونکہ اس میں آیات تہدید کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ جو چیز کہ ہم اس کو دیکھتے ہیں اور اللہ اس کو نہیں دیکھتا وہ کافر کا منہ اور اس کا عمل ہے۔ جو چیز کہ اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہے وہ روح ہے۔ اور جو چیز کہ ہمارے لیے خاص ہے وہ ہمارے اعمال ہیں۔ وہ چیز کہ ہمارے اور اللہ کے درمیان میں مشترک ہے وہ ہم سے دعا کرنا اور اللہ سے اس کا قبول فرمانا ہے۔ اور گھوڑا کہتا ہے کہ اے اللہ تو مسلمانوں کو عزت دے اور کافروں کو ذلیل کر۔ اونٹ کہتا ہے کہ اس کیلئے تعجب ہے جس نے موت کو معلوم کیا وہ کیسے سکونت کی طاقت رکھتا ہے۔ بیل کہتا ہے کہ اے غافل تیرے لیے موت میں مشغول کرنے والا شغل ہے۔ اور اے غافل تو قلیل شے سے کوچ کرنے والا ہے۔ اے غافل جو چیز تو نے پہلے بھیجی ہے وہ حاصل ہے اور عنقریب تو کل اس کو پائے گا جو تو نے آج کیا ہے۔ گدھا کہتا ہے کہ اے اللہ تو ٹکس وصول کرنے والے اور اس کی کمائی پر لعنت کر۔ بکری کہتی ہے کہ اے موت تو بہت ہی گھبرا دینے والی ہے۔ اے موت تو بہت ہی پیٹ بھرنے والی ہے اے موت تو زیادہ قطع رحم کرنے والی ہے۔ اے انسان! تو بہت ہی غافل ہے۔ کتا کہتا ہے کہ اے اللہ! میں محروم ہوں۔ پس جو شخص مجھ پر رحم کرے تو اس پر رحم فرما۔ لومڑی کہتی ہے کہ اے رزق کو تقسیم کرنے والے! جو چیز تو نے میرے لیے تقسیم کی ہے اس کی طلب کو میرے لیے کافی کر۔ بلی تورات کی دس آیتیں پڑھتی ہے۔ شیر کہتا ہے کہ اے وہ ذات جس کیلئے بہرے اور سخت پتھروں نے عاجزی کی، مجھے تو اس شخص پر مسلط کر جو نور اور اندھیریوں میں تیری نافرمانی کرتا ہے۔ گدھ کہتا ہے کہ جب تک چاہے زندہ رہ لیکن بے شک تو مرنے والا ہے اور جو چاہے جمع کر۔ بے شک تو اس کو چھوڑنے والا ہے جس کو چاہے دوست رکھ تو اس سے جدا ہونے والا ہے۔ کوا کہتا ہے کہ اے امتوں کے گروہ نعمتوں کے زوال سے ڈرو اور اے امتوں کی جماعت کلفتوں کے نزول سے بچو۔ چیل کہتی ہے کہ جو شخص تم سے قطع رشتہ کرے تم اس

سے رشتہ ملاؤ اور جو شخص تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو اور جو شخص تم کو محروم کرے اس کو دو اور جو شخص تم سے ترک کلام کرے اس سے بات کرو تو جنت تمہارا مکان ہوگا۔

مینڈک کہتا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس کیلئے تسبیح کہتی ہیں وہ چیزیں جو دریا میں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کیلئے تسبیح پڑھتی ہیں وہ چیزیں جو پہاڑوں کی چوٹیوں میں ہیں۔ پاک ہے وہ ذات جس کیلئے ہر ہونٹھ اور زبان والا جاندار تسبیح پڑھتا ہے۔ ہدہد کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے کیونکہ تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔ تیتر کہتا ہے کہ رحمٰن عرش پر برابر اور غالب ہوا اور ملک پر حاوی ہوا۔ وہ نمناک زمین کا حال جانتا ہے۔ قمری کہتی ہے کہ موت قریب ہوئی اور امیہ فوت ہوئی اور عمل حاصل ہوا۔ حق حق ہی ہے۔ باطل باطل ہی ہے جو جیسا یہاں کرے گا ویسا وہاں پائے گا۔ ابابیل کہتی ہے کہ اے اللہ جو لوگ محمد ﷺ اور آل محمد (ﷺ) سے بغض رکھنے والے ہیں ان پر لعنت کر۔ کنجشک کہتی ہے کہ اے بھید اور سرگوشی کے جاننے والے اور اے ضرر اور بلا کے دور کرنے والے مجھے اس کی زراعت پر مسلط کر جو تیرا حق نہ ادا کرے۔ بلبل کہتی ہے کہ میں نے اس کی نعمت کا شکر ادا کیا کیونکہ اس نے دنیا کے ایک پھل سے میری کفایت کی تو دنیا پر خاک ہو۔ مرغ کہتا ہے کہ **سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ و الروح** اے غافلو! اللہ کو یاد کرو۔ مرغی کہتی ہے کہ اے اللہ تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے۔ آگ کہتی ہے اے اللہ میں تیرے ساتھ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہوں۔ ہوا کہتی ہے بے شک میں مامور ہوں جو شخص مجھ کو گالی دے۔ تو اس پر لعنت بھیج۔ پانی کہتا ہے کہ وہی ذات پاک ہے اس کے سوا اس کی کیفیت کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ زمین ہر دن میں کہتی ہے کہ اے فرزند آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے اور تیرا ٹھکانا میرے پیٹ کی طرف ہے۔ اے فرزند آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے پھر میرے پیٹ میں تجھ کو کیڑے کھا جائیں گے۔ آسمان ہر روز کہتا ہے کہ اے اللہ مجھے حکم دے کہ جو شخص تیری نافرمانی کرے میں اس کو ڈبا دوں۔ آفتاب اپنے ڈوبنے کے وقت کہتا ہے کہ اے اللہ ہر اس شخص پر کہ میرا نور اس پر واقع ہوتا ہے۔ میں گواہ ہوں:

حضرت محمد ﷺ کے اسمائے گرامی دس ہیں: ان میں سے ایک محمد ﷺ ہے۔ اس کو اللہ نے اپنے محمود نام سے نکالا ہے۔ (۲) دوسرا احمد ہے کیونکہ آپ بہت زیادہ حمد کرتے تھے۔ (۳) تیسرا بشیر ہے اس لیے کہ آپ مومنوں کو جنت کی بشارت دیتے تھے، (۴) چوتھا نذیر ہے کیونکہ آپ کافروں کو آتش دوزخ سے ڈراتے تھے۔ (۵) پانچواں وحید ہے کیونکہ آپ کافروں میں فرد کامل تھے، (۶) ثابت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے اسلام کو قائم رکھا، (۷) قاسم ہے کیونکہ آپ قیامت کے دن مخلوق کو جنت اور دوزخ کی طرح تقسیم کریں گے۔ (۸) حاشر ہے کیونکہ لوگ قیامت کے دن آپ کے بعد جمع کیے جائیں گے۔ (۹) ماحی ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے وسیلہ سے توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو مٹا دیگا۔ (۱۰) بیض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے مومنوں کے چہروں کو سفید کر دے گا۔

اور قرآن پاک کا نام قرآن اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ قرأت کی زیادتی میں تورات، انجیل اور زبور کے قائم مقام ہے۔

اور بنی آدم میں سے جن لوگوں کی صورتیں مسخ کر دی گئی ہیں۔ وہ چھبیس (۲۶) ہیں۔ ہاتھی، ریچھ، خرگوش، بچھو، سور، بندر، مکڑی، لومڑی، کیکڑا، کچھوا، بھڑ، زہرہ (نام ستارہ) سہیل (نام ستارہ)، وعموص (ایک سیاہ چھوٹا سا کیڑا ہے جو کیچڑ میں پیدا ہوتا ہے) اور پرستو (پرند)، کوا، فاختہ، عنقا مچھر، چوہا، چغد، الو، ساہی، دمام، گینڈا اور گوہ اور ہاتھی۔ وہ ایسا شخص تھا جو چارپایوں کے ساتھ بدفعلی کرتا تھا۔ ریچھ پہلے ایک انسان تھا جو لوگوں کو اپنے اغلام کیلئے بلاتا تھا اور خرگوش ایک عورت تھی جو جنابت اور حیض سے غسل نہیں کرتی تھی۔ بچھو ایک شخص تھا جو زبان سے سلام نہیں کرتا تھا۔ سور وہ انسان ہیں جنہوں نے حکم شرعی سے تجاوز کر کے شنبہ کے روز شکار کھیلا تھا۔ (حالانکہ ان کو اس روز شکار کی ممانعت تھی) اور وہ یہودیوں میں سے پچاس آدمی تھے۔ مکڑی وہ ایک عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کیا تھا۔ لومڑی پہلے ایک حاجی شخص تھا جو چوری کرتا تھا۔ کیکڑا وہ کفن چور تھا جو قبروں کو کھود کر مردوں کے کفن چرا لیتا تھا۔ کچھوا ایک

عورت تھی جو اپنے لڑکے کو اپنے ساتھ بدکاری کی طرف بلاتی تھی۔ بھڑ ایک شخص تھا جو علماء کو جھٹلاتا تھا۔ زہرہ وہ بادشاہ کی بیٹیوں میں سے ایک عورت تھی جس کے ساتھ ہاروت و ماروت فتنے میں ڈالے گئے اور انہوں نے اس کے ساتھ زنا کیا۔ سہیل ایک آدمی تھا جو ٹیکس لیتا تھا اور اپنی تجارت میں ریا کرتا تھا۔ وعموص ایک چغل خور شخص تھا اور کہا گیا ہے کہ وعموص ایک قسم کی مچھلی ہے۔ وطواط وہ پہلے شخص تھا، درختوں سے پھل چراتا تھا۔ کوا ایک شخص تھا جو غلہ روک رکھتا تھا اور گرانی کا طالب تھا۔ فاختہ ایک تاجر تھا جو جھوٹی قسم سے اپنے اسباب کو رواج دیتا تھا۔ عنقاء ایک آدمی تھا جو لونڈیوں کو بیچتا تھا اور بیچنے کے بعد ان سے زنا کرتا تھا۔ مچھر ایک خوبصورت عورت تھی جو اپنے کو لوگوں پر پیش کرتی تھی چند ایک قدری شخص تھا۔ الو ایک زناکار شخص تھا۔ ساہی ایک شخص اونٹ کا ذبح کرنے والا اور خون ریز تھا۔ دمام ایک شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بہن کی طرف بدکاری کیلئے بلاتا تھا۔ گینڈا ایک دیوث شخص تھا جو لوگوں کو اپنی بیوی کی طرف زنا کیلئے بلاتا تھا۔ اور بعض نے کہا کہ حریش مچھلی کی ایک قسم ہے۔ گوہ ایک شخص تھا جو لوگوں کو دھوکا دیتا تھا اور ان سے چوری کرتا تھا۔ واللہ اعلم

راوی کہتا ہے کہ جب یہود نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ جواب سنا تو وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے اور انہوں نے گواہی دی کہ مسلمان حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ان لوگوں میں کر دے جو لغزشوں سے باز رکھتے ہیں اور مہلت کی فراخی کو غنیمت جانتے ہیں اور موت کے ہجوم کے انتظار اور امید دراز نے عمل کی اصلاح میں ان کو غافل نہیں کیا ہے۔

ایام جاہلیت میں اہل عرب کا مذہب

یہ فائدہ ایام جاہلیت میں عرب کے دینوں کے بیان میں ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ یہودیت قبیلہ حمیر و بنی کنانہ و کندہ اور بنی حارث بن کعب میں تھی اور نصرانیت ربیعہ و غسان بعض قصی میں تھی اور مجوسیت تمیم میں تھی اور انہیں میں سے اقرع بن حابس و

زرارہ بن عدی تھے جس نے اپنی بیٹی سے نکاح کیا تھا۔ پھر نادم ہوا اور بددینی قریش میں تھی جس کو انہوں نے حیرہ (نام گاؤں یا شہر بقارش) سے لیا تھا اور بت پرستی بنی حنیفہ میں تھی انہوں نے ایک بیت جبس (ایک قسم کا حلوہ ہے) سے بنایا اور زمانہ دراز تک اس کو پوجا جب ان کو بھوک لگتی تھی تو اس کو کھالیا اور جبس اس چیز کو کہتے ہیں جو کھائی جاتی ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جبس الشئی جب اس کو کھالیا ہو۔

بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے بنی حنیفہ کو بتوں کی پرستش اور ان پر اعتقاد کا حکم دیا وہ عمرو بن یحیٰی اور ابوقرامہ ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ ایک شخص نے ملک شام کی طرف سفر کیا۔ اس نے قوم عمالقہ کو دیکھا کہ وہ بتوں کو پوجتے ہیں چنانچہ اس شخص نے قوم عمالقہ سے کہا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کیا کہ یہ بت ہے۔ ہم اس کے ذریعہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔ وہ ہم پر برساتا ہے اور ہم اس سے مدد مانگتے ہیں۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے چنانچہ اس عرب مسافر نے ان سے کہا کہ ان میں سے ایک بت مجھے دو میں اس کو بلاد عرب میں لے جاؤں گا۔ انہوں نے اس کو ایک بت دیا جس کو وہ سب ہبل کہتے تھے۔ تو وہ شخص اس بت کو مکہ میں لایا اور اس کو کعبہ کے گرد ایک کنوئیں پر جو کعبہ میں واقع تھا۔ نصب کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی طرف عاجزی اور اس کی پرستش کریں پھر انہوں نے اساف اور نائلہ نامی دو بت اور بنائے اور ان دونوں کو چاہ زمزم پر قائم کیا اور وہ لوگ ان کے پاس اونٹ قربانیاں کرنے لگے اور لوگوں کو کھلانے لگے۔ اساف اور نائلہ ایک مرد اور ایک عورت کے نام ہیں جنہوں نے کعبہ کے اندر آکر زنا کیا تھا۔ پس وہ دونوں مسخ ہو کر پتھر ہو گئے۔

روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے پتھر کی پرستش اولاد اسماعیل میں تھی اور یہ اس لیے کہ وہ لوگ مکہ سے سفر نہیں کرتے تھے تو ان پر مکہ تنگ ہو گیا چنانچہ انہوں نے اس کے غیر کی جانب سفر کیا اور ان میں سے ہر ایک نے تعظیم حرم کی وجہ سے حرم سے پتھروں سے ایک ایک پتھر لے لیا چنانچہ اس کی یہ حالت ہوئی کہ جہاں وہ اترتا تھا اور اس کو رکھتا تھا تو خانہ کعبہ کی طرح اس کا طواف کرتا تھا تو عرصہ دراز تک ان کی یہ

حالت رہی یہاں تک کہ ان پتھروں میں سے جس پتھر کو انہوں نے اچھا سمجھا اس کی پرستش کی چنانچہ عزیٰ بت قریش اور بنی کنانہ کیلئے خاص ہوگیا اور بنی شیبہ نے اس کے مقابلہ میں دوسرا بت بنایا اور طائف میں قبیلہ ثقیف کیلئے لات ہوا اور بنی امیہ نے اس کا ہم شکل دوسرا بت بنایا اور اوس وخزرج اور جو شخص ان کے دین کا پابند تھا ان کیلئے منات بت خاص ہوگیا تو ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر (بتوں کے نام ہیں) یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد کے نام ہیں۔ یا حضرت آدم علیہ السلام ونوح علیہ السلام کی قوم کے نیک بندوں کے نام ہیں۔ جب یہ لوگ مر گئے تو ان کی قوم نے ان پر رنج وغم کیا تو شیطان نے ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اپنے قبیلہ میں ان کی تصویریں بنائیں تاکہ ہمیشہ ان کی طرف دیکھیں پھر ان کے بعض نے اس کو ناپسند کیا پھر شیطان نے ان کو یہ وسوسہ دلایا کہ مسجد کے آخر میں ان کو رکھیں چنانچہ انہوں نے اس طرح کیا اور پیتل، تانبا اور رانگ سے ان کی تصویریں بنائیں اور انہوں نے دو بت کو مرد کی صورت پر اور سواع کو عورت کی شکل پر اور یغوث کو شیر کی شکل پر اور یعوق کو گھوڑے کی شکل پر اور نصر بت کو گدھ کی شکل پر بنایا۔ اس کے بعد جب طوفان نوح آیا تو اس نے زمین میں ان کو چھپا دیا۔

راوی کہتا ہے کہ پھر شیطان نے ان لوگوں کیلئے ان بتوں کو نکالا جو ان کے بعد ہوئے اور ان کو ان بتوں کی پوجا کا حکم دیا اور ان کو وسوسہ دلایا کہ ان کے پہلے لوگ ان بتوں کی پرستش کرتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے اس کو قبول کیا اور ان کی پرستش کی۔

فائدہ:

مصنف قلیوبی کہتے ہیں کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا اور میں نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو صحیح پایا۔ وہ یہ ہے کہ جب تم پر کوئی ظالم ظلم کرے تو تم ربع ورق میں ھد، ھد، ھد ہر ایک کو ورق کے کوشوں سے ایک گوشہ میں لکھو اور ہر ایک کے نیچے اللّٰھم احذر روامح الظالم لعبدک اے اللہ! بچا اور ظالم کو مٹا اپنے فلاں بن فلاں اس بندہ کیلئے جو اس کے ایجاد کا سبب تھا یا بندوں کے رب اور اسی طرح ۲،

۳،۴ کو لکھو پھر اس ورق کو دو حصے کاٹو اور ان کو دریا میں ڈل دو، بے شک عنقریب تم عجیب بات دیکھو گے۔ واللہ اعلم

کتے پر عذاب الٰہی

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی والوں کو حکم دیا تھا کہ کوئی نر مادہ کے قریب نہ جا تو کتے نے مخالفت کی چنانچہ بلی نے حضرت نوح علیہ السلام کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ کتے نے قسم کھائی کہ اس نے یہ کام نہیں کیا ہے پھر اس نے دوبارہ وہی کام کیا پھر بلی نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اس کو اسی حالت میں رہنے دے جب تک کہ حضرت نوح علیہ السلام اس کو نہ دیکھ لیں تو عذاب الٰہی کے طور پر اس کی یہ حالت ہمیشہ رہی اور قیامت تک قائم رہے گی۔

بکری کی دم

بکری نے کشتی نوح میں داخل ہونے سے انکار کیا تو جبرئیل امین علیہ السلام نے اس کی دم پکڑ کر اس کو روکا تو روز قیامت تک اس کی دم ہمیشہ اٹھی ہوئی رہے گی۔

...... معجزات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ......

کٹا ہوا ہاتھ درست ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو بیٹی نے آبدیدہ ہو کر کہا: ابا حضور! ''حسنین کریمین تین دن سے بھوکے ہیں۔'' لیکن ان کے نانا نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا۔
یہ کہہ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص اٹھائی تو شکم انور پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ بیٹی کے

گھر سے سرکار دو عالم ﷺ رنجیدہ ہو کر باہر تشریف لے آئے۔ آپ بار بار فرماتے تھے:

''اللہ اکبر! جنت کے شہزادے بھوکے ہیں۔''

آپ مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک اعرابی کنوئیں پر کھڑا اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا۔ اس کے پاس جا کر آپ نے فرمایا:

''اجرت پر کام دے سکتے ہو؟''

''کیوں نہیں، کرنے والے بنو۔''

''کیا کام لو گے؟''

''اس کنوئیں سے پانی نکال کر میرے اونٹوں کو پلاتے جاؤ۔''

''اجرت کیا دو گے؟''

''ایک ڈول کے عوض تین کھجوریں۔''

''مجھے منظور ہے۔''

یہ کہہ کر آپ نے ڈول پکڑا کنوئیں میں ڈالا باہر نکالا اور اونٹ کو پلایا تو اعرابی نے آپ کو تین کھجوریں دے دیں جو آپ نے تناول فرما لیں۔ آپ ڈول بھر بھر کر اونٹوں کو پلاتے رہے، آپ آٹھ ڈول نکال چکے تھے۔ نواں ڈول نکالنے لگے تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ سرکار حیران ہو کر کھڑے رہے۔ اعرابی نے آپ کو چوبیس کھجوریں تو ضرور دے دیں لیکن طیش میں آکر آپ کے چہرہ انور پر طمانچہ بھی دے مارا۔ اس پر سرکار دو عالم ﷺ نے دست مبارک بڑھایا تو کئی فٹ گہرے کنوئیں سے ڈول نکال کر اعرابی کے حوالے کر دیا اور خود واپس تشریف لے آئے۔

اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر گہری سوچ میں پڑ گیا اور حضور نبی کریم ﷺ کو واپس جاتے ہوئے دیر تک دیکھتا رہا۔ اعرابی دل ہی دل میں کہنے لگا:

''یہ شخص اللہ کا نبی معلوم ہوتا ہے، عین ممکن ہے کہ محمد عربی ﷺ ہی ہوں۔ مجھ سے بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔''

اعرابی نے جیب میں ہاتھ ڈالا، چاقو نکالا اور اپنا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اسے چکر

آیا اور بے ہوش ہوکر زمین پر گر پڑا کچھ دیر بعد اونٹ سوار وہاں پہنچے۔ انہوں نے اعرابی کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اعرابی کو ہوش آیا تو مسافروں نے پوچھا:

''تمہارا ہاتھ کس نے کاٹ ڈالا ہے؟''

''میں نے''

''ارے! وہ کیوں؟''

''اس ہاتھ کے ساتھ میں نے ایک پیغمبر کے چہرہ پر طمانچہ مارا تھا۔ خدا کے عذاب سے ڈر کر میں نے وہ ہاتھ ہی قلم کر دیا ہے۔''

اعرابی نے جواب دیا: مسافر یہ سن کر اپنی منزل کو روانہ ہو گئے۔

اعرابی کے ساتھ اس کی ضعیف العمر ماں بھی تھی۔ اس نے کہا کہ بیٹا آؤ خدا کے پیغمبر سے معافی مانگیں۔ اعرابی نے اپنا بریدہ ہاتھ ساتھ لیا۔ ماں بیٹا مسجد نبوی (ﷺ) کے دروازہ پر کھڑے ہوکر حضور نبی کریم ﷺ کا نام پکارنے لگے۔ مسجد میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود تھے۔ انہوں نے اعرابی سے پوچھا:

''کیا بات ہے؟''

''مجھے محمد عربی ﷺ سے ملنا ہے۔''

اعرابی کی بات سن کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان دونوں کو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر لے آئے دراوزہ پر پہنچتے ہی اعرابی پکارا:

''یا محمد (ﷺ)! حضور نبی کریم ﷺ نے آواز سن کر فرمایا:

''فاطمہ! دیکھو تو دروازہ پر کون کھڑا ہے؟''

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ درازہ پر ایک اعرابی اور ایک بڑھیا کھڑے ہیں اعرابی کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے۔ سیدہ فاطمہ نے ابا حضور کو بتایا تو سرکار باہر تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی اعرابی نے کہا:

''یا محمد ﷺ! مجھے معاف کر دیجئے۔ کریم لوگ عذر قبول کر لیا کرتے ہیں اور آپ

تو اکرم لناس ہیں۔"

"تمہارا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟"

"میں نے!"

"تم نے! وہ کیوں؟"

"اسی ہاتھ کے ساتھ میں نے آپ کے چہرہ مبارک پر طمانچہ مارا تھا۔"

"میں نے معاف کیا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لیکن ایسا کرو کہ اسلام قبول کر لو۔ آخرت میں بھلائی ہوگی۔"

"ایک شرط پر مسلمان ہو سکتا ہوں یا محمد ﷺ!"

"کیا شرط؟"

"شرط یہ کہ میرا ہاتھ درست کر دیجئے۔"

سرکار دو عالم ﷺ نے اعرابی کا مقطوعہ ہاتھ لے کر بازو سے جوڑا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہوئے زخم پر اپنا دست کرم پھیرا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اعرابی کا ہاتھ پہلے کی طرح درست ہو گیا۔ اعرابی اور اس کی ماں حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ مسرت سے ان کے چہرے چمکنے لگے اور زبان سے جاری ہو گیا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

الحمد اللہ کتاب نوادر القلیوبی کا ترجمہ آج بروز پیر ماہ شوال ۱۴۲۴ھ کو بوقت نماز ظہر تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کے صدقے متلاشیان حق کیلئے سامان ہدایت اور خاکسار مترجم کیلئے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری

گوگٹراں تحصیل و ضلع لودھراں

مندرجہ ذیل معجزات مصطفیٰ ﷺ مترجم کی طرف سے شامل کیے گئے ہیں۔

بت بول اٹھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ابتدائے اسلام کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک اجنبی آیا جس کے چہرہ اور لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بہت دور سے آیا ہے۔ ہمارے مقابل کھڑے ہوکر اس نے کہا:

''آپ میں سے محمد ﷺ کون ہیں؟''

ہم نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کیا تو اجنبی حضور نبی کریم (ﷺ) سے مخاطب ہوا:

''پہلے میں آپکو اپنے بت کی بات سناؤں؟ یا آپ مجھے اپنے رب کے احکام سنائیں گے؟''

''پہلے مجھ سے میرے رب کے احکام سنو!''

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ کہہ کر فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور اگر توفیق ہو تو حج کرنا۔''

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہاں تو بتاؤ کہ تمہارے بت نے کیا کہا ہے؟''

اجنبی نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میرا نام غسان بن مالک العامری ہے۔ ہمارا ایک بت ہے جس کے قدموں میں رجب کے مہینہ میں ہم اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں، ہم میں سے عصام نامی ایک شخص نے بت کے سامنے قربانی دی جب وہ قربانی سے فارغ

ہوا تو بت سے آواز آئی:

"عصام! اسلام ظاہر ہو چکا ہے اور بت سرنگوں ہو چکے ہیں۔"

عصام نے ہمیں یہ بات بتائی چند روز بعد طارق نامی ایک شخص نے بھی بت کے قدموں میں قربانی پیش کی۔ طارق جب قربانی سے فارغ ہوا تو بت کے شکم سے آواز آئی:

"طارق! نبی صادق اپنے عزیز خالق کی جانب سے وحی ناطق لے کر آ چکے ہیں۔"

طارق نے شور مچا دیا اور تمام لوگوں کو یہ بات بتا دی، ہم نے آپ کے بارے میں بھی سن رکھا تھا، اس طرح ہم لوگ گومگو میں پڑ گئے۔ یہاں تک کہ تین روز ہوئے ہیں یہی واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا ہے۔ میں بھی جب قربانی سے فارغ ہوا تو بت نے فصیح زبان میں کہا:

"غسان! **جآء الحق و زھق الباطل**، نبی ہاشمی معبوث ہو چکے ہیں۔ ان کے غلاموں کو سلامتی اور دشمنوں کو ندامت ہے۔"

یہ کہہ کر اوندھے منہ گر پڑا۔

غسان نے اپنی داستان ختم کی اور حضور نبی کریم ﷺ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تکبیر کا نعرہ بلند کیا۔

سخاوت دشمن کو بھی محبوب بنا دیتی ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچا۔ حطیم میں مجھے نیند آ گئی۔ سو گیا تو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ نے خواب میں فرمایا:

"عبداللہ! بغداد واپس جاؤ گے تو فلاں محلہ میں بہرام مجوسی کو ڈھونڈ کر میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت راضی ہے۔"

عبداللہ بن مبارکؒ کہتے ہیں کہ میں نے اٹھتے ہی لاحول پڑھی اور سوچا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ رسول عربی کہاں اور مجوسی کہاں؟ حضور مجوسی کو سلام کیسے کہہ سکتے ہیں؟ میں نے وضو کیا، نماز پڑھی اور کعبہ کے چند چکر لگائے۔ نیند نے پھر غلبہ کیا اور

میں سو گیا۔ خواب میں پھر سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے تین مرتبہ وہی حکم دیا۔ حج سے فارغ ہوتے ہی بغداد پہنچا۔ مطلوبہ محلہ اور گھر تلاش کیا۔ گھر میں ایک عمر رسیدہ شخص کو دیکھ کر میں نے پوچھا:

''بہرام مجوسی آپ میں کیا؟''

''جی ہاں! کہیے کیا ارشاد ہے؟''

''بہرام! آپ نے زندگی میں کوئی ایسا عمل کیا ہے جس پر آپ کا دل مطمئن ہو کہ یہ نیکی ہے؟''

''جی ہاں! ایک عمل کیا تھا۔'' ''تو فرمایئے وہ کون سا عمل تھا؟''

سنئے! میرے ہاں چار بیٹیاں اور چار ہی بیٹے پیدا ہوئے۔ میں نے اپنے بیٹوں کا نکاح بیٹیوں سے کر دیا۔ یہ میری عظیم نیکی ہے۔ کیا یہ نیکی ہے؟ یہ تو پاپ ہے کہ بھائی کی شادی بہن سے کر دی جائے۔ اچھا، چھوڑیئے اس بات کو! اس کے علاوہ بھی کوئی نیک عمل ہے۔ تو بتایئے؟

تو سنئے ایک اور نیکی! میری ایک بیٹی شک قمر اور غیرت آفتاب تھی۔ مجھے اس کا ہمسر کوئی لڑکا نہ مل سکا تو میں نے اس کے ساتھ خود نکاح کر لیا۔

''لا حول ولا قوۃ الا باللہ، ستم بالائے ستم''

سنو تو سہی! ابھی بات ادھوری ہے اپنی بیٹی سے شادی کرتے ہی میں نے دعوت ولیمہ کی۔ اس دعوت میں ایک ہزار زائد مجوسی شریک ہوئے۔ ذرا سوچ کر بتایئے کہ ان کے علاوہ بھی آپ نے کوئی نیکی کی ہے۔ تو سنو! بہرام نے کہا: اپنی بیٹی کے ساتھ شب عروسی گزار رہا تھا کہ ایک مسلمان عورت چراغ جلانے کیلئے آئی۔ میں نے اس کو چراغ جلا کر دے دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بجھا ہوا چراغ لے کر پھر آ گئی۔ میں نے پھر جلا دیا۔ چند لمحے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ پھر آ گئی میں نے سوچا کہ یہ عورت کہیں چوروں کی جاسوس نہ ہو۔ میں دبے پاؤں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ حتی کہ وہ اپنے گھر میں

داخل ہوگئی۔ ماں کو دیکھ کر اس کی چھوٹی بچیاں رونے لگیں اور پوچھنے لگیں:

''ماں! کچھ کھانے کیلئے لائی ہو؟ بھوک سے برا حال ہو رہا ہے اب تو صبر کے بندھن ٹوٹ رہے ہیں۔'' عورت بولی:

''دست سوال پھیلانے سے مجھے شرم آتی ہے، خدا کے سوا غیر سے کیسے مانگوں؟ غیر بھی بہرام مجوسی جو پہلے ہی خدا کا دشمن ہے۔'' حضرت عبداللہ بن مبارک بہرام کی باتیں سن رہے تھے۔ بہرام نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

''میں الٹے پاؤں گھر آیا۔ ایک طبق میں اشیائے خورد ونوش بھر کر لایا۔ بھوکے بچوں کو میں نے خود کھانا کھلایا؟ بہرام نے بات ختم کر لی تو عبداللہ بن مبارک نے اپنا خواب سنا کر فرمایا: ''بے شک اللہ کے ہاں یہ بڑی نیکی ہے۔ بہرام! مبارک ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم پر سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ خدا تم پر راضی ہے۔''

''میں اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام! اللہ اکبر!''

یہ کہا اور بہرام غش کھا کر گر پڑا۔ اس کی زبان سے کلمہ شہادت جاری ہوگیا۔ عین اسی لمحے بہرام کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے خود بہرام کو غسل دیا۔ کفن پہنایا، جنازہ پڑھایا اور سپرد خاک کر دیا۔

عبداللہ بن مبارک اکثر فرمایا کرتے تھے:

''سخاوت کیا کرو کہ سخاوت دشمن کو محبوب کے درجہ پر فائز کر دیتی ہے۔''

ابوجہل نے آپ کیلئے کنواں کھودوایا اور خود گر گیا

حضور نبی کریم ﷺ کی شان کے جب ڈنکے بجنے لگے تو ابوجہل آپ کو شہید کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایک کنواں کھودوں۔ کنوئیں کے منہ کو گھاس اور مٹی سے ڈھانپ دوں اور خود بیمار بن کر لیٹ جاؤں۔ میری علالت کی خبر سن کر محمد ﷺ عیادت کیلئے ضرور آئیں گے۔ اس

طرح وہ کنوئیں میں گر پڑیں گے تو ہم فوراً کنواں کو مٹی سے بھر دیں گے۔ اس طرح معاذ اللہ ﷺ مٹی تلے دب کر شہید ہو جائیں گے۔

کفار کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ ابوجہل نے تجویز کے مطابق کنواں کھودا اور خود بیمار بن کر لیٹ گیا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے جب یہ سنا کہ ابوجہل سخت بیمار ہے تو اپنے خلق عظیم کی وجہ سے آپ (ﷺ) ابوجہل کی خیر گیری کیلئے تشریف لے گئے۔ ابوجہل کے دروازہ پر پہنچے تو جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! ابوجہل لعین نے آگے کنواں کھود رکھا ہے۔ آپ واپس تشریف لے جائیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ ابوجہل کو جب معلوم ہوا کہ آپ واپس جا رہے ہیں تو اس ''بیمار'' نے بستر سے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور تیزی سے دوڑا تا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو پکڑ کر کنوئیں میں دھکیل دے۔ جلد بازی میں وہ خود کنوئیں میں گر پڑا۔

کفار نے بہت چارا کیا لیکن ابوجہل کو نہ نکال سکے۔ انہوں نے رسہ ڈال کر نکالنا چاہا لیکن ناکام رہے۔ آخر کنوئیں کی تہہ سے ابوجہل پکارا: ''محمد ﷺ کو بلا لاؤ، اس قعر مذلت سے وہی نکال سکتے ہیں۔'' کفار نے بلایا تو حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ منڈیر پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا: ''اس کنوئیں سے اگر تمہیں نکال باہر کروں تو کیا توحید و رسالت پر ایمان لے آؤ گے؟''

''ضرور ضرور کیوں نہیں؟''

ابوجہل کنوئیں کی تہہ سے پکارا: حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک ابوجہل تک جا پہنچا۔ اسے پکڑ کر آپ نے کنوئیں سے باہر لا ڈالا۔ باہر آ کر ابوجہل بولا:

''آپ سے بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔'' معاذ اللہ

جنت کا دولہا

حضرت عکرمہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یمن میں بعل نامی ایک مشرک تھا۔ بعل غریب اور مفلوک الحال تھا۔ پھٹے پرانے لباس میں ملبوس رہتا۔ اس کے دن درختوں کے سایہ تلے اور راتیں ویرانوں میں گزر جاتی تھیں۔ بعل نے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرچا سنا تو مدینہ میں آ کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ آپ نے بعل کو اصحاب صفہ میں شامل کر لیا۔ اب اس کا گزارا جو کی روٹی یا کھجوروں پر تھا۔ وہ ہمیشہ حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ بعل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی چار سورتیں بھی یاد کر لی تھیں۔ ایک دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن کے بعد کوئی غربت نہیں اور جہنم کے بعد کوئی امیری نہیں۔'' بعل نے یہ سنتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: تو پھر میری شادی کر دیجئے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

''کچھ مال بھی ہے تمہارے پاس؟ ابھی تو آپ نے فرمایا ہے کہ قرآن کے بعد کوئی فقر نہیں اور مجھے تو قرآن کی چار سورتیں یاد ہیں۔''

بعل کے استدلال پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: ''انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کے پاس چلے جاؤ، بنی سلمہ کی جو عورت سب سے پہلے ملے گی وہی تمہاری بیوی ہو گی۔''

یہ سنتے ہی بعل بنی سلمہ کی طرف چل نکلے۔

ابھی تھوڑی دیر ہی چلے ہوں گے کہ آپ کو ایک لڑکی ملی۔ رشک قمر غیرت آفتاب!

بعل بولے: ''لڑکی! یہ کون سا قبیلہ ہے؟

''بنی سلمہ!''

''اللہ اکبر! لائق حق ہے وہ ذات جس نے میرا تیرا جوڑ بنایا۔''

''پاگل تو نہیں ہو۔''

''نہیں۔ پاگل نہیں ہوں۔ میرے آقا نے اسی طرح فرمایا ہے: اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو سر تسلیم خم ہے۔''

''یقین نہیں تو آؤ حضور نبی کریم ﷺ سے خود دریافت کرلو۔''

بعل اور لڑکی حضور نبی کریم ﷺ کی جانب چل دیئے۔ راستے میں لڑکی کا باپ اور بھائی ملے۔ انہوں نے کہا:

''اس جوان کے ساتھ کہاں جارہی ہو؟''

''یہ کہتا ہے کہ تم میری ہونے والی بیوی ہو، اور یہ بھی کہتا ہے کہ یہ رشتہ حضور نبی کریم ﷺ نے منتخب کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کرنے جارہی ہوں۔''

باپ اور بھائی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی جانب چل دیئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر باپ بولا:

حضور (ﷺ)! یہ نوجوان کہتا ہے کہ تیری بیٹی کا رشتہ حضور نبی کریم ﷺ نے میرے ساتھ کردیا ہے۔ سرکار! یہ درست ہے کیا؟ ہاں! تیری بیٹی اس جوان کی ہونے والی بیوی ہے۔ اگر آپ کا ارشاد ہے تو مجالِ انکار نہیں۔

انصاری نے اپنی بیٹی کا نکاح بعل کے ساتھ کردیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح پڑھایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نکاح کے گواہ بنے۔ نکاح کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مومنو! اپنے بھائی کی مدد کرو۔''

''بعل! دو اوقیہ چاندی تمہاری اور دو اوقیہ تمہاری بیوی کی! یہ لو سنبھالو۔ میرا حصہ بھی میری بیوی ہی کو دے دیجئے یارسول اللہ ﷺ!''

حضور نبی کریم ﷺ نے ساری چاندی بعل کی بیوی کو دے دی، اس کے والد سے فرمایا کہ رخصتی کا انتظام کرو اور بعل سے فرمایا کہ تم اپنے سسرال چلے جاؤ۔

بعل سسرال پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کیلئے کمرہ مزین تھا۔ خوبصورت قالین بچھا تھا، چراغوں کی روشنی نے کمرے کی خوبصورتی کو چار چاند لگا رکھے تھے۔ بعل کی نشست گاہ کے ساتھ اس کی نوبیاہتا بیٹھی ہوئی تھی۔ بعل کیلئے پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دعوت سے فارغ ہوتے ہی بعل نے وضو کیا۔ دو رکعت نفل ادا کیے اور اپنے مقدر پر خدا کا شکر ادا کیا۔ دعا کے بعد بعل نے پھر نفل شروع کر دیئے پھر دعا مانگی

پھر نفل پڑھے حتیٰ کہ صبح تک وہ نفل ہی پڑھتے رہے۔ فجر کی نماز انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں پڑھی۔ تمام دن وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے۔ ظہر، عصر پھر مغرب حتیٰ کہ عشاء بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی۔ عشاء کے بعد وہ پھر سسرال آ گئے۔ کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ جائے نماز پر کھڑے ہو گئے اور صبح تک نفل پڑھتے رہے۔ تین دن بعل نے اسی طرح گزار دیئے۔ چوتھی رات دلہن کے والد نے خاوند کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولی:

''ابا جان! میرے شوہر عجیب ذوق رکھتے ہیں، نماز کے سوا وہ جانتے ہی کچھ نہیں۔ شام سے لے کر صبح تک نماز ہی میں گزار دیتے ہیں۔''

دلہن کے والد نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے بعل سے فرمایا:

''بعل! تجھے کس چیز نے بیوی سے روکے رکھا۔''

بعل نے عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! میں نے ساری راتیں قیام و سجود میں گزاری ہیں۔ دراصل مجھے اپنا ماضی یاد آ رہا تھا۔ اسلام سے پہلے میں مشرک تھا۔ میرا کوئی مکان تھا نہ ہی ٹھکانہ، رات ویرانوں میں اور دن درختوں کے سایہ تلے گزار دیتا تھا۔ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام قبول کیا۔ آپ کے زیر سایہ مجھے کلام الٰہی کی چند سورتیں بھی یاد ہو گئیں۔ کلام الٰہی سے میرا شرح صدر ہو گیا اور سینہ ایمان کے نور سے جگمگانے لگا۔ آپ نے میرا عقد جب اس لڑکی سے فرمایا تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا۔ ان نعمتوں کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔''

بعل نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا:

''ان چار سورتوں میں سے ایک سورت نے مجھ میں اضطراب پیدا کر دیا اور میں دن رات اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف رہا۔'' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''کون سی سورت نے تجھے مضطرب کیے رکھا؟''

بعل نے عرض کیا:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ یا رسول اللہ ﷺ! کیونکہ اس میں ارشاد خداوندی ہے:

لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ

"(قیامت کے دن" تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ ہوگی۔"

یہ کہہ کر بعل نے رونا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی آبدیدہ ہو گئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی زار وقطار رونا شروع کر دیا۔

ایک ہفتہ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: "یارسول اللہ ﷺ! بعل انتقال فرما گئے۔"

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "غسل کے بعد مجھے اطلاع کر دینا۔"

تجہیز و تکفین کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع کر دی گئی، جنازہ پڑھا کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ہم نے تمہارے لیے جنت تیار کر دی ہے۔"

تدفین کے بعد ایک دن حضور نبی کریم ﷺ نے بعل کی بیوی سے پوچھا کہ بعل نے کیا تجھ سے فائدہ اٹھایا تھا تو کہنے لگی کہ اس خدا کی قسم! جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ "بعل نے مجھ سے کچھ نہ پایا۔"

شہزادہ جنت کی پیدائش

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم ﷺ کی عادات شریفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد آپ چہرہ مبارک کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کر لیا کرتے تھے۔ آپ کا چہرہ انور چودھویں کے چاند کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ ان کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ اگر غمگین بھی دیکھ لیتا تو غم غلط ہو جاتے تھے۔ ایک دن فجر کی نماز کے بعد خلاف معمول آپ نے رخ اقدس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہ کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بلا کر مسجد سے تشریف لے گئے۔ اصحاب رسول ﷺ دیکھتے ہی رہ گئے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ کہاں اور کیوں تشریف لے گئے ہیں۔

دونوں بیت فاطمہ پر پہنچ گئے تو دروازہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روکتے ہوئے آپ نے فرمایا: علی! دروازہ پر کھڑے رہنا، کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا بات ہوئی ہے؟

''حسین کی ولادت ہوئی ہے۔ آسمان سے ملائکہ کا نزول ہو رہا ہے، وہ سب مبارکباد دینے آرہے ہیں۔''

یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درازہ پر کھڑے رہ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا وہ بھی پیچھے پیچھے آ گئے۔ دروازہ پر پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بولے:

''سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟''

''گھر میں''

''میں اندر جا سکتا ہوں؟''

''ابھی نہیں، سرکار مصروف ہیں۔''

''کیا آپ نے فرمایا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نہ آنے دینا؟''

''یہ بات نہیں، دراصل حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ہے اور چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے مبارکباد دینے کیلئے حاضر ہوئے ہیں۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی یہ بات سن کر حضرت صدیق اکبر متعجب ہوئے اور دروازہ پر ہی بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی دروازہ پر روکے رکھا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ دوسرا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب کو دروازہ پر روکھے رکھا۔ کچھ دیر بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اندر جانے کی اجازت دے دی۔ سب سے آگے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔ سب نے سلام عرض کیا اور ولادت حسین رضی اللہ عنہ کی مبا کباد دی۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ بات بھی سنائی کہ چار لاکھ چوبیس ہزار فرشتے نازل ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:

''علی! فرشتوں کا تعداد کا تمہیں کیسے علم ہوا؟''

''میں نے فرشتوں کو گروہ درگروہ اترتے دیکھا ہے۔فرشتے اپنی اپنی زبان میں باتیں کر رہے تھے اور وہ اپنی تعداد بھی بتا رہے تھے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا کہ علی کو خدا نے عقل سلیم عطاء فرمائی ہے پھر آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے: ''میں آپ کو ایک عجیب تر واقعہ سناتا ہوں۔ضرور! حضور ﷺ''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ان فرشتوں میں ایک اپاہج فرشتہ بھی تھا جسکے نہ تو پر تھے اور نہ ہی ہاتھ پاؤں۔ میں نے اس سے پوچھا: ''تمہارے پر، ہاتھ اور بازو کیا ہوئے؟''

''یارسول اللہ ﷺ! میں ملائکہ مقربین میں سے تھا۔ایک آسمان کا دروازہ کھلا پایا تو میں نے زمین کی طرف جھانکا، مجھے ایک بے دست و پا شخص نظر آیا۔اسے دیکھ کر میں نے کہا کہ اس شخص کو زندگی سے کیا سروکار؟ اس کیلئے تو مرنا ہی بہتر ہے بس پھر کیا تھا یارسول اللہ ﷺ! مجھ پر خدا کا عتاب نازل ہو گیا۔ پر جل گئے۔ ہاتھ پاؤں کٹ گئے اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور ایک جزیرہ میں سات سو سال تک پڑا رہا۔''

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اس کی باتیں غور سے سن رہا تھا۔فرشتے نے رو کر اپنی بات کو جاری رکھا:

''یارسول اللہ ﷺ! ولادت حسین پر فرشتے مبارکباد دینے جا رہے تھے۔انہوں نے مجھے پہچان لیا اور مجھے آپ کی بارگاہ تک لے آئے تاکہ حرمت حسین رضی اللہ عنہ کا صدقہ آپ میرے لیے شفاعت فرمائیں۔آپ کی دعا پر یقیناً اللہ مجھے معاف کر دے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے فرشتے کیلئے دعا مانگی تو جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر کہا: ''اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔حسین سے لپٹی ہوئی چادر فرشتے کے وجود سے لگائیے۔'' میں نے ایسے ہی کیا تو فرشتہ تندرست ہو کر پہلی حالت پر آ گیا۔اچانک اس فرشتے نے رونا شروع کر دیا میں نے پوچھا:

''کیوں روئے ہو؟''

''حسین کیلئے حضور!''

''وہ کیوں؟''

''آقا! حسین زمین والوں کے شر وفساد سے شہید ہو جائیں گے۔''

''اسے کون شہید کرے گا؟''

''آقا! جبرئیل امین علیہ السلام سے دریافت فرمائیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا: یہ کیا کہہ رہا ہے؟''

''سچ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسے کیسے پتہ چلا؟''

''ولادت حسین رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار سال پہلے اللہ نے اس فرشتہ کو صرف اس لیے پیدا فرمایا تھا کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ان کی قبر کا پہرہ دیا کرے گا۔'' پھر تمام فرشتے آسمان کی جانب پرواز کر گئے۔

نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات

ابرہہ جب مکہ میں تخریب کاری کیلئے آیا تو عبدالمطلب مکہ سے باہر نکلے۔ آپ کی پیشانی سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکا۔ نور کی چمک کعبۃ اللہ پر پڑی تو آفتاب کی روشنی مانند پڑ گئی۔ حضرت عبدالمطلب واپس مکہ آ گئے۔ قوم نے پوچھا کہ آپ واپس کیوں آئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نور والا بالآخر غالب آ جائے گا۔ ابرہہ نے قاصد بھیج کر عبدالمطلب کو بلا بھیجا۔ ابرہہ کے لشکر میں چار ہزار ہاتھی تھے۔ کہتے ہیں کہ ابرہہ کے لشکر کا سالار قبیلہ حمیری کا ایک بہادر شخص تھا جسے ایک ہزار گھوڑا سواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ حمیری جب عبدالمطلب کے سامنے آیا تو آپ کی پیشانی میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک دیکھ کر گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور سجدے میں گر گیا۔

ہاتھیوں میں ایک سفید ہاتھی جو دستہ کا سالار تھا۔ حضرت عبدالمطلب جب ہاتھیوں کے قریب سے گزرے تو تمام ہاتھیوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ ہاتھی کہنے لگے: ''نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام ہو، بشارت ہو، اسے جو آپ پر ایمان لائے۔ آپ رحمۃ اللعالمین اور سید المرسلین ہیں۔'' ابرہہ نے جب ہاتھیوں کو سجدہ کرتے دیکھا تو ابرہہ کو

عبدالمطلب پر بہت غصہ آیا۔ حمیری نے کہا کہ بادشاہ سلامت! ان پر ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟ جب وہ آپ کے سامنے آئیں گے تو آپ بھی تعظیم کیے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ چنانچہ عبدالمطلب جب ابرہہ کے سامنے آئے تو وہ مسند سے نیچے اتر آیا اور آپ کے سامنے سجدہ کرنے لگا۔ ابرہہ بولا:

''آپ کی حاجت کیا ہے؟''

''میرے اونٹ واپس کر دو۔''

''آپ نے مجھ سے اونٹوں کا سوال تو کیا لیکن کعبہ کے بارے میں کیوں نہ بات کی؟''

''کعبہ والا اپنے گھر کی حفاظت خود کرے گا۔''

یہ سن کر ابرہہ نے حکم دیا کہ آپ کے تمام مویشی واپس کر دیئے جائیں۔ عبدالمطلب اپنے مویشی لے کر واپس مکہ آ گئے۔

سب کا رازق

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کی ایک گھاٹی کی طرف گیا۔ میرے پاس خشک روٹی اور پانی تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی میں داخل ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور مجھے اشارہ سے بلایا۔

''وہ دیکھو!'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ درخت کی شاخ پر ایک پرندہ بیٹھا تھا۔ وہ شاخ پر بار بار چونچ مار رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟''

''اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جانے۔''

میں نے عرض کیا: تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پرندہ کہہ رہا ہے اے اللہ! تو ظالم نہیں منصف ہے۔ بھوک سے میرا برا حال ہو رہا ہے۔ مولیٰ مجھے رزق دے؟

میں نے روٹی کے دو ٹکڑے کرا کے زمین پر ڈالے۔ پرندے نے وہ کھائے اور پھر

شاخ پر بیٹھ کر بولنے لگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پرندہ اب یہ کہہ رہا ہے: ''جو اللہ پر توکل کرے، اللہ اس کیلئے کافی ہے جو اس کو یاد رکھے، اللہ اس کو کبھی نہیں بھولتا۔

صلح کی خوشی میں جنت سے حلوہ

ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ناراضگی ہوگئی۔ ہوا یوں کہ ایک دفعہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کھانا طلب فرمایا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ آپ نے جہاں رات بسر فرمائی ہے۔ وہیں میں کھا لیا ہوتا۔ یہ بات حضور نبی کریم ﷺ کے قلب نازک پر ناگوار گزری۔ آپ باہر تشریف لانے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کا دامن پکڑ لیا۔ آپ جھٹک کر باہر تشریف لے آئے۔ حضرت کو سخت ندامت ہوئی۔ آپ رونے لگیں۔ چادر اوڑھ کر سجدہ میں گر پڑیں۔ سجدہ میں آپ نے رو کر کہا: ''الٰہی تیرے سوا کون ہے؟ جو میری سفارش کرے؟''

حضور نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہونے والے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوگئے۔ آپ کا دایاں پاؤں مسجد میں اور بایاں ابھی باہر تھا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ کر کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! آپ مسجد میں داخل نہیں ہوں گے۔'' ''آخر کیوں؟''

حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تو جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ فرما رہا ہے: ''میری باندی مٹی پر گری سجدے کر رہی ہے۔ مجھے جلال و جبروت کی قسم! جب تک آپ اس کی دل جوئی نہ کریں گے۔ مسجد میں داخل نہیں ہوں گے۔''

حضور نبی کریم ﷺ فوراً گھر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی آہٹ محسوس کی تو مکان کے ایک کونہ میں بیٹھ گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہؓ بات کرنے سے کترا رہی تھی۔ جبرئیل علیہ السلام پھر آگئے اور کہا: ''جفا کے سلسلہ میں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویاں ہیں اور وفا کے سلسلہ میں

فرعون کی بیوی آسیہ!'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں میں بیٹھ گئیں۔ ساق مبارک کو تھام کر بولیں:

''مجھے معاف فرمایئے، یوں جان لیجئے کہ میں ابھی مسلمان ہوئی ہوں مجھ پر کرم فرمایئے۔'' یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ مسکرائے اور راضی ہو گئے۔

جبرئیل امین علیہ السلام جنت سے حلوے کا طباق لے کر پھر حاضر ہو گئے اور کہا کہ خدا نے فرمایا ہے: ''صلح ہم نے کرائی ہے، مٹھائی بھی ہمارے ذمہ ہے: لیجئے تناول فرمایئے۔''

مقدس جوڑے نے حلوہ کھایا۔ وہ صلح کی خوشی میں ایک دوسرے کے منہ میں لقمے ڈالتے رہے۔ صرف دو لقمے باقی رہ گئے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''حمیرا! آنے والے یقیناً ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ لقمہ ان کا حصہ ہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ہم دونوں میں ناراضگی ہوگئی تھی۔ اللہ نے ثالث بن کر صلح کرا دی ہے۔ جنت سے شیرینی بھیجی ہے۔ جو ہم کھا چکے ہیں۔ دو لقمے باقی رہ گئے ہیں جو تمہارا حصہ ہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لقمے لیے۔ ایک لقمہ حضور نبی کریم ﷺ کے منہ میں اور دوسرا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں ڈال کر کہا:

''میری زندگی تو آپ کی خوشیوں میں ہے۔''

ایک جن نے شانِ رسالت میں گستاخی کی دوسرے نے اسے قتل کیا

روایت ہے کہ کفار مکہ حضور نبی کریم ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ اچانک ابلیس لعین آ گیا اور بولا: ''محمد کا نگہبان خدا ہے تم اس کو قتل نہیں کر سکتے، البتہ میں تجھے ایک تجویز دوں گا۔'' ابلیس پھر ابوجہل سے مخاطب ہوا:

''تم اپنے بت کو محمد ﷺ کے روبرو رکھ کر سجدہ کرو۔ ہو سکتا ہے تمہارا بت محمد ﷺ کے بارے میں اظہار خیال کرے۔ یہ بات محمد کیلئے قتل سے بھی زیادہ اذیت ناک ہوگی۔''

ابوجہل کا بت جواہرات سے مرصع تھا۔ اس نے بت اٹھایا اور حضور نبی کریم ﷺ

کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت آپ حرم شریف میں تشریف فرما تھے۔ ابو جہل نے بت کو سجدہ کر کے کہا: ''میرے معبود! میں تمہاری عبادت کرتا ہوں اور محمد تمہاری تکذیب کرتا ہے تم محمد کی توہین کر کے مجھے مسرور کرو۔''

بت حرکت میں آگیا اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکیں۔ آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ آپ کے شانہ اقدس سے چادر گر پڑی۔ آپ حزن و ملال میں اٹھے اور خدیجہ کے گھر آ کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا تو ایک اجنبی نوجوان اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں۔ جوان نے حضور نبی کریم ﷺ سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا:

''آپ کون ہیں؟''

''جن ہو یارسول اللہ ﷺ!''

''پہاڑوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک سکتا ہوں۔''

''اس وقت کہاں سے آ رہے ہیں؟''

''سات سمندر پار ایک جزیرہ میں تھا۔ جبرئیل آمین علیہ السلام نے آ کر مجھ سے کہا کہ فلاں شیطان کو قتل کر دو۔ اس نے ابو جہل کے بت میں داخل ہو کر ہمارے آقا کو گولیاں بکی ہیں۔'' اپنی داستان بیان کرتے ہوئے اجنبی نے کہا:

''یارسول اللہ ﷺ! جبرئیل امین علیہ السلام نے مجھے تلوار دی ہے۔ میں فوراً مکہ آیا۔ مطلوبہ شیطان مکہ میں نہیں تھا۔ میں نے اسے ارض اربعہ میں دیکھا تو قتل کر دیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے جن کی بات سن کر اس کے حق میں دعا فرمائی اور کہا:

''میں مشکلات میں اللہ سے مدد لیا کرتا ہوں۔ اب آپ تشریف لے جائیے! لیکن میری ایک خواہش ہے حضور ﷺ! کیا خواہش ہے؟''

''آپ کل بھی حرم میں تشریف لے جائیے گا۔ ابو جہل بت لے کر پھر آئے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے جن سے ہامی بھرلی۔

دوسرے روز سیدنا عالم ﷺ حرم میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ناگاہ ابوجہل بت لیے آدھمکا۔ اس نے بت کو حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھا اس کے آگے سر جھکایا اور سجدہ میں گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر بولا کہ کل کی طرح آج بھی محمد کی گالیوں سے تواضع کرو۔ بت میں حرکت ہوئی پھر آواز آئی:

"لآ الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں جھوٹا معبود ہوں، نہ نفع پر قادر ہوں اور نہ ہی نقصان پر، خدا کو چھوڑ کر میری عبادت کرنے والے کیلئے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔"

ابوجہل! غصہ سے اٹھا اور بت کو اٹھا کر زمین پر دے مارا، بت ٹوٹ پھوٹ گیا تو ابوجہل نے کہا:

"محمد نے میرے بت پر جادو کر دیا ہے۔"

رحمت کی برکھا

روایت ہے کہ ایک انصاری کی وفات ہوئی تو جنازہ کے بعد حضور نبی کریم ﷺ اس کی قبر تک تشریف لے گئے۔ تدفین کے بعد آپ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اٹھ کر آپ کے عمامہ پر ہاتھ پھیرا اور حیرت سے بولیں:

"تعجب ہے کہ آپ کا عمامہ اور کپڑے بارش سے بھیگ چکے ہیں حالانکہ آپ مطلع بالکل صاف ہے اور بادلوں کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ جان گئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عالم الغیب کی برسات دیکھ لی ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: "عائشہ تم نے کیا اوڑھ رکھا ہے؟"

"آپ کی چادر، جانِ من!"

"اس چادر کی برکت نے تمہاری نگاہوں سے پردے ہٹا دیئے ہیں اور تمہیں عالم الغیب کی برسات نظر آ رہی ہے۔ عالم غیب میں شمس وقمر بھی ہیں اور برسات بھی جسے انبیاء وصالحین دیکھ لیا کرتے ہیں۔"

درخت کی حاضری

یزید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بولا:

''حضور نبی کریم ﷺ میں ایمان تو لا چکا ہوں لیکن کوئی نشانہ دکھایئے تا کہ میرا ایمان مضبوط ہو جائے۔''

''کیا نشانی چاہتے ہو؟''

''میں چاہتا ہوں کہ آپ سامنے والے درخت کو بلائیں تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔'' اعرابی کی فرمائش پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جاؤ! میری طرف سے درخت سے کہہ دو کہ تمہیں اللہ کے رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔'' اعرابی نے درخت کے قریب جا کر کہا:

''درخت! تجھے رسول اللہ ﷺ نے یاد فرمایا ہے۔''

یہ سنتے ہی درخت چاروں طرف جھکا، جڑوں کو زمین سے منقطع کیا اور زمین پر رینگتا ہوا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ درخت نے حضور نبی کریم ﷺ سلام عرض کیا۔ اعرابی یہ دیکھ کر بول اٹھا:

''بس یہ کافی ہے یا رسول اللہ ﷺ!''

حضور نبی کریم ﷺ نے درخت کو حکم فرمایا تو وہ دوبارہ اپنے مقام پر چلا جا۔

کھجوروں میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے وصال کیا تو ان پر قرضہ تھا۔ میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ قرض کے بدلے کھجوریں لے لو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

''آپ جانتے ہیں کہ میرے والد احد کے روز شہید ہو گئے تھے، ان پر بہت سا قرضہ

تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں تا کہ قرض خواہ آپ کو دیکھ لیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''ٹھیک ہے پہلے تم جاؤ اور کھجوروں کو ایک کوزہ میں جمع کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔''

میں نے حکم کی تعمیل کی، حضور نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کھجوروں کے کھلیان کے گرد تین چکر لگا کر بیٹھ گئے اور فرمایا:

''قرض خواہوں کو بلاؤ۔''

میں نے قرض خواہوں کو بلایا تو حضور نبی کریم ﷺ کھجوریں تول تول کر انہیں دیتے رہے حتیٰ کہ میرے والد کا تمام قرضہ اٹھ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دست کرم کی بدولت میرے کھلیان بھی محفوظ رہے اور ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

بچے زندہ ہو گئے

روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع ہوئی کہ عنقریب کفار کا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ فکر مند ہو گئے کیونکہ تیاری کا وقت بہت کم تھا۔ آپ نے بلال سے فرمایا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لاؤ۔ سب صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے تو حضور نبی کریم ﷺ ان سے مشورہ فرمانے لگے۔ آپ نے فرمایا:

''دشمن سر پر آپہنچا ہے اور وقت بہت کم ہے، ان حالات میں دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟''

سلمان فارسی نے عرض کیا:

''میں نے اس طرح کے بہت سے واقعات دیکھے ہیں، شہر کے گرد خندق کھود کر دخول وخروج کیلئے راستے رکھے جاتے ہیں اور شہر بند ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے سلیمان کی تجویز کو پسند فرمایا اور مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا ارادہ فرمایا۔ کھدائی کیلئے شہر سے باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین پر خندق کا پورا نقشہ بنایا گیا تھا۔ جبرئیل امین علیہ السلام پہلے ہی زمین پر لکیریں ڈال گئے

تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھ کر خوشی سے تکبیر کا نعرہ لگایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کا آغاز اپنے دست مبارک سے کدال مار کر فرمایا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ نے باری باری زمین کھودنا شروع کیا پھر کیا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مہاجرین و انصار نے خندق کی کھدائی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کھود رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام فتح کی بشارت دینے آ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فتح کی نوید سنائی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خوش ہوئے لیکن منافقین ہنسی اڑانے لگے۔ منافقین آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو یہ اپنے اصحاب سے کیا بڑ ہانک رہے ہیں؟ خود تو دشمن کے ڈر سے خندق کھود رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی گمان رکھتے ہیں کہ وہ مشرق و مغرب پر غالب آ جائیں گے۔

ان ایام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا پیا کچھ نہیں۔ آپ ہر وقت خندق کی کھدائی میں مصروف رہتے تھے۔ بھوک کی شدت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضعف ہونے لگا۔ جابر انصاری نے آپ کے ضعف کو بھانپ لیا۔ انہوں نے کھدائی چھوڑی اور گھر بیوی کے پاس جا کر بولے:

''تین روز سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں کھایا، بھوک اور پیاس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضعف محسوس فرمانے لگے ہیں، گھر میں کھانے کیلئے کچھ موجود ہے کیا؟ تا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر بلا کر کھانا کھلائیں۔''

بیوی نے کہا:

''گھر میں بکری ہے اور صاع کے لگ بھگ آٹا ہوگا۔ آپ بکری ذبح کر کے گوشت بنا دیں۔ میں ہنڈیا رکھتی ہوں اور آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت دے آئیے۔ میرے ماں باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں۔ آپ کی تشریف آوری کیلئے ہمارے لیے بہت بڑی خوش قسمتی کا باعث ہوگی۔'' جابر خوشی خوشی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا:

''تین روز ہوئے آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا حضور! غریب خانہ پر تشریف لا کر

ماحضر تناول فرمائیے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''صرف میری ہی دعوت ہے کیا؟''

جابر نے عرض کیا:

''اپنے ساتھ کچھ دوست بھی لے آئیے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مخاطب فرما کر پکارا:

''خندق والو! چلو جابر انصاری کے گھر چلیں، اس نے تمہاری ضیافت کی ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد پر ایک ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم جابر انصاری کے گھر آ گئے۔

جابر کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: ''دیکھو تو! حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آ گئے ہیں۔ اللہ نے ہم پر کتنا کرم فرمایا ہے کہ ہمارے گھر میں حضور رونق افروز ہوئے ہیں لیکن بھائی! تم جانتے ہو کہ ہمارے گھر میں تو کچھ بھی نہیں جس سے مہمانوں کی تواضع کی جائے۔ میں نے اپنے آپ کو حضور نبی کریم ﷺ پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اس تنور میں پھینک دو جب میں آگ میں بھن جاؤں تو مجھے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دینا۔''

بھائی بات سن کر دوسرے نے کہا:

''بھائی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تجھے تنور میں ڈال کر خود دیکھتا رہوں؟ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے تنور میں ڈال دو۔''

پھر ہوا یہ دونوں بھائیوں نے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دیا۔ دونوں بھائی چربی کی طرح پگھل گئے اپنی ناقص عقل کے مطابق انہوں نے اپنی جانیں حضور نبی کریم ﷺ پر قربان کر دی تھیں۔ ماں کو کچھ خبر نہ تھی جب وہ تنور پر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دونوں بیٹے آگ پر جل کر ختم ہو چکے ہیں وہ حواس باختہ ہو گئی۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس نے اپنے جذبات پر قابو پا کر جابر کو بتایا۔ جابر نے بھی دیکھا کہ دونوں بیٹے جل چکے ہیں۔ جابر نے اناللہ پڑھتے ہوئے بیوی سے کہا:

''صبر کرنا اور جزع وفزع نہ کرنا، رو پیٹ کر حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت کو خراب نہ کرنا۔'' جابر نے بیٹوں کی جلی ہوئی لاشوں کو ایک ٹوکرے میں ڈال کر چادر سے ڈھانپ دیا۔

جابر نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اصحاب کو بلایا ہی تھا کہ جبرئیل حاضر ہوگئے اور عرض کیا:

''جب تک جابر کے دونوں بیٹے دسترخوان پر نہ آجائیں، کھانا ہرگز تناول نہ فرمایئے گا۔''

یہ کہہ کر جبرئیل امین علیہ السلام نے دونوں بچوں کی داستان حضور نبی کریم ﷺ کو سنائی تو حضور نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر سخت صدمہ گزرا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جابر سے فرمایا:

''جابر اپنے بیٹوں کو بھی بلاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں اس رزق میں ان کا بھی حصہ ہے۔''

یہ سنتے ہی جابر تذبذب میں پڑ گئے۔ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دروغ گوئی مناسب نہ سمجھتے ہوئے ٹوکرا اٹھا کر حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے بچوں کی مسخ شدہ لاشیں دیکھیں تو رونے لگے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچوں پر ڈال دی اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر عرض کیا:

''اے کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والے! میں تیرے لطف و کرم سے بھیک مانگتا ہوں کہ جابر کے مردہ بچوں کو زندگی عطا فرما!''

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمین کہی ادھر حضور نبی کریم ﷺ دعا سے فارغ ہوئے ادھر دونوں بھائی اللہ کی قدرت سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بچوں کے والدین مسرت سے رونے لگے، وہ گھر جو چند لمحے پہلے ماتم کدہ تھا، خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن طعام میں ڈالا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔" تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شکم سیر ہو کر کھایا لیکن کھانے میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بکری کی ہڈیاں جمع کر کے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے بکری بھی زندہ ہوگئی۔

زندگی مل گئی

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا جب آپ فارغ ہوئے تو ایک عورت اپنے ساتھ اپنا بیٹا لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے اس بیٹے کو آسیب کی شکایت ہے اور یہ بات نہیں سنتا چنانچہ حضور نور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو پانی لانے کا حکم فرمایا تو وہ پتھر کے ایک برتن میں پانی لے کر حاضر ہوئی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن سے اپنے منہ مبارک میں پانی لے کر اس میں کلی کر دی پھر اسے دے کر فرمایا: پانی اس بچے کو پلا۔

اس سے اس کا منہ دھلا، ام جندب کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے ساتھ گئی اور میں نے کہا اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دے دو۔ پانی لے کر میں نے ایک چلو پانی لیا اور اپنے بیٹے کو پلایا تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے زندگی مل گئی۔

ام جندب کہتی ہیں کہ میں نے عورت سے ملاقات کر کے اسکے بچے کو جس کو آسیب تھا اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ بیشک وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس سے اچھا نہیں ہے۔

(خصائص کبریٰ، جلد۲)

یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرُنور اور پرُ سرور معجزہ ہے کہ آپ کا کلی کیا ہوا پانی اتنی شفائیں رکھتا ہے کہ اگر آسیب زدہ بچے پر پڑتا ہے تو ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ گونگا بولنے لگتا ہے۔ کھارے کنوئیں میں ڈالا جاتا ہے تو پانی میٹھا ہو جاتا ہے اگر سالن میں ڈالا جاتا ہے تو برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

وضو کا پانی اور صحابہ کرام

جب سرکار دو عالم ﷺ وضو فرماتے تو آپ کے غلام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وضو کا پانی نیچے نہ گرنے دیتے بلکہ گرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں پر لیتے، چہروں پر ملتے، پیتے اور بیماریوں سے شفا حاصل کرتے۔

ہر صحابی کی یہ خواہش ہوتی کہ پانی مجھے ملے، یہ سرکار دو عالم ﷺ کا اعجاز ہے۔ آج مثلیت کا دعوے دار اپنا کلی کیا ہوا پانی کسی کو دے کہ پی لے۔ وہ پانی کو مولوی کے منہ پر دے مارے گا کہ مجھے غلیظ پانی پینے کو کہتے ہو۔ معلوم ہوا سرکار ﷺ کی مثلیت کے دعوے دار جھوٹے ہیں۔ سب کہیں بے شک، اب آپکے سامنے ایک بڑا ہی نرالا معجزہ پیش کرتی ہوں۔

حضرت عمار کیلئے آگ ٹھنڈی ہوگئی

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈالنا چاہا تو قریب تھا کہ آپ کو آگ میں ڈالنے لگے تو اچانک حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے۔

آپ نے دست کرم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ کر فرمایا: اے آگ عمار پر ایسے ٹھنڈی ہو جا جیسے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عمار! تیرے مرنے کا یہ وقت نہیں ہے کہ بلکہ باغیوں کا ایک گروہ قتل کرے گا۔

چنانچہ حضور نبی پاک ﷺ کا فرمان سن کر آگ ٹھنڈی ہوگئی اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں امیر معاویہ کے لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

(خصائص کبریٰ جلد۲)

اس معجزہ میں ایک بات تو یہ ہے کہ سرکار ﷺ کا حکم سن کر آگ ٹھنڈی ہوگئی اور دوسری بات یہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ان کی موت کی خبر

دی۔ جو واقعہ برسوں کے بعد وقوع پذیر ہونا تھا۔ اس کی خبر پہلے ہی دے دی، اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم ﷺ غیب کی خبر بھی رکھتے تھے اور جو فرمان آپ ﷺ کر دیتے وہ پورا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دست نبوت کا کمال

حضرت ابوقر حانہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ اور خالہ کے پاس رہتا تھا اور بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھے اکثر کہا کرتی تھی کہ بیٹا حضور اکرم ﷺ کے قریب نہ جانا وہ تمہیں اغوا کر لیں گے۔

حضرت ابوقر حانہ کہتے ہیں مگر میں اپنی بکریوں کو چراگاہ میں چرتا چھوڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا۔ سارا دن میں آپ کی باتیں سنا کرتا تھا۔ جب شام ہوتی تو بکریوں کو لے کر گھر چلا آتا مگر انکے تھن دودھ سے خشک ہو جاتے۔ مجھ سے خالہ نے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ تمہاری بکریوں کے تھن دودھ سے خشک ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے کوئی علم نہیں۔

اس کے بعد میں نے دوسرے دن بھی عادت کے مطابق ایسا ہی کیا پھر اگلا دن بھی ایسے ہی گزرا حتیٰ کہ میں مسلمان بھی ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی خالہ والی بات عرض کی اور اپنی بکریوں کا حال بھی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: اپنی بکریاں میرے پاس لے آؤ چنانچہ میں انہیں آپ کے پاس لے گیا۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ان بکریوں کے تھنوں اور ان کی پشتوں پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان میں برکت کی دعا کی۔

تو وہ دودھ اور مکھن سے بھر گئیں جب میں اپنی خالہ کے پاس ان کو لے کر گیا تو انہوں نے کہا کہ اے بیٹے! انہیں ایسے ہی چرایا کرو۔ میں نے اپنی خالہ اور والدہ کو اپنے مسلمان ہونے کا واقعہ بتایا تو وہ بھی مسلمان ہو گئیں۔

سرکار دو عالم نور مجسم سرور عالم ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں جو بہت سے صحابہ کرام کے ایمان کا وسیلہ بنے ہیں۔ ایک اور نورانی اور ایمانی وجدانی معجزہ ملاحظہ فرمائیں۔

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

ایک مرتبہ مشرکین نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا بتاؤ کونسا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو۔ لوگوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھائیں۔ سرکار نے فرمایا: ٹھیک ہے اگر میں چاند کے دو ٹکڑے کر دوں تو کیا تم کلمہ پڑھ لو گے؟ لوگوں نے جی ہاں۔

سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اور چاند دو ٹکڑے ہو کر سرکار اکرم ﷺ کے قدموں میں آ گیا چنانچہ ایسا عظیم معجزہ جو سرکار دو عالم ﷺ سے پہلے کسی کو عطا نہ ہوا تھا، دیکھ کر بہت سے لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

سرکار دو عالم ﷺ کا حکم صرف زمین پر ہی نہیں چلتا بلکہ سرکار دو عالم ﷺ کے اشارہ کرنے سے چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے جب سرکار دو عالم ﷺ بچپن میں جھولے میں اشارہ فرماتے جدھر سرکار کی انگلی چلتی چاند بھی ادھر ہو جاتا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا اشاروں پر ہی چلتا تھا کھلونا نور کا

اس معجزے سے سرکار دو عالم ﷺ کے اختیار مبارک کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کی حکومت صرف زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر بھی ہے۔ آپ کی شان و عظمت وہ ہے کہ ساری کائنات آپ کی غلام ہے۔ ہمارے آقا وہ ہیں۔

☆☆☆☆☆

محمد عبدالاحد قادری
گوگٹراں تحصیل و ضلع لودھراں

شائقین نقابت کیلئے انمول تحفہ

راہنمائے نقابت

مؤلفہ

ملک محبوب الرسول قادری

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ، لاہور